

آئین اکبری

تصنیف
علاء الدین فیضی
ترجمہ
مولوی محمد شفیع صاحب دہلی





سلسلہ کتب اسلامیہ جامعہ عثمانیہ

آئین اکبری

جلد اول (حصہ اول)

تصنیف
علامہ ابوالفضل

ترجمہ

مولوی محمد فردا علی صاحب طالب

رکن شعبہ تالیف و ترجمہ جامعہ عثمانیہ سرکار عالی

۱۳۵۶ھ م ۱۳۴۷ھ ف ۱۹۳۸ء

ڈپلومہ جامعہ عثمانیہ سرکار عالی

فہرست مضامین

تین اکبری جلد اول حصہ اول

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۳۰	عمال دارالضرب۔ آئین (۶) (دیواری) سونے کی آزمائش۔	۱	دیباچہ
۳۴	آئین (۷) کھوٹے سونے کو کھر کرنے کی ترکیب۔	۱۳	ہدایات مصنف
۳۷	چاندی میں میل دریافت کرنے کا طریقہ۔	۱۵ تا ۳۴	دفتر اول
۴۰	آئین (۸) سونے کو چاندی سے علیحدہ کرنے کی ترکیب۔	۱۵	آئین (۱) منزل آبادی۔
۴۲	آئین (۹) راکھ سے چاندی نکالنے کی ترکیب۔	۱۹	آئین (۲) خزانہ داری
۴۴	آئین (۱۰) اسکے بات سلطنت: سونے کے سکے۔	۲۲	آئین (۳) خزینہ جواہر۔
۴۶		۲۵	آئین (۴) دارالضرب
		۲۸	آئین (۵)

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۹۱	آئین (۲۱) فراش خانہ۔	۵۰	چاندی کے سگے روپیہ۔ تانے کے سگے۔
۹۵	آئین (۲۲) آبدار خانہ۔	۵۵	آئین (۱۱) درم و دینار۔
۹۸	آئین (۲۳) مطبخ (باورچی خانہ)	۵۸	آئین (۱۲) چاندی اور سونا وغیرہ بچنے والوں کا نفع
۱۰۲	آئین (۲۴) مصالحہ۔	۶۲	آئین (۱۳) دھاتوں کی پیدائش کا بیان
۱۰۴	آئین (۲۵) نان	۶۷	آئین (۱۴) دھاتوں کی گرانی و سبکی کے بیان میں
۱۰۸	آئین (۲۶) صفیائے۔	۷۲	آئین (۱۵) شادی حرم سرا کے قوانین۔
۱۱۰	آئین (۲۷) نرخ اجناس۔	۷۶	آئین (۱۶) سفر کے اسباب قیام و سترزل۔
۱۱۰	جدول نرخ اجناس ملحقہ۔	۷۹	آئین (۱۷) فوج کا اجتماع۔
۱۱۱	جدول نرخ اجناس غریبی۔	۸۱	آئین (۱۸) آئین سپرغ افروزی۔
۱۱۳	جدول سبزی۔	۸۴	آئین (۱۹) شکرہ سلطنت
۱۱۴	جدول اقسام دال۔	۸۸	آئین (۲۰) نگین شہنشاہی۔
۱۱۵	جدول اقسام آٹا۔ جدول چاندی و گشت		
۱۱۶	جدول گھی و غیرہ۔		
۱۱۷	جدول شیرینی۔ جدول مصالحہ طعام۔		
۱۱۸	جدول ترشی۔		
	آئین (۲۸)		

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۱۸۰	جدول پشمینہ۔	۱۲۲	جدول میوہ تورانی وغیرہ۔
۱۸۲	آئین (۳۴)	۱۲۳	جدول میوہ شیریں ہندی۔
۱۸۳	پیدائش رنگ۔	۱۲۶	جدول میوہ ہندی میخوش۔
	آئین (۳۵)	۱۲۷	جدول میوہ ترش ہندی۔
	تصویر خانہ۔	۱۲۸	جدول میوہ ترم ہندی۔ جدول میوہ ہندی جو بعد پکانے کے کھایا جاتا ہے۔
۱۹۷	آئین (۳۶)	۱۳۰	آئین (۲۹)
	قورخانہ یعنی سلاح خانہ۔		پیدائش طعم
۲۰۰	جدول آئین قورخانہ۔	۱۳۱	آئین (۳۰)
۲۰۴	آئین (۳۷)		خوشبو خانہ۔
	توپ۔	۱۳۲	جدول خوشبوئیات۔
۲۰۶	آئین (۳۸)	۱۳۶	جدول گلہائے خوشبو
	بندوق۔	۱۳۷	جدول گل خوش رنگ۔
۲۱۰	آئین (۳۹)	۱۵۰	آئین (۳۱)
	یرغواضق۔		پیدائش خوشبو
۲۱۱	مراتب بندوق۔	۱۶۸	آئین (۳۲)
۲۱۴	آئین (۴۰)		کرکراق خانہ و توشک خانہ
	ماہوارہ بند و قچی۔	۱۷۳	آئین (۳۳)
۲۱۶	آئین (۴۱)		شال۔
	فیل خانہ۔	۱۷۵	جدول زری۔
۲۲۸	مراتب فیل۔	۱۷۷	جدول ابریشمی۔
۲۳۰	آئین (۴۲)	۱۷۹	جدول پارچہ جات ریشمانی (سوتی)
	خوراک۔		
۲۳۲	آئین (۴۳)		

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۲۶۴	آئین (۵۵)	۲۳۶	خدا متکذرا راں
۲۶۵	آئین (۵۶)	۲۳۷	آئین (۴۴)
۲۶۶	آئین (۵۷)	۲۳۸	رخت۔
۲۶۷	آئین (۵۸)	۲۳۹	آئین (۴۵)
۲۶۸	آئین (۵۹)	۲۴۰	خاصہ فیلاں۔
۲۶۹	آئین (۶۰)	۲۴۱	آئین (۴۶)
۲۷۰	آئین (۶۱)	۲۴۲	خاصہ ساری
۲۷۱	آئین (۶۲)	۲۴۳	آئین (۴۷)
۲۷۲	آئین (۶۳)	۲۴۴	عزمت
۲۷۳	آئین (۶۴)	۲۴۵	آئین (۴۸)
۲۷۴	آئین (۶۵)	۲۴۶	اصطبل۔
۲۷۵	آئین (۶۶)	۲۴۷	آئین (۴۹)
۲۷۶	آئین (۶۷)	۲۴۸	مراتب اسپ۔
۲۷۷	آئین (۶۸)	۲۴۹	آئین (۵۰)
۲۷۸	آئین (۶۹)	۲۵۰	خوراک۔
۲۷۹	آئین (۷۰)	۲۵۱	آئین (۵۱)
۲۸۰	آئین (۷۱)	۲۵۲	رخت۔
۲۸۱	آئین (۷۲)	۲۵۳	آئین (۵۲)
۲۸۲	آئین (۷۳)	۲۵۴	یارگیر۔
۲۸۳	آئین (۷۴)	۲۵۵	آئین (۵۳)
۲۸۴	آئین (۷۵)	۲۵۶	دلغ۔
۲۸۵	آئین (۷۶)	۲۵۷	آئین (۵۴)
۲۸۶	آئین (۷۷)	۲۵۸	پُرکردن۔

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۳۱۷	آئین (۷۷)	۲۸۷	خدا شکر الہ
۳۱۸	دیدن شتر	۲۸۸	آئین (۷۸)
۳۱۹	آئین (۷۸)	۲۸۹	استرقادہ
۳۲۰	دیدن گائے	۲۹۰	آئین (۷۹)
۳۲۱	آئین (۷۹)	۲۹۱	خوراک
۳۲۲	دیدن شتر	۲۹۲	آئین (۸۰)
۳۲۳	آئین (۸۰)	۲۹۳	رخت
۳۲۴	آئین (۸۱)	۲۹۴	آئین (۸۱)
۳۲۵	جانوروں کے کشتی لڑنے اور	۲۹۵	شہار وری
۳۲۶	اس پر شرط لگانے کا	۲۹۶	آئین (۸۲)
۳۲۷	آئین (۸۲)	۲۹۷	یار
۳۲۸	عمارت	۲۹۸	آئین (۸۳)
۳۲۹	آئین (۸۳)	۲۹۹	کونشن تسلیم
۳۳۰	نرخ	۳۰۰	آئین (۸۴)
۳۳۱	مزدوروں کی شرح اجرت	۳۰۱	استاد و شست
۳۳۲	مکان تعمیر کرانے کی شرح اور اس کا اندازہ	۳۰۲	آئین (۸۵)
۳۳۳	مختلف قسم کی لکڑیوں کا وزن	۳۰۳	دیدن مردم
۳۳۴	دستروم	۳۰۴	آئین (۸۶)
۳۳۵	در سپاہ آبادی	۳۰۵	رہنمونی
۳۳۶	آئین (۸۷)	۳۰۶	آئین (۸۷)
۳۳۷	شاہی فوج کے مختلف مدارج اور	۳۰۷	دیدن میل
۳۳۸		۳۰۸	آئین (۸۸)
۳۳۹		۳۰۹	دیدن اسپ

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۳۹۲	پایہ نگین (مہروں کے مراتب و مدارج) آئین (۱۳) فسرمان بیاضی۔	۳۴۷	سپاہ کی تقسیم۔ آئین (۲) لشکر کے جانور۔
۳۹۴	آئین (۱۴) برگرفتہن مواجب (مقررہ مہولیائی تنخواہ)	۳۵۳	آئین (۳) منتصبدار۔
۳۹۶	آئین (۱۵) مسافدہ فوجی عہدہ داروں کو مالی امداد	۳۵۶	جدول مناصب۔
۳۹۸	آئین (۱۶) انعام۔	۳۶۳	آئین (۴) احدی۔
۳۹۹	آئین (۱۷) خیرات	۳۶۶	آئین (۵) دوسری قسموں کے سوار۔
۴۰۰	آئین (۱۸) وزن مقدس۔	۳۶۸	آئین (۶) پیادہ فرج۔
۴۰۲	آئین (۱۹) سیورغال۔	۳۷۴	آئین (۷) جانوروں کے داغہ بی کے قوانین۔
۴۰۷	آئین (۲۰) گردون گرداں (جہاں پناہ کے ایجاد کردہ چرخ اور گھاڑیاں)	۳۷۷	آئین (۸) داغ کر۔
۴۰۹	آئین (۲۱) دہ سیری۔	۳۷۹	آئین (۹) کیشک (چمکی)
۴۱۰	آئین (۲۲) جن مراٹھی و مختلف تہواروں کا آئین۔	۳۸۱	آئین (۱۰) واقعہ نویسی۔
		۳۸۴	آئین (۱۱) سہ انجام سند۔
		۳۹۰	آئین (۱۲)

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۴۴۹	مرغابی	۴۱۲	آئین (۲۳)
۴۵۰	دراج - پودہ	۴۱۳	خوشن روز (سینا یازار)
۴۵۱	لکڑا - خوشانی - غوک (میتھک)	۴۱۴	آئین (۲۴)
۴۵۳	آئین (۲۹)		کدخدائی -
	نشاط بازی - چوگان بازی	۴۱۷	آئین (۲۵)
۴۵۶	عشق بازی (دکبوتر بازی) -		آموزش تعلیم
۴۶۱	خاصے کے کبوتروں کا رنگ	۴۱۹	آئین (۲۶)
۴۶۳	چوڑ بازی (چوسر بازی)		میسر بھری -
۴۶۶	چندل سدل -	۴۲۵	آئین (۲۷)
۴۶۹	گنجفہ -		شکار -
	بزرگان جاوید دولت (اعیان سلطنت)	۴۲۷	شیر کا شکار
۴۷۴	جدول نام منصب داران عہد عدلت	۴۲۹	ماتھی کا شکار
	دانش اندوزان جاوید دولت	۴۳۱	چیتوں کا شکار
۴۸۷	(علماء و فضلاء کے مملکت) -	۴۳۴	آئین (۲۸)
	جدول دانش اندوزان جاوید دولت اکبری		چیتوں کی خوراک اور یوزیانوں کی تنخواہ -
۴۸۸	علمائے قلاہر و باطن -		شکاری پیتے کی چالاکی و تیز دستی
۴۹۲	قافیہ سنجان (شعرا)	۴۳۶	سیاہ گوش -
۵۳۷	آئین (۳۰)	۴۳۸	کٹے - ہرن کا شکار ہرن سے -
	خیاگراں و ارباب نعمہ	۴۳۹	شکار بڑگا و میش (بھینسے کا شکار)
۵۳۸	جدول خیاگراں (ارباب نعمہ)	۴۴۳	پرندوں کا شکار
۵۴۱ تا ۵۴۶	دفتر موسم	۴۴۴	پرندوں کی خوراک
	در لاک آباد	۴۴۶	پرندوں کی قیمت قیمتوں کا تعین
۵۴۱	آئین (۱)	۴۴۷	

صفحات	مضامین	صفحات	مضامین
۵۶۰	تاریخ ہجری۔	۵۴۸	تاریخ الہی۔
۵۶۲	تاریخ یزدجرد۔ تاریخ ملکی۔	۵۵۲	ہندی تاریخ۔
۵۶۳	تاریخ خانی۔ تاریخ الہی۔	۵۵۳	تاریخ خطائی۔
۵۶۸	آئین (۲)	۵۵۴	ترکی سند۔
	سپہ سالار۔	۵۵۵	تاریخ بنجم۔
۵۷۳	آئین (۳)	۵۵۶	تاریخ آدم۔ تاریخ یہود۔ تاریخ طوفان۔
	فوجدار۔	۵۵۷	تاریخ بخت نصر۔ تاریخ پلبیس۔
۵۷۵	آئین (۴)	۵۵۸	تاریخ قبلی۔
	سیر عدل و قاضی۔	۵۵۹	تاریخ رومی۔
			تاریخ اغسطوس۔
			تاریخ نصاریٰ۔ تاریخ انطونیس رومی۔
			تاریخ قلعانیوس رومی۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

امین اکبری

جلد اول

دیباچہ

خدا یا بشر تجھ کو کیا کہے
 جھکے گرتو اعلیٰ و برتر کہے
 تر از سر بستہ اے بے نیاز
 سحر تیری بگناہ ہے شام سے
 یہ حادثہ اثر اور فانی نشان
 بیاباں تری مدح کا ہے فراخ
 نہ شیوا زبانی نہ غائر نظر
 نہ پائے ارادت نہ ذوقِ سفر
 تقاضا تو یہ ہے کہ جو یاں رہے
 زباں گنگ ہو عقل حیراں رہے

مگر مختصر یہ کہ مولیٰ کہے
 اقامت میں اللہ اکبر کہے
 ہے پردے ہی پردے میں سرگرم ناز
 بری ہے تو آغ از و انجام سے
 بھلا تیرے ملکِ قدیم میں کہاں
 زمیں اس بیاباں کی ہے سنگلاخ
 نہ جوشِ طلب ہے نہ کیفِ خبر
 کہاں ایسے جنگل میں بھٹکے بشر
 مگر عجب زکھتا ہے ناداں رہے
 اسی نامرادی میں شاداں رہے

تیری شانِ حیرت سے دیکھا کرے
 تجھے بھیج دی میں پکار اکبرے

حقیقی معرفت کا تقاضا یہ ہے کہ انسان خدا کی مدح و ثنا کو صرف الفاظ و اقوال میں محدود نہ رکھے بلکہ اپنے افعال و کردار سے بھی اسی کی عظمت و جلال کا کلمہ پڑھے۔ خالق مطلق کی صنایعوں کے چند عجیب و غریب کوشموں کو زبان قلم سے بیان کر کے دیکھی سعاد توں کا ذخیرہ جمع کرے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اس مدح و ثنا میں جو دل سے نکلتے وہی قلم سے ٹپکے۔ اگر قلم کی رفتار نے دل کی گفتار کا پورا پورا ساتھ دیا تو ممکن ہے کہ اس شخص پر انوار شہنشاہی کی جھلک پڑ جائے اور ثنا گراں روشنی میں دریا سے چند قطرے اور بیاباں سے کچھ ذرے حاصل کر لے اور اس طرح اس کے اقوال و افعال کی ویران زمین سرسبز و شاداب ہو۔

ابو الفضل مبارک شاہی ثنا گری کے پیرائے میں خدا کی شکر گزاری کی نغمہ سرائی کر کے تعریف کے بیش بہا موتیوں کو تحریر کی لڑیوں میں پروتا اور دنیا کے سامنے لاتا ہے۔ میری مدح سرائی کا یہ مقصد نہیں ہے کہ میں اس بادشاہ عالیجاہ کی بزرگ ترین خصلتوں اور بہترین عادتوں سے بنی نوع انسان کو آگاہ کروں جس نے دنیا کو طرح طرح کی رنگ آمیزی سے لیب و زینت دی ہے اور اپنی جدت پسند طبیعت سے عالم کے رشتہ انتظام میں بہترین جواہر پروئے ہیں اس لئے کہ جو شے روز روشن کی طرح ظاہر ہے اس کو خواہ مخواہ تحریر میں لانا اپنی نا سمجھی کا خود اظہار کر کے عقلمندوں کے تیر لامت کا نشانہ بننا ہے۔ میں صرف اپنی ذاتی واقفیت کے گوہر ہاتھ پر رکھ کر دنیا کے بازار میں آتا ہوں اور اپنے دل کی خود ستائی کو ایسی دوا دوش کے مشغلے میں مشغول و مصروف رکھتا ہوں۔

ظاہر ہے اس عظیم الشان کام کو سر انجام دینے کی ذمہ داری اپنے اوپر لینا جس کا بار آسمانی طبقوں کے رہنے والے بھی نہیں اٹھا سکتے خود ستائی میں داخل نہیں ہے بلکہ اس حیرت سے اپنی نااہلیت اور تا عاقبت اندیشی کو دوسروں پر ظاہر کرنا ہے۔ میرا اصل مقصد اس تصنیف سے یہ ہے کہ اس مبارک عہد کے رہنے والوں کو اس بمیشال ہستی کی عقل و دانش عالی ہستی حسن انتظام و محاسن افعال سے آگاہ کروں جو مادی و غسیسہ مادی ہر دو قسم کی ہر شے حقیقت سے واقف اور میدان علم کے نشیب و فراز کا پورا مرد میدان ہے اور آئندہ نسل کے لئے بہترین تحفہ یا دگار چھوڑ جاؤں۔

محسن کے احسانات کی شکر گزاری کرنا دنیا و آخرت ہر دو عالم کے لئے اعلیٰ ترین سامان کا مہیا کرنا ہے مگر یہ کہ اس مطلب آشناء دنیا میں جہاں طبیعتوں کی افتاد ایک دوسرے سے مختلف انسانی خواہشیں متضاد و انصاف معروض اور رہتا موقوفہ ہیں کچھ ایسے دشمن خاص بھی ہوں جو اس عقل و دانش کے دفتر کی ہدایتوں سے اپنی کار بر آری کر سکیں اور عالم کے بے پایاں جنگل میں جہاں علم و عمل کے مجموعہ کی وجہ سے ہر وقت ایک کشاکش رہتی ہے حیرانی اور سرگردانی سے نجات پائیں۔ یہی وہ مبارک خیال ہے جس نے مجھے اس امر کی طرف متوجہ کیا کہ میں بادشاہ عالم پناہ کے جاری کردہ قوانین کو سر میں لا کر دور و نزدیک دنیا کے ہر گوشے کے بسنے والوں کے لئے ہدایت اور واقفیت کا ایک مکمل کارنامہ چھوڑ جاؤں۔

میرا ارادہ یہ ہے کہ قوانین شاہی کو معرض تحریریں لاؤں اس لئے پہلے خود بادشاہ کی بلند پایہ شخصیت اور اس کے ارکان دولت کی اہمیت کا کچھ ذکر کرتا ہوں واضح ہو کہ خدا کے نزدیک مرتبہ شاہی سے زیادہ بلند کوئی دوسرا مقام نہیں ہے۔ دنیا کے تمام عقلا اسی حشرِ شہسہ اقبال سے سیراب ہوتے ہیں جو لوگ میرے اس دعوے پر دلیل طلب کرتے ہیں ان کو خاموش کرنے کے لئے بھرف یہ امر کافی ہے کہ دنیا میں سرکشوں کو زیر کرنا اور بنی نوع انسان کو اطاعت کے صراطِ مستقیم پر چلانا صرف اسی مرتبہ اعلیٰ کا کام ہے بلکہ لفظ بادشاہ کا مفہوم خود میرے دعوے کو قوی کرتا ہے ظاہر ہے کہ اس لفظ کا جزو اول یا د اقتدار پر دلالت کرتا ہے اور شاہ کے معنی مالک یا آقا کے ہیں اس لئے یہ امر بدیہی ہے کہ حکمران کو اقتدار و مالکیت کا حشرِ شہسہ تسلیم کیا جائے اور صدقِ دل سے اس امر کا اعتراف کیا جائے کہ اگر شاہی جاہ و جلال کا وجود نہ ہوتا تو نہ تو دنیا کو فتنہ و فساد کے تباہ کن طوفان سے نجات حاصل ہوتی اور نہ عالم سے خود غرضی و نفس پرستی کی بیج و بنیاد کا قلع قمع ہوتا۔ اگر انسان کے سر پر حکمران کا سایہ نہ ہوتا تو بنی آدم غصہ و طمع کے ناگوار بوجھ سے دب کر نیستی کے عمیق غاریں گر جاتے۔ بازارِ دنیا کی ساری رونق جاتی رہتی اور تمام عالم بجا کے ایک دلکش سبزہ زار ہونے کے دیران سرزمینِ نظر آتا۔

شاہانہ انصاف کی نورانی شمع بعضوں کو تو صراطِ اطاعت پر مسترت خیر قرار میں

چلاتی ہے اور بعض افراد شاہی سیاست سے مرعوب ہو کر ظلم و ستم سے کنارہ کش ہوتے اور خوف کی وجہ سے اسی راستے پر چلتے ہیں۔ شاہ کا لفظ عام طور پر اس شخص کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جس نے اپنے ہمجنسوں میں کوئی خاص امتیاز پیدا کیا ہو جیسا کہ شاہ سوار و شاہ راہ کے مفہوم سے ظاہر ہے۔

شاہ نوشہ کو بھی کہتے ہیں۔ بادشاہ کی ذات عالم میں دولہا ہے اور دنیا عزیز ہے جو حکمران کے جہاں جہاں آرا کی فریفتہ ہو کر آخر میں اس کی پرستار بن جاتی ہے۔

نادان و کوتاہ ہیں اشخاص حقیقی و خود غرض و عزیز فرامردوں میں کسی نہ نہیں کرتے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اس فرق کی شناخت کرنا بچہ سیکھنے کے لئے کہ خزانے کی سموری سپاہ و فوج کی درستی خدمت گزاروں کی اطاعت پذیری عقلمند مشیروں کی کثرت مختلف ہنرمندوں کی جماعت اور اسباب جاہ و چشم کی فراوانی پر دو حکمران کے مشترک نشانات عظمت ہیں جن کی وجہ سے دونوں فرامرد و ایک دوسرے سے ممتاز نہیں ہو سکتے لیکن صاحبان بصیرت اس فرق کو بخوبی پہچانتے ہیں مذکورہ بالا مراتب حشمت اول الذکر کے لئے دیر پا بلکہ دائمی ہیں اور دوسرے کے لئے زوال پذیر۔

حقیقی فرامرد و خود ان نشانات عظمت کا فریفتہ نہیں ہوتا بلکہ وہ ان مراتب کو ظلم و ستم کے مٹانے اور ہر جذبہ خیر کے پیدا کرنے کا ذریعہ و واسطہ بناتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ امن و امان انصاف و پرہیزگاری و فاشکاری اور زیادتی اخلاص وغیرہ حقیقی رحمتوں کے برکات بتی نوع انسان پر بارش کی طرح برستے ہیں برخلاف اس کے خود پسند و مطلب آشنا حکمران ان اسباب جاہ و جلال کا بندہ ہے درمیان جاتا ہے اور اپنی ظاہری شان و شوکت پر نازاں ہو کر تکبر و غرور و خودی و حسد و پلوسی خود پرستی و خود غرضی وغیرہ روحانی امراض کا شکار بن جاتا ہے اور اس طرح خوف و خطر بے اطمینانی و بے آرامی فتنہ و فساد ظلم و ستم بیوفائی و قزاقی کے تباہ کن دروازے رعایا کے لئے کھل جاتے ہیں۔

چراغ شاہی خدا کا ایک درخشاں نور اور آفتاب عالم تاب کی ضیا ہے جو حقیقت میں کتاب تمہیل کی ایک بین دلیل اور تمام خوبیوں کا لچا و ماوی ہے۔ حال کی

اسطلاح میں انوار شاہی کو فرایزدی (الوہیت کی صنیا یا روشنی) کہتے ہیں قدیم زمانے میں اس مبارک روشنی کو گہیاں خدیو کے نام سے یاد کرتے تھے۔

مرتبہ شاہی بلا واسطہ خدا کی طرف سے کسی برگزیدہ شخصیت کو عطا ہوتا ہے۔ اس اعلیٰ مرتبہ کی نورانیت اُس بزرگ ہستی کے سراپا پر چھا جاتی ہے جس کو دیکھ کر تمام بنی نوع انسان اُس کے سامنے اپنا سراطاعت جھکا دیتے ہیں۔

اس کے علاوہ یہ شمع ہدایت متعدد بہترین خصائل کا مرکز ہے جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) شفقت پدری۔ ہزار ہا انسان بادشاہ کی اس مہر و محبت کے سائے عاطفت میں پرورش پاتے ہیں اور اختلاف مراتب کی وجہ سے فتنہ و فساد کی شورش برپا نہیں ہوتی۔ بادشاہ اسی جذبے کے تحت اپنی دوراندیشی سے زمانے کی بنض شناسی فرماتا اور رفتار زمانہ کے مطابق حکمرانی کرتا ہے۔

(۲) دریا دلی۔ یہی وہ جذبہ ہے جس کی وجہ سے کسی ناگوار منظر کو بھی دیکھ کر بادشاہ کے مزاج میں تغیر نہیں واقع ہوتا اور طوفان بے نیازی کے باعث فرماں روا کے عزم و استقلال اور اُس کی قوت فیصلہ میں فرق نہیں آتا۔ بادشاہ اپنی شاہانہ ہمت سے آگے قدم بڑھاتا ہے اور اُس کے خداداد عزم میں دو چند اضافہ ہو جاتا ہے۔ کسی عہد کی شخصیت بادشاہ کے قلب کو مرعوب نہیں کر سکتی جتنی بزرگ کم مایہ و امیر حصول مقاصد کے لئے بادشاہ کے گرد جمع ہوتے ہیں اور ہر شخص کا درست سوال بلا انتظار کی تکلیف اٹھائے ہوئے کو ہر مراد حاصل کر لیتا ہے۔

(۳) روز افزوں توکل۔ بادشاہ خدا کو کارساز حقیقی جانتا ہے اور دنیاوی اسباب کی پراگندگی اُس کی جمعیت خاطر کو درہم و برہم نہیں کر سکتی۔

(۴) طاعت و عبادت۔ ارادوں کی کامیابی بادشاہ کے قلب سے خدا کی یاد کو نہیں بھلاتی اور کسی قسم کی ناکامی اُسے کارساز حقیقی کے آستانے سے اٹھا کر فانی و مجازی واسطوں کے درپر نہیں لے جاتی۔ حقیقی حکمران کی نفسانی خواہشوں کی باگ ہمیشہ عقل کے ماتھے میں رہتی ہے۔ تمنائوں کے بے پایاں جنگل میں بادشاہ دنیاوی مقاصد کا فریفتہ ہو کر کبھی بچپن نہیں ہوتا اور نہ کبھی ناشائستہ شے کی تلاش و محبت میں

اپنا قیمتی و مبارک وقت ضائع کرتا ہے۔ بادشاہ غیظ و غضب کو جو سرمایہ ظلم ہے اس طرح عقل کا تابع بناتا ہے کہ قہر و ستم جو حقیقی طور پر نامینا ہیں کبھی اپنا ہاتھ بلند نہیں کرتے اور بے پردائی حد اعتدال سے قدم نہیں بڑھا سکتی۔

بادشاہ مطلق و مدار کو اپنا شعار بناتا ہے تاکہ مخوف و برگشتہ اشخاص کو بھی بغیر پردہ دری کی ذلت و رسوائی برداشت کئے راہ راست پر واپس آنے کا موقع ملتا رہے۔ حقوق کے فیصلے میں بادشاہ خود داد و خواہ نظر آتا ہے اور سائل اس کے جیسا نہ برتاؤ سے اپنے کو حاکم عدالت خیال کرتا ہے۔ بادشاہ سائلوں کو بہت زیادہ امید و بیم میں گرفتار نہیں رہنے دیتا اور مخلوق کی خوشنودی کو خالق کی رضا مندی خیال کرتا ہے۔ بادشاہ مخلوق کو کبھی کسی ایسے امر پر نبوش ہونے کا موقع نہیں دیتا جو عقل کے خلاف ہو اور ہمیشہ حق پسند افراد کا جویاں رہتا ہے۔ اس فرماں روا کو سخن شہسوار شہساز سے گونہا ہر گز نہائی تلخ کیوں نہ ہو غصہ نہیں آتا اور ہمیشہ گشتگو کا محل اور مہر و خند کرنے والے کی شخصیت اس کی نگاہ کے سامنے حاضر رہتی ہے۔ بادشاہ اس قدر انصاف دوست ہے کہ صرف خود ظلم و ستم سے پرہیز کرتے پر تشامت نہیں کرتا بلکہ اس کی اصل تنایہ ہوتی ہے کہ اس کی تمام قسملوں میں بیدار کا نام بھی نہ سنائی دے۔

بادشاہ ہر وقت رفتار زمانہ کی دیکھ بھال رکھتا ہے اس کے جسم کو کسی تباہ کن آزار کا شکار نہیں ہونے دیتا اور ہر بیماری کا بہترین علاج کرتا رہتا ہے جس طرح حیوانی مزاج عناصر کے صحیح اور تباط سے حد اعتدال پر رہتا ہے اسی طرح زمانہ سیاست کی طبیعت بنی نوع انسان کے مراتب کی صحیح تقسیم سے معتدل رہتی ہے اور اس طرح انسانوں کے مختلف گروہ یکدلی و یکجہتی کے پر تو سے جسم واحد کے حکم میں داخل ہو جاتے ہیں۔ انسانی گروہ چار قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(۱) جبری و بباد را فراو۔ ان کا مرتبہ جسم عالم میں عنصر آتش کے موافق ہے اس گروہ کی قہر آمیز عقل کے شعلے سے شور و پشت اشخاص کا تمام سامان فتنہ پردازی خاک سیاہ ہوتا ہے اور دنیا کی پُرا شوب فضا میں سکون و آسائش کے چراغ روشن ہو جاتے ہیں۔

(۲) پیشہ و رسوداگر۔ ان کا مرتبہ ہوا کا ہے۔ اس گروہ کی کار پر داری اور سیر و سیاحت سے خدا کی نعمتیں ہر شخص کے لئے عام ہو جاتی ہیں اور نسیم مراد کے

بھونکوں سے شجر حیات تازہ و شاداب ہوتا ہے۔

(۳) اہل قلم جس میں حکیم، طبیب، محاسب، مہندس، اہل نجوم وغیرہ داخل ہیں۔ یہ گروہ پانی کا حکم رکھتا ہے جس سے قلم عقل کی روانی سے خشک سال دنیا میں ایک دریا بہتا ہے جو کلشن عالم کو سیراب کر کے اُس کے ہر گوشے میں ایک خاص شادابی و سرسبزی پیدا کرتا ہے۔

(۴) کسان و مزدور۔ اس گروہ کو خاک سے تشبیہ دے سکتے ہیں۔ ان کی محنت و مشقت سے سرمایہ زندگی کی تکمیل ہوتی ہے اور ان کی کار پر دایمی قوت و شادابی پیدا کرتی ہے۔

ان وجوہات کی بنا پر بادشاہ کے لئے ضروری ہے کہ ان میں سے ہر گروہ کو اس کے مناسب مرتبہ عطا فرما کر دنیا کو آباد و مسمود کرے اور شخصی قابلیت کو دوسروں کی قدر افزائی کے ساتھ اس طرح ہمعنان رکھے کہ زمانے کی شورش و فساد بالکل نیست و نابود ہو جائیں اور مزاج عالم ہمیشہ اعتدال پر قائم و برقرار رہے۔

جس طرح کہ سیاسی شخصیت مذکورہ بالا چار مراتب انسانی کے ارتباط سے معتدل رہتی ہے اسی طرح شہنشاہیت بھی چار خدام دولت کی محتاج ہے جو اُس کے ظاہری و باطنی نظام کو حد اعتدال سے منحرف نہیں ہوتے دیتے۔

(۱) اعیان مملکت۔ یہ گروہ ہر وقت اپنی حقیقت شناسی کے باوجود کار و بار سلطنت کو بہترین طریقے پر انجام دیتا ہے اور میدان جنگ میں اپنی عقیدتمندی کا کامل طور پر اظہار کر کے جان نثاری میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرتا۔

خوش نصیب اہل دربار عنصر آتش کے مماثل ہے جو خود قلوب کو نور اطاعت سے روشن اور دشمن کو نار غضب سے خاک سیاہ کرتا ہے۔ اس گروہ کا صدر کبیل سلطنت ہے جو اپنی خداداد عقل کے وسیلے سے اخلاص کے چاروں مدارج (ترک حبان - ترک مال - ترک ناموس - ترک دین) طے کر کے ملکی و مالی ہر معاملے میں بادشاہ کا نائب ہوتا ہے۔ مجلس مشورت کو اسی شخص کے دم سے رونق حاصل ہوتی ہے اور سلطنت کے اہم معاملات اس کی تدبیر سے خوبی کے ساتھ طے ہوتے ہیں۔ ترقی و تنزل تقریر و بطنی و غیبی اس کی صائب رائے کے مطابق عمل میں آتے ہیں۔

اس شخص کو تجربہ کار و صائب الرائے ہونا چاہیے اور اس کا حوصلہ بلند اس کی ہمت عالی طبیعت نیک اور دل غنی ہونا ضروری ہے کہیل کو صلح پسند و کشادہ پیشانی ہونا چاہیے اس کے اخلاق اس قدر وسیع ہوں کہ عزیز و بیگانہ اس کی نگاہوں میں برابر ہوں اور دوست و دشمن سب کے ساتھ یکساں سلوک کرے۔

اہم معاملات کو خوبی سے حل کرے صداقت پسندی اس کا شعار ہو عام اشخاص کو آداب سلطنت کی تعلیم کرے اور خود دیگر افسر اراد کی نگاہوں میں صاحب وقعت ہو ضرورت کے وقت مشورہ طلب کرے اور صحیح مشورے پر عمل کرنا ضروری خیال کرے امانت دار احتیاط پسند و وراندیش ہو آداب شاہی سے واقف اور امور سلطنت کا بہترین شناسا ہو کارامروز بہ فردا نگذاں پر عمل کرے اور اپنے فرائض کے تنوع سے پریشان خاطر نہ ہو عام اشخاص کی تنادوں کو پورا کرنا اپنا فریضہ سمجھے اور اپنے تمام احکام و اعمال کی بنیاد محکوم طبقے کی رتبہ شناسی پر رکھے ہر دل عزیزی کو بہت بڑی نعمت سمجھے اور کم مرتبہ اشخاص سے بھی عزت و اخلاق سے پیش آئے اس امر کا لحاظ رکھے کہ گفتگو میں یا وہ گوئی اور افعال میں مجروری نہ ہو۔

اگرچہ خزانے کے دفاتر براہ راست اس کے ماتحت نہیں ہوتے لیکن ان محکموں کے محکام اجرائی حکم کے اسناد اسی افسر اعلیٰ سے حاصل کرتے ہیں اس شخص کو چاہیے کہ تمام احکام کا ایک خلاصہ دیانت و فراست کے ساتھ اپنے پاس رکھے میرال، مہر دار، میر بخشی، یار بیگی، قوریگی، میر توڑک، میر بھکر، میر بر، میر منزل، خوان سالار، قوش سگی، آختہ بیگی، اسس گروہ میں داخل ہیں ان میں سے ہر شخص کو دیگر افراد کے فرائض سے واقف ہونا ضروری ہے۔

(۲) اراکین سلطنت: محاصل ملک کے جمع کرنے والے اور نیز وہ اشخاص جو داخل و خارج سلطنت کے کارپرداز ہیں فرمانروائی کے قیام حقیقت میں ہوا کا حکم رکھتے ہیں۔ یہ گروہ نسیم دکنو از بھی ہے اور سموم جاگد از بھی ان کا افسر اعلیٰ وزیر سلطنت ہے جس کو دیوان بھی کہتے ہیں یہ امیر بادشاہ کا نائب اور محکمہ مال کا حاکم اعلیٰ ہے خزانوں کی حفاظت کرنا اور تمام حسابات کی تنقید اور ان کی جانچ پڑتال کرنا اسی افسر اعلیٰ کا کام ہے۔ وزیر نقد محاصل کا خزانہ دار اور ویران کہہ گونیا کا آباد کنندہ ہے اس افسر کو

دین الہی کا پیرو علم حساب کا ماہر سیر چشم بیدار مغز رحم دل پر مہیزگار کارکن خوشش تھری
انشا پر داز راست گو دیانت دار شگفتہ رو و جفاکش ہونا چاہیے۔

یہ افسر دراصل صاحب دفتر ہے جو اپنی دوراندیشی سے ستونی کی ہر شکل کو حل کرتا ہے جو اہم معاملہ کہ
وزیر سے بھی حل نہیں ہوتا اس کو کیل سلطنت طے کرتا ہے ستونی (صدر محاسب) صاحب توجیہ (محاسب فوج)
اور ادارہ نویس (محاسب بارگاہ) ناظر بیوتات (محافظ بارگاہ) دیوان بیوتات (مہتمم کارخانہ جات شاہی)
دیوان بیوتات (محاسب کارخانہ جات شاہی) مشرف گنجور (صیغہ و آخر ستراند)
واقعہ نویس اور عامل دیوان کے ماتحت اور اس کی ہدایت و احکام کے پابند ہیں۔

اکثر فرماں روا وزارت کو وکالت کا ایک جزو سمجھتے ہیں اور اس امر کے متمنی
رہتے ہیں کہ ملک میں کوئی ایسا جامع شخص مل جائے جو ان ہر دو دیوان سلطنت کا
کام انجام دے۔

اکثر اوقات کیل سلطنت تمام صفات سے موصوف دستیاب نہیں ہوتا
ایسی صورت میں کسی ایک شخص کو جس میں فی الجملہ صفات وکالت پائے جاتے ہوں
مشرف دیوان مقرر کر لیتے ہیں شخص اپنے عہدے کے لحاظ سے وکیل سے کم اور وزیر سے
عالی مرتبہ ہوتا ہے۔

(۳) حاضرین بارگاہ۔ یہ گروہ اپنی فہم و فراست کی روشنی اور معاملہ فہمی کی
منور شعاع اپنی زمانہ شناسی اور قوت مزاج دانی اپنی کشادہ پیشانی و شیریں زبان سے
بارگاہ سلطنت کا وہ گراں بہا جواہر ہے جو اپنے حسن عقیدت و خیر اندیشی سے بازار دنیا
میں نیکیوں اور خوبیوں کے ہزاروں انبار لگا دیتا ہے۔

یہ فرقہ اپنی روشن رائے اور صحیح عقل و دانش سے حرص و طمع کو پاہ زنجیر کرتا اور
جنگ گاہ عالم میں اپنی حکمت و دانائی کے ابر بارندہ سے غیظ و غضب کی آگ کو
بجھا دیتا ہے۔ سیاست ملک کے جسم میں یہ گروہ پانی کا حکم رکھتا ہے اگر اس کا مزاج
صاف رہا اور ان کی طبیعت میں کسی قسم کی آمیزش نہ ہوئی تو یہ گروہ دنیا سے کدورت
و مصائب کے گرد و غبار کو دور کر کے بزم عالم کے ہر گوشے کو نر و تازہ کرتا ہے اور اگر
ان کے طبائع حد اعتدال سے گزر گئے تو تمام دنیا سیلاب حوادث کے تلامخ خیز طوفان
میں غرق آسپ ہو جاتی ہے۔

اس فرقے کا سرگروہ مکیم ہے یہ شخص اپنی فہم و فراست اور اپنے حکمت آموز افعال سے برگشتہ و جاہل افراد کے اخلاق کو درست کر کے دنیا کی اصلاح کرتا ہے۔ صدر میر عدلی قاضی، طبیب، منجم، رمال اور شاعر وغیرہ اس گروہ میں داخل ہیں۔

(۴۷) اصحاب خدمت۔ یہ گروہ بادشاہ کے حضور میں اپنی خدمات کو انجام دیتا ہے جس میں سلطنت میں یہ فرقہ خاک سے مشابہ ہے اس گروہ کے اراکین شاہراہ بندگی کے افتادہ غلام اور حکمران کی منزل تقرب کے چاروبکش ہیں جہاں ہر وقت شاہی رعب و داب سے آن کے دل کا پتہ رہتے ہیں اگر یہ اراکین کثافت و رنگ سے پاک ہیں تو ان کا وجود اکیر ہے ورنہ چہرہ مقصود کا وہ بدنما داغ ہیں جس پر نظر ڈالنا بھی وبال جاں ہے۔

خواص۔ قوری۔ تربیت دار۔ آبدار۔ توپچی اور کرکیراق وغیرہ اسی طبقے میں داخل ہیں۔

اگر فرماں روا کے گرد ایسے خدام کا مجمع ہو جن کو خدا نے طالع مسعود و صفات حسنہ عطا کئے ہوں تو ان مختلف اشخاص کی اجتماعی حالت ایک ایسا گلدستہ خوش نصیبی ہے جس کی خوشبو سے ساری دنیا ہلک اٹھتی ہے۔

اقبال مند فرماں روا جس طرح اول چار گروہ کی پرورش و تربیت سے دنیا میں اعلیٰ انتظام کرتا ہے اس طرح سلطنت و فرمانروائی میں بھی موخر الذکر چار طبقوں کے وجود و ان کی نگہداشت سے بہترین آرائش و زینت کا اضافہ کرتا رہتا ہے۔

قدیم عقلا نے مندرجہ ذیل چار رکن سلطنت قرار دے دیے ہیں۔

(۱) دیانتدار عامل جس کا فریضہ یہ ہے کہ کاشتکاروں کی حفاظت اور رعایا کی پاسبانی کے علاوہ ملک کو آباد و مرفہ الحال اور خزانے کو مہمور کرے۔

(۲) فوج کا بیدار دل سپہ سالار۔ اس افسر پر لازم ہے کہ فرائض منصبی کو خوبی کے ساتھ انجام دے اور ماتحتوں کو اپنا ممنون احسان بنانے کا خواہشمند نہ ہو۔

(۳) میرداد۔ یہ رکن سلطنت حرص و خود غرضی سے پاک ہو کر بیدار مغزی کو اپنا شعار اور مسند راستی کو اپنا اجلاس بنائے اس افسر کو چاہیے کہ سوالات جرح کر کے مقدمات کی تہ کو پہنچے اور صرف شہادت و حلف پر کاربند نہ ہو۔

(۴) جاسوس دو واقعہ نویس اجو واقعات عالم کو بہ کلم و کاست درج کرے اور صداقت کا دامن مضبوط پکڑ کر دور مہنی کو کسی وقت بھی ہاتھ سے نہ جانے دے۔
انصاف دوست فرماں روا کے لئے یہ امر ناگزیر ہے کہ عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے کر بیچ اقسام کے افراد عالم سے صحیح معرفت حاصل کرے اور اسی علم کے مطابق عقل و فراست کے ساتھ حکمرانی کا ڈھکا بجائے۔

بہترین انسان وہ مرد وانا ہے جو ضروریات زمانہ کو عقل و دانش کے ساتھ فراہم کرنے کا انتظام فرمائے۔ اس کی نیکیوں کا سرچشمہ ایسا تنگ و محدود نہ ہو جس سے صرف اسی کا کوچہ سنا داب ہو بلکہ اس چشمے کی نہریں ایسی عام فیض رساں ہوں کہ ساری دنیا کی کشت امید ان سے سرسبز ہو یہی شخص فرماں روا کو اہم معاملات سلطنت میں مشورہ دینے کے لئے بہترین مشیر ہو سکتا ہے۔

اس کے بعد دوسرا مرتبہ انجمن نیک خیال شخص کا ہے جس کے محاسن کا دریا صرف اسی کے متعلقات تک محدود رہے اور دیگر بنی نوع انسان اس کے چشمہ فیض سے مستفید نہ ہو سکیں اگرچہ یہ شخص بھی توفیر و محبت کے لائق ہے لیکن اولیٰ انسان سے برتر کم ہے جس پر اس درجہ اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔

تیسرا مرتبہ اس سادہ لوح انسان کا ہے جس کے افعال میں نہ احسان و نیکی کی جھلک ہو اور نہ اس کا دامن بے مہر و بدکرداری کے غبار سے آلودہ ہو اگرچہ ایسا شخص کسی عزت و محبت کا سزاوار نہیں ہے لیکن اس امر کا مستحق ضرور ہے کہ اس کو اتنا موقع دیا جائے کہ خود اپنی زندگی آرام و آسائش سے بسر کرے۔

چوتھا مرتبہ اس خوابیدہ بخت انسان کا ہے جو خود تو اپنی برائیوں کا پورا شکار ہو لیکن دیگر اشخاص اس کی سیہ کاری کے نقصانات سے محفوظ ہوں۔ فرمانروائے ملک ایسے شخص کو ہمیشہ ناکامی کی حرارت سے تشنہ لب رکھتا ہے اور اپنی عمدہ ترین نصیحتوں اور شدید ترین سزا و ملامت سے اس پر گشتہ انسان کو نیکی کاری کے صراط مستقیم پر لے آتا ہے۔

سب سے کم مرتبہ و بدترین خلایق وہ انسان ہے جس کی سیہ کاری سے دیگر افراد عالم کے قلوب بھی تاریک اور اس کی بدکرداری سے تمام دنیا بے رحم و گشتار ہو۔

اگر اس لرغین کو خوابیدہ بخت انسان کا معالجہ راست نہیں آتا تو فرمانروا جو طبیب روحانی ہے اس کو مبروص سمجھ کر دیگر افراد کے میل جول سے باز رکھتا ہے۔ اگر اس ضرب سے بھی یہ سیبخت خواب غفلت سے بیدار نہ ہو تو پھر شکیب و غضب سے اس کا علاج کر کے دنیا کے کسی کام کی اس کو اجازت و موقع نہیں دیا جاتا۔ اگر یہ دوا بھی اس کے مزاج کے موافق نہ ہوئی تو آباد دنیا سے اس کو علیحدہ کر کے گوشہ ناکانی میں قید کر دیتے ہیں لیکن اگر یہ علاج بھی اس سیبخت کو سودمند نہ ہو تو اس کی آنکھوں کو بے نور دست و پا کو بیکار اور اس کے مجرم اعضاء و جوارح کو مجروح کرتے ہیں لیکن اس کے رشتہ حیات کو منقطع نہیں کرتے۔ روشن ضمیر عقلا انسانی پیکر کو نمونہ صنعت الہی سمجھ کر اس کو تباہ و خراب کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔

انصاف پر در سلاطین کے لئے یہ امر بحد ضروری ہے کہ وہ اپنی غائر نگاہ روشن عقل و فراست سے بیشتر انسانی اعمال و مراتب سے آگاہی حاصل کریں اور اس کے بعد کار فرمائی کے احکام و قوانین جاری کریں۔

یہی وجہ ہے کہ قدیم عقلا نے لکھا ہے کہ وہ سلاطین جن کے ہاتھ میں عثمان عقل ہوتی ہے ہر کم مایہ کو خدمت پر مامور نہیں کرتے اور نیز یہ کہ ہر خادم کو روزانہ شرف دیدار کا مستحق نہیں سمجھتے اور ہر ایسے بہرہ اندوز کو بساط تقرب پر بیٹھنے کی اجازت نہیں دیتے اور ہر حاشیہ نشین شاہی کلمہ و کلام و نیز مخاطبت کی عزت نہیں پاتا۔ ہر مخاطب بارگاہ شاہی میں باریاب ہونے کی سعادت حاصل نہیں کرتا اور ہر خوش نصیب جو اس نعمت سے بہرہ اندوز ہوتا ہے وہ راز دانی کے گراں پایہ مرتبے پر فائز نہیں ہوتا اور ہر راز دار سلطنت شیران دولت کے اہم بلند ترین گروہ میں شامل نہیں ہو سکتا۔

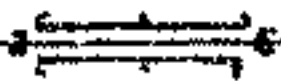
خدا کا شکر ہے کہ ہمارے عصر کا فرمان رواں تمام بہترین عادت و خصائل کا ایسا کامل مجموعہ ہے کہ اگر ہم اس کو صدر نشین ایوان سلطنت کہیں تو ہرگز بیجا نہ ہوگا ہمارے فرمانروا نے اپنے نور عقل سے انسان کے مختلف مراتب کا اندازہ فرما کر بلا کسی کوشش و واسطہ کے ہر چہار جانب عملی چراغ روشن فرما دیے ہیں زبان و قلم میں یہ قدرت کہاں جو ہم اپنے مالک کے روحانی مدارج و نیز آفاقے نامدار کے

قدسی صفات اعمال و کردار کی تفصیل تقریر یا تحریر کے ذریعے سے سنجو بی بی بیان کر سکیں اور اگر بعض محال ہشتے نمونہ از غر وارسے چند امور کی نشاندہی کریں بھی تو قوت سامرہ میں اُس کے سننے کی اور دماغ میں اُن کے سمجھنے کی تاب و طاقت کہاں سے پیدا کوں اس لئے بہتر ہے کہ اپنے عجز کا اظہار کر کے اس اہم فریضے کی ادائیگی سے اپنے کو معذرت سمجھیں اور جہاں پناہ کے ال آئین و قوانین کا ذکر کریں جو قبیلہ عالم نے عالم ظاہر یعنی دنیائے فانی کی بہبود و رفاه کے لئے جاری فرمائے ہیں۔

چونکہ کارخانہ فرمانروائی میں تین قسم کے احکام ناگزیر ہیں یعنی مسکن آبادی، سیاہ آبادی، ملک آبادی۔ انہیں ہر سہ رفاه پر توجہ فرمانا اولوالعزم سلاطین کا کام ہے۔ ابوالفضل مبارک پہلے آئین منزل آبادی کو اور بعد اس کے آئین سیاہ آبادی اور سب کے آخر میں قوانین ملک آبادی کو اس کتاب میں تفصیل کے ساتھ درج کر کے عملی دنیا کے طلبکاروں کے لئے بہترین تحفہ یادگار چھوڑتا ہے جو بظاہر مشکل لیکن حقیقتہً آسان یا یہ کہ بظاہر آسان مگر اصولاً دشوار ہے۔ تجربہ کار و تیز فہم حضرات جو عقل سلیم کے باوجود قدیم تاریخ سے بھی واقفیت رکھتے ہیں اس شبہ میں گرفتار ہو سکتے ہیں کہ سلاطین و فرمانروایان گزشتہ نے بغیر ان فراست انگیز قواعد و قانون کی واقفیت کے کیوں کر عالم میں اپنی حکومت کا ڈنکا بجایا اور غنیمت اس دریائے فراست کی آبیاری کے کیونکر ان کی سلطنتوں کا گوشہ گوشہ سرسبز و شاداب ہوا۔

اسی خیال و شبہ کو رفع کرنے کے لئے میں نے اس کتاب میں تین عنوان قائم کر کے ہر عنوان کے تحت آئین و قوانین مندرج کر دیئے ہیں اور ان پیشکار نعمتوں کا جو مجھ کو عطا فرمائی گئی ہیں اس طرح قلیل شکریہ ادا کر دیا ہے۔

ہدایات مصنف



چونکہ میں نے اس دفتر میں بعض مقامات پر ہندی الفاظ استعمال کئے ہیں

اس لئے حروف کے تعین و اعراب کی محنت میں بیدار کشش کی ہے۔ میرا مقصد صرف یہ ہے کہ واقفیت طلب ناظرین کو کسی طرح کی شکل پیش نہ آئے اور تحریف کی وجہ سے کوئی غرابی ابھی نہ پیدا ہو جو غلطی و مغالطہ کا باعث ہو۔ الف و لام یا ان کے شکل و بجز حروف اپنے اسما کی وجہ سے قاطعاً واضح و صاف ہیں۔ بعض حروف کو جس سے نقطوں سے متعین کر دیا ہے اور جو حروف سے کہ ان منہ نقطہ حروف سے۔ یہ مشابہ ہیں وہ غیر منقوطہ ہونے کی وجہ سے بخوبی سمجھ میں آجاتے ہیں۔

جو حروف کہ فارسی نثر ادب میں ان کو بالکل متماثر کر دیا ہے۔ جیسے بائے پدید و جمیم چین و کاف و گار و ژا سے مشرکہ وغیرہ اور کبھی ان حروف کو تین نقطہ والے حروف کہہ کر واضح و صاف کیا ہے۔ جو حروف کہ زبان فارسی میں بھی مستعمل نہیں ہیں ان کو ہندی لکھ کر شک کو دور کر دیا ہے۔

یا ئے، و می و تائے دستت کو تختانی و فوقانی لکھ کر متماثر کر دیا ہے۔ بائے آدب کو بلا کسی قید کے تے کے نام سے یاد کیا ہے۔ حروف و او۔ نوں۔ یائے و تائے کی اگر پوری اور صحیح آواز نکلتی ہے تو ان کو بلا کسی قید کے اسی طرح تحریر کیا ہے لیکن نوں غنہ کو جیسے نوں جان نوں غنی یا نوں پہاں لکھ کر املا کو واضح کر دیا ہے۔

بعض حروف ایسے ہیں جو لکھے جاتے ہیں مگر پڑھے نہیں جاتے جیسے مائے فرخندہ ان حروف کو میں نے مکتوب لکھ کر شک کو دور کر دیا ہے۔

اعراب میں زیر و پیش جہاں کہیں کہ صاف و اصل آواز نہیں دیتے وہاں ان کو معمول لکھ کر تلفظ کو واضح کر دیا ہے اور چونکہ الف کے باقیل زیر کا ہونا ضروری ہے اور مخفی ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اس لئے اس کے اعراب کو کسی قید کے ساتھ مقتبہ نہیں کیا۔

بائیں کی طرف

دفتر اول

آئین (۱)

مسند آبادی

بلند بہت و عالی فطرت وہ شخص ہے جو بلا غیر کی مدد کے دنیا کے ہر ذرے کو
 قدرت الہی کی نیکنگی کا جلوہ نگاہ جانے اور اپنے ظاہری و باطنی عادات و اطوار کو
 اسی حقیقت شناس رفتار کے سانچے میں ڈھالے اور اس کے بعد شناسائی
 پیدا کر کے اپنے اور پرانے سمجھوں کی قدر و عزت افزائی کرے۔ جو شخص اس
 بلند مرتبے پر نہ پہنچے اسے چاہیے کہ دنیا کے مشاغل میں مصروف نہ ہو بلکہ نرمی
 و لہجہ کو اپنا دستور العمل بنائے۔ اگر یہ بلند حقیقت شناس آدمی خلوت کے
 گوشہ تنہائی میں جا بیٹھتا ہے تو پسندیدہ و قابل عزت عادتیں اختیار کرتا ہے اور
 اگر دنیا کے سامنے آکر اپنے بنائے جنس کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے تو جان و دل
 سے اپنے کام کو حسن انتظام کے ساتھ پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے اور ہر تکلیف و فکر
 سے آزاد ہو کر اپنی زندگی کے دن بسر کرتا ہے۔ روحانی و جسمانی دینی و دنیاوی کسی قسم
 کی بھی بزرگی ایسے شخص کو حقیر سے حقیر کام کے انجام دینے سے بھی باز نہیں رکھتی بلکہ
 ہر کام کو سدا انجام دینا اس کے نزدیک خدا کی عبادت بندگی ہے جسے وہ خلوص
 کے ساتھ ادا کرتا ہے۔

اگر ایسا شخص ہر کام کو اپنے ماتحتوں سے خود تنہا انجام نہیں دے سکتا تو اسے
 چاہیے کہ اپنی انجام ہیں نگاہ و احتیاط پسند تجربے سے دو ایک ماتحت جو فہم و فہمات

آزادی خیال محنت و مشقت و نیز قلوب کے حالات کی شناخت کرنے میں مکمل ہوں منتخب کرے اور امور سلطنت ان کے سپرد کر کے خود مکمل نگہداشت کرے۔ جو بادشاہ کہ صرف بڑے بڑے کاموں کو انجام دیتا ہے عقلمند لوگ اسے اصل معنوں میں فرمانروا نہیں کہتے۔ اگرچہ بعض ایسے حکمران کو جو صرف اعلیٰ امور پر توجہ کرے اور ادنیٰ افعال کو نظر انداز کرے برا نہیں سمجھتے اس لئے کہ طامع و خوشامد کن افراد جو حیلہ سازی سے اپنے کو نیک طینت اشخاص کے گروہ میں داخل کرنے کی کوشش کیا کرتے ہیں اکثر اوقات ایسے حکمرانوں سے بنی نوع انسان کے مختلف طبقات کے مراتب کی کمی و بیشی کی گفتگو کر کے ان فرمانرواؤں کو جو فقط ظاہری عظمت کے دلدادہ ہیں ہمیشہ کے لئے خراب غفلت میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ ایسے حکمرانوں کا اس حیلہ سازی سے صرف یہی مقصد ہوتا ہے کہ اپنے لین دین کی دکان کو بار و نق بنائیں اور اس طرح اپنے اغراض اور اپنے مطالب کو پورا کر کے اپنا گھر آباد کریں۔ برخلاف اس کے بلند طالع فرمانروا چھوٹے اور بڑے کاموں میں کوئی فرق نہیں سمجھتے بلکہ خدا کی مدد اور اس کی توفیق و نیرائی عالی تہتی سے دین و دنیا دونوں جہاں کا بوجھ اپنے کاندھے پر رکھ کر سب فکری اور آرام و آسائش کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں جیسا کہ ہمارے زمانے کے بادشاہ عالیجاہ کا حال ہے۔

قبلہ عالم نے اپنی فہم و فراست سے ہر محکمے کے کامیاب عملدرآمد سے فانی واقفیت حاصل کی ہے اور یہی چیز ہے جسے اگرچہ قدیم حکمرانوں نے بھی بہتر سمجھا ہے لیکن دراصل یہی عمل بہترین سلطنت کے سنگ بنیاد رکھنے کا پہلا قدم ہے۔

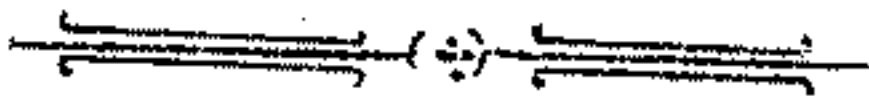
جہاں پناہ نے ہر سرشت کے خاص آئین بنائے ہیں اور اس کام کے سرانجام دینے میں خدا کی رضا مندی حاصل کرنے کی کوشش فرماتے ہیں۔

اس وسیع و عظیم عملدرآمد کی کامیابی دو امور پر منحصر ہے۔ اول یہ کہ انجام دہنی اور فہم و فراست سے آئین و قوانین کو وضع کرنا دوسرے ان قوانین کا عملدرآمد راستباز و جفاکش افراد کے سپرد کرنا اور یہ دیکھنا کہ وہ قوانین اپنی جگہ پر پوری طرح برتے جاتے ہیں۔

اگرچہ بیشتر ملازمین کی تنخواہ فوجی مد سے ادا کی جاتی ہے لیکن باوجود اس کے خانگی اخراجات میں سلسلہ الہی میں (۳۰۹۱۸۶۷۹۵) تیس کروڑ کانوے لاکھ چھپیا سی ہزار سات سو ستانوے دام صرف ہوسکے (چالیس دام کا ایک روپیہ ہوتا ہے اس حساب سے مذکورہ بالا دام کے ۷۷۲۹۶۶۹ روپے چودہ آنے ہوئے) سلطنت کی آمدنی کے ساتھ اخراجات بھی روزبروز بڑھتے جاتے ہیں۔

ممالک محروسہ میں سو سے زیادہ محکمے اور کارخانے ہیں ہر محکمہ اور کارخانہ بمنزلہ ایک شہر بلکہ ایک ملک کے ہے لیکن بادشاہ کی ہمہ گیر نگرانی سے ہر محکمے کا انتظام خوبی کے ساتھ انجام پاتا ہے ہر سررشتے کی ترقی جس قدر ہر شاخ میں روز افزوں ترقی ہوتی جاتی ہے جس درجہ قبلہ عالم مزید توجہ اور حضرت کے حسن انتظام سے نشوونما پاتی رہتی ہے اسی قدر حضرت کی نگرانی و توجہ میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔

چند قوانین آئندہ نسل کی ہدایت کے واسطے لکھے جاتے ہیں اور اس طرح فہم و فراست و قوت عمل کی شمع روشن کی جاتی ہے جو آئین کہ عام طور پر ہر آبادیوں میں نافذ ہیں انھیں میں نے آئین منزل آبادی میں درج کر دیا ہے۔



آئین (۲)

خزانہ داری

(۵)

ہر عاقبت اندیش و صاحب فہم و فراست جانتا ہے کہ خدا کی بہترین عبادت اور اُس کی اعلیٰ ترین اطاعت یہ ہے کہ زمانے کی مصیبتیں دور کی جائیں اور اہل زمانہ کی پریشانی رفع کر کے اُن کی حالت درست کی جائے۔ ہر شخص کو معلوم ہے کہ یہ اُسی وقت ممکن ہے جب کہ زمین کی کاشت میں ترقی گھر کی آبادی میں زیادتی اور اکیں سلطنت کے دل و دماغ میں مستعدی اور سپاہ کے اعمال میں راستی پیدا ہو۔

مذکورہ بالا امور کے علاوہ خود فرمانروا کو خاص توجہ کرنے اور اپنی رعایا کی خبر گیری کرنے اور ملک کی آمدنی اور اخراجات پر نگرانی رکھنے کی بھی سخت ضرورت ہے۔ شہری اور قصبہ اتیوں کا اپنی ضرورتوں کو خواہش کے مطابق پورا کرنا اور شالیگی کی برکتوں سے فائدہ اٹھانا اُسی وقت ممکن ہے جب کہ اُن امور کی کافی نگہداشت کی جائے۔ انصاف پر ور فرمانرواؤں کے لئے ہر دو قسم کی رعایا کا خیال رکھنا بھیجہ ضروری ہے۔ اگر کم فہم معترض یہ کہے کہ دولت کو جمع کرنا اور ضروریات زندگی سے زیادہ سازد سامان کے لئے ہاتھ پھیلا نا ان حضرات کے نزدیک قابل نفرت ہے جنہوں نے قناعت کے گوشہ عافیت کو طلب سوال پر ترجیح دی ہے حالانکہ جو لوگ شہر میں رہتے ہیں اُن کی حالت بالکل اس کے خلاف ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا معترض دراصل ظاہر پرست اور کوتاہ بین ہے ورنہ اصل یہ ہے کہ ہر دو قسم کے انسان اپنی فکر کے موافق اپنی ضروریات زندگی کے فراہم کرنے میں کوشاں ہیں۔ ہتی دست سیرول اشخاص

خوراک کی کافی مقدار و ضروری لباس اس قدر ضرور حاصل کر لیتے ہیں جس سے اُن کے اعضا میں اتنی قوت و طاقت باقی رہے کہ وہ اپنی ضروریات زندگی کو حاصل کر سکیں اور انھیں سردی و گرمی ہر دو موسم کے ناگوار اثر سے بچا لے۔

برخلاف اس کے دوسرے طبقے کو اس قدر دولت چاہیے کہ وہ اپنے خزانے کو معمور اور جاہ و چشم کو اپنی بارگاہ پر جمع کریں اور نیز یہ کہ اسی طرح کے دیگر اسباب بھی پیدا کریں جن سے اُن کی قوت و طاقت میں روز افزوں ترقی ہو۔

اسی ارادے کی بنا پر جب جہاں پناہ لے کر فرمائی گئی تھی اسے نقاب اٹھا کر مہتات سلطنت پر توجہ فرمائی تو اعتماد خاں خواجہ سر کو خطاب جو اُس کے مناسب حال تھا عطا کر کے اپنا راز دار بنایا۔ اعتماد خاں کی کارکردگی اور اُس کے تجربے سے بادشاہ کے ولی خیالات نے علی جامہ پہنا۔ ان خیالات کے رونما ہونے میں روز افزوں ترقی ہوئی۔ یہاں تک کہ اُن سے قلبی تمناؤں کا اظہار روز روشن ہو کر چمکا (یعنی بہترین آئین و قولہ میں کی صورت میں ظاہر ہوا)۔

مالک محروسہ کے ہر حصے کی آمدنی کی جانچ پڑتال شروع ہوئی اور راستی پیشہ و تجربہ کار کام کرنے والے عمال سلطنت کی فہم و فراست سے یہ کام بخوبی انجام پایا۔ اس ہمہ دال دور اندیشی سے جو یگانہ و بیگانہ میں تہیز کر کے خالصہ اور جاگیر کی زمین جدا کی گئی۔ کارفرما و دیانتدار اشخاص مقرر کئے گئے اور ایک ایک کروڑ دام کی آمدنی کے حصے ہر ایک کے سپرد کئے گئے۔ حیرت انگیز پیچھے اُن کے ہمراہ کام کرنے کے لئے مقرر کئے گئے اندر ایک ایک خزانچی ہر محکمے کو عطا ہوا۔

بادشاہ نے اپنی ہر بانی سے کاشتکاروں کی نگہداشت و پرورش کو مد نظر رکھ کر یہ حکم دیا کہ عمال شاہی مالگزاری جمع کرنے میں کسانوں پر اس امر کا زور نہ دیں کہ وہ سرکاری رقم کو خالص و کامل وزنی سکوں میں ادا کریں بلکہ جس قسم کا روپیہ بھی کاشتکار ادا کریں محاصل کے جمع کرنے والے اس کو سہ کر اپنی رسید انھیں دے دیا کریں۔

اس مفید توسیع قاعدہ سے عمال محاصل کے قلوب سے شکوک کا غلبہ دور ہوا اور رعایا نے طرح طرح کی سختیوں سے نجات پائی آمدنی میں زیادتی ہوئی اور سلطنت میں مرفہ اعلیٰ پیدا ہوئی۔ محاصل کا سرچشمہ صاف ہوا اور ایک کاکرن اور

ایماندار شخص صدر خزانے کا اعلیٰ افسر منتخب کیا گیا اور ایک دار و خذہ اور ایک اہلکار اس افسر خزانہ کی مدد کے لئے مقرر کئے گئے۔ احتیاط و دوراندیشی کا دور دورہ ہوا اور اس محلے کے لئے ایک اصل اصول قانون ہمیشہ کے لئے جاری ہو گیا۔

یہ حکم ہوا کہ جب صوبے کے خزانچی کے پاس دو لاکھ دام جمع ہو جائیں تو اسے چاہیئے کہ یہ قسم مع عریضہ ارسال بارگاہ شاہی کے صدر خزانچی کے پاس بھیج دے اور اس کے ساتھ رقم کی نوعیت کی ایک تحریر بھی روانہ کرے پیشکش کی رقومات کے لئے ایک علیحدہ خزانچی مقرر کیا گیا۔ لاوارث کے مال کے لئے ایک تحویلدار اور نذر کی رقم کے لئے ایک تجربہ کار خزانچی جدا مقرر کیا گیا۔ جو رقم کہ بادشاہ کو تولنے اور خیرات دینے میں صرف ہوتی ہے اس کے واسطے علیحدہ ایک نیک بخت خزانہ دار کا تقرر عمل میں آیا۔ ہر قسم کے اخراجات کے لئے بہترین قانون بنائے گئے اور ہر سرشتے کے لئے راستہ باز تنظیم و انتظام دار و خذہ اور انشا پرداز پیشگی جدا مقرر کئے گئے۔ جس قدر سالانہ اخراجات کی ضرورت ہوتی وہ اس خزانہ دار خراج کو صدر خزانے سے ادا کیا جاتا ہے اور صحیح رسیدیں ان رقومات کی ادائیگی کے لئے لی جاتی ہیں اس طرح اخراجات اور حساب و کتاب کا باضابطہ انتظام ہوا اور سلطنت میں ہر طرف سرسبزی و خوشحالی نظر آنے لگی۔

قلیل زمانے میں خزانہ معمور ہوا اور فوج میں خاطر خواہ اضافہ ہوا اور نافرمان افراد نے اطاعت قبول کر لی۔

ایران اور توران میں چونکہ ایک ہی خزانچی ہوتا ہے اس لئے حساب و کتاب صاف نہیں رہتا اور جانچ پڑتال میں وقت نہ ہوتی ہے، لیکن مالک محروسہ میں چونکہ مالگزاری کی رقم بہت زیادہ وصول ہوتی ہے اور اخراجات کے مختلف مدارج ہیں اس لئے بارہ خزانچی مواصل کی رقم جمع کرنے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ ان بارہ خزانہ داروں میں نواشخاص مختلف اقسام کی نقدی رقومات جمع کرنے کے لئے اور تین جواہرات سونے و دیگر معدنیات کی نگہبانی و انتظام کے لئے متعین ہیں۔ خزانے کی معموری اور اس کی وسعت و اہمیت ایسی نہیں ہے جو کسی دوسرے سرشتے کے بیان میں ضمنی طور پر معرض تحریر میں آئے قبلہ عالم اپنے وسیع معلومات

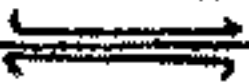
دکارکنان سررشتہ کی قدر افزائی کو مد نظر رکھ کر اس سررشتے کے حسن انتظام سے اکشر اپنی رضا مندی کا اظہار فرماتے اور اہلکاروں پر نوازش فرماتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہر قسم کے کاروبار میں رونق اور ترقی کے آثار نمایاں ہیں۔

ہر کارخانے کے لئے ایک خزانچی جدا گانہ مقرر ہے ان خزانہ داروں کی تعداد سو تک پہنچتی ہے۔ روزانہ ماہواری و موسمی و سالانہ حساب کا عملدرآمد جاری ہے ہر مد کے اخراجات کا سرکاری داخلہ اور ان کی رسیدیں محفوظ رہتی ہیں اور اس طرح اس سررشتے کا بھی ہر انتظام رونق پذیر ہے۔

اس کے علاوہ جہاں پناہ کے حکم سے ایک راستباز و دیانتدار شخص روپے اور اشرفیاں عام لوگوں کی حاجت روائی کے لئے آستانہ شاہی پر ہمیشہ ہتیار رکھتا ہے اور اس طرح حاجتمندوں کی کار براری بلا تاخیر ہو جاتی ہے۔

بادشاہ کا یہ بھی حکم ہے کہ ایک کردار دام شاہی محل میں ہمیشہ موجود رہیں اور ان میں سے ہزار ہزار درم پلاس کی تھیلیوں میں جن کو زبان ہندی میں سہسہ کہتے ہیں بھر دئے جائیں (تھیلیوں کے انبار کو گنج کہتے ہیں)

بادشاہ اپنے ایک مقرب درباری کو ایک بہت بڑی رقم عنایت کرتا ہے تاکہ روپے کی عدم موجودگی سے ہرج نہ واقع ہو یہ رقم ہر وقت ہمسایانی میں خیر کو بہسلہ کہتے ہیں موجود رہتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس قسم کے اخراجات کو ملکی زبان میں خرچ ہلہ کہتے ہیں۔ یہ تمام فوائد اور رعایا کی ہر طرح پرورش اور ان کی نگہبانی جہاں پستہ کی مہربانی و توجہ کا نتیجہ ہے۔ خدائے کریم قبلہ عالم کو ہزار برس زندہ و سلامت رکھے۔



آئین (۳)

خزینہ جواہر

(۳)

اگر جواہرات کی حقیقتیں اور قسمیں اور ان کی مقدار کی کیفیت لکھی جائے تو اس کو ایک مدت دراز درکار ہے اس لئے خزین سے ایک خوشہ لے کر اس سررشتے کا کچھ مختصر حال آگاہی کے لئے لکھا جاتا ہے۔ چہاں پناہ نے اس محلے کے لئے ایک تختی و صاحب ہنم و ہوشیار تپکیچی مقرر کیا ہے اور اس اہلکار کی مدد کے واسطے ایک تجربہ کار اور راستہ باز نحر و جفاکش و نیک نیت دار و غہ ملازم رکھے ہیں ان کے علاوہ بادشاہ نے ہوشیار و ہنرمند جوہری بھی متین کر دیے ہیں اور اس سررشتے کا سنگ بنیاد لکھی چار ستونوں پر رکھ کر اس محلے کو بلند پایہ بنایا ہے۔

محلے کے ان نگراںکاروں نے ہر معدن کے مختلف مراتب سے ہر درجے کے سنگ و شبہ کا کوئی موقع باقی نہیں رکھا۔

لعل۔ قسم اول کا لعل وہ ہے جس کی قیمت ہزار مہر سے کم نہ ہو جس لعل کی قیمت نو سو ننانوے سے لے کر پانچ سو مہر تک ہے وہ لعل قسم دوم میں اور چار سو ننانوے سے تین سو مہر تک کا لعل تیسرے درجے میں رکھا ہے۔ اسی طرح ۲۹۹ سے دو سو مہر تک کا لعل چوتھے درجے میں اور ۱۹۹ سے لے کر سو مہر تک کا پانچویں درجے میں اور ۹۹ سے لے کر ساٹھ مہر کا چھٹے درجے میں اور ۵۹ سے لے کر چالیس مہر تک ساتویں درجے میں اور ۴۹ سے لے کر تیس مہر تک آٹھویں درجے میں اور انیس سے لے کر دس مہر تک کانویں درجے میں پتہ ۹ سے لے کر پونے دس

سے لے کر پانچ ہزرتک دسویں درجے میں اور پچھلے (پونے پانچ) ہزرتے لے کر ایک ہزرتک کا گیا رھویں درجے میں اور پچھلے پون ہزرتے لے کر ایک روپے تک کا لعل بارھویں درجے میں رکھا گیا ہے اس سے زائد مراتب مسترد نہیں کئے گئے ہیں۔

الماس۔ زمرہ سرخ اور زرد یا قوست بھی اسی آئین و انتظام کے تحت میں داخل ہیں۔ نمبر اول کا جواہر تیس ہزار اور اس سے زیادہ قیمت کا قرار پایا دوسرا نمبر پچھلے ۲۹ ہزرتے لے کر پندرہ ہزرتک تیسری قسم پچھلے ۱۴ ہزرتے لے کر بارہ ہزرتک چوتھی قسم پچھلے ۱۱ ہزرتے لے کر دس ہزرتک پانچویں قسم پچھلے ۹ ہزرتے لے کر سات ہزرتک چھٹی قسم پچھلے ۶ ہزرتے لے کر پانچ ہزرتک ساتویں قسم پچھلے ۴ ہزرتے لے کر تین ہزرتک آٹھویں قسم پچھلے ۱ ہزرتے لے کر ایک ہزرتک دسویں قسم پچھلے ۸ روپے سے پانچ روپے تک گیا رھویں قسم پچھلے ۴ روپے سے دو روپے تک بارھویں قسم ۱ روپے سے لے کر چار آنے تک۔

ہروارید (موتی) یہ گراں قیمت جواہر سولہ قسم کا قرار پایا اور اس طرح ایک قسم دوسری قسم سے متاثر ہوئی تیس ہزار اور اس سے زیادہ کے بیس موتیوں کو تا گے میں پرو کر ان کی لڑیاں بنائی گئیں پچھلے ۲۹ ہزرتے لے کر پندرہ ہزرتک کی قیمت کے موتی دوسری قسم کے قرار پائے۔ پچھلے ۱۴ ہزرتے لے کر بارہ ہزرتک تیسری قسم۔ پچھلے ۱۱ ہزرتے لے کر دس ہزرتک چوتھی قسم۔ پچھلے ۹ ہزرتے لے کر سات ہزرتک کے پانچویں قسم۔ پچھلے ۶ ہزرتے لے کر پانچ ہزرتک کے چھٹی قسم۔ پچھلے ۴ ہزرتے لے کر تین ہزرتک کے ساتویں قسم۔ پچھلے ۲ ہزرتے لے کر دو ہزرتک۔ آٹھویں قسم کے پچھلے ۱ ہزرتے لے کر ایک ہزرتک کے۔ نویں قسم۔ ایک ہزرتے لے کر پانچ روپے تک کے۔ دسویں قسم۔ پانچ روپے سے دو روپے تک گیا رھویں قسم۔ دو روپے سے پچھلے ۱ روپے تک۔ بارھویں قسم۔ پچھلے ۴ روپے سے لے کر تیس دام تک۔ تیرھویں قسم۔ ۲۹ دام سے ۲۰ دام تک۔ چودھویں قسم۔ انیس دام سے لے کر دس دام تک۔ پندرھویں قسم۔ ۹ دام سے لے کر نصف دام تک۔ سولھویں قسم کے قرار دئے گئے۔

یہ موتی اپنے اپنے مراتب کے موافق اسی تعداد کی لڑیوں میں پروئے جاتے ہیں جن سے ان کی صفتوں اور ان کے مدارج کا اندازہ ہوتا ہے چنانچہ سولہویں قسم میں سولہ لڑیاں ہوتی ہیں۔

ہر لڑی کے آخری سرے پر خاص شاہی ٹہر لگائی جاتی ہے تاکہ موتیوں کی لڑیاں تغیر کے نقصان سے محفوظ رہیں۔

اس کے علاوہ ہر رشتے کے آخر میں موتیوں کی نوعیت کی تفصیل ایک کاغذ پر لکھی ہوتی ہے تاکہ کسی قسم کا مغالطہ و شبہ نہ واقع ہو۔ علاوہ روزانہ اور ماہوار اجرت کے موتیوں میں سوراخ کرنے کی اجرت حسب ذیل ہے۔ اڈل درجے کے موتی کے لئے پندرہ روپے۔ دوسرے درجے کے لئے پندرہ روپے۔ تیسرے درجے کے لئے پندرہ روپے۔ چوتھے درجے کے لئے پندرہ روپے۔ پانچویں درجے کے لئے دو دھام۔ چھٹے درجے کے لئے ایک دھام۔ ساتویں درجے کے لئے پندرہ روپے۔ آٹھویں درجے کے لئے پندرہ روپے۔ نویں درجے کے لئے پندرہ روپے۔ دسویں درجے کے لئے پندرہ روپے۔ گیارہویں درجے کے لئے پندرہ روپے۔ بارہویں درجے کے لئے پندرہ روپے۔ سولہویں درجے کے لئے پندرہ روپے۔ چودھویں درجے کے لئے پندرہ روپے۔ پندرہویں درجے کے لئے پندرہ روپے۔ اجماع اجرت مقرر فرمائی گئی۔

جواہرات کی قیمت اس قدر مشہور اور عام طور پر معلوم ہے کہ ان کے لکھنے کی ضرورت نہیں ہے، لیکن جو جواہرات کہ اس زمانے میں جہاں پناہ کے خزانہ عامرہ میں موجود ہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نعل وزنی گیارہ ٹانک و میں سرخ و الماس وزنی پندرہ ٹانک چار سرخ کی قیمت ایک ایک لاکھ روپے ہے۔

زمرہ وزنی پندرہ ٹانک و میں سرخ کی قیمت باون ہزار روپے ہے۔
یا قوت وزنی چار ٹانک پندرہ سرخ اور مردارید وزنی پانچ ٹانک چار پچاس ہزار روپے کے آنکے لگے ہیں۔

آئین (۴)

دارالضرب

ظاہر ہے کہ سکہ خانے کی آبادی سے خزانہ مہمور ہوتا ہے اور اس محلے کی سرسبزی سے ہر کام رونق پاتا ہے۔ لہذا دارالضرب کا مختصر حال لکھ کر اپنی تصنیف کو زیب و زینت دیتا ہوں۔

شہر اور قصبے کے رہنے والوں کی حاجت بر آری روپے سے ہوتی ہے اور ہر شخص اپنی خواہش کے موافق اُسے صرف میں لاتا ہے۔ جن لوگوں کے قلوب دنیاوی افکار سے آزاد ہیں اُن کے گھروں کی آبادی اور زندگی کا سامان راحت اسی سے وابستہ ہے اور دنیا دار اس کو اپنی بہترین ثناء و مراد خیال کرتا ہے اور ہر شخص کی ضروریات زندگی اسی سے پوری ہوتی ہیں۔

عقل مند دولت کو ایک ایسا حشر چشمہ جانتا ہے جس کے پانی سے اُس کے دینی و دنیاوی اعمال کی کھیتیاں سرسبز و شاداب ہوتی ہیں۔ یہی وہ چیز ہے جو انسان کی بقا کے لئے بچہ ضروری ہے اس لئے کہ ہر شخص اپنی خوراک اور پوشاک کو اسی کے واسطہ و ذریعہ سے حاصل کرتا ہے۔

انسان روپے کو مختلف محنتوں اور مشقتوں سے حسب ذیل طریقوں سے حاصل کرتے ہیں۔ بونے، جوتے، صاف کرنے، پکانے، بننے اور کپڑے صاف کرنے وغیرہ مختلف پیشوں سے دولت حاصل ہوتی ہے لیکن یہ مختلف کام بلامد و غیرے بخوبی انجام نہیں پاسکتے۔ تنہا آدمی کی طاقت یہ نہیں ہے کہ فقط اپنی

قوت بازو سے ان کاموں کو پورا کرے۔ ان کاموں کو روزانہ تنہا ایک آدمی کا اپنے ہاتھوں سے انجام دینا مشکل بلکہ محال ہے۔ اس کے علاوہ انسان کو ایک جگہ ایسی بھی چاہیے جہاں وہ اپنا چند روزہ سامان بہتیار کیے اسی مقام کو گھر کہتے ہیں چاہے وہ خیمہ ہو یا غار و خندق۔

انسان کی بہت سی اور اس کی بقا میں بامقصد اور غرض الٹی پانچ زندگی کو قائم رکھنے والے عناصر پر منحصر ہے۔ آخری عنصر یعنی غذا سب کے لئے ضروری ہے۔

جب ہماری خانہ داری اور دوسرے ضروری کاموں کے ظروف معدوم یا غیر مضبوط ہو جاتے ہیں تو ہم کو ان کے لئے بھی روپے کی ضرورت ہوتی ہے۔ غرض یہ ہے کہ کام کاج کے برتن اور دیگر ظروف بہت زیادہ دنوں تک نہیں چل سکتے لیکن روپیہ اپنے عنصر اور جوہر کی وجہ سے مدتوں تک پائدار رہتا ہے۔ تھوڑے روپے سے بھی بیشمار کام انجام پاتے ہیں۔ اسی روپے کے ذریعے سے انسان سفر اختیار کرتا ہے۔ اگر روپے سے غذا و ضروریات زندگی نہ مل سکتی تو مہینوں اور برسوں کا تو کیا ذکر چند دنوں کا سامان بھی اپنے ہمراہ لے جانا بیحد دشوار ہو جاتا۔

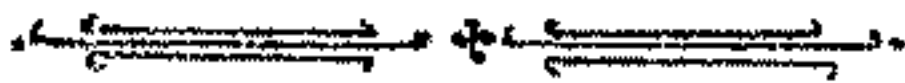
خدا کی خاص مہربانی سے یہ بہترین اور عمدہ دھات یعنی سونا پیدا ہوا اور انسان کی زندگی کا سرمایہ بلا محنت و مشقت کے اُسے مل گیا اور اس کے مقصود کی کشتی بلا کسی خطرے کے کنارے آگئی۔ اسی دولت کی قوت سے جس کی امداد سے بڑے بڑے بڑا کام انجام دینے میں بھی انسان کی ہمت نہیں ٹوٹتی اور اس کی پیشانی پر شکن تک نہیں پڑتی اسی کی مدد سے خدا کی بندگی و طاعت اچھی طرح کی جاتی ہے۔

سونے کی تعریف حد بیان سے باہر ہے اس کا جسم نرم اس کا ذائقہ نفیس و عمدہ اور اس کی خوشبو دل آویز ہے اس کے اجزاء قریب قریب وزن میں مساوی اور اس کی عنصری ترکیب میں تقریباً اعتدال ہے اس کی حقیقت و ظاہری شکل و صورت سے ہمہ جہاں رہتا صبر کے نشان اس میں نمایاں ہیں۔ اس کا رنگ

آگ کا اس کی صفائی ہوا کا اس کی نرمی پانی کا اور اس کا بھاری وزن خاک کا بیتا دیتا ہے چونکہ سونے میں ہمیشہ زندگی بخش آثار نمایاں ہیں اس لئے چاروں عناصر میں سے کوئی عنصر بھی اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ لوگ اس کو جلا نہیں سکتے ہوا اس میں اثر نہیں کر سکتی، پانی میں مدتوں پڑے رہنے پر بھی اس میں کوئی تغیر نہیں ہوتا اور مٹی اسے بوسیدہ نہیں کر سکتی۔

دوسری دھاتوں کا حال اس کے بالکل خلاف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فرح حکمت ہیں عقل کو جس کی تدبیر سے ہر کام انجام پاتا ہے ناموس اکبر کہتے ہیں اور سونے کو جس سے انسان کی روزی والبتہ ہے ناموس اصغر کے نام سے یاد کرتے ہیں، انصاف کا محافظ اور سارے جہاں کی ہستی کو برقرار رکھنے والا اس کے معزز القاب ہیں۔ تمام عالم کی ہستی کی بقا اسی پر منحصر اور انصاف کا اسی پر دار و مدار ہے۔

پروردگار نے سونے کی خدمت کرنے کے لئے چاندی اور تانبے کو رواج دیا اور اس طرح انسان کی فلاح و بہبود کے مزید سامان مہیا کئے۔ یہی وجہ ہے کہ انصاف پرور اور انجام میں فرمانرواؤں نے انہی دھاتوں پر توجہ کی اور ان کو دنیا میں رائج کیا اور دارالضرب قائم کر کے ان کی جانچ پڑتال کے کام کو اور زیادہ ترقی دی۔ اس محکمے کی کامیابی بیدار مغز جفاکش و راستباز اہل کاروں کے تقصیر پر منحصر ہے اور ان اہلکاروں کے کام کی نگرانی اور دیکھ بھال سے عالم کا انتظام درست و پائدار رہتا ہے۔



آئین (۵)

عمال دارالضرب

داروغہ۔ اس کو احتیاط پسند صاحب فہم و فراست آزاد خیال ہونا چاہیے جو اپنے ساتھیوں کے کام کا ناگوار بوجھ ہر شخص کے کاندھے پر آسانی کے ساتھ رکھ کر ہر فرد کو اس کے کاروبار میں لگائے رکھے اور اس طرح حسن انتظام و دانائی و کوشش کے ساتھ تمام کام انجام دے۔

صیغہ فی (صراف) اس اہم سررشتے کی کامیابی بہت کچھ اسی اہلکار کے تجربے پر منحصر ہے۔ یہ صراف ہی کا کام ہے کہ سگوں کی صفائی کے مراتب کو دریافت کرے۔ اس زمانے کی موافقت و قدر افزائی کی وجہ سے بیشمار ہندو صراف آستانہ شاہی پر جسج ہو گئے ہیں اور جہاں پناہ کی توجہ سے چاندی اور سونا صفائی کے انتہائی درجے تک پہنچ گئے ہیں۔

چاندی اور سونے کی آخری درجہ صفائی کو فارس میں وہ مہی کہتے ہیں لیکن فارس کے لوگ دسویں مرتبے سے بلند اور اعلیٰ کوئی اور مرتبہ نہیں جانتے لیکن ہندو اس کو انتہائی درجے کو بارہ بانی کہتے ہیں اور اہل ہند سونے کے بارہ مختلف مدارج مانتے ہیں۔

قدیم زمانے میں یہن کو جو ملک دکن کا رنج سکہ ہے بیحد خالص خیال کیا جاتا تھا

اور اُس کے سونے کو وہ بانی کا مرتبہ حاصل تھا لیکن قبلہ عالم نے مذکورہ بالا سگے کے سونے کو ۸۰ بانی قرار دیا ہے۔ اسی طرح خرد گول و نیز طلائی اشرفیاں بارہ بانی سمجھی جاتی ہیں لیکن جہاں پناہ نے اُن کو وہ بانی کا مرتبہ عطا فرمایا۔

ماہرین فن موجودہ زمانے میں سونے کی صفائی کی بابت مختلف افسانے بیان کرتے ہیں۔ اس گروہ کا بیان ہے کہ کسی معدن کا سونا اس درجہ صاف نہیں ہوتا اور یہ دھات اکسیر کیمیائی سے تیار کی گئی ہے۔ قبلہ عالم کی خاص توجہ سے سونے نے صفائی کا یہ مرتبہ حاصل کیا جس کو دیکھ کر اس فن کے استاد حیرت زدہ ہو گئے۔ اب یہ امر مسلمہ سمجھا گیا ہے کہ سونے کے مراتب و صفائی میں اس سے زیادہ ترقی محال ہے۔ راست گفتار موثر و صداقت پسند مسافر اس پائے کے سونے کا کوئی نشان نہیں بتاتے۔ اس سونے کو گلانے سے کچھ باریک ریزے اس سے جدا ہو کر خاک میں مل جاتے ہیں۔ ناواقف اشخاص ان ذریعوں کو دھات کا میل خیال کرتے ہیں لیکن ماہرین ان کو خاک سے چُن کر اُن سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ اگرچہ معدنی نرم سونا کشتہ کر کے خاک بنایا جاسکتا ہے لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ اُس کو عمل خاص کے ذریعے سے بارگرا اُس کی اصلی حالت پر لے آئیں۔ لیکن ایسی حالت میں سونے کی مقدار میں کچھ کمی آ جاتی ہے۔

قبلہ عالم کی نکتہ رسی و فراست سے اس کمی کی حقیقت کا اندازہ ہو گیا اور خیانت پسند افراد کا کافی امتحان لے لیا گیا۔

آئین (۶)

(بنواری) سونے کی آزمائش

بنواری لفظ بانواری کا مخفف ہے۔ اگرچہ اس ملک میں ہوشیار صراف اپنے تجربے سے اس دھات کی خوبی کے مراتب سونے کے رنگ اور اس کی صفائی سے اچھی طرح بیان کر سکتے ہیں لیکن پھر بھی دوسرے اشخاص کے اطمینان کے لئے یہ قابل تعریف آئین ملک میں جاری کیا گیا۔

تانبے یا اسی قسم کی دوسری دھاتوں کی چند سوئیں بنائی جاتی ہیں اور ان باریک قلموں کے سرے پر مختلف قسم کا تھوڑا تھوڑا سونا لگایا جاتا ہے اور ہر سونے کی خوبی اور صفائی قلموں پر لکھی ہوتی ہے۔ جب نئے سونے کا امتحان مد نظر ہوتا ہے تو چند لکیریں اس سونے کی کسوٹی پر کھینچی جاتی ہیں اور اس کے بعد مختلف قلموں کی بھی چند سطریں اسی محک پر بنائی جاتی ہیں۔ سونے کی لکیریں جس قلم کی سطروں میں ملتی جلتی ہوتی ہیں نیا سونا اسی سونے کی قسم میں داخل سمجھا جاتا ہے جو اس قلم پر لگا ہوا ہے۔ قلم اور نئے سونے کی سطریں ایک ہی کشش اور ایک ہی طاقت سے کسوٹی پر کھینچی جاتی ہیں تاکہ شناخت میں کسی طرح کا دھوکا نہ ہو۔ نئے پاسے۔

اس آئین کے برتنے کا مقصد یہ ہے کہ مختلف مدارج کی صفائی اور خوبی کا سونا پیدا ہوا اور یہ بات مندرجہ ذیل طریقوں سے حاصل ہوتی ہے۔

ایک ماشہ خالص چاندی اور اسی قدر عمدہ تانبہ ملا تے ہیں اور ان کو گلا کر
جالیتے ہیں۔ اس جوڑ میں ایک ماشہ خالص سونا جو صفائی میں ۱۰ درجے کا
سمجھا جاتا ہے پھر ملایا جاتا ہے۔ اس مرکب میں ایک ماشہ ملیا سونا دس درجے کا اس کے
سولہ حصے کئے جاتے ہیں۔ ہر حصہ نصف سرخ کا ہوتا ہے۔ ساڑھے سات سرخ
خالص سونا اس مرکب کے ایک سرخ میں ملا لیں تو ۱۰ درجے کا سونا بن جاتا ہے۔
اگر سات سرخ خالص سونا اس مرکب کے دو سرخ میں ملایا جائے تو ۱۰ درجے کی صفائی
کا سونا بنتا ہے۔ اگر ساڑھے چھ سرخ خالص سونا مرکب کے تین سرخ میں ملایا جائے
تو ۹ درجے کا سونا تیار ہوتا ہے۔ اگر چھ سرخ خالص سونا مرکب کے چار سرخ
کے ساتھ ملا کر گلا یا جائے تو ۹ درجے کی صفائی کا سونا پیدا ہوتا ہے۔ اگر
ساڑھے پانچ سرخ خالص سونا مرکب کے پانچ سرخ میں ملایا جائے تو ۹ درجے
صفائی کا سونا بن جاتا ہے۔ اگر پانچ سرخ خالص سونا مرکب کے چھ سرخ کے ساتھ
گلا یا جائے تو نہ بانی سونا نکلتا ہے۔ اگر ساڑھے چار سرخ خالص سونا سات سرخ
مرکب میں ملایا جائے تو ۸ بانی سونا پیدا ہوتا ہے۔ اگر چار سرخ خالص سونا
آٹھ سرخ مرکب میں ملا کر گلائیں تو ۸ بانی سونا بن جاتا ہے۔ اگر ساڑھے تین سرخ
خالص سونے میں نو سرخ مرکب کی آمیزش کی جائے تو ۹ بانی سونا بنتا ہے۔ اگر تین سرخ
خالص سونا دس سرخ مرکب میں ملائیں تو آٹھ بانی سونا پیدا ہوتا ہے۔ اگر ڈھائی سرخ
خالص سونا گیارہ سرخ مرکب میں ملا دیں تو ۷ بانی سونا ہو جائے گا۔ دو سرخ
خالص سونے کو بارہ سرخ مرکب میں ملانے سے ۶ بانی سونا حاصل ہوتا ہے۔
ڈیڑھ سرخ خالص سونا تیرہ سرخ مرکب کے ساتھ ملایا جائے تو ۷ بانی سونا تیار
ہوتا ہے۔ ایک سرخ خالص سونا چودہ سرخ مرکب کے ساتھ گلا یا جائے تو ۶ بانی
سونا بن جاتا ہے۔ نصف سرخ خالص سونا پندرہ سرخ مرکب میں ملا کر ۷ بانی
سونا بنتا ہے۔

اس عمل کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر نصف سرخ ملا ہوا سونا ۱۰ بان خالص سونے
کی صفائی کو گھٹا دیتا ہے اور اس طے ہوئے سونے کی صفائی جو دوسری ترکیب
سے بنتا ہے ۶ بان رہ جاتی ہے۔

اگر چاہیں کہ سونے کی صفائی کو ۶ بان سے بھی کم کریں تو نصف سرخ پہلے مرکب کی جس میں چاندی اور تانبہ سے ملیں دوسرے مرکب کے ساڑھے سات سرخ سے (جس میں سونا چاندی اور تانبہ تینوں دھات شامل ہیں) ملایا جائے تو ۶ بان سونا بن جاتا ہے۔ ایک سرخ پہلے مرکب کا دوسرے مرکب کے سات سرخ کے ہمراہ گھلایا جائے تو چھ بان سونا تیار ہوتا ہے۔ اگر یہ چاہیں کہ سونے کو چھ بان سے بھی کم کریں تو اسی طرح آدھا آدھا سرخ مرکب میں ملاتے جائیں۔ چھ بان سونے تک کو بان داری میں شامل کرتے ہیں اس سے کم مرتبے کے سونے کو بان داری کی قسم میں نہیں داخل کرتے۔

یہ تمام اعمال ایک ایسے شخص کی ماتحتی میں انجام پاتے ہیں جسے اس طرح کی آزمائش کرنے میں پورا تجربہ ہو اور اس طرح اس کام میں رونق و ترقی روز افزوں ہوتی جاتی ہے۔

پیسرے آئین۔ اس شخص کو بے غرض و کم آزار ہونا چاہیے تاکہ دوست دشمن سب اس سے مطمئن رہیں اور اگر کسی قسم کا کوئی جھگڑا ہوتا ہے تو داروغہ اور دیگر عمال کی امداد کرتا ہے اور نزاع و فساد کو مٹاتا ہے۔

چوتھے مشرف مشرف اپنی معاملہ فہمی راستبازی اور دیانت داری سے اس محکمے کی روزانہ آمدنی اور خرچ کا حساب کتاب لکھتا ہے اور ایک باضابطہ اور قابل اعتبار روزنامہ تیار کرتا ہے۔

پانچویں سوداگر۔ سونے چاندی اور تانبہ کی تجارت کرتا ہے اور اس طرح دنیاوی نفع حاصل کرتا ہے۔ سوداگر محکمے کو رونق دیتا ہے اور باجگزاری کر کے خزانے کو اور زیادہ آباد و مہمور کرتا ہے۔ سوداگروں کے کام میں گرم بازاری اسی وقت ہوتی ہے جب کہ ملک میں انصاف و عدل کا دور دورہ ہو اور حاکم طمع و حرص سے پاک و صاف ہوں۔

چھٹے گنجور۔ منافع کی نگہداشت کرتا ہے اور اپنے لین دین میں راستی اور دیانت سے کام لیتا ہے۔ پہلے چار اور چھٹے اہلکار کی تنخواہیں مختلف ہیں ان میں جو سب سے کم مرتبے کا اہلکار ہے وہ اہلیوں میں داخل اور دنیا کی فکر سے

آزاد اور اپنی حالت میں خوش و خرم ہے۔

ساتویں، ترازو کش۔ یہ اہلکار سکوں کو تولتا ہے۔ سو جلالی اشرفیوں کے وزن کرنے کی اجرت $\frac{1}{16}$ دام سے ملتی ہے۔ ایک ہزار روپے تولنے کی اجرت $\frac{1}{16}$ دام۔ اور ایک ہزار سیوں کو تولنے کی اجرت $\frac{1}{16}$ دام ہے اور اسی نسبت سے مقدار کی شرح کو مدنظر رکھ کر اجرت میں کمی اور زیادتی ہوتی رہتی ہے۔

آٹھویں، گداڑ گر خام۔ مٹی میں چھوٹے اور بڑے تختے لکڑیوں کے رکھتا ہے اور اسے روغن سے چکنا کرتا ہے اور چاندی اور سونا گلا کر ان گھریوں میں ڈالتا ہے جس سے پگھلی ہوئی دھات کی ڈلی بندھ جاتی ہے۔ تانبے کے لئے بجائے گھریوں میں روغن ملنے کے ان پر مٹی کا چھڑکنا کافی ہوتا ہے۔ سونے کی مذکورہ بالا مقدار کی مزدوری $\frac{1}{16}$ دام دی جاتی ہے اور چاندی کی مذکورہ مقدار کی اجرت پانچ دام $\frac{1}{16}$ جلیل اور تانبے کی اجرت چار دام اور $\frac{1}{16}$ جلیل ادا کی جاتی ہے۔

نویں، ورق کش۔ یہ شخص اس آمیزش کے لئے ہونے سے سات یا چھ ماشے کے ورق بناتا ہے۔ یہ ورق لمبائی اور چوڑائی میں چھ انگل ہوتے ہیں۔ یہ کاریگران ورقوں کو سونا پر کھینے والے کے پاس لاتا ہے جو ان ورقوں کو تانبے کے ایک سانچے میں ڈال کر ان کی آزمائش کرتا ہے۔ جو ورق اندازے میں ٹھیک نکلتے ہیں ان پر یہ صاحب کمال مہر لگا دیتا ہے تاکہ کسی قسم کی آمیزش اور تبدیلی نہ واقع ہو اور یہ معلوم ہو کہ ان اوراق کے لئے جتنے مدارج آزمائش ضروری تھے وہ سب طے ہو گئے۔ مذکورہ بالا سونے کی مقدار میں ورق کش کو $\frac{1}{16}$ دام اجرت دی جاتی ہے۔



آئین (۷)

کھوٹے سونے کو کھرا کرنے کی ترکیب

جب سونے کے پتروں پر مہر آرز مالش لگ جاتی ہے تو سونے کا مادہ ہر سو جلالی اشرفیوں کے مساوی وزن کے لئے چار سیر شور نمک اور چار سیر کچھی اینٹ کی پسپی ہوئی خاک لے آتا ہے۔ پہلے پتر صاف پانی میں دھوئے جاتے ہیں اس کے بعد ان دو اول میں اوراق کو اوپر نیچے رکھ کر ان کو ایلوں سے ڈھانک دیتے ہیں اور اس کے بعد ایلوں میں آگ لگا دی جاتی ہے یہاں تک کہ اُپلے آہستہ آہستہ جل کر بالکل خاک ہو جاتے ہیں۔ جب راکھ بالکل ٹھنڈی ہو جاتی ہے تو خاک کو چاروں طرف سے آہستہ آہستہ ہٹا کر خاک اپنے پاس رکھتے ہیں قاری میں اس مٹی کو خاک خلاص کہتے ہیں اور ہندی میں اسے سلونی کہتے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

مندرجہ ذیل طریقے سے اس خاک سے چاندی نکالتے ہیں۔ پتروں اور ان کے نیچے کی مٹی اسی طرح پڑی رہتی ہے۔ پہلے عمل کو دو بار پھر دہراتے ہیں اور دو آگ اور دیتے ہیں۔ جب تین آنچیں پوری ہو جاتی ہیں تو اس کو سنائی کہتے ہیں۔ سنائی سونے کو پھر صاف پانی میں دھوتے ہیں اور سونے کو آتش دان میں رکھ کر تین بار آگ دیتے ہیں اور اوپر کی راکھ کو اپنے پاس محفوظ رکھتے ہیں اسی طرح

چھ بار سونے کو دوا میں رکھتے ہیں اور اسی طریقے پر آٹھارہ آنچیں دی جساتی ہیں اس کے بعد سونا پھر دھویا جاتا ہے۔ جب یہ عمل پورا ہو جاتا ہے تو ان پتروں میں سے ایک کو افسر آزمائش توڑتا ہے۔ اگر تختی کے ٹوٹنے کی آواز نرم و ملائم ہوتی ہے تو سونا پکا سمجھا جاتا ہے اور اگر ان سے آواز سخت نکلتی ہے تو سونے کو ایک مرتبہ دوا میں رکھ کر تین مرتبہ اور آگ دی جاتی ہے۔ اس کے بعد ہر پتر سے ایک ایک ماشہ سونا کاٹا جاتا ہے اور چار کردہ سونے کا ایک علیحدہ پتر بناتے ہیں اس پتر کو کسوٹی پر کھتے ہیں۔ اگر اس پر بھی سونا خالص نہیں ہوا ہے تو دوا ایک آنچیں اور دیتے ہیں۔ لیکن اکثر ایسا ہوتا ہے کہ تین یا چار آنچیں دینے کے بعد سونا پکا اور خالص ہو جاتا ہے۔

کبھی کبھی اس طریقے سے بھی سونے کو پرکھتے اور کھرا کرتے ہیں۔ دو تولے خالص سونا اور دو تولے آنچ دیا ہوا سونا لیتے ہیں اور ان دونوں قسم کے سونے کی بیس بیس ہم وزن تختیاں بناتے ہیں۔ ان تختیوں پر مذکورہ بالا دوا رکھ کر ان کو آنچ دیتے ہیں آگ ٹھنڈی ہونے کے بعد پتر کو صاف پانی سے دھوتے ہیں اور خالص اور کھوٹے سونے کو صحت کے ساتھ تولتے ہیں اگر دونوں وزن میں برابر ہوتے ہیں تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ کھوٹا سونا کھرا ہو گیا۔

دسویں گداز گرختہ۔ گداز گرختے سونے کے پتروں کو گلاتا ہے اور جیسا کہ اوپر بیان ہوا اسی طریقے پر سونے کی ڈلی بناتا ہے۔ گداز گر کی اجرت سو جلالی اشرفیوں کے لئے تین دام مقرر ہے۔

گیارھویں خنراب۔ یہ شخص اپنی تجربہ کاری سے سونے، چاندی اور تانبے کی ڈلی صیح مقدار میں کاٹتا ہے۔ یہ ڈلی مسکوک سکے کے بالکل برابر ہوتی ہیں۔ اس کی اجرت سو جلالی اشرفیوں کے لئے ۲۱ دام ۱۰ جیتل اور اسی قدر چاندی کے لئے۔ اگر چاندی سے روپیہ بنایا جاتا ہے تو ۵ دام اور ۳ جیتل لیکن اگر اس مقدار چاندی کی چوٹیاں بناتا ہے تو اس کی اجرت میں ۲۸ دام کا اور اضافہ ہو جاتا ہے۔ ایک ہزار دام بنانے کی اجرت ۲۰ دام مقرر ہیں اور اگر اسی قدر تانبے کے نصف اور رنج دام بنانا ہے تو اسے ۲۵ دام ملتے ہیں۔ اگر ۱۰ دام کا

سکہ جس کو دھڑی کہتے ہیں اسی مقدار کے ساتھ تیار کرتا ہے تو اسے اجرت میں ۶۹ دام دے جاتے ہیں۔

ایران اور توران میں روپیوں کو بلا کا نٹے کی مدد کے نہیں تراش سکتے لیکن ہندوستان کے کاریگر بغیر اس قسم کی اعانت کے ایسا ٹھیک سکھاتے ہیں کہ مقدار میں بال برابر کا بھی فرق نہیں ہوتا اور یہ بات درحقیقت عجیب و غریب و قابل تعریف ہے۔

بارھویں ٹہرن۔ یہ اہلکار روپے کے چھاپے لوہے یا اسی قسم کی دوسری دھات کے پٹر پر بناتا ہے۔ انہی چھاپوں سے سکوں پر نقش بنایا جاتا ہے۔ اس زمانے میں مولانا احمد علی دہلوی اس فن میں ایسا کامل ہے کہ ہندوستان تو کیا کسی ملک میں بھی اس کا مثل نہیں ہے۔ احمد علی مذکور مختلف قسم کے حروف اس طرح لوہے پر کاٹتا ہے کہ اس کے نقش و نگار مشہور تین استادوں کی صنعت سے مقابلہ کرتے ہیں۔ احمد علی یوزباشیوں (یعنی وہ امیر جو دس سواروں کا افسر ہے) میں داخل ہے۔ اس کے ماتحت دو پیادے وازا ضرب میں کام کرتے ہیں اور ہر ایک کو ۶۰۰ دام یا ہوا ملتی ہے۔

تیرھویں سبچی۔ شخص دھاتوں کے گول ٹکڑے دو چھاپوں کے بیچ میں رکھ دیتا ہے۔ ہتھوڑا چلانے والا چھاپوں پر ضرب مارتا ہے اور دھات کے ٹکڑوں کے دونوں طرف نقش بن جاتے ہیں۔ اس کی اجرت سواشریوں کے لئے ۱۰ دام۔ ہزار روپیوں کے لئے ۵ دام ۱۰ جیتل اور ایک ہزار روپے کی ریزہ کاریاں بنانے کی اجرت روپیہ تیار کرنے کی مزدوری سے ۱۰ دام جیتل زیادہ ہے۔ ایک ہزار دام بنانے کی مزدوری ۱۰ دام اور دو ہزار نصف دام اور چار ہزار ربع دام بنانے کی اجرت ۱۰ دام اور آٹھ ہزار دھڑی بنانے کی مزدوری ۱۰ دام مقرر ہے۔ مذکورہ مزدوری میں سے سبچی ۱۰ رقم اپنے مددگار کو جو سکوں پر ضرب لگاتا ہے ادا کرتا ہے۔ اس شخص کی کوئی علحدہ اجرت مقرر نہیں ہے۔

چودھویں ستباک۔ یہ شخص خالص چاندی کی گول ٹکیاں کاٹتا ہے۔ ستباک کو ہزار ٹکیاں تراشنے کی اجرت ۴ دام دی جاتی ہے۔

چاندی میں میل دریافت کرنے کا طریقہ

چاندی میں سیسے، جست اور تانبے کا میل ہو سکتا ہے۔ ایران و توران میں چاندی کی صفائی کے اعلیٰ ترین درجے کو وہ دہی کہتے ہیں لیکن ہندوستان میں اس کا نام بست بسوہ ہے۔ جس قدر میل بڑھتا جاتا ہے چاندی کا کھربن اور اس کی صفائی کے مدارج گھٹتے جاتے ہیں لیکن عام طور پر چاندی پانچ درجے سے نہیں گھٹتی۔ دس درجے کم کی چاندی پر کوئی توجہ نہیں کرتا۔

تجربہ کار اشخاص چاندی کے رنگ کو دیکھ کر پہچان لیتے ہیں کہ اس میں کس دھات کا میل غالب ہے اور گھس کر یا سوراخ کر کے چاندی کے اندر کی صفائی اور اس کے کھربن کو بھی پہچان جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ چاندی کو تپا کر اور پھر اسے پانی میں بھجھا کر بھی اس کے کھربے اور کھوٹے ہونے کا پتہ لگا لیتے ہیں۔ سیاہی سے سیسے کی زیادتی اور سرخی سے تانبے کی خاکی مائل یہ سفید رنگ سے لہن کی اور سفیدی سے چاندی کی زیادتی کا اندازہ ہو جاتا ہے۔

چاندی کو کھرا کرنے کی ترکیب

اس کی ترکیب یہ ہے کہ ایک چھوٹا سا گڈھا کھودا جاتا ہے اور اس میں تھوڑی سی ہوا کٹے کی راکھ چھڑکی جاتی ہے۔ اس کے بعد گڈھے کو بول کی لکڑی کی راکھ سے بھر دیتے ہیں اور اس میں تھوڑا پانی دے کر اس گڈھے کو پیالے کی شکل میں بنا لیتے ہیں۔ جب یہ ظرف تیار ہو جاتا ہے تو اس میں کھوٹی چاندی رکھتے ہیں اور چاندی کی مقدار کا لحاظ کر کے پیسے لے میں سیسہ رکھ دیتے ہیں۔ پہلے سیسے کا پلہ حصہ چاندی کے اوپر رکھ دیا جاتا ہے اور پورا پیالہ کوئلے سے ڈھانپ دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد دھوکنی سے اُسے دھونکتے ہیں۔ یہاں تک کہ چاندی اور سیسہ دونوں گل جاتے ہیں۔ اکثر اس عمل کو چار مرتبہ کرتے ہیں۔ چاندی کے صاف ہو جانے کا ثبوت یہ ہے کہ دھات بالکل سفید ہو جاتی ہے اور ہر طرف سے سخت ہونے لگتی ہے۔ جب چاندی بیچ میں سخت ہو جاتی ہے تو اس پر پانی کے چند قطرے ڈالتے ہیں۔ چاندی پر پانی پڑنے سے اس سے مینڈھے کی سنگ کی

شکل کے شعلے بلند ہوتے ہیں۔ اب اس چاندی کی ایک ٹلکیہ بن جاتی ہے اور دھات صاف ہو کر بالکل کھری ہو جاتی ہے۔

اگر یہ ٹلکیہ دوبارہ گلائی جاتی ہے تو فی تولہ نصف سرخ چاندی مل جاتی ہے اس طرح سو تولوں میں چھ ماشہ دوسرے چاندی مل کر خاک ہو جاتی ہے۔ ٹلکیہ کی جلی ہوئی مٹی جس میں چاندی اور سیسہ دونوں ملے ہوئے ہیں مردار سنگ کی سی ہو جاتی ہے۔ اس سخت پتھر کو ہندی میں کھل اور خاری میں کشتہ کہتے ہیں جس کا بعد میں بیان کیا جائے گا۔

قبل اس کے کہ کھری چاندی ضرر آب کو دی جائے ہر سو تولوں میں سے پانچ ماشے اور پانچ سرخ خالص کے لئے لےئے جاتے ہیں اس کے بعد پھر کھنے والا صاف ٹلیوں پر ایک خالص چھاپ لگا دیتا ہے تاکہ کھری ٹلیوں کا کھوٹی سے تبادلہ نہ ہو سکے۔

قدیم زمانے میں چاندی کو بانواری طریقے سے پرکھتے تھے لیکن اب اسی طریقے سے آزمائش کرتے ہیں جس کا ذکر ہوا۔ اگر شاہی چاندی کے جو عراق و خراسان میں رائج ہے اور لاری اور مشقالی چاندی کے جو توران میں پائی جاتی ہے سو تولوں میں تین تولے اور ایک سرخ اور فرنگی اور ترکی نارہیل میں اور گجرات اور مالوے کی محمودی اور مظفری کے سو تولوں میں تیرہ تولے ۱۶ ماشے کی کمی ہو جائے تو یہ اقسام صفائی اور کھرے پن میں شہنشاہی چاندی کے ہم پلہ ہو جاتے ہیں۔

قرض کو ب۔ یہ شخص خالص چاندی کی ٹلیوں کو تاؤ دے کر انہیں ہتھوڑے سے اس قدر کوٹتا ہے کہ چاندی میں سیسے کا نام نشان باقی نہیں رہتا اس شخص کو ہزار روپے بھر چاندی صاف کرنے کی اجرت ۱۶۴ دام دی جاتی ہے۔ چانشی گیر۔ کھرے ہونے اور چاندی کی آزمائش کرتا ہے اور ان کی صفائی کے مدارج مندرجہ ذیل طریقے سے مقرر کرتا ہے۔

یہ شخص دو تولے سونے کے آٹھ پیر بناتا ہے اس کے بعد مندرجہ بالا مرکب کی وہ اسی طریقے سے جاتا ہے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا اور تہہ حبس کر آگ

روشن کرتا ہے اور اس امر کی کوشش کرتا ہے کہ باہر کی خاک ہوا سے اڑ کر دوایا دھات میں ملنے پائے۔ اس عمل کو ختم کر کے چاشنی گیر تیروں کو دھوتا ہے اور پھر انھیں گلاتا ہے۔ اگر سونے کے وزن میں کچھ کمی نہیں ہوتی تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ سونا جانچ میں پورا اُترا۔ دھات کا پرکھنے والا سونے کو کسوٹی پر کستا ہے اور اس طرح اپنی ذات و اعتبار کو قطعاً مطمئن کر دیتا ہے۔

سواشرفیوں بھر سونا پرکھنے اور اس کی آزمائش کرنے کی اجرت چارہ ادا ادا کی جاتی ہے۔

چاندی کی آزمائش کا طریقہ یہ ہے کہ ایک تولہ چاندی اور اسی قدر سیسہ ایک ہڈی کی نلی میں رکھ کر ان کو اس قدر تاؤ دیا جاتا ہے کہ سیسہ بالکل حل جاتا ہے اب چاندی پر چند قطرے پانی کے چھڑکے جاتے ہیں اور اس کے بعد ہتھوڑے سے اس قدر کوئی جاتی ہے کہ اس میں سیسے کا نام و نشان بھی باقی نہیں رہتا۔ اس کے بعد دھات کو نئی نلی میں رکھ کر اس کا وزن کیا جاتا ہے۔ اگر چاندی وزن میں چھ چانول کم ہو گئی تو سمجھا جاتا ہے کہ آزمائش کا کام ختم ہو گیا اور چاندی کھری ہو گئی۔ اور اگر ایسا نہ ہوا تو چاندی کو پھر تاؤ دیتے ہیں یہاں تک کہ اس میں چھ چانول کی کمی کا لقیسین ہو جائے۔ ہزار روپے بھر چاندی کی آزمائش کرنے کی اجرت ۳۰ دھام پچھٹیل مقرر ہے۔

نیاریہ۔ یہ ملازم خاک خالص کو جمع کرتا اور ہر دفعہ دو دو سیر خاک لے کر اُسے دھوتا ہے۔ مٹی میں جس قدر سونا ہوتا ہے وہ اپنی گرانی کی وجہ سے پانی کی تہ میں بٹھ جاتا ہے۔ مٹی کو اس طرح دھونے کے بعد اُسے ککرہ کہتے ہیں۔ ککرے میں اب بھی سونا شامل ہوتا ہے جس کے نکالنے کی ترکیب بعد میں بیان کی جائے گی۔ یہ نشین مٹی میں پارہ ملا کر مٹی کو خوب ملتے ہیں سیر بھر مٹی میں چھ ماشے پارہ صرف ہوتا ہے۔ سیاب اپنی فطری کشش سے سونے کو اپنے میں جذب کر لیتا ہے اس پارے کو شیشے میں ڈالتے ہیں اور تپا کر سونے کو پارے سے جدا کر لیتے ہیں۔ خاک کی اس مقدار سے سونا نکالنے کی اجرت نیاریہ کو ۲۰ دھام دو جینٹل دیئے جاتے ہیں۔

لکڑے کا عمل لکڑے میں اتنی ہی مقدار پتھر کی ڈالتے ہیں اور رسی کو گائے کے گوبر میں ملا دیتے ہیں۔ اس کے بعد پہلے مرکب کو پیس کر دوسرے میں ملا دیتے ہیں اور اس سے دودھ سیر کے گولے بنا کر ان گولوں کو کپڑے پر سکھاتے ہیں۔ پتھر مندرجہ ذیل طریقوں سے تیار کیا جاتا ہے۔

زمین میں ایک گڈھا کھودتے ہیں اور اس گڈھے میں بول کی راکھ اس طرح بھر دیتے ہیں کہ ایک من سیسے کے لئے راکھ کا ڈھیر چھ انگل اونچا ہو جاتا ہے اور راکھ کی زیریں سطح کو ہموار کر کے اس میں سیسہ ڈال دیتے ہیں۔ اس عمل کے بعد گڈھے کو گولے سے ڈھانپ کر اس میں آگ لگا دیتے ہیں اور سیسے کو گلاتے ہیں۔ سیسہ گلینے کے بعد گولے کو ہٹا لیتے ہیں اور دھٹی کی رکابیاں کانٹوں سے باہم جکڑی ہوئی بھٹی پر رکھتے ہیں ان رکابیوں کا ایک منہ جو دھوکنی کی طرف ہوتا ہے بند رہتا ہے اور دوسرا منہ کھلا ہوتا ہے۔ اب بھٹی کو ایک اینٹ سے ڈھانک دیتے ہیں اور کچھ مدت تک اسے اسی حالت میں رہنے دیتے ہیں یہاں تک کہ راکھ سیسے کو اپنے میں جذب کر لیتی ہے اینٹ کو تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اٹھا کر سیسے کو دیکھتے جاتے ہیں۔ سیسے کی مذکورہ بالا مقداریں چار ماشے چاندی ملا دیتے ہیں اور اس راکھ کو پانی سے ٹھنڈا کر لیتے ہیں اور اسی خاک کو پتھر کہتے ہیں۔

ایک من سیسے میں دوسیر دھات جل جاتی ہے اور خاک کی وجہ سے چار سیر وزن زیادہ ہو جاتا ہے۔ اس طرح عمل ختم ہونے کے بعد مجموعی وزن ایک من دوسیر ہوتا ہے۔

رسی۔ ایک قسم کا تیزاب ہے جو بجی اور شورے سے بنتا ہے۔

پتھر اور رسی کا حال بیان کرنے کے بعد پھر اصل مقصود کا ذکر کیا جاتا ہے اور لکڑے کا نام تمام بیان ختم کیا جاتا ہے۔ دوسری گولے تیار کرنے کے بعد تنور کی شکل کا ایک برتن بناتے ہیں جو دونوں سروں پر تنگ اور بیچ میں چوڑا ہوتا ہے یہ ڈیڑھ گز اونچا ہوتا ہے اور اس کے پیدے میں ایک سوراخ کرتے ہیں۔ یہ سخت کونٹوں سے اتنا بھر دیا جاتا ہے کہ چار انگشت اندر خالی رہ جاتی ہے۔ اس کے بعد زمین میں ایک گڈھا کھود کر برتن کو اسی گڈھے میں رکھتے ہیں اور دھوکنی سے اس میں آگ

دہکاتے ہیں جب آگ خوب روشن ہو جاتی ہے تو مندرجہ بالا گولوں کو ایک ایک کر کے توڑتے ہیں اور اس آگ میں ڈالنے اور گلاتے جاتے ہیں، سونا، چاندی، تانبہ اور سیسہ گول گول کر سوراج کی راہ سے گڑھے میں آجاتے ہیں۔ جو باقی ماندہ چیز برتن میں رہ جاتی ہے اسے نرم کر کے دھوتے ہیں۔ اس طرح سیسے کو علیحدہ کر لیتے ہیں۔ اس گول کو ختم کر کے راکھ کو پھر یکجا جمع کرتے ہیں اور اس خاک سے بھی بعض ترکیبوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں جو وحیات گڑھے میں آجاتی ہے اسے نکال کر پھر کے طریقے سے گلاتے ہیں سیسہ خاک میں مل جاتا ہے جس میں تھیں سیر راکھ سے جدا کر کے نکال لیا جاتا ہے اور دس سیر جل جاتا ہے۔ سونا، چاندی اور تانبہ اور پتھر اس سیسہ اسی طرح مٹی کے ڈھیر میں رہ جاتے ہیں اور اسی کو بگراؤٹی یا گبراؤٹی کہتے ہیں۔ عمل بگراؤٹی۔ زمین میں ایک گڑھا کھودتے ہیں اور اس گڑھے میں ببول کی راکھ بھر دیتے ہیں۔ سو تو لے بگراؤٹی کے لئے آدھ سیر راکھ گڑھے میں ڈالی جاتی ہے۔ اس کی ایک رکابی بنا کر بگراؤٹی کو اس میں ملا دیتے ہیں اور اس میں ایک تولہ تانبہ اور پانچ تولے سیسہ بھی ملا تے ہیں۔ اب اس رکابی کو کوئلے سے لبالب بھر کر اسے ایک اینٹ سے ڈھانک دیتے ہیں۔ جب تمام چیزیں گول جاتی ہیں تو کوئلے اور اینٹ کو ہٹا لیتے ہیں اور ببول کی لکڑیاں جلا دیتے ہیں یہ آگ اُس وقت تک چلتی رہتی ہے جب تک کہ سیسہ اور تانبہ راکھ میں نہ مل جائیں سیسہ اور تانبہ مٹی میں مل جاتے ہیں اور سونا اور چاندی ڈھیر سے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ اس راکھ کو بھی کھول کہتے ہیں اور اس سے سیسہ اور تانبہ جس طریقے سے نکالا جاتا ہے اس کا تفصیلی بیان آگے آئے گا۔



آئین (۸)

سونے کو چاندی سے علیحدہ کرنے کی ترکیب

جوڑ کو تین مرتبہ تانبے اور تین مرتبہ گندھک ملا کر گلاتے ہیں جس کو ہندی میں چھا چھا کہتے ہیں۔ اس مرکب کے ہر تولے کے لئے ایک ماشہ تانبہ اور ایک ماشہ دوسرے گندھک استعمال کی جاتی ہے۔ جوڑ کو پہلے تانبے کے ساتھ اور اس کے بعد گندھک میں ملا کر گلاتے ہیں۔ اگر جوڑ کا وزن سو تولے ہوتا ہے تو سو ماشہ تانبہ اس طریقے پر صرف کیا جاتا ہے کہ پہلے سچاس ماشہ تانبہ جوڑ کے ساتھ گلاتے ہیں اور اس کے بعد پچیس پچیس ماشہ دوسرے کر کے گھلایا جاتا ہے گندھک کو بھی اسی مناسبت سے جوڑ میں ملائے ہیں۔

اس اجمل کی تفصیل یہ ہے کہ جوڑ کو ریزہ ریزہ کر کے اس میں سچاس ماشہ تانبہ ملا کر اسے گھریا میں گلاتے ہیں۔ اپنے پاس ایک برتن میں ٹھنڈا پانی بھر کے رکھ لیتے ہیں اور پانی کی سطح پر جس کی جھاڑ کی طرح بچھا دیتے ہیں جس پر گلی ہوئی دھات کو ڈالتے ہیں اور تین مادے کو لکڑی سے ہلاتے جاتے ہیں تاکہ جمنے نہ پائے اس کے بعد ان ٹکڑوں کو دوبارہ بقیہ تانبے میں ملا کر ایک گھریا میں ملائے ہیں اور اس کو سائے میں ٹھنڈا کر کے جاتے ہیں اس جوڑ کے ہر تولے میں دو ماشہ اور دوسرے گندھک صرف ہوتی ہے یعنی سو تولے جوڑ کے لئے پندرہ گندھک استعمال میں آتی ہے۔

جب تین مرتبہ اسی طرح گلا لیتے ہیں تو سطح پر سفیدی سی جھی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ یہ سفیدی چاندی ہے جو اس طرح نکل آتی ہے۔ اس کو نکال کر علیحدہ رکھتے ہیں جس کا عمل بعد میں بیان کیا جائے گا۔

جب یہ جوڑ تین مرتبہ تاسیے اور گندھک کے اوپر تین مرتبہ ساتھ گلا لیا جاتا ہے اور چھوٹے عمل پورے ہو جاتے ہیں تو سونے کی جھی ہوئی نکلیا رہ جاتی ہے پنجابی زبان میں اس سونے کو گیل اور دہلی میں پنجر کہتے ہیں۔

اگر جوڑ میں سونا زیادہ مقدار میں ہوتا ہے تو یہ علیحدہ کیا ہو اسونا صفائی کے درجے میں $\frac{1}{4}$ - ۶ بانی ہوتا ہے لیکن ایسا سونا پانچ بلکہ چار بانی ہی ہوتا ہے۔ سونے کو کھر کرنے کے لئے مندرجہ ذیل طریقوں میں سے کسی ایک عمل کرنا ضروری ہے۔

پہلا طریقہ یہ ہے کہ اس سونے کے پچاس تولوں میں چار سو تولے کھرے اور خالص سونے کے ملائے جاتے ہیں اور اس سونے کو سلوانی کے عمل سے خالص کر لیتے ہیں۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ الوانی کے عمل سے کام لیں۔ اس طریقے کی تشریح یہ ہے کہ دو حصے بنواؤ گندھے اور ایک حصہ شورے کا مرکب بناتے ہیں اور پنجر کی سلاٹیاں بنا کر ان کے پتر تیار کرتے ہیں۔ ہر پتر کا وزن $\frac{1}{4}$ اتولے سے کم نہیں ہوتا لیکن سلوانی پتروں سے یہ پتر ذرا چوڑے ہوتے ہیں۔ ان پتروں پر سیم کا تیل ملتے ہیں اور اس کے بعد پتروں پر گندھے اور شورے کے مرکب کا لپ چڑھاتے ہیں اور ہر لپ کے بعد دو ہلکی آنچیں دیتے ہیں۔ اسی طرح تین یا چار مرتبہ لپ چڑھا کر اسے آگ میں تپاتے ہیں یہاں تک کہ سونا کھرا ہو جاتا ہے۔ اگر چاہتے ہیں کہ سونے کو اس سے بھی زیادہ کھرا کریں تو اس عمل کو بار بار کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ توبانی ہو جاتا ہے۔ اس کی راکھ بھی جمع کر کے رکھ لی جاتی ہے اور یہ مٹی بھی ایک قسم کی کھل ہے۔

آئین (۹)

راکھ سے چاندی نکالنے کی ترکیب

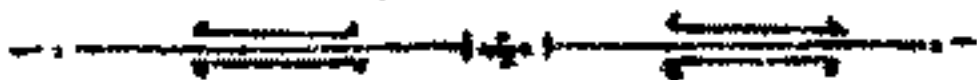
جس قدر راکھ الوئی کے عمل کے پہلے اور اس کے بعد جمع کر لی جاتی ہے اُس کا ڈنگت سیدہ اُس میں ملائے اور اس کو ایک گھریا میں رکھ کر ایک پہر کوئلے کی آنچ دیتے ہیں جب آگ ٹھنڈی ہو جاتی ہے تو دھات کو اسی طریقے سے خالص کرتے ہیں جیسا کہ تباک کے عنوان کی تشریح میں مفصل تحریر میں آچکا ہے۔ اس راکھ کو بھی کھول کہتے ہیں۔ سلونی کے دوسرے طریقے بھی ہیں جن سے ہنرمند بخوبی واقف ہیں۔ پنی وار۔ یہ شخص کھول کو گلا کرتا ہے سے چاندی کو جدا کرتا ہے۔ اس کی مزدوری فی تولہ ۱۲ ادا م مقرر ہے۔ جو منافع اُسے ملتا ہے اس کے عوض میں ہر ماہ ۳۰۰ ادا م دیوان کو ادا کرتا ہے۔

اس کے عمل کی تفصیل یہ ہے کہ پہلے کھول کے ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے اور اس کے بعد ایک من کھول میں ڈیڑھ سیر سہاگہ اور تین سیر بجی ملاتا ہے اور پورے مرکب میں سے ایک ایک سیر دفعہ دفعہ کر کے اسی طرح کوزے میں ڈالتا ہے جیسا کہ سونا کھرا کرنے کی ترکیب میں بیان ہو چکا ہے۔ اس کے بعد مرکب کو گلاتا ہے۔ جیسے اور چاندی کا مرکب پچھل کر گڑھے میں گرتا ہے جو بعد میں غسل سٹبا کی سے صاف کر لیا جاتا ہے جیسے جو چاندی سے جدا ہو کر راکھ میں مل جاتا ہے پھر نہریں جاتا ہے۔

(۱۹) پیکار۔ شخص سلونی اور کھل شہر کے سناروں سے خریدتا ہے اور انھیں دارالضرب میں لے جا کر گلاتا ہے اور اس طرح چاندی اور سونے سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ یہ شخص ایک من سلونی کے لئے سترہ دام اور ایک من کھل کے معاوضے میں چودہ دام خالص میں داخل کرتا ہے۔

(۲۰) پچولی والہ۔ یہ شخص پرانے تانبے کے وہ سکے لے آتا ہے جس میں چاندی ملی ہوئی ہوتی ہے۔ اس کو ہر سو تولے میں ۳ روپے دیوان کو دینے ہوتے ہیں۔ اگر یہ شخص چاہے کہ چاندی کے سکے بنوائے تو اس کی مقسورہ اجرت اسے علیحدہ ادا کرنی ہوتی ہے۔

(۲۱) خاک شو۔ جب کہ سونے اور چاندی کے مالک اپنا مال مختلف طریقوں سے صاف کر کے جیسا کہ بیان ہوا لے جاتے ہیں تو یہ شخص دارالضرب میں جھاڑو دیتا ہے اور اسے اپنے گھر لے جا کر خاک کو دھوتا ہے اور اس سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ بیشمار خاک شو اس عمل سے اچھی خاصی تجارت کرتے ہیں۔ ہر خاک شو ہر مہینے ۱۲ روپے بطور نذرانہ خزانے میں داخل کرتا ہے۔ خاک شو کی طرح دارالضرب کا ہر اہلکار ہر سو داموں کے منافع میں تین دام خزانہ سرکاریں داخل کر دیتا ہے۔



آئین (۱۰)

سکہ جاست سلطنت: سونے کے سکے

جب بادشاہ نے اپنی توجہ سے سونے اور چاندی کو بالکل صاف اور کھرا کر لیا تو نقوش بھی طرح طرح کے ایجاد کر کے سکوں کو زیب و زینت دی جس سے خزانے کی رونق بڑھی اور اہل دنیا کو مسترت و خوشی حاصل ہوئی۔ اس جگہ نقوش کا مختصر حال لکھا جاتا ہے۔

شہنشاہ۔ یہ ایک گول سکہ ہے جو وزن میں ادا تو لے ۹ ماشے سات سرخ کے برابر ہے۔ اس سکے کی قیمت سولہ جلالی ہے۔ سکے میں ایک طرف بیچ میں قبلہ عالم کا نام کندہ ہے اور کناروں کی پانچ محرابوں میں یہ عبارت لکھی ہوئی ہے

السلطان الاعظم الخاقان المعظم خلد الله ملكه وسلطانه ضرب دار الخلافة الکره

سکے کے دوسری طرف وسط میں کلمہ طیبہ اور ان الله يذوق من

لیشاء بغیر حساب لکھا ہوا ہے اور چاروں طرف حضرات چار یار رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی کندہ ہیں۔

پہلے مولانا مقصود مہر کن نقاشی کرتے تھے اس کے بعد ملا علی احمد نے سنائی کو ختم کیا اور سکے کے ایک طرف یہ عبارت بڑھائی کہ "افضل دینا ما ینفقه الرحیل دینا ما ینفقه علی اھل بہ فی سبیل اللہ اور دوسری طرف

السلطان العالی الخلیفۃ المتعالی خلد اللہ ملکہ وسلطانہ وابدہ علیہ واحسانہ کندہ کیا
لیکن اس کے بعد یہ تمام عبارتیں مٹا دی گئیں اور ملک الشعراء تذکرۃ الحکماء شیخ فیضی کی
یہ رباعی سکے کے ایک طرف لکھی گئی۔

خورشید کہ ہفت بحر از دگوہر یافت
کمان از نظر تربیت او زریافت
سنگ سیہ از پرتو آں جوہر یافت
وال زرشرف از سکہ شاہ اکبر یافتہ
اسی جانب در میان میں اللہ اکبر جل جلالہ کندہ کیا گیا۔
سکے کی دوسری جانب یہ رباعی لکھی گئی۔

ایں سکہ کہ پسیرا پید بود
سیمائے سعادتش ہمیں بس کہ بدہر
یا نقش دوام و نام جاوید بود
یک ذرہ نظر کردہ خورشید بود
سکے کے اسی جانب در میان میں سن الہی اور مہینہ کندہ کر ائے گئے۔

(۲) اسی نام اور اسی صورت کا ایک دوسرا سکہ ہے جو وزن میں
توڑے توڑے آٹھ ماشے اور قیمت میں سو گول اشرفیوں کے برابر ہے۔ ان اشرفیوں
میں ہر ایک کا وزن گیارہ ماشے ہے۔ اس سکے پر بھی مذکورہ بالا آخری نقش
کندہ ہے۔

(۳) وہیں۔ دونوں سکوں کا نصف ہے۔ یہ سکہ بعض اوقات مرچ
کی شکل کا ہوتا ہے۔ اس سکے کے ایک طرف ہنسہ کا نقش کندہ ہے اور دوسری
جانب شیخ فیضی کی یہ رباعی لکھی ہوئی ہے۔

ایں نقشہ روان گنج شاہنشاہی
خورشید بہ پرورش ازاں رو کہ بدہر
با کوب اقبال کندہ ہر اہی
یا بدشرف از سکہ اکبر شاہی

(۴) آٹھ۔ سہنسہ کا چھ حصہ ہے۔ یہ سکہ گول اور چوکور دونوں طرح کا
ہوتا ہے بعض سکوں پر تو سہنسہ کا نقش کندہ ہے اور بعضوں کے ایک طرف فیضی کی
یہ رباعی لکھی ہوئی ہے۔

ایں سکہ کہ دست بخت رازیور باد
زریں نقد سیت کار از وچول زرباد
پیرائے نہ سپہر و ہفت خستہ باد
در دہر رواں بنام شاہ اکبر باد
اور دوسری طرف وہی پہلی رباعی کندہ ہے۔

(۵) بنسنت۔ آتہ کی طرح یہ سکہ بھی گول اور چوکور دونوں قسم کا تیار کیا جاتا ہے۔

یہ سکہ قیمت میں سہنسہ کا ۱/۲ حصہ ہے۔ اس کے علاوہ اور دوسرے سونے کے سکے بھی ہیں جنکے اوپر نقش میں بنسنت کی طرح ہوتے ہیں اور قیمت میں سہنسہ کے ۱/۲ - ۱/۳ - ۱/۴ اور ۱/۵ حصوں کے برابر ہیں۔

(۶) چنگل۔ چار گوشہ۔ یہ چوکور سکہ ہے۔ اس کا وزن ۳۲ تولے ۱/۲ سیرخ ہے۔ اس کی قیمت تیس روپے ہے۔

گرو دگول (گول سکے کا وزن ۲۲ تولے ۱/۴ ماشے ہے اور قیمت میں تین جلالی ٹہر کے برابر ہے۔ ہر ٹہر کی قیمت گیارہ روپے اور وزن گیارہ ماشے ہے۔

چنگل مربع جو سہنسہ کا ۱/۲ حصہ ہے اور قیمت میں دو لعل جلالی ٹہر کے برابر ہے۔ چنگل کی دونوں قسم کے سکوں کے نقش ایک ہی ہیں۔

(۷) لعل جلالی۔ یہ سکہ گول ہے اور وزن اور شکل میں دوسرے کے برابر ہے۔ اس کے ایک طرف اللہ اکبر کندہ ہے اور دوسری جانب یا معین لکھا ہوا ہے۔

(۸) آفتابی۔ یہ سکہ بھی گول ہے۔ اس کا وزن ایک تولہ ۲ ماشے ۱/۲ سیرخ ہے اس کی قیمت بارہ روپے ہے۔ اس کے ایک طرف

اللہ اکبر جل جلالہ لکھا ہوا ہے اور دوسری جانب دار الضرب کا نام اور سنہ الہی کندہ ہے۔

(۹) الہی۔ یہ سکہ بھی گول ہے اور اس کا وزن ۱۲ ماشے ۱/۲ سیرخ ہے۔ اس پر بھی آفتابی سکے کا نقش کندہ ہے اور دس روپے پر چلتا ہے۔

(۱۰) لعل جلالی چوکور۔ اس کا وزن اور اس کی قیمت دونوں الہی سکے کے وزن اور قیمت کے برابر ہیں اس کے ایک طرف اللہ اکبر اور دوسری طرف جبل جلالہ لکھا ہوا ہے۔

(۱۱) عدل گنگہ۔ یہ سکہ بھی گول ہے اور اس کا وزن گیارہ ماشے ہے اور اس کی قیمت نو روپے ہے۔ اس کے ایک طرف اللہ اکبر اور دوسری طرف

یا معین لکھا ہوا ہے۔

(۱۲) گول اشرفی۔ یہ سنگ وزن اور قیمت میں عدل گنگہ کے برابر ہے لیکن اس کا نقش مختلف ہے۔

(۱۳) مہرابی۔ یہ سنگ وزن قیمت اور نقش میں گول اشرفی کے برابر ہے اور اسی کے مانند ہے۔

(۱۴) معینی۔ یہ سنگ جو کور اور گول دونوں طرح کا ڈھالا جاتا ہے۔ وزن اور قیمت میں لعل جلالی اور گول اشرفی کے برابر ہے اور اس پر یا معین کا نقش کندہ ہے۔

(۱۵) چار گوشہ۔ وزن اور قیمت میں آفتابی کے برابر ہے۔

(۱۶) گرد۔ یہ سنگ الہی کے کا نصف ہوتا ہے اور اس کا نقش بھی یہی ہے جو الہی کا ہے۔

(۱۷) دھن۔ یہ سنگ لعل جلالی کا نصف ہے۔

(۱۸) سلیمی۔ یہ عدل گنگہ کا نصف ہے۔

(۱۹) ربی یا ربی۔ یہ سنگ آفتابی کا چوتھا حصہ ہے۔

(۲۰) من۔ الہی اور جلالی سنگوں کا $\frac{1}{4}$ حصہ ہے۔

(۲۱) نصف سلیمی۔ عدل گنگہ کا چوتھا حصہ ہے۔

(۲۲) پنج۔ یہ سنگ الہی کا $\frac{1}{5}$ حصہ ہے۔

(۲۳) بانڈو۔ یہ سنگ لعل جلالی کا $\frac{1}{6}$ حصہ ہے اس کے ایک طرف گل لالہ

اور دوسری طرف گل نسرت کا نقش بنا ہوا ہے۔

(۲۴) ثمنی یا ہشت سدہ۔ الہی کے کا $\frac{1}{8}$ حصہ ہے اس کے ایک طرف

اللہ اکبر کندہ ہے اور دوسری جانب جل جلالہ لکھا ہوا ہے۔

(۲۵) کلا۔ الہی کے کا $\frac{1}{10}$ حصہ ہے اس کے دونوں جانب گل نسرت

کا نقش کندہ ہے۔

(۲۶) ذرہ۔ الہی کے کا $\frac{1}{12}$ حصہ اور کلا کا $\frac{1}{12}$ حصہ ہے۔

دارالضرب شاہی میں سونے کے سنگوں کے تیار کرنے کا عام قاعدہ

یہ ہے کہ لعل جلالی۔ دھن اور من تینوں کے ایک ایک ہینہ ڈھالے جاتے ہیں۔

ان کے علاوہ دوسرے سنگے بلا خاص احکام صادر ہوئے تیار نہیں کئے جاتے۔

چاندی کے سنگے

یہ سنگے گول اور وزن میں ساڑھے گیارہ ماشے کا ہوتا ہے یہ سنگے شیر خاں کے زمانے میں ایجاد ہوا اور عہد اکبری میں درجہ تکمیل کو پہنچا اور اس پر تاڑہ نقش لکھا گیا۔ اس سنگے کے ایک طرف اللہ اکبر جل جلالہ کندہ ہے اور دوسری جانب تانبہ ضربہ لکھی ہے۔ یہ سنگے چالیس داموں کے برابر ہے اگرچہ اس کی قیمت گھٹتی بڑھتی رہتی ہے لیکن تخواہوں کے اندازے میں اس کی قیمت ہمیشہ چالیس دام سمجھی جاتی ہے۔

(۲) جلالہ۔ اس کی شکل چوکور ہے اور اسی عہد میں رائج کیا گیا ہے۔ اس کی قیمت اور اس کا نقش روپے کے برابر اور اسی کے مانند ہے۔

(۳) دربیہ۔ جلالہ کا $\frac{1}{4}$ حصہ ہے۔

(۴) پرن۔ جلالہ کا $\frac{1}{4}$ حصہ ہے۔

(۵) پاندو جلالہ کا $\frac{1}{4}$ حصہ ہے۔

(۶) اشٹ۔ جلالہ کا $\frac{1}{4}$ حصہ ہے۔

(۷) دسا۔ جلالہ کا $\frac{1}{4}$ حصہ ہے۔

(۸) کلا۔ جلالہ کا $\frac{1}{4}$ حصہ ہے۔

(۹) سوکی جلالہ کا $\frac{1}{4}$ حصہ ہے۔

یہی بچکاریاں روپے کی بھی بنائی جاتی ہیں لیکن وہ مذکورہ بالا سنگوں کے شکل میں مختلف ہیں۔

تانبے کے سنگے

دام۔ اس کا وزن پانچ ٹانک ہے (ایک تولہ آٹھ ماشے سات سرخ) روپے کا $\frac{1}{4}$ حصہ ہے۔ پہلے اس سنگے کو پیسہ اور پہلوی کہتے تھے لیکن آجکل

دام کے نام سے مشہور ہے۔ اس سکہ کے ایک طرف دار الفریس کا مقام کندہ ہے اور دوسری جانب سسہ اور مہینہ لکھا ہوا ہے۔ حساب کی غرض سے دام کے پچیس حصے سمیٹے گئے ہیں اور ہر حصے کو چیتل کہتے ہیں۔ یہ خیالی حصے صرف حساب رکھنے میں استعمال کئے جاتے ہیں۔

ادھیلہ۔ یہ سکہ دام کا نصف ہے۔

پاؤلی۔ یہ سکہ دام کا $\frac{1}{4}$ حصہ ہے۔

وٹری۔ یہ سکہ دام کا $\frac{1}{8}$ حصہ ہے۔

جہاں پناہ کے ابتدائی عہد حکومت میں سونے کے سکہ اکثر مقامات پر ڈھالے جاتے تھے لیکن اس زمانے میں صرف چار شہروں یعنی دار الخلافہ بنگالہ احمد آباد گجرات اور کابل میں تیار کئے جاتے ہیں۔

چاندی کے سکہ علاوہ ان چار شہروں کے دس مقامات پر اور ڈھالے جاتے ہیں جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

الہ آباد، آگرہ، اجین، سورت، دہلی، پٹنہ، کشمیر، لاہور، ملتان، اور ماٹہ۔

اٹھائیس جگہ صرف تاجے کے سکہ ڈھالے جاتے ہیں۔ ان شہروں کے

نام یہ ہیں:-

اجیر، اودھ، انک، الور، بدایون، بنارس، بھکر، بہرا، پٹن، جون پور، جالندھر، ہردوار، حصار فیروزہ، کالپی، گوالیار، گورکھپور، کلانور، لکھنؤ، سندھ، ناگور، سرہند، سیالکوٹ، سروجن، سہارن پور، سارتنگ پور، سیفیل، قنوج، رتنپور۔

کاروبار میں زیادہ تر گول اشرفی، روپے اور دام کا لین دین ہوتا ہے۔ بے ایمان اور دغا باز اشخاص سکوں کو گھس کر یا اسی طرح کی دوسری تمکاریوں سے لوگوں کو طرح طرح کے نقصان پہنچاتے ہیں۔ لوگوں کے ان نقصانات اور اس کی بربادی کو مد نظر رکھ کر جہاں پناہ ہمیشہ تجربہ کاروں کے مشورے اور آئین زمانہ شناسی سے ان غداروں کو روک رکھنے کے لئے نئے قوانین جاری کرتے رہتے ہیں۔

سکوں کے رواج میں مختلف تغیر اور تبدل ہوئے۔

ابتداءً جب کہ حکومت کی باگ راجہ ٹوڈرمل کے ہاتھ میں تھی تو چار قسم کی

اشرفیاں سلطنت میں رائج تھیں۔

(۱) لسل جلالی جس پر بادشاہ کا نام نامی کندہ تھا اور حبس کا وزن اتولہ چار سرخ تھا۔ یہ سکہ بالکل کھرا تھا اور اس کی قیمت چار سو دام مقرر تھی۔

(۲) ابتدائی زمانہ حکومت میں ایک اشرفی رائج تھی جس پر شاہی ہنر کندہ تھی۔ اس سکے کی تین قسمیں ہیں۔ سکہ بالکل کھرا تھا جس کا وزن پورے گیارہ ماشے تھا اور اس کی قیمت ۳۵ دام تھی۔ اگر امتداد زمانہ سے یہ سکہ تین چانول گھس جاتا تھا تو اس کی قیمت میں کوئی فرق نہیں آتا تھا لیکن اگر چار چانول سے چھ چانول تک کی کمی آجاتی تھی تو سکہ دوسرے درجے کا شمار ہوتا تھا اور اس کی قیمت ۳۵ دام ہو جاتی تھی اور اگرچھ سے نو چانول تک گھس جاتا تو سکہ کو تیسرے درجے کی اشرفی سمجھتے تھے اور ایسا سکہ تین سو پچاس داموں پر چلتا تھا۔ اگر نو چانول سے بھی زیادہ سکے کے وزن میں کمی آجاتی تھی تو سکہ نامسکوک سونا سمجھا جاتا تھا۔

تین ہی طرح کے روپے بھی اس زمانے میں رائج تھے۔

(۱) چار گوشہ۔ اس سکے کی چاندی بالکل کھری تھی اور اس کا وزن ۱۱

ماشے تھا۔ اس سکے کا نام جلالہ تھا اور اس کی قیمت چالیس دام تھی۔

(۲) پرانا اکبر شاہی گول روپیہ۔ اس کا وزن ایک سرخ کم تھا اور اس کی

قیمت ۳۹ دام تھی۔

(۳) ایسی روپیہ جب وزن میں دوسرے کم ہو جاتا تھا تو اس کی قیمت بھی ۲ دام گھٹ جاتی تھی اور بجائے ۳۵ کے ۳۸ داموں پر چلتا تھا۔ جو سکہ دوسرے سے بھی زیادہ کم ہو جاتے تھے وہ نامسکوک چاندی کے مثل سمجھے جاتے تھے۔

دوسری مرتبہ جب اٹھارہ ہر سکہ الہی کو عند الدولہ میر فتح افند شیرازی سررشتے کے افسر اعلیٰ مقرر ہوئے تو شاہی فرمان نافذ ہوا کہ اگر اشرفی میں تین اور روپے چھ چانول کی کمی آجائے تو سکوں میں کسی طرح کا نقصان نہ سمجھا جائے بلکہ یہ سکہ پورے اور کھیرے خیال کے جائیں اور اگر اشرفی تین چانول سے بھی زیادہ کم ہو تو محض کمی کے لحاظ سے قیمت بھی بحساب کسر گھٹادی جائے۔ اسی بنا پر ایک ہنر کی قیمت جو ایک سرخ وزن میں کم ہو چکیں دام اور کچھ کسر قرار پائی۔ یہ حکم منسوخ ہوا کہ جس اشرفی میں نو چانول تک

کمی ہو وہ بھی کھرا سکہ سمجھی جائے اور اس طرح ایک سرخ سکوک سونے کی قیمت چار دام اور کچھ کسر قرار دی گئی۔

ٹوڈرل کے قانون کے موافق ہر سرخ کی کمی سے چار دام قیمت گھٹ جاتی تھی اور اگر اشرفی میں تین چاول سے کچھ بھی زیادہ کمی ہو جاتی تھی جو اگرچہ آدھے چاول یا کچھ بھی تو قیمت میں پورے پانچ دام کا فرق آ جاتا تھا۔ جو اشرفی وزن میں ڈیڑھ سرخ کم ہو جاتی تھی اس کی قیمت دس دام گھٹ جاتی تھی۔ اگر ڈیڑھ سرخ میں کچھ کمی بھی ہوتی تو بھی قیمت کی کمی میں کوئی فرق نہیں آتا تھا اور وہی دس دام اصل قیمت سے منہا کر لئے جاتے تھے (عضد الدولہ) کے جدید قانون سے اشرفیوں کے نرخ میں فرق ہو گیا اور اسی اشرفی کی قیمت میں کچھ اوپر چھ دام کی کمی کر دی گئی اور پوری قیمت تین سو تین (۳۵۳) دام اور کچھ کسر قرار پائی۔

گول روپے کی قیمت جو وزن میں صحیح اور جس کی چاندی کھری ہوتی تھی چو کور روپے سے ایک دام کم قرار دی گئی تھی۔ فتح شیرازی نے اس قانون کو بھی منسوخ کیا اور گول روپیہ جو وزن میں پورا ایک سرخ کم تھا پورے چالیس داموں پر چلنے لگا۔ ٹوڈرل کے عہد اقتدار میں جو روپیہ وزن میں دو سرخ کم ہوتا تھا اس کی قیمت ۸ دام سمجھی جاتی تھی۔ شیرازی کے عہد میں ایسے روپے کی قیمت میں صرف ایک دام اور کچھ کسر کی کمی قرار پائی۔

تیسرا تغیر عضد الدولہ کے خاندیس جانے کے بعد راجہ ٹوڈرل نے اشرفیوں کی قیمت بجائے جلالہ روپے کے گول سکوں میں مقرر کی اور اپنے ذاتی تعصب و سختی مزاج کی وجہ سے روپے اور اشرفی کی کمی اور نقصانات کے قانون کو بعینہ اسی طرح جاری کیا۔

جو تھی بار۔ جب احکام شاہنشاہی کا نفاذ قلیچ خاں کے سپرد کیا گیا تو اس نے بھی اشرفیوں کی قیمت مقرر کرنے میں راجہ ٹوڈرل کے قاعدوں کی پابندی کی لیکن جس اشرفی کی قیمت میں راجہ نے پانچ دام کی کمی قرار دی قلیچ خاں نے اس کی قیمت دس دام گھٹادی اور جو سکہ راجہ کے وقت میں دس دام کم پر چلتا تھا اسے قلیچ خاں نے بیس دام کم پر رائج کیا۔ جو اشرفی کہ وزن میں ۱۰۰ سرخ کم ہوتی قلیچ خاں نے اسے

نامسکوک سونا قرار دیا۔ اسی طرح جس روپے میں ایک سرخ سے ڈاٹر کی کمی تھی وہ بھی غیر مسکوک چاندی سمجھا گیا۔

جہاں پناہ اپنے اعلیٰ عہدہ دار ملازموں پر بھروسہ کر کے اپنے کثرت کار کی وجہ سے سکوں کے چلن اور ان کی قیمت کی کمی پیشی پر کم توجہ فرماتے تھے لیکن جب سکوں کے بھاؤ میں وقتاً فوقتاً تبدیلی ہونے کی وجہ سے اس سررشتے کی بد قسمتی کی خبر قبیلہ عالم کے کانوں تک پہنچی تو حضرت نے اس بارے میں ایسا عہدہ قانون جاری کیا کہ قریب و غریب ہر شخص کو خوشی حال ہوئی اور رعایا نے نقصان اور پریشانی کی تکلیف سے نجات پائی۔

چھبیس برس مسکہ الہی کو جہاں پناہ نے دوسرے قاعدے کو تمام قوانین پر ترجیح دی اور اسی کو جاری فرمایا۔ عہدہ الدولہ کے قانون میں صرف اس قدر ترمیم فرمائی کہ اگر اشرفی تین چانول اور روپیہ چھ چانول تک کم ہو تو ایسے دونوں سکے بھی نامسکوک سمجھ کر قبول نہ کئے جائیں۔ اس آئین نے کمینہ خصلت خیانت داروں کی بے ایمانی و مکاری کا خاتمہ کر دیا اس لئے کہ اگر دارالمنہرب کے اہلکار ہی کم وزن کا سکہ تیار کریں یا خزانے کے عمال کھڑے سکوں کو کم داموں پر لیں تو ایسی صورتوں میں پہلے قانون کی بنیاد پر ان بد نظمیوں کا کوئی چارہ کار نہ تھا لیکن اس نئے قانون سے سارے ملک کو اطمینان اور آرام نصیب ہوا اور سب خوشحالی کے ساتھ دنیا کی بسر کرنے لگے۔ اس کے علاوہ بے شرم بددیانت افراد وزن میں ہلکے چانول جن کو ان سے سکوں کو تولتے اور جو اشرفی تین چانول کم ہوتی تھی اُسے چھ چانول کم کر دیتے تھے اس طرح جو اشرفی چھ چانول کم ہوتی تھی اُسے نو چانول کم کہتے تھے۔ سکوں کے اوزان کی یہی اسی طرح بڑھتی جاتی تھی اور چور و غریب اپنی جیبیں بھر کر داریں میں روسیا ہوتے تھے۔ جہاں پناہ کے حکم سے یا باغوری چانول وزن کے لئے بنائے گئے اور یہی چانول تولنے میں استعمال کئے گئے۔ اسی تاریخ ایک دوسرا قانون نافذ ہوا کہ خزانہ اور محاصل جمع کرنے والے رعایا سے کسی خاص قسم کا روپیہ نہ طلب کریں اور سکوں کی صفائی اور وزن میں جو کمی ہو اس کا بھی صحیح اندازہ کر کے موجودہ کے مطابق اصل قیمت وصول کریں۔ جہاں پناہ کے اس فرمان نے دغا بازوں کو پست کیا اور لالچی اور طمع داروں کو اعتدال پسندی کی تعلیم اور مظلوم رعایا کو ستم پیشہ بکاروں کے پیچھے ظلم سے نجات دی۔

آئین (۱۱)

درم و دینار

ممالک محروسہ کے رائج الوقت سکوں کا ذکر کرنے کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دونوں قدیم سکوں یعنی درم و دینار کے بھی کچھ مختصر حالات اور ان کی قیمت سے ناظرین کو آگاہ کیا جائے۔

درہم سے مراد چاندی کا سکہ ہے جو خستہ خرابی مانند تھا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد معدلت میں یہ سکہ گول ڈھالا گیا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اس پر اللہ برکت کا نقش کندہ کیا گیا حجاج نے اس سکہ پر سورہ قل ھو اللہ کا نقش بنوایا بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ حجاج نے درہم پر اپنا نام کندہ کرایا۔ ایک گروہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے درہم پر نقش کندہ کرائے بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ عبدالملک بن مروان کے زمانے میں رومی دینار اور کسروی اور حمیری درہم ملاک میں رائج تھے۔ عبدالملک کے حکم سے حجاج نے ان سکوں کو منقوش کیا۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ حجاج نے غیر خالص درہموں کو میل سے صاف کیا اور ان پر اللہ احد اللہ الصمد کے نقش کندہ کرائے۔ یہ درہم مکروہ کے نام سے مشہور ہوئے جس کی وجہ یہ تھی کہ اس طرح خدا کے مقدس نام کی امانت ہوتی تھی اور یہ کہ ال نام میں تغیر اور تبدل پیدا ہوا اور غلطی سے یہ سکے مکروہ کہلانے لگے۔ حجاج کے بعد عسمر بن ہبیرہ نے یزید بن عبدالملک کے عہد اور اپنی حکومت عراق کے

زمانے میں حجاج سے بہتر درہم تیار کرائے۔ خالد بن عبد اللہ قسری والی عراق نے
 درہموں کو اور زیادہ خالص کرایا۔ خالد کے بعد یوسف عمر نے اپنی طباعی سے درہموں کو
 کمال کے مرتبے پر پہنچایا بعض مورخین کہتے ہیں کہ سب سے پہلے مصعب ابن زبیر
 نے درہم تیار کرائے۔ ان درہموں کے مختلف اوزان بتائے جاتے ہیں بعضوں
 کا بیان ہے کہ مصعب کے سکوں کا وزن یا نو اور پچھ یا پانچ مثقال وزن تھا۔ بعض
 مورخین لکھتے ہیں کہ ان سکوں کا وزن بیس اور بارہ اور دس قیراط تھا لیکن حضرت عمر
 رضی اللہ عنہ نے ہر قسم کا ایک درہم لے کر ان سبھوں کے مجموعی وزن کا اٹھ حصہ جدید
 درہم کا وزن قرار دیا اس طرح فاروقی درہم چودہ قیراط کا قرار پایا۔ ایک گروہ کا بیان
 ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظمؓ کے زمانے میں اسی قسم کے درہم رائج تھے۔ ایک درہم کا
 وزن آٹھ دانگ تھا۔ اس بغل نے جو سکوں کا نقاد تھا حضرت عمرؓ کے حکم سے
 اس درہم کو مسکوک کیا اور سکہ اسی شخص کے نام سے مشہور ہو کر بغلی کہلایا۔ بعض مورخ
 کہتے ہیں کہ ایک قصبے کا نام بغل تھا اور یہ سکہ اسی قصبے کی طرف منسوب ہو کر بغلی
 کے نام سے مشہور ہوا۔ اسی طرح چار دانگی سکوں کو طبری۔ تین دانگی سکوں کو مغربی
 اور ایک دانگی سکے کو مینی کہتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان تمام سکوں کے مجموعی وزن کے اندازے
 کے موافق تمام درہموں کو ہم وزن کر دیا۔ قاضی خجندیہ کا بیان ہے کہ قدیم زمانے میں
 دو قسم کے درہم رائج تھے ایک قسم ہشت دانگی اور دوسرا شش دانگی کے نام سے
 مشہور تھا۔ ایک دانگ دو قیراط کا اور ایک قیراط دو طسوج کا اور ایک طسوج دو چھٹے
 ہوتا ہے۔

دوسرا کھوٹا سکہ تھا جو وزن میں چار دانگ اور کچھ کسر کے برابر تھا۔ مذکورہ بالا
 بیانات کے علاوہ اور بھی مختلف اقوال ہیں۔

دینار سونے کا سکہ ہے جس کا وزن ایک مثقال ہے۔ دینار درہم کا
 ۲۰ گونہ ہے۔ ایک مثقال چھ دانگ کا اور ایک دانگ چار طسوج اور ایک طسوج
 دو چھٹے کا اور ایک حبہ دو جو کا اور ایک جو چھ خردل کا اور ایک خردل بارہ فلس کا
 اور ایک فلس چھ فیتل کا اور ایک فیتل چھ نقیر کا اور ایک نقیر چھ قلمیر کا اور ایک قلمیر

بارہ ذرے کا سمجھا جاتا تھا۔

مشقال ایک وزن کا نام ہے جس سے سونے کو تولتے تھے۔ اس حساب سے ہر مشقال چھیانوے جو کے برابر ہے۔ اس کے علاوہ خود ایک سونے کے سکے کا نام بھی مشقال ہے۔ بعض قدیم تحریرات سے واضح ہوتا ہے کہ یونانی مشقال اب غیر مستقل اور وزن میں دو قیراط کم ہے۔ اسی طرح یونانی درہم دوسرے اسی قسم کے سکوں سے وزن میں مختلف ہوتے ہیں۔ ان درہموں کا وزن دیگر ممالک کے سکوں سے $\frac{1}{4}$ یا $\frac{1}{2}$ مشقال کم ہوتا ہے۔

آئین (۱۲)

چاندی اور سونا وغیرہ بیچنے والوں کا نفع

(ایک تولہ دہ بانی سونے کی قیمت ایک گول اشرفی ہے جس کا وزن گیارہ ماشے کا ہے۔ اگر سونا $\frac{1}{16}$ بان کا ہے تو اسی ایک اشرفی کے عوض ایک تولہ دو سرخ سونا ملتا ہے۔ اگر سونا $\frac{1}{4}$ بانی ہے تو ایک اشرفی پر ایک تولہ چار سرخ سونا بکتا ہے۔ اگر سونے کا کھرا پن $\frac{1}{16}$ بان ہے تو ایک تولہ چھ سرخ سونا ایک اشرفی کے عوض میں ملتا ہے اور اگر سونا $\frac{1}{4}$ بانی ہے تو ایک اشرفی پر ایک تولہ ایک ماشہ اس طرح ہر بان کی کمی ہونے سے اسی گیارہ ماشے کی اشرفی کی خرید و فروخت میں سونے کے وزن میں ایک ماشے کا اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

سود اگر ایک سو تیس تولے $\frac{1}{16}$ ماشے چار سرخ $\frac{1}{16}$ بانی سونا جسے مہن کہتے ہیں ایک سولہ ل جلالی کو خرید کرتا ہے۔ اس پوری مقدار میں بائیس تولے $\frac{1}{16}$ ماشے سونا گلانے میں جل کر خاک خالص میں مل جاتا ہے اور اس طرح ایک سو سات تولے چار ماشے $\frac{1}{16}$ خالص اور کھرا سونا رہ جاتا ہے۔ اس خالص سونے کی ایک سو پانچ اشرفیاں گیارہ ماشے کی بنائی جاتی ہیں۔ سٹوں کے تیار ہونے کے بعد آدھا تولہ سونا بچ رہتا ہے جس کی قیمت چار روپے ہوئی۔ خاک خالص سے دو تولے گیارہ ماشے چار سرخ سونا در گیارہ تولے $\frac{1}{16}$ ماشے چار سرخ چاندی نکلتی ہے۔ ان دونوں

وہاتوں کی قیمت پینتیس روپے ساڑھے چارہ تنگے ہوئے اور اس طرح ہن کی مذکورہ بالا مقدار کے عوض ایک سو پانچ اشرفیاں انتالیس روپے اور پچیس دام ملتے ہیں اس کل رقم میں سے دو روپے اٹھارہ دام ساڑھے چارہ جیتل کا ریگراپنی مزدوری میں اسی شرح سے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا لے لیتے ہیں۔ پانچ روپے آٹھ دام اور آٹھ جیتل مصالح میں صرف ہو جاتے ہیں۔ سونے کے صاف کرنے میں ایک روپیہ چار دام اور ڈیڑھ جیتل صرف ہوتے ہیں چھتیس دام اور آٹھ جیتل کے کنڈے خرچ ہوتے ہیں چار دام اور پینتیس جیتل سلونی میں ادا کئے جاتے ہیں۔ ایک دام اور دو جیتل کا پانی خرچ ہوتا ہے گیارہ دام اور پانچ جیتل کا چارہ خرید جاتا ہے۔ خاک خلاص کے دھونے میں چار روپے چار دام ۱/۲ جیتل صرف ہوتے ہیں۔ اکیس دام ۱/۲ جیتل کا کولہ صرف ہوتا ہے۔ تین روپے بائیس دام اور چوبیس جیتل کا سیسہ خرچ ہوتا ہے چھ روپے ۱/۲ دام سونے کا مالک سود اگر سے معاہدے کے موافق اپنا مال اسے قرض دینے کے معاوضہ میں لیتا ہے۔ اگر سونا خالصہ کا مال ہوتا ہے تو یہ اجرت دیوان کو ادا کی جاتی ہے۔ سو مہر جلالی سود اگر اپنے لائے ہوئے سونے کی قیمت میں لے لیتا ہے۔ اس کے علاوہ بارہ روپے ۱/۲ دام ۱/۲ جیتل سود اگر اپنے لفع میں پاتا ہے اور پانچ اشرفیاں بارہ روپے ۱/۲ دام خالصے میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اسی شرح حساب سے سود اگر اس خرید و فروخت سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

اگرچہ سونا دوسرے ممالک سے ہندوستان میں لاتے ہیں لیکن تبت کی طرح ہند کے شمالی پہاڑوں میں بھی بکثرت پایا جاتا ہے۔ دریائے گنگا اور سندھ کے بالو سے سلونی کے عمل سے سونا نکالتے ہیں۔ ہندوستان کے اکثر دریاؤں کی ریگ میں سونا ملا ہوا ہے لیکن شدید محنت اور کثرت مصارف کی وجہ سے ہر دریا کے کنارے ایسا اہم کام انجام نہیں پاسکتا۔

چاندی۔ خالص اور کھری چاندی ایک روپے کو ایک تولہ دوسرے خریدی جاتی ہے یعنی نو سو پچاس روپے کی نو سو اتر تولے اور ساڑھے نو ماشے ملتے ہیں۔ اس پوری مقدار میں پانچ تولے ۱/۲ سرف چاندی ڈلی بنانے میں مل جاتی ہے اور ایک ہزار چھ روپے یعنی چاندی سے حاصل ہوتے ہیں اور ستائیس و نصف دام کا

چاندی کی قیمت میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس جملہ رقم میں دو روپے ۲۲ دام بارہ جیتل کاریگروں کی مزدوری میں دئے جاتے ہیں۔ پانچ دام ۱۱ جیتل تراز و کش کو اور تین دام ۳ جیتل چاشنی گیر کو ادا کئے جاتے ہیں۔ گدا زرگر ۱۰ دام ۶ پچی ۱۰ دام اور خراب دو روپے ایک دام وصول کرتا ہے۔ دس دام پندرہ جیتل مصالح میں صرف ہوتے ہیں دس دام کا کوئلہ خرچ ہوتا ہے پندرہ جیتل پانی میں صرف ہوتے ہیں۔ پچاس روپے تیرہ دام دیوان کو ادا کئے جاتے ہیں۔ نو سو پچاس روپے سودا گراپنی لائی ہوئی چاندی کے عوض میں لیتا ہے۔ اس کے علاوہ تین روپے اکیس دام ساڑھے دس جیتل سوداگر کو نفع میں دئے جاتے ہیں۔ اگر سودا گراپنی چاندی کو اپنے گھریلے جا کر خود کھری کرتا ہے تو اس صورت میں اسے بہت زیادہ منافع ہوتا ہے لیکن اگر سکے ڈھلوانے کے لئے چاندی کو دارالضرب میں لاتا ہے تو نفع بہت زیادہ نہیں ہوتا۔

لاری اور شاہی اور دوسری قسم کی کھوٹی چاندی ایک روپے کو ایک تولہ چار سرخ کے سرخ سے بکتی ہے یعنی ۵۰ روپے کو نو سو اناسی تولے سات ماشے ملتی ہے۔ اس پوری مقدار میں چودہ تولے دس ماشے ایک سرخ عمل سیال کی میں جل جاتی ہے۔ اس حساب سے سو تولے چاندی میں ڈیڑھ تولہ سیال کی ضائع ہوتی ہے۔ چودہ تولے گیارہ ماشے تین سرخ چاندی گولیاں بنانے میں آگ کے نذر ہو جاتی ہے بقیہ چاندی کے عوض میں ایک ہزار بارہ روپے ملتے ہیں اور خاک کھرل سے ساڑھے تین روپے اور حاصل ہوتے ہیں۔ اس پوری رقم میں چار روپے ستائیس دام ساڑھے چوبیس جیتل مزدوروں کی اجرت میں دئے جاتے ہیں یعنی پانچ دام ۱۱ جیتل تراز و کش کو۔ دو روپے آتیس جیتل سبک کو۔ چار روپے آتیس جیتل شرع کو۔ تین دام چار جیتل چاشنی گیر کو۔ ساڑھے چھ دام چاندی گلانے والے کو۔ دو روپے ایک دام خراب کو۔ ساڑھے چھ دام پچی کو ادا کئے جاتے ہیں۔ پانچ روپے پندرہ جیتل مصالح میں صرف ہوتے ہیں۔ پانچ روپے چار دام کا سیمہ صرف ہوتا ہے۔ دس دام کا کوئلہ خرچ ہوتا ہے۔ پندرہ جیتل پانی کی اجرت میں دئے جاتے ہیں۔ پچاس روپے چوبیس دام خزانہ سرکار میں داخل کئے جاتے ہیں اور نو سو پچاس روپے سودا گراپنی چاندی کے معاوضے میں لیتا ہے۔ اس کے علاوہ چار روپے تین دام

سود اگر کو منافع میں دئے جاتے ہیں۔ بعض اوقات سود اگر چاندی سستے داموں خریدتا ہے اس صورت میں اس کا نفع بھی بہت زیادہ ہوتا ہے۔ چھبیس دام ڈھائی تیل فی سیر کے حساب سے ایک ہزار چوبیس دام کا ایک من تا نہ ملتا ہے یعنی اس پورے وزن میں ایک سیر گلا نے میں چل جاتا ہے اور ایک سیر میں تیس دام تیار ہوتے ہیں اس طرح ایک ہزار ایک سو ستر دام ڈھالے جاتے ہیں ان میں سے ایک ہزار ایک سو چوبیس دام سود اگر اپنے تاجے کے عوض میں لے لیتا ہے اور اٹھارہ دام ساڑھے انیس جیتل اسے منافع میں ملتا ہے تینتیس دام دس جیتل کاریگروں کی مزدوری میں دئے جاتے ہیں۔ پندرہ دام آٹھ جیتل مصالح میں صرف ہوتے ہیں (یعنی تیرہ دام آٹھ جیتل کا کوئلہ آتا ہے۔ ایک دام پانی لانے میں صرف ہوتا ہے اور ایک دام مٹی کی قیمت دی جاتی ہے) اور ساڑھے اٹھارہ دام خزانہ سرکار میں جمع ہو جاتے ہیں۔

آئین (۱۳)

دھاتوں کی سپد انش کا بیان

صانع باکمال نے اربعہ عناصر کو پیدا کیا اور ان کو باہم ترکیب دے کر حیرت انگیز قابل تعریف شکلیں اور صورتیں بنائی ہیں۔ ان چاروں عناصر میں آگ گرم و خشک اور مطلق ہلکی ہے، ہوا یہ نسبت دوسرے عناصر کے گرم تر اور ہلکی ہے، پانی سرد اور بہ نسبت ہوا کے بھاری ہے۔ خاک قطعاً سرد و خشک اور گراں ہے۔ گرمی اجسام کو ہلکا کرتی ہے۔ ٹھنڈ سے جسم بھاری ہوتا ہے۔ نہی جسم کے اجزا کو آسانی کے ساتھ ایک دوسرے سے جدا کرتی ہے اور پوست خشکی اجزائے جسم کو ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہونے دیتی۔ اسی عجیب و غریب استخراج سے دنیا میں چار مرکب پیدا ہوئے۔

آثار علوی۔ معدنیات۔ نباتات۔ حیوانات بھی وہ چار مختلف وجود ہیں جن سے دنیا کی گرم بازاری ہے۔ آفتاب یا دوسرے ناری اجسام کی گرمی سے پانی کے اجزا ہلکے ہو جاتے ہیں اور ہوا میں مل کر اوپر چڑھ جاتے ہیں اس مرکب کو بخار کہتے ہیں اور خاکی اجزا اس گرمی سے ہوائی اجزائیں مل کر بلند ہونے لگتے ہیں۔ اس مرکب کو دھان کے نام سے پکارتے ہیں کبھی کبھی اجزائے ہوائی بھی خاک سے ملتے ہیں بعض نکراؤں و نوزوں طرح کے مرکب، کہ بخار ہی کہتے ہیں لیکن

جو مرکب اجزائے آبی کی آمیزش سے پیدا ہوتا ہے اُسے بخارِ ترا اور بخارِ آبی کہتے ہیں اور جو مرکب اجزائے خاکی کے ملنے سے بنتا ہے اُسے بخارِ خشک اور بخارِ دھانی کے نام سے پکارتے ہیں۔ انھیں دونوں بخارات سے زمین کی سطح پر ابر و باد و پانی و برف وغیرہ بنتے ہیں اور زمین کے اندر انھیں بخارات کی وجہ سے زلزلے آتے ہیں اُپیشے جاری ہوتے ہیں اور معدنیات کی کانیں تیار ہوتی ہیں۔

حکما بخار کو جسم اور دھان کو روح کا مثل سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انھیں دونوں کے باہم ملنے اور انھیں کی مقدار و نوعیت میں کمی و اضافہ ہونے سے مختلف قسم کے اجسامِ عالم کون و فساد میں اپنی جلوہ نمائی کی نیز نگیناں دکھاتے ہیں جیسا کہ حکمت کی کتابوں سے پورے طور پر واضح ہوتا ہے۔

معدنیات پانچ قسم کے ہوتے ہیں۔ اول وہ جو خشکی کی وجہ سے گچھل دیکے جیسے یا قوت۔ دوسرے وہ جو رقیق ہونے کی وجہ سے نہ گلے جیسے پارہ۔ تیسرے وہ جو آگ میں تو گل سکے لیکن نہ تو ہٹوڑے کو قبول کرے اور نہ آگ پر اڑ سکے جیسے پھٹکری۔ چوتھے وہ جو آگ میں گل بھی جائے اور ہٹوڑے سے دب بھی سکے لیکن آگ پر نہ ٹھہر سکے جیسے گندھک۔ پانچویں وہ جو آگ سے گلے بھی اور ہٹوڑے سے دب بھی جائے لیکن آگ پر نہ اڑ سکے جیسے سونا۔ کسی جسم کے گلنے سے یہ مراد ہے کہ اُس کے ذاتی اجزات تری اور خشکی کے تلازم سے ایک دوسرے سے جدا ہو کر سیال ہو جائیں۔ کسی جسم کے خایسک بڑے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس جسم کو جس قدر چاہیں چوڑا اور لائیں کڑا بلا اس کے کہ اس جسم سے ہم کوئی جزو علیحدہ کریں یا یہ کہ اس کے حجم میں کسی چیز کا اضافہ کریں۔

بخار اور دھان کے مرکب میں اگر بخار کی مقدار زیادہ ہوتی ہے تو ان دونوں کی آمیزش اور مرکب کی خشکی کے بعد آفتاب کی گرمی مرکب کو بہتہ کرتی ہے اور مرکب پارے کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ چونکہ پارے کے ہر جزو میں دھان موجود ہوتا ہے اس لئے اُس میں خشکی اتنی ہوتی ہے کہ پارے کو اتھ سے دبائے یا پھیلائے سے اُس کے اجزاء ایک دوسرے سے مل نہیں جاتے اور

چونکہ اس میں بستی گرمی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اس لئے گرمی اس کو
پگھلا نہیں سکتی۔

اگر یہ دونوں جزو اعتدالی حالت میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو
اس آمیزش سے ایک قسم کی لس دار چربی پیدا ہوتی ہے۔ بستی ہونے کے وقت
اجزائے ہوائی اس رطوبت میں داخل ہو جاتے ہیں اور ٹھنڈ کی وجہ سے
چربی جم جاتی ہے۔ یہ مرکب آگ میں رکھنے سے روشنی دیتا ہے۔ مذکورہ بالا
ترکیب میں اگر دھان و چربی کی مقدار کچھ زیادہ ہوتی ہے تو اس آمیزش سے
گندھک پیدا ہوتی ہے۔ گندھک سرخ، زرد، کبودی اور سفید چار طرح کی
ہوتی ہے۔ اگر دھان زیادہ اور چربی کی مقدار کم ہوتی ہے تو ہترمال پیدا
ہوتا ہے۔ ہترمال سرخ و زرد دو قسم کا ہوتا ہے۔ اگر بخار زیادہ ہوتا ہے
تو قبل اس کے کہ جوہر بستی ہو سیاہ اور سفید قسم کا لفظ پیدا ہوتا ہے۔ چونکہ
عام طور پر بستی کا باعث سردی ہے اس لئے ہر بستی چسبہ حرارت سے
پگھل جاتی ہے اور رطوبت کی زیادتی سے آگ کے اثر کو قبول
کر لیتی ہے لیکن رطوبت کی زیادتی سے غایسک پذیر نہیں ہوتی۔

اگرچہ ہفت فلزات کے اجزائی ذاتی پارہ اور گندھک ہیں لیکن
دھاتوں کے اقسام کا وجود میں آنا اور ان کا صفائی میں ایک دوسرے سے
مختلف ہونا گندھک اور پارہ کی آمیزش میں تفادست ہونے اور ان ہر دو
اجزاء کے اختلاف عمل و تاثیر پر مبنی ہے۔

گندھک اور پارہ جب اپنی جوہریت میں بالکل صاف اور اجزائے ارضی
کی آمیزش سے محفوظ ہوتے ہیں تو اگر گندھک سفید اور پارہ مقدار میں زیادہ ہوتا ہے
تو کمال پختگی کے بعد اس آمیزش سے چاندی پیدا ہوتی ہے۔ اگر گندھک اور پارہ
دونوں وزن میں مساوی ہوتے ہیں اور گندھک خود سرخ اور لون انگینہ
ہوتی ہے تو سونا پیدا ہوتا ہے۔ مذکورہ بالا صورت میں اگر ہر دو اجزاء آمیزش کے بعد
لیکن کمال پختگی کے قبل ہی بستی ہو جاتے ہیں تو غاریں جس کو آہن جتن بھی کہتے ہیں
پیدا ہوتا ہے۔ یہ دھات دراصل ایک قسم کا ناقص سونا ہے جس کو بعض ارباب فن

تانا بنا کہتے ہیں۔ اگر تہنا گندھک صاف نہ ہو اور پار سے کی مقدار کی زیادتی کے ساتھ قوت سوزش بھی زیادہ ہو تو تانا بنا پیدا ہوتا ہے۔ اگر ہر دو اجزاء کی آمیزش کامل نہیں ہوتی اور پار سے کی مقدار زیادہ ہوتی ہے تو رائیگا بنتا ہے۔ ایک گروہ کا خیال ہے کہ اگر وہ دونوں جزو صاف نہ ہوں تو اس دھات کا بنتا ممکن نہیں ہے۔ اگر ہر دو اجزاء کم مرتبہ ہوں اور آمیزش سید سخت اور پار سے کے اجزاء سے ارضی میں اشتراق کی استعداد موجود اور گندھک میں آتش افروری کی قوت زیادہ ہو تو لوہا پیدا ہوتا ہے لیکن ایسی صورت میں اگر آمیزش کامل نہ ہو اور پار سے کی مقدار میں زیادتی ہو تو جست بن جاتا ہے۔ ارباب فن اس ہفت اجزاء کو اجساد کہتے ہیں اور پار سے کو اتم الاجساد اور گندھک کو ابوالاجساد کے ناموں سے یاد کرتے ہیں۔ اسی طرح پار سے کو بمنزلہ روح کے اور ہر تال گندھک کو نفس کے مشابہ جانتے ہیں۔ جست بھی بعضوں کے نزدیک روح تو تیا اور سیسے کے مشابہ ہوتا ہے۔ اہل دھات کا کتب حکمت میں کہیں ذکر نہیں ہے بلکہ ہندوستان صوبہ جمیر یعنی جالور کے حدود میں اس کی کان پائی جاتی ہے۔

اہل فن کہتے ہیں کہ رصاص۔ مخدوم اور پارہ فالج زدہ چاندی ہے۔ سیسہ مخدوم و سوختہ اور تانا بنا خام سونا ہے جن کا ماہرین کیمیا مقابلہ یا نمونہ علاج کرتے ہیں۔

صاحبان علم و عمل انھیں ہفت اجساد کی ترکیب سے مرکبات تیار کرتے ہیں اور ان مرکبات سے زیور و برتن وغیرہ بناتے ہیں۔ مرکبات مذکورہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) سفید رو جس کو اہل ہند کاشی کہتے ہیں چار سیر تانا بنا اور ایک سیر رائیگے کی باہمی آمیزش سے بنتا ہے۔

(۲) ردی جس کو ہندی میں بھنگکار کہتے ہیں چار سیر تانا بنا اور ڈیڑھ سیر سیسے کے ملا دینے سے تیار ہوتا ہے۔

(۳) برنج جو ہندی میں پتل کہلاتا ہے تین قسم کا ہوتا ہے۔

(الف) سرد جو ہٹوڑے سے ریزہ ریزہ نہیں ہوتا۔ اس میں

ڈھائی سیر تا بنا اور ایک سیر حبت شامل ہے۔

(ب) گرم جو ہٹوڑے کی ضرب کو قبول کرتا ہے۔ یہ دو سیر تا بنے اور آدھ سیر حبت سے تیار ہوتا ہے۔

(ج) معتدل جو ہٹوڑے کو قبول نہیں کرتا اور ڈھا لینے کے کام میں آتا ہے۔ یہ دو سیر تا بنے اور ایک سیر حبت سے بنتا ہے۔

(۴) نیم سختہ یہ وہ مرکب ہے جو چاندی سے اور لوہے سے تیار کیا جاتا ہے۔ اس کا رنگ سیاہ اور چکدار ہوتا ہے اور اس کو نقاشی میں استعمال کرتے ہیں۔

(۵) ہفت جوش چونکہ خارجی اپ پائی نہیں جاتی اس لئے چھ دھاتوں سے بنتا ہے بعض ماہرین اس کو طالیقون کہتے ہیں لیکن بعض علما معمولی تلے کو اس نام سے موسوم کرتے ہیں۔

(۶) اشٹ دھات۔ یہ آٹھ دھاتوں سے مرکب ہے چھ جو ہرند کو رالند اور ان کے علاوہ حبت اور کانشی سے تیار کیا جاتا ہے۔ لیکن خارجی دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے دراصل سات دھاتوں کا مرکب ہے۔

(۷) کول پتر۔ یہ مرکب دو سیر سفید رو اور ایک سیر تا بنے سے بنتا ہے یہ بید خوشنما اور رنگین ہوتا ہے۔ یہ دھات خود جہاں پناہ نے ترکیب دی ہے۔

آئین (۱۴)

دھاتوں کی گرانی و سبکی کے بیان میں

پیشتر لکھا جا چکا ہے کہ تمام مرکبات بخار و دھان کی آمیزش سے بنتے ہیں اور بخار و دھان سبک و گراں عناصر ہیں۔ یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ بخار تر خشک ہے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ یہ ہر دو عنصر قریل اور بعد آمیزش کے سختگی تک پہنچتے ہیں اور کبھی ان دونوں حالتوں میں سے کسی ایک ہی میں سختہ ہو جاتے ہیں۔ اس قاعدے کی بنا پر ہر وہ مرکب جس کے آتش و بادی اجزا آبی و خاکی جزو پر غالب ہوتے ہیں وہ اس مرکب سے جس کے آبی و خاکی اجزا کو آتش و بادی جزو پر غلبہ حاصل ہے ہلکا ہوتا ہے۔ اسی طرح ہر وہ معدن جس میں بخار و دھان سے زیادہ ہوتا ہے اس دھات سے سبک ہوتا ہے جس میں دھان کی زیادتی ہوتی ہے جس کان میں بخار و دھان کی سخت و پز زیادہ ہوتی ہے وہ اس کان سے ہلکی ہوتی ہے جس میں ایسا واقع نہیں ہوتا اس لئے کہ کسی جسم کے اجزا کے درمیان خلا ہونا اور ہوا کا اس کے اندر بھر جانا اس کی کلانی و سبکی کا باعث ہوتا ہے۔ اسی کلیے کو تدنظر رکھ کر ہم ہر سپینر کی گرانی و سبکی کا حال دریافت کر سکتے ہیں۔ قدیم زمانے میں ایک شخص نے اس گرانی کے تفاوت کو نظم کیا ہے جو مندرجہ ذیل ہے۔

نروئے جتہ بہشتاد و یک بود سیلاب
چل و شش ست و دراز نیز سی و ہشت شمار

ذہب صداست سرب پنجہ و نہ آہن چل
 پنج مس چل پنج نقرہ پنج و چہار
 (یعنی پارہ اکہتر روی چھیا لیس۔ راکگا اڑتیش۔ سونا شتو چست و سیسہ
 انسٹھ۔ لوہا چالیس۔ تانبا اور پتیل پنتالیس اور چاندی چوگن ہے)
 بعض اشخاص نے اوزان کو بحساب اسجد اس طرح نظم کیا ہے۔
 نہ فلز مستوی انجسم را چوں برکشی
 اختلاف وزن دارد ہر ایکے بے اشتباہ
 زر لکن۔ زیرق الم۔ اسرب و ہن از ریز حل
 فضہ ند آہن یکے مس و شبہ مد روی ماہ
 (یعنی اگر تم مس درجہ ذیل دھاتوں کے ایک ہی حجم کے ٹکڑوں کا وزن کرو
 تو اوزان کا اختلاف حسب ذیل ہوگا۔ سونا لکن ۱۰۰۔ پارہ الم ۷۰۔ سیسہ ۵۹
 راکگا حل ۳۸۔ چاندی ند ۵۴۔ لوہا یکی ۴۰۔ تانبا اور پتیل ۴۵۔ اور روی ماہ ۴۶)۔
 اگر ان دھاتوں میں سے ہر ایک کا ایک ٹکڑا عرض و طول میں برابر اور حجم میں
 مساوی لیا جائے اور یہ تمام قطعات توڑے جائیں تو یہ ٹکڑے وزن میں ایک دوسرے
 سے مختلف ہوتے ہیں۔

بعض ماہرین فن اس اختلاف کا باعث اُن کی صورت نوعیہ کو سمجھتے ہیں
 بل فن ان فلزات کی گرانی و سبکی اُن کا پانی میں ڈوبنا سطح آب پر تیرنا اور نیز
 ان کے اوزان کے اختلاف کو ہوائی اور آبی ترازو کے ذریعے دریافت
 کرتے ہیں۔

بعض دقیقہ شناس ان تمام صفات کا اندازہ صرف پانی کے ذریعے سے
 کر لیتے ہیں اور اُس کی صورت یہ ہے کہ ایک خاص قسم کے برتن کو پانی سے لبریز
 کر لیتے ہیں اور ہر دھات کے سو مشقال دفعہ دفعہ کر کے پانی میں ڈالتے ہیں ان
 فلزات کے پانی میں غرق ہونے سے کچھ مقدار پانی کی برتن سے گر جاتی ہے اور
 اس ضائع شدہ آب سے دھات کا وزن معلوم ہو جاتا ہے۔ پانی کی جتنی مقدار
 زیادہ ہوگی دھات کا حجم اتنا ہی زیادہ سمجھا جائے گا لیکن اسی تناسب سے اُس کی
 گرانی کم خیال کی جائے گی۔ چنانچہ سو مشقال چاندی پ۔ ۹ مشقال پانی کو گرا دیتی ہے
 اور اسی قدر سونے سے پ۔ ۹ مشقال پانی ضائع ہوتا ہے۔ اگر ضائع شدہ پانی کا وزن
 اس کے ہوائی وزن سے گھٹا دیا جائے تو اس کا آبی وزن معلوم ہو جاتا ہے۔

ہوائی ترازو کے دو پلے ہوتے ہیں جو ہوائ میں آویزاں ہوتے ہیں اور آبی ترازو کے پلے پانی کی سطح پر رہتے ہیں چونکہ گراں شے میں غرق آبی کی قوت زیادہ ہوتی ہے اس لئے وہ مرکز کی طرف جلد دوڑتی ہے۔ اگر ان دونوں میزانوں میں سے کوئی ایک سطح آب پر ہو اور دوسری بالائے ہو تو اگرچہ ہوائی ترازو سبک تر ہے لیکن آبی میزان سے زیادہ نیچے جھک جائے گی اس لئے کہ ہوا بہ نسبت پانی کے زیادہ ہلکی ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس میں مزاحمت کم واقع ہوتی ہے۔

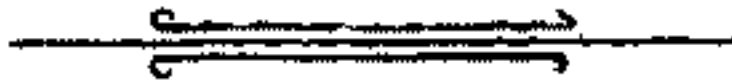
اگر متائع شدہ پانی کا وزن غرق آب جسم کے وزن سے کم ہو گا تو وہ حجم پانی میں ڈوب جائے گا لیکن اگر اس پانی کا وزن زیادہ ہو گا تو یہ حجم سطح آب پر تیرتا رہے گا اور اگر دونوں اوزان مساوی ہوں گے تو اس کا بالائی حصہ بالکل سطح آب کے برابر رہے گا۔

الوریجان بیرونی نے اس کی ایک جدول تیار کی ہے جو مزید آگہی کے لئے مندرج ذیل ہے۔

فلزات و جواہر کے نام		
پانی کی وہ مقدار جو ہوا پر اور فلزات کے سوشٹال ٹاٹنے سے گر جاتی ہے		
فلزات و جواہر کا وزن جبکہ ہوا اس سوشٹال کے برابر ہوں		
فلزات کا وزن جس وقت کہ ہوا پر کا وزن سوشٹال کے سوشٹال کے برابر اور جواہرات کی نوعیت جبکہ وہ جسم میں سوشٹال یا قوت ثقلی کے برابر ہوں		
مشاقیل	دوانق	طسوجات
۵	۱	۲
۴	۱	ب
۶	۲	۱
۷	ب	۱
۱۔ سونا		
۲۔ سیلاب		
۹۵	۲	۲
صہ	د	ب
۹۲	۳	۲
صب	ج	ج
۱۰۰		
ق		
۹۱	۱	۱
ع	۱	۱

مشاقیل	دوانق	طسوجات	مشاقیل	دوانق	طسوجات	مشاقیل	دوانق	طسوجات
۸	۵	۳	۹۱	۱	۳	۵۹	۲	۲
ح	۴	ج	ما	۱	ج	نط	ب	ب
۹	۴	۱	۹۰	۱	۳	۵۴	۳	۳
ط	د	۱	ص	۱	ج	تد	ج	ج
۱۱	۲	۲	۸۸	۲	۳	۴۶	۲	۳
بیا	ب	ج	فخ	د	ج	مو	ب	ج
۱۱	۳	۲	۸۸	۳	۳	۴۵	۳	۳
یا	ج	ج	ق	ج	ج	مہ	ج	ج
۱۱	۴	۳	۸۸	۲	۳	۴۵	۲	۵
بیا	د	ج	فخ	ب	ج	مہ	ج	۵ [۹؟]
۱۲	۵	۲	۸۷	۳	۲	۴۰	—	—
یب	۴	ب	نز	ج	ب	م	—	—
۱	۴	۳	۸۶	۲	۳	۳۸	۲	۲
یج	د	ج	فور	ب	ج	لح	ب	ب
۲۵	۱	۲	۷۴	۳	۳	۹۴	۳	۳
اسمانی	۱	ب	عد	ج	ج	مد	ج	ج
۲۶	۸	۳	۷۴	۳	۳	۹۴	۳	۳
کو	ح	ج	عد	ج	ج	مد	ج	ج
۲۷	۵	۲	۷۲	۳	۲	۹۰	۲	۳
سز	۴	ب	عب	ج	ب	ص	ب	ج
۳۶	۲	۳	۶۳	۴	۳	۶۹	۳	۳
لو	ب	ج	سج	د	ج	سط	ج	ج
۳۷	۱	۳	۶۲	۵	۳	۶۷	۵	۲
لز	۱	ج	سب	۴	ج	سز	۴	ب

مشقیل	دوانق	طسوجات	مشقیل	دوانق	طسوجات	مشقیل	دوانق	طسوجات	
۳۸	۳	۳	۶۱	۳	۳	۶۵	۳	۲	۱۵۔ اللورد
لح	ج	ج	سا	ج	ج	سد	ج	پ	
۳۹	۳	۳	۶۱	۳	۳	۶۴	۳	۲	۱۶۔ عمیق
لط	ج	ج	سا	ج	ج	سد	ج	پ	
۳۹	۳	۳	۶۰	۳	۳	۶۴	۳	۱	۱۷۔ اکبریا
لط	ج	ج	س	ج	ج	سد	ج	ا	
۴۰	۳	۳	۶۰	۳	۳	۶۳	۳	۳	۱۸۔ الجور
م	ج	ج	س	ج	ج	سج	ج	ج	



آئین (۱۵)

شاہی حرم سرا کے قوانین

جہاں پناہ زندگی کے تمام کارناموں میں قابل تعریف خوبیوں اور حسن انتظام دیکھنے کے بچہ شائق ہیں فیصلہ عالم کے اسی شوق کا نتیجہ ہے کہ دنیا کے ہر کام میں شاہی سید ہو گئی ہے اور اس کے ہر گوشے میں حقیقت کی روشنی پھیلی ہوئی ہے۔ اس عالم کی تمام مادی چیزوں میں روحانی برکتیں نمودار ہو گئی ہیں۔ شاہی حرم سرا میں عورتوں کی کثرت جو دوسرے مدیروں اور عقلمندوں کو دنیاوی تعلقات سے وابستہ رکھتی ہے جہاں پناہ کے لئے فہم و فراست ظاہر کرنے کا بہترین ذریعہ اور فانی لذت کی نسبت قطع سے روحانی آزادی کی بلندی پر فائز ہونے کا واسطہ ہے۔ گھر آباد و معمور ہے اور گھر کے رہنے والوں میں محبت و یگانگت کے تعلقات پیدا ہو گئے ہیں۔

قبائے عالم نے ہندوستان کے بڑے لوگوں اور دیگر ممالک کے اعیان و اکابر سے زیادہ اور شادی کی رسمیں جاری کی ہیں اور اس طرح محبت و اتفاق اور آپس کے اتحاد سے دنیا کے تمام فتنہ و فساد کو قطعاً مٹا دیا ہے۔

جس طرح جہاں پناہ اپنے نور فراست سے عمال سلطنت و اراکین دولت کو خاک سے اٹھا کر آسمان پر پہنچاتے ہیں اسی طرح اپنی عاقبت اندیشی سے حرم سرا کے غلاموں کو ان کی حیثیت کے موافق بلند مرتبے عطا فرماتے ہیں۔ کم نظر یہ سمجھتا ہے کہ

کھوٹا سگہ کھرا ہوتا ہے لیکن عمیق نگاہ والے جانتے ہیں کہ قبیلہ عالم اکبر سازی کرتے ہیں۔
ظاہر ہے کہ جب ترقی نہ آئینرش سے جمادات کی قلب ماہیت ہو جاتی ہے
اور تانبا اور لوہا سونا اور راتکا اور سیسہ چاندی بن جاتے ہیں تو اگر بزرگ شخصیت
نیکاروں کو حقیقی انسان بنا دے تو کیا تعجب ہے عقل مندوں نے جو کہا ہے بالکل
درست ہے کہ عالی مرتبہ انسان کی آنکھ بنی آدم کے لئے وہی اثر رکھتی ہے جو اکبر
لوہے اور تانبے پر دکھاتی ہے۔ یہ ہیں وہ اثرات جو جہاں پناہ کی انصاف و دوستی
مرتبہ شناسی، قدر دانی و عاقبت اندیشی، نور بصیرت و کار فرمائی سے پیدا ہو کر بنی نوع انسان
کو فوائد پہنچا رہے ہیں۔

جہاں پناہ غفنے کی حالت میں بھی راستی کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔
ہر چیز کو محبت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اقواہ کو صداقت کی ترازو میں تولیت اور تعصب
کو اپنے گرد نہیں آنے دیتے۔

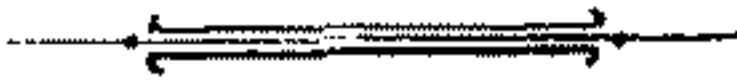
قبیلہ عالم بنی نوع انسان کے اطمینان کو بہت بڑی نعمت و برکت خیال
فرماتے ہیں اور دنیا کی دولت و لذت کے تباہ کن ہمارے اپنے انصاف و محالہ شناسی
کی قوت کو بیکار و خراب ہونے کا موقع نہیں دیتے۔

جہاں پناہ نے ایک بہت بڑا احصار تعمیر فرمایا ہے اور اس احاطے کے اندر
آرام و دھچپ مکانات بنوائے ہیں اگرچہ پانچ ہزار عورتیں ان مکاؤں میں رہتی ہیں
لیکن قبیلہ عالم نے ہر عورت کو جد اگانہ کمرہ اور مکان عنایت کیا ہے۔ جہاں پناہ
نے حرم سرا کی عورتوں کو مختلف طبقوں میں تقسیم کر کے ہر فرد کو عمدہ خدمت پر مامور
کیا ہے اور برابر ان کی نگہداشت فرماتے رہتے ہیں۔ بیشمار پار ساعورتیں ان کی
نگہبانی کے لئے بطور داروغہ مقرر ہیں۔ انھیں افسر عورتوں میں سے ایک یا محضمت
وپرہیزگار نگہبان کو احوال نویسی کی خدمت سپرد کی گئی ہے۔ مختصر یہ کہ شاہی و فرتوں
اور سلطنت کے محکمہ کی طرح عرم سرا میں بھی انتظام و باقاعدگی پائی جاتی ہے۔
اہل عرم کی تنخواہیں بہت کافی ہیں۔ علاوہ انعامات اور وقتی بخششوں کے جو جہاں پناہ
برابر عنایت فرماتے رہتے ہیں اعلیٰ طبقے کی عورتوں کی ماہوار تنخواہیں سٹائیں روپے
سے لے کر ایک ہزار چھ سو و دو روپے تک مقرر ہے بعض ملازمین کو اکاون روپے سے

بیس روپے تک اور چالیس روپے سے لیکر دس روپے تک ماہوار تنخواہ دی جاتی ہے۔ خلوت خانے کے دروازے پر ایک لائق و ہوشیار مقرر رکھ دیا گیا ہے۔ یہ منشی حرم کے تمام اخراجات اور لین دین کی نگہداشت کرتا ہے اور نقد و اسباب کا باضابطہ حساب تیار رکھتا ہے۔ اگر حرم سرا کی عورت کو کسی شے کی ضرورت ہوتی ہے تو اپنی ماہوار یافت کے حد میں یہ عورت حرم سرا کے کسی تولیدار سے درخواست کرتی ہے اور تولیدار اس کی ایک یا دو داشت منشی حساب کے پاس روانہ کر دیتا ہے جو اس کی تنقید کر کے صدر خزانی کے سامنے پیش کرتا ہے اور یہ افسر رقم ادا کر دیتا ہے۔ اس قسم کی برآوردات کے لئے اجازت نامے نہیں عطا کئے جاتے سررشتہ حساب کا صیفہ دار سالانہ اخراجات کی بھی ایک برآورد تیار کرتا ہے اور اجمالی طور پر اس تمام برآورد کے مختلف مذاات کی رسیدیں لکھتا ہے ان رسیدوں پر وزیر کی مہریں ثبت کی جاتی ہیں۔ اس کارروائی کے بعد ان رسیدوں پر خاص وہ مہر شاہی جو اس صیفے کے لئے مخصوص ہے لگائی جاتی ہے۔ شاہی مہر کے بعد ان رسیدوں کی رقومات صدر خزانی کے ذریعے سے صدر تولیدار کے حوالے کر دی جاتی ہیں جو منشی حساب کے حکم کے موافق رقومات کو ماتحت تولیداروں کے سپرد کر کے ملازمین حرم کو تقسیم کر دیتا ہے۔ اس قسم کی تمام رقمیں جو وقتاً فوقتاً ادا کی جاتی ہیں ماہانہ تنخواہ سے وضع کر لی جاتی ہیں۔

حرم شاہی کے اندرونی حصے میں باعصمت عورات بطور پاسبان مقرر ہیں ان میں سے بھی وہ حاضر باش و شیریں بیان عورتیں جن پر خاص اعتماد ہے خلوت خانہ شاہی کی پاسبانی پر ہر وقت متعین ہیں جہاں حرم سرا کے باہر خواہہ سراؤں کا پہرہ ہے اور ان سے مناسب فاصلے پر باوقار قابل اعتماد راجپوتوں کا ایک گروہ پاسبانی کا کام انجام دیتا ہے۔ راجپوتوں کے بعد حصار کے دروازوں پر بھی جف کش و راستیاز پاسبان پہرے کے لئے مقرر ہیں۔ ان نگہبانوں کے علاوہ حصار کے بیرون چاروں طرف امرا اہل فوج مرتبہ بمرتبہ نگہبانی کرتے ہیں۔ اگر امرا کی بیگمات یا دیگر باعصمت عورات حرم شاہی میں حاضر ہو کر سعادت باریابی حاصل کرنے کی خواہشمند ہوتی ہیں تو یہ عورتیں پہلے بیرون حرم کے عہدہ داروں کے پاس

اپنی درخواست پیش کرتی ہیں اور وہاں سے جواب یا صواب حاصل کرنے کے بعد حکام محلات کی خدمت میں معروضہ کرتی ہیں۔ اس کا رروائی کے بعد قابل اعتماد و باعصمت عورات کو حرم میں داخل ہونے کی اجازت دی جاتی ہے۔ بعض خاں و قابل اعتماد خواتین کو ایک ماہ تک حرم کے اندر قیام کرنے کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔ جہاں پناہ یا وجود راستیاز و ہوشیار یا سبائوں کی نگہداشت کے اس سرشتے کی خبر گیری سے بھی غفلت نہیں فرماتے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس سررشتے کا انتظام شاہی توجہ کی وجہ سے ہی قابل اطمینان و عمدہ ہے۔



آئین (۱۶)

سفر کے اسباب قیام و منزل

ان سامانوں کا مفصل و تمام ذکر تو مشکل ہے لیکن چند چیزیں جو شکار و تفریح کے لئے ساتھ جاتی ہیں ان کا مختصر حال مرقوم ہے۔

(۱) گلال بار۔ یہ ایک عجیب و عمدہ قنات ہے جسے جہاں پناہ نے ایجاد فرمایا ہے اس کے دروازے بید مضبوط اور قفل و کلید سے کھلتے اور بند ہوتے ہیں۔ یہ سو گز مربع ہے۔ اس قنات کے شرقی کنارے پر دو دروازے ہیں اور ان میں چوں خانے ہیں۔ یہ حصہ چوبیس گز لاंबا اور چودہ گز چوڑا ہے۔ اس حصار کے وسط میں ایک بڑی چوبین راوٹی ہے جس کے گرد پودہ شاہی ہے۔

راوٹی سے متصل دو منزله مکان ہے جس میں جہاں پناہ عبادت الہی کرتے ہیں۔ صبح کو اس مکان کے بالا خانے میں جہاں پناہ رونق افروز ہوتے ہیں۔ اراکین دربار کا مجری قبول فرماتے ہیں۔ اندرون حصار کے ملازم بغیر اجازت اس مکان میں داخل نہیں ہو سکتے۔

بیرونی حصے میں چوبیس چوبین راوٹی کی ہیں ہر ایک دس گز لاंबی اور چھ گز چوڑی ہے چوبین راوٹیاں قناتوں کے ذریعے سے ایک دوسرے سے جدا کر دی گئی ہیں۔ ان حصوں میں خاص بیگمات قیام فرماتی ہیں۔ اس کے علاوہ اور بے شمار خیمہ و خرگاہ ہیں جن میں ملازمین رہتے ہیں۔

مگر حصوں میں زردوزی زربفتی اور مٹلی ساٹیان بتے ہوئے ہیں۔ اس کے متصل ایک کٹل کا سراپہ وہ جو ساٹھ گز مربع ہے، اسنادہ کیا جاتا ہے اور اس میں چند خیمے لگائے جاتے ہیں۔ اردو بیگ اور دوسری پردہ نشیں عورتیں یہاں قیام کرتی ہیں۔ اس حصے کے باہر دولت خانہ خاص تک ایک دل کشا صحن آراستہ کیا جاتا ہے جو ایک سو چاس گز لائیں اور سو گز چوڑا ہوتا ہے اس صحن کو مہتابی کہتے ہیں۔ صحن کے دونوں طرف مذکورہ بالا طریقے کے مطابق ایک سراپہ نصب کیا جاتا ہے جو چھ گز لائیں ڈنڈوں کے اوپر تانا جاتا ہے۔ یہ ڈنڈے ہر دو گز پر نصب کئے جاتے ہیں اور ایک گز زمین کے اندر گڑے رہتے ہیں اور ان کے سرے پر ایک رنجی قبیہ ہوتا ہے۔ ڈنڈوں میں وہ طناب ہوتی ہیں ایک حصار کے اندر اور دوسری اس کے باہر باندھ کر ڈنڈوں کو مضبوط و استوار کر دیتے ہیں۔ پاسبان جیسا کہ اوپر مذکور ہوا یہیں کھڑے ہو کر پردہ دیتے ہیں۔ اس صحن کے وسط میں ایک چبوترہ بنایا جاتا ہے اور اس پر چار چوٹی منکیرہ سا پیر لگا ہوتا ہے۔ شام کے وقت جہاں پناہ اس صفحے پر رونق افروز ہوتے ہیں اور خاص اراکین دربار کو باریابی کی اجازت مرحمت ہوتی ہے۔

گلال بارے متصل ایک مدور حصار نصب کرتے ہیں جس میں بارہ درجے ہوتے ہیں ہر درجہ تیس گز لائیا ہوتا ہے۔ اس حصار کا دروازہ صحن کی طرف کھلتا ہے۔ اس حصار کے وسط میں ایک چوبین راوٹی ہے جو دس گز لائیں ہے اور اس میں ایک زمین دوز خیمہ نصب کیا جاتا ہے جس میں چالیس خانے ہیں۔ اس خیمے پر بارہ گز می بارہ شامیہ لگائے جاتے ہیں۔ ہر شامیہ قنات سے جدا کر دیا جاتا ہے۔ یہ حصار جس کے ہر حصے میں صحت خانے عمدہ طریقے پر تیار کئے گئے ہیں۔ ابجلی یا ابجلی خانہ کہلاتا ہے۔ جہاں پناہ طہارت خانے کو اسی نام سے یاد فراتے ہیں۔ طہارت خانے سے متصل ایک سو چاس گز لائیا و چوڑا ایک سراپہ لگایا جاتا ہے اس میں سولہ درجے ہیں ہر درجہ پچیس مربع گز ہوتا ہے۔ یہ سراپہ دو بھی مثل اول الذکر کے ڈنڈوں پر لگایا جاتا ہے جس میں اسی طرح کے قبیہ ہوتے ہیں جیسا کہ پیشتر مذکور ہوا۔ اس کے وسط میں ایک بارگاہ جس کو ہزار قریش ایتادہ کرتے ہیں نصب کی جاتی ہے جس میں بہتر کمرے ہیں اور اس کے داخلے کا راستہ پندرہ گز

چوڑا ہے اس بارگاہ کے اوپر خیمے کی طرح قلندری تانی جاتی ہے جو موسم جاوے یا اسی قسم کے ٹکے کپڑے کی تیار کی جاتی ہے۔ یہ قلندری بارش و گرمی میں اس جگہ آرام دہ ہے۔

بارگاہ کے گرد اگر دس چاس شامیانے بارہ گزی نصب کئے جاتے ہیں اور اس دولت خانہ خاص میں دروازے ہیں جو کھلتے اور بند ہوتے ہیں اس مقام پر اراکین دربار اور افسران فوج بخشوں کی اجازت سے جہاں پناہ کے حضور میں باریالی کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ ہر ماہ کے آغاز پر جدید اجازت مرحمت ہوتی ہے۔ یہ جگہ اندر و باہر طرح طرح کے نگارین فرش سے آراستہ کی جاتی ہے اور ایک عجیب و لکش دیہاری منظر نمودار ہوتا ہے۔

اس بارگاہ کے بیرون تین سو چاس گز کے فاصلے پر طنابین کی بنی جاتی ہیں اور ہر تین گز پر ایک لکڑی زمین میں نصب کی جاتی ہے۔ اس کے گرد اگر دس یا سببان خائفیت و نگہبانی کے لئے مقرر ہیں یہ مقام دیوان عام کہلاتا ہے جس کے گرد جیسا کہ سابق میں مذکور ہوا یا سببان اپنا کام انجام دیتے ہیں۔

اس نشاط گاہ کے سرے پر بارہ شخصت گزی طنابوں کے فاصلے پر تقارخانہ قائم ہے اس رقبے کے عین وسط میں اکاس دیا چراغ جو ایک بلند بانس کے سرے پر لگایا جاتا ہے اور بانس زمین میں گھاڑ دیا جاتا ہے (کڑن کیا جاتا ہے۔ چند خیمے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا پیشتر سے روانہ کرتے جاتے ہیں لیکن ایک خیمہ مناسب مقام پر جسے میران منزل بادشاہ کے قیام کے لئے مناسب خیال کرتے ہیں نصب کیا جاتا ہے فراش خیمہ لگاتے ہیں دوسرا خیمہ آگے روانہ کر دیا جاتا ہے اور جہاں پناہ کے ورود کا انتظار کیا جاتا ہے۔ ہر خیمے کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے میں سو اٹھ پانچ سو اونٹ چار سو عرابے درکار ہوتے ہیں اور پانچ سو منصبدار و احدی جلو میں رہتے ہیں ان کے علاوہ ایک ہزار ایرانی و تورانی و ہندو فراش پانچ سو سیدار سو ستھ سو پاس لوہار خیمہ و مشعل بھی ہیں موچی اور ڈیڑھ سو خاکروب ہمیشہ خدمتگزار می کے لئے حاضر رہتے ہیں۔ پیادوں کی ماہوار دو سو چالیس دام سے ایک سو تیس دام تک مقرر ہے۔

آئین (۱۷)

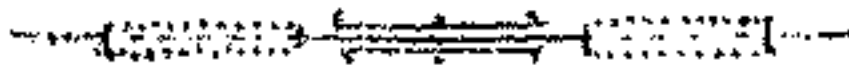
فوج کا اجتماع

اگرچہ جہاں پناہ فوج کو ایک جگہ جمع ہونے کا بہت کم حکم فرماتے ہیں لیکن پھر بھی جس سمت شاہی سواری جاتی ہے فوج کی ایک کثیر تعداد ہمراہ ہوتی ہے۔ فوجیوں کا ایک بہت بڑا گروہ ملک کے ہر صوبے میں مختلف کاموں پر مامور ہے اور بادشاہ کے ہمراہ نہیں رہتا لیکن پھر بھی لوگوں کے ہجوم اور فوجیوں کی کثرت سے اہل لشکر کو ایک دوسرے کا خیمہ تلاش کرنا عجیب دشوار ہو جاتا ہے یگانے کا کیا ذکر ہے۔

جہاں پناہ نے اپنی بمیثال دوراندیشی سے فوجی قیام کا نہایت عمدہ طریقہ ایجاد فرمایا ہے جس سے اُس کو سیر آرام بر گیا ہے۔ ایک عمدہ اور دل کشا مقام پر جو پندرہ سو تیس گز لایا ہوتا ہے شبستان شاہی اور دولت خانہ اور نقار خانہ قائم کیا جاتا ہے اور اس مقام کے پس پشت دائیں اور بائیں تین سو گز کا ایک ٹکڑا چھوڑ دیا جاتا ہے اس حصہ زمین میں سوایا سیانوں کے اور کوئی دوسرا شخص داخل نہیں ہو سکتا۔ اسی حصے میں سوگز کے قاصدے پر یاٹیں جانب وسط میں مریم مکانی گلبدن بیگم و دیگر اعصمت بیگمات و شاہزادہ دانیال کے خیمے نصب کئے جاتے ہیں اور داہنی جانب شاہزادہ سلیم اور بائیں جانب

شاہزادہ سراد کی قیام گاہیں استاد کی جاتی ہیں۔ ان اراکین شاہی کے خیموں اور
 حاکموں کے عقیب میں افسران فوج و پیشہ وروں کو قیام کی جگہ دی جاتی ہے
 اور اس مقام سے تیس گز کے فاصلے پر خیمے کے چاروں طرف بازار لگائے
 جاتے ہیں اور بازاروں کے چاروں طرف اراکین دربار اپنے اپنے عہدے
 کے مطابق قیام پذیر ہوتے ہیں۔

شنبہ، جمعہ اور پنجشنبہ کے چوکیدار وسط میں اور یکشنبہ و دو شنبہ کے
 جانب راست اور سہ شنبہ و چار شنبہ کے جانب چپ بائیں بائیں
 سعادت خدمت حاصل کرتے ہیں۔



آئین (۱۸)

۱۸

آئین چراغ افروزی

جہاں پناہ اپنی روشنی سیری سے روشنی کو بید عزیز رکھتے ہیں اور اس کی تعظیم و تکریم کو خدا پرستی اور ستائش الہی خیال فرماتے ہیں نادان کو باطن اس کو خدا فراموشی و آتش پرستی کہتے ہیں لیکن حقیقت شناس حضرات اس رمز سے بخوبی آگاہ ہیں کہ جب قدسی صفات اشیا کی ظاہری صورت کی تعظیم و تعریف کرنا خود قابل تعریف و ستائش ہے اور ایسا نہ کرنا بڑا اور واجب سرزنش ہے تو ایک ایسے عالی مرتبت جوہر کی تعظیم کرنا جو انسانی ہستی کا سرمایہ اور اس کی بقا کا سبب ہے کیونکر ناپسندیدہ خیال کیا جاسکتا ہے۔ اس کلیے کی بابت کوئی کم مایہ تصور کسی شخص کے ذہن میں بھی نہیں گزر سکتا۔

حضرت شیخ شرف الدین بنیری رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ جس شخص کے لئے آفتاب غروب ہو جائے وہ چراغ کا شیدانہ ہو گیا کرے۔ ہر شعلہ اسی نور الہی کی جھلک اور اسی مقدس ذات کا ایک نشان ہے۔ نور و تار نہ ہوتے تو ہم کو غذا اور دوا کیونکر میسر آتی اور آنکھ کی بنیائی ہمارے کس کام آتی۔ آفتاب کی روشنی و حقیقت شمع الوہیت کی ایک منیا ہے۔ جب آفتاب برج شرف میں داخل ہوتا اور تمام عالم اس کے نور سے

منور ہوتا ہے تو دوپہر کے وقت ایک سفید اور روشن پتھر کا (جیسے ہندی میں سورج کرانت کہتے ہیں) ایک ٹکڑا آفتاب کے سامنے رکھتے ہیں اور تھوڑی روئی اس کے قریب لے جاتے ہیں، آفتاب کی حدت پتھر میں سرایت کرتی ہے اور پتھر سے روئی میں آگ لگ جاتی ہے۔ یہ آسمانی روشنی خاص ملازمین کے سپرد کر دی جاتی ہے چرائچی و چلی دباو چچ ہر ایک اس آتش سے اپنے اپنے کام انجام دیتے ہیں جس ظرف میں یہ آگ رکھی جاتی ہے اس کو آگن گر (آتش دان) کہتے ہیں۔ جب سال ختم ہو جاتا ہے تو اسی طرح تازہ آگ بنائی جاتی ہے۔ اسی طرح ایک دوسری قسم کا سفید در روشن پتھر ہوتا ہے جس کو چند کرانت کہتے ہیں یہ پتھر جب آفتاب کے مقابلے میں لے جاتے ہیں تو اس سے پانی کے قطرے ٹپکتے ہیں۔

ہر روز جبکہ ایک گھڑی دن رہ جاتا ہے تو جہاں پناہ اگر سوار ہوتے ہیں تو نیچے اتر آتے ہیں اور اگر آرام فرماتے ہیں تو بیدار ہو جاتے ہیں اور شان و شوکت سے تیار ہو کر ظاہر کو بھی باطن کے رنگ میں رنگ لیتے ہیں آفتاب کے غروب ہونے کے بعد خدمت گزار بارہ کا فوری شمعیں روشن کرتے ہیں اور ہر چراغ چاندی اور سونے کی لگن میں رکھ کر بادشاہ کے حضور میں لاتے ہیں اور ان میں سے ایک شمعیں زبان خوش گلوں خادم شمع کو ہاتھ میں لئے ہوئے مختلف دلکش سروں میں خدا کی حمد کے اشعار گاتا ہے اور آخر میں خود جہاں پناہ کے اردیاد عمر و دولت کی دعا کرتا ہے۔ دعائے دولت کی انتہا اس جملے پر ہوتی ہے کہ بادشاہ دیں پناہ کے نیاز کا پایہ اور بلند اور اُسے تازہ نور معرفت نصیب ہو۔

قائوس و شمع دان کے اقسام کی تعریف اور ہنرمندوں کی کاریگری بیان و ستائش کے انداز سے باہر ہے مختلف نمونوں کے شمع دان دس من بلکہ اس کے زائد وزن کے تیار کئے گئے ہیں بعض ایک شاخہ ہیں اور بعض دو شاخہ اور بعض دو شاخ سے بھی زیادہ حصوں میں منقسم ہیں جو درحقیقت چشم ظاہر کے علاوہ دید باطن کو بھی روشن کرتے ہیں۔

جہاں پناہ سنے خود ایک قسم کا فانوس ایجاد فرمایا ہے جو ایک گز الٹی بلند ہے اس کے سرے پر پانچ شمعیں ان اور نصب ہیں ہر شمعہ ان کے سرے پر ایک جانور کی تصویر بنی ہوئی ہے تین گز اور اس سے بھی زیادہ دراز کا نور ہے اس کے لئے تیار کی جاتی ہیں چنانچہ زینہ لگا کر شمعہ ان کی بتیاں لکڑی جاتی ہیں ان کے علاوہ اور دوسری شعلیں بھی ہیں جو منزل شاہی کے اندر و باہر روشن کی جاتی ہیں۔

ہر قمری ماہ کی پہلی دوسری اور تیسری راستہ کو جبکہ روشنی کم ہوتی ہے آٹھ فٹیلے روشن کئے جاتے ہیں۔ چوتھی شب سے شیبہ دہم تک ہر راستہ ایک بتی کم ہوتی جاتی ہے چنانچہ دسویں شب کو چاندنی زیادہ ہو جاتی ہے تو صرف ایک بتی کافی ہوتی ہے اور پندرھویں تک دسویں کی طرح عمل ہوتا ہے سو پندرھویں شب سے انیسویں شب تک پھر روزانہ ایک بتی کا اضافہ ہوتا جاتا ہے بیس و اکیس کو پھر ایک ایک بتی بڑھاتے ہیں تیسویں راستہ مثل بائیسویں کے گزرتی ہے اور چوبیسویں شب سے آخر ماہ تک آٹھ بتیاں روشن ہوتی ہیں۔ ہر فٹیلے میں ایک سیر رغن اور آدھ سیر روئی خرچ ہوتی ہے بعض مقام پر بجائے رغن کے چربی جلائی جاتی ہے اور بتی کی بڑائی اور چھوٹائی کے لحاظ سے چربی کے خرچ کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔

جہاں پناہ سنے حاضرین دربار شاہی کی رہنمائی کے لئے ایک شمع روشن کرائی ہے۔ دربار کے صحن کے سامنے چہل گزی یا اس سے بھی بلند ایک ستون نصب کیا جاتا ہے جس کو سولہ طنابوں سے استوار کرتے ہیں۔ اس ستون کے سرے پر ایک بڑا فانوس روشن کیا جاتا ہے۔ اس چراغ کو اکاس دیا کہتے ہیں۔ فانوس اس قدر روشن ہے کہ دور تک اس کی روشنی پھیلتی ہے اور اہل دربار بلا تکلف حضور میں حاضر ہوتے ہیں اور اپنی نشست گاہ کی شناخت کر لیتے ہیں۔ اس فانوس کی ایجاد سے قبل اہل دربار کو راستہ طے کرنے میں بڑی پریشانی اٹھانی پڑتی تھی۔ اس کارخانے میں پیشا منصبہ ارواحدی اور دیگر سپاہی ملازم و خدمت گزار ہیں۔ پیادوں کی یافتہ دو ہزار چار سو دھام سے زیادہ اور اسٹی دھام سے کم نہیں ہے۔

آئین (۱۹)

شکوہ سلطنت

چار طاق و بانروالی کا آفتاب درخشاں (ایوان سلطنت کی اصل رونق) و حقیقت وہ نور الہی ہے جو خدا کی طرف سے بلا واسطہ بادشاہوں کو عطا ہوتا ہے۔ عالی ہمت حکمران ظاہری شان و شوکت کے محض اس لئے دلدادہ ہوتے ہیں کہ وہ اسے تنویر الہی کا نامور چاہتے ہیں۔ مولف چند لوازمہ شاہی کا جو اس زمانے میں رائج ہیں ذکر کر کے سعادت حاصل کرتا ہے۔

(۱) اورنگ۔ یہ کئی قسم کا بنایا جاتا ہے۔ اورنگ۔ بعض مربع ہوتے ہیں اور بعض سونے کے اور بعض چاندی کے۔ ان کے علاوہ مختلف قسم کے اور بھی تخت تیار کئے جاتے ہیں۔

(۲) چتر۔ پیشمار قیمتی جواہرات سے مزین ہوتا ہے جن میں سات جواہرات کا ہونا تو بحد ضروری ہے۔

(۳) سائبان۔ یہ بیضاوی شکل کا اور ایک گز بلند ہوتا ہے اس کا ڈھ بالکل چتر کے مشابہ ہوتا ہے۔ زربفت اوپر لگایا جاتا ہے اور تقریباً کل سائبان جواہرات سے مزین ہوتا ہے آفتاب کی غیش کے وقت ملازمین شاہی اپنے ماتھے میں لے کر ہمراہ رکاب رہتے ہیں۔ اسی کو آفتاب گیر بھی کہتے ہیں۔

(۴) کوکب۔ ان کی ایک تعداد محفل شاہی کے سامنے آویزاں کی جاتی ہے۔
 مذکورہ بالا چار لوازمہ شہت خاص فرمانروا کے لئے مخصوص ہیں۔
 (۵) علم۔ سواری کے وقت کم از کم پانچ عدد قرصے ہر ایک پر ہتے ہیں۔
 (قرصے مراد علموں) ہتھیاروں اور دیگر لوازمہ شہت کی اجتماعی حالت ہے جو
 بادشاہ کی سواری کا خاص نشان تھا۔ عیسلم ہمیشہ ریشمی خستہوں
 میں رہتے ہیں لیکن مجلس نشاط و مہرکہ کارزار میں غلاف سے باہر کر لئے جاتے ہیں۔
 (۶) چتر تونق۔ یہ بھی علم کی ایک قسم ہے لیکن اس سے چھوٹا ہوتا ہے
 اور تربت کے یاز کی دُم کا بنایا جاتا ہے۔

(۷) متن تونق۔ یہ بالکل چتر تونق کا سا ہوتا ہے لیکن کسی قدر دراز
 بنایا جاتا ہے علموں کے اقسام میں دونوں مذکورہ بالا علم اعلیٰ نشان امارت سمجھے جاتے ہیں
 اور آخر الذکر علم امرائے کیا رکوبھی عطا ہوتے ہیں۔

(۸) جھنڈا۔ یہ ایک ہندوستانی علم ہے
 قرص ہر ایک قسم کا علم ہوتا ہے لیکن کسی عظیم الشان موقع پر ہر قسم کی تعداد
 زیادہ ہوتی ہے

باجوں میں جو باجہ کہ نقار خانے میں مستعمل ہے اسے کورگھ کہتے ہیں یہ وہی
 نقارہ ہے جس کو عرف عام میں دامہ کہتے ہیں۔ تقریباً اٹھارہ جوڑ داموں کی
 برابر بجاتی ہے جن کی آواز بی نہت اور بھاری ہوتی ہے۔

(۹) نقارہ۔ اس کے کم و بیش بیس جوڑ برابر بجائے جاتے ہیں۔
 (۱۰) دہل۔ ہر بار چار عدد سے کام لیا جاتا ہے۔
 (۱۱) کرنا۔ یہ چاندی اور سونے اور پتیل کے بنائے جاتے ہیں اور
 چارے کم کبھی نہیں بجائے جاتے۔

(۱۲) سسڑا۔ یہ پارسی و ہندی دونوں قسم کے ہوتے ہیں نوعہ دلاکر
 بجائے جاتے ہیں۔

(۱۳) نفیر۔ پارسی، فرنگی اور ہندی تین طرح کے ہوتے ہیں۔ ہر قسم میں سے
 چند عدد لے کر ساتھ بجاتے ہیں۔

(۱۴) سینکاسٹ - یہ باجہ تانبے کا گائے کی سینکاس کی شکل کا بنتا ہے یہ دول کر بیٹھتے ہیں۔

(۱۵) سنج - اس باجے کے تین جوڑ برابر بجاتے ہیں۔
قدیم زمانے میں چار گھڑی راست دول باقی رہے نوبت بجتی تھی لیکن اسب ایک مصرعہ آدھی راست کو جیسے کہ آفتاب اوپر کو چڑھتا ہے اور دوسری بار طلوع صبح کے قریب طلوع آفتاب سے ایک گھڑی قبل ہمسہ مند نوازندے سے سرتا بجاتے ہیں چادو کا کام کرتے اور اس طرح خواب غفلت میں سونے والوں کو بیدار کرتے ہیں۔

آفتاب نکلنے کے ایک گھڑی بعد پہلے بانسری بجاتے ہیں اس کے بعد تھوڑی دیر کر گھڑی بجاتے ہیں اور پھر سوانقارے کے نفیر و کرنا وغیرہ لازمہ شمت کی آوازوں سے دنیا کو سنج اٹھتی ہے۔ اس کے تھوڑی دیر بعد سرتا بجائی جاتی ہے اور نشاۃ الانبیاء نفیروں کے ذریعے سے اصول نغمہ نوازی کی پوری حفاظت کی جاتی ہے۔ ایک گھڑی اور گزرنے کے بعد نقارہ نوازی شروع ہوتی ہے اور تمام ہنرمند پیشہ وریادشاہ بلند اقبال کی شان و شکوہ کے آواز سے کوہ اہل عالم تک پہنچا سکتے ہیں۔

نقارہ نواز کے بعد سات امور کے انجام دینے سے رنگ عشرت دو بالا ہو جاتا ہے۔ اول پیشہ مرسل و مرسل کا تانبے جو خاص اصول نغمہ ہے۔ اس کے بعد بردات (بردات) کی نوبت آتی ہے۔ یہ بھی چند خاص اصول کا مجموعہ ہے۔ بردات کے وقت تمام ہنرمند خدام باجہ بجاتے ہیں۔ بردات کے بعد زیر کا کمال دکھاتے ہیں اور آواز کو بلندی سے لپٹی کی طرف لے آتے ہیں دوم چار اصول کو یعنی اخلاطی، ابتدائی، شیرازی، قلندری اور دیگر قلمروں سے بجائے جاتے ہیں جو ایک گھڑی تک سامعین کو محفوظ کرتے ہیں۔

سوم۔ خواندہ - قدیم و جدید سرود کا لطیف۔ اس رنگ میں قیام عالم سے ہنرمندوں سے تانبہ سرور کے ہر خاص و عام لطیف اندوز ہوتا ہے ان کے کردہ سرور کی تانبہ سرور حال شاہی اور ہمایہ کرکٹ اور زری۔

چوتھے شادیا نے کا بجانا۔ پانچویں ایک دوری نغمہ۔ چھٹے اصول اذفر (ادفر) (ادفر) جس میں سر پہلے اونچا ہوتا ہے اور بعد میں نیچا۔ ساتویں مرسل خوارزمی کے بعد بار دگر مرسل بجائی جاتی ہے اور آخر میں فروگزاشت کے بعد دعائے دولت و اقبال کی نغمہ سرائی ہوتی ہے اور اس کے بعد تمام لوگ پھر نغمہ زیر گاتے ہیں اور دیکش و دیکش عبارت و اشعار پر یہ ہنگامہ عشرت ختم ہوتا ہے۔

یہ طریقہ بھی ایک گھڑی تک جاری رہتا ہے اور اس کے بعد سرنالی اپنا کمال دکھلاتے ہیں اور دوسری ایک گھڑی تک یہ ہنگامہ عشرت برپا رہکر بہترین طریقے پر ختم ہوتا ہے۔ جہاں پناہ جس طرح کہ علم موسیقی میں ماہرین فن سے زیادہ کمال ہیں اسی طرح سیدان عمل میں بھی اس آسان نمائش کے حل کرنے میں ہر صاحب کمال پرست لے جاتے ہیں۔ خاصکہ نقارہ نوازی میں۔

اس شعبے میں بھی منصبدار واحدی اور دیگر سپاہ ملازم ہیں پیادوں کی تنخواہ تین سو چالیس دام سے زیادہ اور چوہتر دام سے کم نہیں ہے۔

آئین (۲۰)

نگین شہنشاہی

مہر شاہی سلطنت کی ہر سہ اہم شاخوں میں مستقل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں ہر شخص کو معاملات یعنی لین دین میں اس کی ضرورت ہوتی ہے۔ جہاں پناہ کے ابتدائی عہد مہارست میں مولانا مقصود مہر کن نے فولاد کے ایک ٹکڑے پر خود بادشاہ اور اس کے اجداد گرامی کے اسماء امیر تمور عسا حبقراں تک خط و قلم میں کندہ کئے۔ اس کے بعد اسی مہر پر مولانا کے مذکور نے دوسرے قلم پر تنہا جہاں پناہ کا نام نامی خط نستعلیق میں کندہ کیا۔ اجرائے احکام و داد خواہی کے فرائض پر ایک مہر لگائی جاتی تھی جس پر جہاں پناہ کا اسم گرامی کندہ تھا اور بادشاہ کے نام نامی کے گرد یہ بیت منقوش ہے۔

راستی موجب رعنائی فراست
کس ندیدم کہ گم شد از دیو راست
فلکین نے ایک دوسری مہر بنائی اور اس کے بعد مولانا احمد علی دہلوی نے ان پر دو مہر کے کندہ کرنے میں سحر آفرینی کی۔

یہ دو مہر از روک کے نام سے مشہور ہے۔ از روک چغتائی لفظ ہے۔ یہ مہر خزان ثبوتی میں کام میں لائی جاتی ہے۔ کلاں مہر جس پر جہاں پناہ اور نیز بادشاہ کے اجداد کے اسماء کندہ ہیں قدیم زمانے میں ان خطوط پر لگائی جاتی تھیں جو بادشاہ کی طرف سے

دوسرے شاہان ممالک کے نام روانہ کئے جاتے تھے لیکن اس پر ہر شاہوں میں مستقل سبب۔

دیگر احکام سلطنت کے لئے ایک پیار گوشہ ہر شخص میں سے ایک شخص کو اللہ اکبر جل جلالہ کندہ ہے۔ شاہی عزم سراسر کے اجراء کے احکام میں ایک دوسری ہر مستقل ہے۔ فراین شاہی کے لئے جداگانہ نقشیں مختلف صورتوں میں تیار کیا گیا ہے۔

چند نقاشوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) مولانا متھو و ہرومی۔ جنتہ آشیانی کے ملازمین میں تھا یہ شخص خط رقاہ و نستعلیق بہت عمدہ لکھتا تھا۔ مقصود نے علاوہ ہر شخص کے اسطراب کرہ اور چند مسطر بھی ایسے بنائے کہ اہل فن انہیں دیکھ کر حیرت زدہ ہو گئے۔ جہاں پناہ کی مرتبہ نہ توجہ سے مقصود نے اور زیادہ اپنے فن میں کمال حاصل کر کے پکتائے روزگار ہوا۔

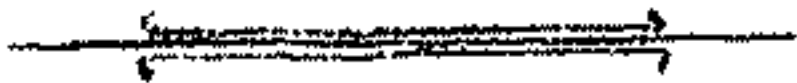
(۲) تمکین کابلی۔ اس شخص نے اپنے وطن میں نشوونما حاصل کیا اور اس صنعت میں ایسا کمال حاصل کیا کہ اپنے اسلاف کا فخر بن کر خط نستعلیق میں ان پر بھی سبقت لئے گیا۔

(۳) میر دوست کابلی۔ یہ شخص رقاہ اور نستعلیق خطوط میں مہر میں عقیق پر کندہ کرتا ہے۔ اگرچہ میر دوست کابلی مقصود و تمکین کا ایسا صاحب کمال نہیں ہے لیکن اس کا خط رقاہ نستعلیق سے بہتر ہے۔ یہ شخص دھاتوں کے پرکھنے میں بھی دستگاہ رکھتا ہے۔

(۴) مولانا ابراہیم۔ یہ شخص عقیق بکاری میں اپنے بھائی شرف یزدی کا شاگرد ہے لیکن اس میں شبہ نہیں کہ اپنے فن میں اسلاف سے سبقت لئے گیا ہے۔ اس کے رقاہ و نستعلیق اور قدیم اور مشہور استادوں کے خطوط میں کوئی شخص تیز نہیں کر سکتا۔ یہی شخص ہے جس نے بیش قیمت لعل شاہی پر لعل جلالی کا نقش کندہ کیا ہے۔

(۵) مولانا علی احمد دہلوی۔ یہ شخص مولاد پر نقاشی کرنے میں

یگانہ روزگار ہے۔ تمام اہل فن اس صنعت میں اس کا لوٹا مانتے ہیں اور اس کے
 نقوش پر شوق کرتے ہیں۔ اگرچہ اس کا مستقیم توجہ عظیم المثال ہے لیکن اور
 اقسام خطوط میں بھی اُسے کمال حاصل ہے۔ اس پیشے میں اپنے باپ
 شیخ حسین کا شاگرد ہے اور مولانا مقصود کی تقلید اور ان کے نقوش پر
 غور کرنے سے صاحب کمال ہو کر اپنے ہم عصروں پر سبقت لے گیا ہے۔



آئین (۲۱)

فراش خانہ

جہاں پناہ اس عینے کو عمدہ قیام گاہ اور سردی و گرمی و بارش ہر سہ موسم کے گزند سے محفوظ رہنے کا ذریعہ خیال فرماتے ہیں۔ بادشاہ اس کو شان حکومت کا ایک جزو سمجھتا ہے اور اس زینب کو بھی خدا پرستی میں داخل جانتا ہے۔ اس کا رخانے کی اقسام اور تعداد دونوں میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے اور نئی نئی ایجادوں نے سونے پر سہاگے کا کام کیا ہے۔ ناظرین کی نگاہی کے لئے چند چیزوں کا ذکر حوالہ قلم کیا جاتا ہے۔

(۱) بارگاہ۔ فراش خانے کی سب سے بڑی شے ہے۔ اس میں دس ہزار آدمیوں سے زیادہ بیٹھ سکتے ہیں۔ ایک ہزار تیز دست فراش آلات پیر کے ذریعے سے ایک ہفتے میں اسے استادہ کر سکتے ہیں۔ اس میں اکشر دو دروازے ہوتے ہیں جن میں سے ہر ایک چند برنجیوں سے جڑے ہوتے ہیں۔ سادی بارگاہ کی تیاری میں جو محفل و زربخت وغیرہ سے نہیں بنائی جاتی دس ہزار روپے خرچ ہوتے ہیں۔ تزیں بارگاہوں کی قیمت کا اندازہ مشکل ہے صرف سادی بارگاہ کے اخراجات سے تزیں بارگاہوں کے مصارف کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

(۲) چوبین راؤٹی۔ یہ دس ستونوں پر استادہ کی جاتی ہے۔ ہر ستون کچھ نہ کچھ زمین میں گڑا رہتا ہے۔ بلندی میں تمام ستون برابر ہوتے ہیں سوا دو ٹیوں کے جو بقیہ ستونوں سے کچھ زیادہ بلند ہوتے ہیں جن پر صلیب نمائندیاں لگائی جاتی ہیں ہر ستون کے اوپر اور نیچے ایک ایک واسہ (ایک مثلث نمائندگی) لگایا جاتا ہے اور داسوں اور صلیبی کڑیوں پر چند لوہے کے شیشے رکھ کر ستون کو بجا مضبوط کر دیتے ہیں۔

اس میں ایک یاد و دروازے ہوتے ہیں اور سب سے نیچے درخت کی باندی پر ایک چوترہ بنایا گیا ہے۔ چوبین راؤٹی کا اندرونی حصہ زربفت و محراب سے آراستہ ہے اور بیرونی حصے میں سقراط ہے۔ یہ قیمتی کپڑے ریشمی ڈوریوں کے ذریعے سے دیواروں سے بندھے ہوتے ہیں۔

(۳) دو آشیانہ منزل۔ یہ دو منزل مکان اٹھارہ ستونوں پر قائم ہے۔ ہر ستون چھ گز بلند ہے ستونوں کے اوپر کھان و غرد تختے بنائے ہوئے ہیں اور اسی کے اندر چار درعی ستون نصب کئے جاتے ہیں جن سے ایک عمدہ بالا خانہ بن جاتا ہے۔ اس کا اندرونی و بیرونی حصہ بھی چوبین راؤٹی کی طرح آراستہ ہوتا ہے۔ وہاں بیکی منزلوں میں جہاں پناہ کی خواہگاہ ہے اور یہی مقام وہ عبادت گاہ ہے جہاں بادشاہ آفتاب کی پرستش کرتے ہیں۔

مختصر یہ کہ مقام مذکور ایک ایسے شخص سے مشاہیر ہے جو اپنے بڑے بڑے فراموش کو ادا کرنے کے بعد ہر مکان طریقہ سے رضائے الہی حاصل کر لے کر پیش کرتا ہے۔ وہ کامل انسان جس کی ایک آنکھ تو عبادت گاہ کے خلیفہ کے لگی ہوئی ہے اور دوسری آنکھ سے دُنیا سے نااہل کو غائب رکھتا ہے۔ عبادت کے ختم پر بیگمات کو اندر حاضر ہونے کی اجازت مرحمت ہوتی ہے۔ اور اس کے بعد اراکین دولت کو فرش کی سادات سے بہرہ اندوز ہونے دیا جاتا ہے جہاں پناہ سفر میں اسی بالا خانے کے ایک حصے میں کو بیروں کے بہت سے اہل اور گھوڑوں کی لڑائی کا تماشا دیکھتے ہیں۔

(۴) زمیں دوڑ۔ یہ ایک خیمہ ہے جو مختلف اشکال میں بنایا جاتا ہے

جس میں کبھی ایک اور کبھی دو ستونی دروازے ہوتے ہیں۔ اس کے اندر باہجا پر دسے آویزاں کر کے نیچے کو مختلف حصوں میں تقسیم کر دیتے ہیں۔

(۵) عجائبی۔ نو شامیانوں کو چار ستونوں پر مانتے ہیں۔ پانچ شامیانے چار گوشہ اور چار محزوطی ہوتے ہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ان میں صرف ایک ہی درجہ ہوتا ہے اور تمام عجائبی صرف ایک ہی ستون پر قائم ہوتی ہے۔

(۶) منڈل۔ پانچ شامیانوں کو باہم ایک دوسرے سے ملا کر چار ستونوں پر نصب کرتے ہیں۔ کبھی چار شامیانوں کو تھوڑا نیچے جھکا کر خلوتکدہ بناتے ہیں اور کبھی انہیں چاروں کو بلند تانتے ہیں اور صرف ایک سمت بطور ضلع کے کشادہ رکھ کر عشرت و نشاط حاصل کرتے ہیں۔

(۷) آٹھ کھنڈہ شہر شامیانے کبھی علیحدہ علیحدہ اور کبھی باہم ایک دوسرے سے پیوستہ آٹھ ستونوں پر لگائے جاتے ہیں۔

(۸) خرگاہ۔ لپیٹ دار خیمہ ہے جس میں کبھی ایک اور کبھی دو دروازے ہوتے ہیں۔

(۹) شامیانہ۔ یہ طرح طرح کے ہوتے ہیں اور بارہ گزی سے زائد نہیں ہوتے۔

(۱۰) قلندری۔ اس کا حال اوپر مذکور ہو چکا۔

(۱۱) سراپردہ۔ قدیم زمانے میں گھر در سے ٹارٹ کی بنائی جاتی تھی لیکن جہاں پناہ اپنے عہد مغلست میں غالیچے کے سراپردے تیار فرماتے ہیں جن سے علاوہ اضافہ حشمت کے آرام بہت ملتا ہے۔

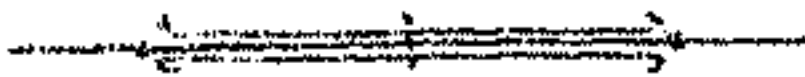
(۱۲) گلال بار۔ چوبی سراپردہ ہے جس کے مختلف حصے خرگاہ کی دیوار کی طرح چمڑے کے شموں سے ایک دوسرے سے پیوستہ ہیں۔ اس کو سفر میں لپیٹ کر لے جاتے ہیں۔ گلال بار سرخ کپڑے کی بنائی جاتی ہے اور جا بجا فیتے ٹکے رہتے ہیں۔

(۱۳) گلیم۔ جہاں پناہ نے طرح طرح کے قالین ایجاد فرمائے ہیں اور ان میں عجیب اور دلکش گرہیں دی گئی ہیں۔ بادشاہ نے تجربہ کار استاد

مقرر فرمائے جنھوں نے ایسے بہترین نمونے تیار کئے کہ ایرانی و تورانی قالینوں کی یاد دلوں سے فراوان ہو گئی۔ اگرچہ تمام سال سوداگر گوشکان، خورستان، کرمان اور سیف واد وغیرہ سے اب بھی قالین لاتے ہیں۔ پیشہ وروں نے ہندوستان ہی میں قیام کر لیا ہے اور بہت زیادہ فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ تقریباً ہر شہر خصوصاً اگرہ، فتح پور اور لاہور میں بہترین قالین تیار ہوتے ہیں۔

شاہی کارخانے میں بمثل قالین تیار کیا جاتا ہے جو پچیس گز سات طسوج لایا اور گیارہ گز آدھا طسوج چوڑا ہوتا ہے۔ اس کی تیاری میں ایک ہزار آنکھ سودس روپے صرفت ہوتے ہیں جس کی قیمت تجربہ کار سوداگر دو ہزار سات سو پندرہ روپے لگاتے ہیں۔

(۱۴) تکیہ نمہ۔ کابل و فارس سے لاتے ہیں اور نیز بہت ہندوستان میں بھی بنائی جاتی ہے۔ جامع شہر بنجی، بلوچی اور بوریوں کے اقسام جو ریشم سے تیار کی جاتی ہیں معرض تخریب میں نہیں آسکتیں۔



آئین (۲۲)

آبدارخانہ

جہاں پناہ اس سرچشمہ زندگی کو آب حیات فرماتے ہیں۔ بادشاہ نے اس محکمے کا انتظام بیدار مضر اہل کاروں کے سپرد فرمایا ہے۔ قبلہ عالم خود زیادہ پانی نہیں پیتے لیکن سرشت آب پر ہر وقت خاص توجہ فرماتے ہیں۔ بادشاہ مسافر و حضر ہر وقت گنگا کا پانی نوش فرماتے ہیں معتد ملازمین کا ایک گروہ دریا کے کنارے مامور ہے جو سرسبز کوڑوں میں پانی بھر کر لاتا ہے۔

جب جہاں پناہ آگرے اور فتح پور میں قیام فرماتے ہیں تو قصیدہ سوروں سے پانی لایا جاتا تھا۔ اس زمانے میں جبکہ شاہی خیمہ لاہور میں نصب ہے ہر دوار کے عمدہ پانی سے آبدارخانہ سیراب ہے۔

باورچی خانے میں جمنا اور چناب کا پانی یا آب باراں صرف ہوتا ہے لیکن ان میں تھوڑا پانی گنگا کا ملا جاتا ہے۔ سیر و شکار کے وقت جہاں پناہ اپنی مہربانی و دوراندیشی سے تجربہ کار اور آب آزمائہ اہل کاروں کا تشریف فرمائے ہیں جو عمدہ اور صاف پانی آزمائش کے بعد بہم پہنچاتے ہیں۔

قبلہ عالم نے اپنی دوراندیشی سے شورے کو جو بندوق میں آگ کا کام دیتا ہے سرمایہ سردی قرار دیا ہے جس سے ہر امیر و فقیر کو مسرت و خیر راحت

پہنچ رہی ہے۔

شورہ ایک کھاری خاک ہے۔ ایک سیر شورہ سور اخدار برتن میں بھر دیا جاتا ہے اور ٹھوڑا پانی اس پر چھڑکا جاتا ہے اس کے قطرات کو جوش دے کر شتی کو پانی سے جدا کر لیتے ہیں۔

ایک سیر پانی تہست یا چاندی یا کسی دوسری دھات کے برتن میں بھر دیا جاتا ہے۔ طرف کا منہ مضبوط باندھتے ہیں۔ ایک بڑے ظرف میں ڈھائی سیر شورہ اور پانچ سیر پانی ڈالتے ہیں اور سرسبتہ کوڑے کو اس بڑے ظرف میں رکھ کر پانچ گھنٹہ خراب ہلاتے ہیں۔ اس ترکیب سے سرسبتہ کوڑے کا پانی نکٹا ہو جاتا ہے۔ ایک روپے کو چھ سے لے کر چار من تک شورہ فروخت ہوتا ہے۔

سلطہ الہی میں بادشاہ سے پنجاب میں قیام فرمایا اور اس زمانے سے برف کا رواج ہوا۔ برف شمالی کوہ سے خشکی و تری دونوں راستوں سے ڈاک چوکی پہل اور کہاروں کے ذریعے سے لائی جاتی ہے اس کا خزانہ قصبہ پنہاں (سہاں) کے قریب ہے جو لاہور سے پینتالیس کوس کے فاصلے پر آباد ہے۔ اس نئی تجارت سے سودا گروں نے فائدہ اٹھایا اور رعایا کو خوشی و راحت نصیب ہوئی۔ یہ برف ایک روپے کو دو یا تین سیر فروخت ہوتی ہے مفید ترین طریقہ یہ ہے کہ برف کشتیوں پر لائی جاتی ہے اور اس کے بعد پہل پر اور سب سے کم کہاروں کے ذریعے سے لاسٹے میں فائدہ ہوتا ہے۔ پہاڑی باشندے برف کی سلیں لاکر فروخت کرتے ہیں۔ ہرسل وزن میں تیس سیر سے زیادہ اور چھپیں سیر سے کم نہیں ہوتی۔ معمولی نرخ پانچ دام ہے۔ لیکن اگر سلوں کو دور سے لے جانا پڑتا ہے تو چوبیس دام سترہ جیتل ادا کرنے پڑتے ہیں۔ اگر فاصلہ زیادہ نہیں ہے تو اجرت پندرہ دام تک آ جاتی ہے۔

برف دس کشتیوں پر روزانہ لائی جاتی ہے۔ ہر تین میں ایک کشتی دارالسلطنت آتی ہے۔ ہر کشتی کو چار ملاح کھینچتے ہیں اور ہرسل بارہ سے چھ سیر تک کی ہوتی ہے۔ سلوں کے وزن میں کوئی اثر سے قناعت بھی ہو جاتا ہے۔

ہرسل دو پستار سے لاتی ہے۔ راستے میں بارہ ڈاک چوکیاں ہیں۔ ہر سال

گھوڑے بدلے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک ہاتھی بھی کام میں لایا جاتا ہے۔
 بارہ سلیں دس سے چودہ سیر تک کی روڑا نہ پہنچتی ہیں۔ اس دور آبد کے ذریعے سے
 جو برف آتی ہے وہ چارڑے میں فی سیر تین دام اکیس چیتل اور بارش کے موسم
 میں چودہ دام ہیں چیتل اور وسطی زمانے میں نو دام ساڑھے اکیس چیتل کے نرخ
 سے فروخت ہوتی ہے لیکن عام نرخ پانچ دام ساڑھے پندرہ چیتل فی سیر ہے۔
 برف جب کہاروں کے ذریعے سے لائی جاتی ہے تو چودہ چوکیوں کی
 اٹھائیس مزدور کام کرتے ہیں۔ ہر روز چار پشپتارے آتے ہیں جن میں چار بندل
 ہوتے ہیں۔ یہ برف اوائل میں پانچ دام $\frac{1}{4}$ ۱۹ چیتل اور وسطی زمانے میں تیرہ
 دام $\frac{1}{4}$ ۲ چیتل اور آخر میں ۱۹ دام $\frac{1}{4}$ ۵ چیتل فی سیر کے حساب سے فروخت
 ہوتی ہے۔ عام طور پر اس برف کا نرخ $\frac{1}{4}$ ۸ دام فی سیر سمجھا جاتا ہے۔ عام اشخاص
 صدف موسم گرما میں اور امرا ہر زمانے میں برف کا استعمال کرتے ہیں۔



آئین (۲۳)

طبخ (یا ورجی خسانہ)

جہاں پناہ ملے اس جیسے پر بھی خاص توجہ فرمائی ہے اور اپنی دوراندیشی سے مستفول تو انہیں اس سررشتہ کے لئے بھی وضع فرمائے ہیں۔ یہ ممکن نہ تھا کہ ایسے والی خیالی فرمانروا کی توجہ خاص طبخ ایسے اہم شے کی طرف نہ ہوتی۔ ظاہر ہے کہ انسانی مزاج کا اعتدال جسم کی توانائی و قوت کا ظاہری و باطنی سماد اتوں۔ یہ بہرہ اندوز ہوئے کی تابلیہ میں اوروں کی و دنیاوی کامیابی کا سہ ماہہ و انکھاسے کی استعداد کا پیدا ہوتا یہ تمام باتیں اس اصرار پر تھیں کہ انسان کی غذا و غور کشش بہترین طریقے پر عمل میں آئے۔

غذا کو بہترین طریقے اور عمدہ اصول پر استعمال کرنا انسان کو دیگر حیوانات سے ممتاز کرتا ہے۔ ورنہ نفس شکم سیری میں نئی آدم اور دوسرے چوپایوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اگر جہاں پناہ کا عرصہ بلند و شان کا ل نہ ہوتی اور اگر بادشاہ کے پاکب دل میں نئی نوع انسان کے ساتھ ایک عالمگیر برادری کا خیال جاگزیں نہ ہوتا تو یہ حقیقت شناس فرمانروا گوشہ خلوت میں جا بیٹتا اور قبائلی عالم کو خواب و غذا کچھ بھی یاد نہ رہتے لیکن اس عظمت شہنشاہی اور دنیوی و دینی سیادت کے باوجود اب بھی جہاں پناہ کی پاکیزہ طبیعت کا یہ عالم ہے کہ خدمتگزاروں سے کبھی یہ ارشاد

نہیں ہوتا کہ آج فلاں فلاں خاصہ تیار کیا جائے۔

قبلہ عالم خود صرغ ایک وقت غذا نوش فرماتے ہیں اور سیر ہونے سے پیشتر ہی دسترخوان بڑھا دیا جاتا ہے۔ ان تمام امور کے باوجود کھانے کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے لیکن ملازمین تمام سامان اس طرح تیار رکھتے ہیں کہ فرمائش کے ایک گھنٹے بعد سو قاب دسترخوان پرچن دی جاسکتی ہیں۔ شاہی حرم سرا میں جو کھانا صرغ ہوتا ہے اس کی تقسیم صبح سے شروع ہوتی ہے اور رات تک سلسلہ جاری رہتا ہے۔

جہاں پناہ نے تجربہ کار و دیانت دار اشخاص اس کام پر مقرر فرمائے ہیں اور تمام خدام بارگاہ ہر وقت اپنے ذرائع منصبی انجام دینے پر مستعد و آمادہ رہتے ہیں۔ اس سرشتے کا افسر بھی وزیر اعظم کا ماتحت ہے۔ جہاں پناہ نے علاوہ معاملات سلطنت کے اس صیغے کا انتظام بھی وزیر اعظم کے سپرد فرمایا ہے لیکن باوجود اس احتیاط کے خود جہاں پناہ بھی ہر وقت توجہ فرماتے رہتے ہیں۔

بادشاہ نے ایک کارفرما دیے ریاض شخص کا اس سرشتے میں تقرر کیا ہے جس کو میر بکاؤل کہتے ہیں۔ اس شخص کی دیکھ بھال پر اس سرشتے کی کامیابی کا مدار ہے۔ میر بکاؤل کے ماتحت دیانتدار مددگار دول کا تقرر عمل میں آیا ہے۔ نقد و جنس کے حساب و کتاب کے لئے خزانچی اور متعدد خوش شناس مقرر کئے گئے ہیں۔ ان کے علاوہ مختلف ممالک کے تجربہ کار باورچی و رکابدار اس سرشتے میں ملازم اور اپنا کام خوبی سے انجام دیتے ہیں اور ایک صحیح نوین چکی ان کی نگہبانی کرتا ہے۔

ہر ملک کے باورچی طرح طرح کے کھانے پکاتے ہیں اور فلد و ترکاری گوشت و روغن و شیرینی و مصالحہ دار اشیاء میں قسم قسم کی نعمتیں ہر روز مہیا کی جاتی ہیں۔ روزانہ نصرتی کھانا ایسا تیار کیا جاتا ہے کہ جو امرا کو دعوتوں کے موقع پر کمتر میسر آتا ہے۔ نصرتی کھانے کے اقسام و ذائقے سے خاصے کے کھانے کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

نوروز کے آغاز میں مددگار خزانچی ایک سالہ تخمینہ تیار و پیش کرتا ہے جس کی رقم اُس کو ادا کر دی جاتی ہے۔ روپیوں کی پھیلی اور اجناس کے حجروں پر

میر بکاؤل اور منشی کی مہر میں لگی ہوتی ہیں۔ ہر ماہ روزانہ اخراجات کا صحیح اندازہ بنانے کے لئے ہینے کا حساب تیار کیا جاتا ہے جس کی رسیدوں پر دو عہدہ داروں کی مہریں ہوتی ہیں۔ اس کا رروالی سکے اور نقد و جنس اسی مرتبہ حساب کے مطابق خرچ کی جاتی ہیں۔

ہر ماہی میں دیوان بیت اور میر بکاؤل ہر قسم کی چیزیں فراہم کرنے خرچ کے لئے جمع کر لیتے ہیں۔ سکندر اس چانول پہراچ سے دیونیرہ پانواں اور پار سے اور جنجن راجواری سے اور نیملا دروغن زردھ مار فیروزہ سے قانا مرغالی اور انشہر ترکاریاں کشمیر سے منگوائی جاتی ہیں۔ مونے ہر وقت سررشتے میں موجود رہتے ہیں۔ ان کے علاوہ بکریاں، بھینڑ، بربری مرغ و قاز وغیرہ کو باورچی پالتے اور خرید کرتے ہیں۔ مرغیاں ایک مہینے سے زیادہ نہیں رکھی جاتیں۔ مذبح شہر اور شکر کے باہر اور دریائے تالاب کے کنارے واقع ہے۔ ذبح کے بعد گوشت دھویا جاتا ہے اور پھر کیسوں میں بھر کر لاتے ہیں اور باورچیوں کی ٹہر ہونے کے بعد کیسے باورچی خانے میں بھیج دئے جاتے ہیں۔ باورچی خانے میں گوشت دوبارہ دھویا جاتا ہے اور اس کے بعد پکھنے کے لئے دیگ میں ڈالا جاتا ہے۔

بہشتی اپنی مشکوں سے برتنوں میں پانی بھرتے ہیں۔ برتنوں کا منہ سہ ماہیہ کپڑوں سے بندھا رہتا ہے۔ ریگب کے نقشیں تہہ جاسنے کے بعد پانی احتمال میں آتا ہے۔ ایک چھوٹا سا باغ مرغی سے متعلق ہے جس سے ہر وقت تازہ ترکاریاں کے کھسارے میں آتی ہیں۔

میر بکاؤل اور حساب نویس ہر چیز کے خرچ کا اندازہ کر کے روزانہ کے صرف کے لئے اس مقدار کو معین کر دیتے ہیں۔ یہ دونوں اشخاص روزنامہ پر اور ذقیض الوصول وغیرہ پر اپنی مہریں کرتے اور سررشتے کے ہر کام کی پوری نگرانی کرتے ہیں۔ بیکاروں یا وہ گویوں اور بیٹکانوں کا اس سررشتے میں دخل نہیں ہے۔ یہ شخصی سٹشن سالی مانی نہیں سمجھی جاتی اور کوئی شخص بلا شہادت کے سلیج میں ملازم نہیں ہو سکتا۔

خانے کا کھانا طلائی، نقرئی، سنگی اور خاکی ظروف میں تیار ہوتا ہے چتہ دیکھیاں کسی ایک ماتحت بکاؤل کے سپرد کی جاتی ہیں جو خاص اسی کے انتظام میں

تیار ہوتی ہیں۔ کھانا ایک شام یا سٹے کے نیچے پکایا اور نکالا جاتا ہے اور محافل میں برابر دیکھ بھال کرتے رہتے ہیں۔

کھانا پکانے والے سخت کے وقت آستین پٹھاکر دامن کر کے باندھ لیتے ہیں اور اپنا منہ اور ناک بند کر لیتے ہیں۔ تیاری کے بعد کھانے کو پہلے بکاول اور دھانی گیر پکھتے ہیں۔ اس کے بعد میر بکاول چکھتا ہے اور پھر کھانا قابول میں نکالا جاتا ہے۔ طلائی اور نقری قابیں سرخ کپڑوں میں اور چینی اور تانبے کے ظروف سفید کپڑوں میں باندھ دئے جاتے ہیں اور میر بکاول ان کپڑوں پر اپنی ہر کر کے ہر کھانے کا نام بستہ قابول پر لکھ دیتا ہے۔ منشی باورچی خانہ تمام کھانوں کی ایک فہرست تیار کر کے میر بکاول کی ہر کے بعد اندر روانہ کر دیتا ہے تاکہ کسی قسم کا تغیر نہ ہونے پائے۔ کھانے کی قابیں بکاول باورچی خانہ اور دوسرے ملازمین اٹھا لیتے ہیں۔ چوہدران کے دونوں طرف ساتھ ہوتے ہیں اور راہرو کو کھانے کے پاس سے گزرنے نہیں دیتے۔ جب کھانے کی قابیں اندر پہنچ جاتی ہیں تو رکابدار طرح طرح کی روٹیاں بستہ دہی اور اچھار ویلیوں و نیز سوٹھ طرح طرح کی ترکاریاں اسی طرح میر بکاول کی ہر کر کے بعد شامی میں روانہ کر دیتے ہیں۔ اندرون قصر کے ملازم کھانے کو پکھڑ کر قابول کو دوستر خوان پر پہنچتے ہیں۔ کتوڑے عرصے کے بعد جہاں پناہ خادمہ نوش فرماستے ہیں۔ دوستر خوان کے ملازم بادشاہ کے سامنے حاضر رہتے ہیں۔ سب سے پہلے فقیر کا حصہ علیحدہ کیا جاتا ہے۔ قبلہ عالم کھانے کی ابتداء دودھ یا دہی سے فرماتے ہیں اور کھانے سے فارغ ہو کر خدا کی بارگاہ میں سجادہ شکر سجالاتے ہیں۔ میر بکاول ہر وقت حاضر رہتا ہے اور فہرست کے موافق برتنوں کو واپس لیتا ہے۔ میر بکاول غذا کے چند نمونہ سخت احتیاط کے خیال سے ہر وقت تیار رکھتا ہے۔

تانبے کے برتنوں پر ایک ماہ میں دو بار قلمی ہوتی ہے۔ جو برتن کہ شاہزادوں کے استعمال میں آتے ہیں ان پر پینے میں ایک بار قلمی کی جاتی ہے۔ شمسہ ظروف ٹھیکیری کو حوالے کر کے ان کے عوض نئے برتن تیار کرائے جاتے ہیں۔

پکاتے ہیں بلکہ کبھی کبھی مصالحہ نہیں ڈالتے۔ بعض اوقات اس میں گوشت اور نمک بھی ڈالا جاتا ہے۔

(۲) خشکہ۔ دس سیر چانول میں آدھ سیر نمک ڈال کر اس کو طح طرح سے پکاتے ہیں۔ یہ بھی چار لبریز قابوں میں بٹھالا جاتا ہے۔ ایک سن دیو زیرہ دھانوں میں پچیس سیر چانول بٹھکتے ہیں جن میں سترہ سیر چانول سے دیگہ بھر جاتی ہے۔ اسی طرح ایک سن جنجن دھانوں میں بائیس سیر چانول بٹھکتے ہیں۔

(۳) گنچری۔ پانچ سیر چانول اور پانچ سیر مونگ کی دال اور اسی قدر روغن زرد پلے سیر نمک سے تیار ہوتی ہے۔ یہ کھانا سات قابوں میں بٹھالا جاتا ہے۔

(۴) شیر برنج۔ دس سیر دو دھ میں ایک سیر چانول ایک سیر قند اور ایک دام نمک ڈالتے ہیں۔ یہ پانچ قابوں کے لئے کافی ہوتی ہے۔

(۵) کھولی۔ دس سیر نیم کوشت گہوں میں جن کا ایک تہائی حصہ ضائع ہوتا ہے۔ پانچ سیر روغن زرد دس مشقال کالی سرچ چار مشقال دارچینی پانچ مشقال الائچی و لونگ پلے سیر نمک ڈال کر اس کو تیار کر لیتے ہیں۔ اکثر شخص اس میں دو دھ اور شکر بھی ڈالتے ہیں۔ اس مقدار سے چار قاب لبریز نکالے جاتے ہیں۔

(۶) چکھی۔ دس سیر گہوں کا آٹا خمیر کر کے اس کو دھوتے ہیں جب دو سیر خالص خمیرہ جاتا ہے تو اس میں چانول یا مصالحہ ملا تے ہیں بعد ازاں طرح طرح سے اس پر ہر قسم کا گوشت لپیٹتے ہیں۔ اس میں ایک سیر روغن زرد ایک سیر پیاز نیم دام زعفران نیم دام لونگ و الائچی اور ایک ایک دام دارچینی و کالی سرچ و دھنیا اور تین تین دام ادراک و نمک ڈالتے ہیں جو دو قابوں میں بٹھالی جاتی ہے۔ اکثر لوگ اس میں عرق لیمو بھی شامل کر لیتے ہیں۔

(۷) باد سجان۔ اسی قدر خمیر میں پلے سیر روغن زرد پلے سیر پیاز پلے سیر ادراک اور عرق لیمو پانچ پانچ مشقال کالی سرچ و دھنیا نصف نصف مشقال الائچی اور لونگ اس طرح چھ قاب تیار کئے جاتے ہیں۔

(۸) پھت۔ یہ غذا مونگ اش چنے وغیرہ سے بنتی ہے۔ دس سیر نمک میں ڈھائی سیر روغن زرد اور آدھ سیر نمک و ادراک و دھنیا و زیرہ اور

نصف شمال انگورہ ملا کر اس کی پندرہ قابیں تیار کر لیتے ہیں۔ اس کو زیادہ تر خشکے میں ملا کر کھاتے ہیں۔

(۹) سناگ - یہ پالک اور سبز یوں سے تیار کیا جاتا ہے اور بھید مغرب غمنا ہے۔ دس سیر ستری میں ۱۲ سیر روغن زرد ایک سیر پیاز، آدھ سیر ادرك، ۱۲ ۱/۲ شمال کالی مرچ، نصف نصف شمال لوٹنگ والا پچی ملا کر چھ قسابیں تیار کر لیتے ہیں۔

(۱۰) علوا - دس سیر رائدہ، دس دس سیر روغن زرد و قند کی پندرہ قابیں تیار ہوتی ہیں۔ یہ مختلف طریقوں سے کھایا جاتا ہے۔
ان کے علاوہ قسم قسم کے مربے اور شربت تیار کئے جاتے ہیں جن کا حال معرض تحریر میں لانا مشکل ہے۔

قسم دوم کے دس کھانوں کا حال مندرج ذیل ہے۔

(۱) جھولی - دس سیر چانول، سات سیر گوشت، ۱۲ ۱/۲ سیر روغن زرد، ایک سیر چنے کی دال، دو سیر پیاز، آدھ سیر نمک، پاؤ سیر ادرك، ایک ایک دام دا بیٹی، کالی مرچ و زیرہ نصف نصف دام الا پچی و لوٹنگ سے تیار کی جاتی ہے۔ اکثر لوگ ان سدا لحوں میں یا دام و کشمش اور زیادہ کر دیتے ہیں۔ یہ پانچ قسابوں میں نکالی جاتی ہے۔

(۲) دزد بریاں (زیر بریاں) دس سیر چانول میں دس سیر گوشت، ۱۲ ۱/۲ سیر روغن زرد، آدھ سیر نمک، پاؤ سیر تازہ ادرك، ایک ایک دام کالی مرچ، زیرہ، لوٹنگ والا پچی ڈالنے سے تیار ہوتا ہے اور پانچ قابوں میں نکالا جاتا ہے۔

(۳) قیمہ پلاؤ - دس سیر چانول، دس سیر گوشت، چار سیر روغن زرد، ایک سیر چنے کی دال، دو سیر پیاز، آدھ سیر نمک، پاؤ سیر ادرك، ایک ایک دام کالی مرچ، زیرہ اور الا پچی و لوٹنگ کے ترکیب دینے سے پانچ قابوں میں نکالا جاتا ہے۔

(۴) شلمہ - دس سیر گوشت، ۱۲ ۱/۲ سیر چانول، دو سیر روغن زرد، ایک سیر چنے کی دال، دو سیر پیاز، آدھ سیر نمک، پاؤ سیر ادرك، دو دو دام کالی مرچ و لہسن، اور ایک ایک دام دار چینی، لوٹنگ والا پچی سے تیار کیا جاتا ہے یہ کھانا چھ قابوں میں

نکالا جاتا ہے۔

(۵) کبفرا۔ دس سیر گوشت، تین سیر میدہ، ۱۰ سیر روغن زرد، ایک سیر چنا، آدھ سیر سرکہ، ایک سیر قند، پاؤ پاؤ سیر پیاز، گاجر، چندر، شلغم، پالک، سونف، اورک، اور ایک ایک، دام زعفران، لونگ، اور الائچی اور زیرہ اور دو دام دارحینی اور آٹھ مثقال کالی مرچ کے ڈالنے سے تیار ہوتا ہے اور بارہ قابول میں نکالا جاتا ہے۔

(۶) قیمہ شلہ۔ دس سیر گوشت، ایک ایک سیر چانول، دو روغن زرد، آدھ سیر چنا اور اس کے علاوہ اور دوسرے مصالحے ملا کر شلہ کی طرح پکاتے ہیں اور دس قابول میں نکالتے ہیں۔

(۷) ہر لیسہ۔ دس سیر گوشت میں پانچ سیر کوفتہ گیہوں، دو سیر روغن زرد، آدھ سیر نمک، دو دام دارحینی ملا کر تیار کرتے ہیں اور پانچ قابول میں نکالتے ہیں۔

(۸) کشک۔ دس سیر گوشت میں پانچ سیر کوفتہ گیہوں، ایک سیر چنا، ۱۰ سیر نمک، ۱۰ سیر پیاز، آدھ سیر اورک، ایک دام دارحینی، دو دو مثقال زعفران، لونگ، و الائچی و زیرہ کو ترکیب دے کر پانچ قابول میں نکالتے ہیں۔

(۹) حلیم۔ گوشت و گیہوں چنا اور زعفران کشک کی مقدار کے موافق لے کر ان میں ایک سیر روغن زرد، اور پاؤ پاؤ سیر شلغم، گاجر، پالک، اور سونف ملا کر پکاتے اور دس قابول میں نکالتے ہیں۔

(۱۰) قطاب جس کو اہل ہند سنبوسہ کہتے ہیں۔ طسح طسح کے بنائے جاتے ہیں۔ دس سیر گوشت کے لئے چار سیر میدہ، دو سیر روغن زرد، ایک سیر پیاز، پاؤ سیر اورک، آدھ سیر نمک، دو دام کالی مرچ، کو دھنیا اور ایک ایک دام الائچی، زیرہ اور لونگ، پاؤ سیر ساق درکار ہوتے ہیں۔ قطاب بیسیوں اقسام کے تیار ہوتے اور تعداد میں اتنے ہوتے ہیں کہ ان سے چار قطاب بھر جاتے ہیں۔ تیسری قسم کے کھانے حسب ذیل ہیں۔

(۱) بریاں۔ مسک و انشمندی بکرے کے لئے دو سیر نمک، ایک سیر روغن زرد، دو مثقال زعفران اور اسی قدر لونگ، سیاہ مرچ اور زیرہ۔ اس مثقال کے جاتے ہیں اور طرح طرح سے اس غذا کو تیار کرتے ہیں۔

(۲) بخینی۔ دس سیر گوشت میں ایک سیر پیاز اور آدھ سیر نمک ڈالتے ہیں۔
 ✓ (۳) یولمہ۔ ایک بکرے کو پانی میں اس قدر جوش دیتے ہیں کہ تمام اس کے بال صاف ہو جاتے ہیں اور اس کے بعد مثل بخینی کے اس کو بھی تیار کر لیتے ہیں بعض اوقات دوسری ترکیبوں سے بھی اس غذا کو پکاتے ہیں۔ لیکن جانور اگر مہنا یا علوان ہو تو کھانا زیادہ یا ذائقہ ہوتا ہے۔

(۴) کباب۔ اس کے بعد اقسام ہیں۔ دس سیر گوشت میں آدھ سیر روغن زرد، پاؤ پاؤ بھر نمک، ادراک اور پیاز، پلہ دام دھنیا، سیاہ مرچ، الائچی اور لونگ ڈالتے ہیں۔

(۵) مٹھن۔ مرغ کی گردن سے اس کے بدن کی تمام ہڈیاں نکال لی جاتی ہیں اس کے بعد آدھ سیر کوفتہ گوشت میں اسی قدر گھی، پانچ مرغ کے انڈے، پاؤ سیر پیاز اور دس دس مشقال دھنیا و ادراک، پانچ مشقال نمک، تین مشقال سیاہ مرچ اور نصف مشقال زعفران دے کر مثل کباب کے تیار کر لیتے ہیں۔

(۶) دو سیارہ۔ دس سیر فرہ گوشت میں دو دوسیر روغن زرد اور پیاز، پلہ سیر نمک، پلہ سیر ادراک، ایک ایک دام زیرہ، دھنیا، لونگ، الائچی اور دو دام سیاہ مرچ کے ملاسنے سے پانچ قاب تیار ہوتے ہیں۔

(۷) مطہن گوشت۔ دس سیر گوشت میں دو سیر روغن زرد، آدھ سیر پیاز، پاؤ سیر ادراک، ایک دام زیرہ، دو دو دام سیاہ مرچ، لونگ، الائچی اور دھنیا ڈال کر سات لبر قاب تیار کر لیتے ہیں۔ یہ غذا مرغ اور مچھلی کے گوشت سے بھی اس ترکیب سے تیار کی جاتی ہے۔

(۸) دم بخت۔ دس سیر گوشت میں دو سیر روغن زرد، ایک سیر پیاز، گیارہ مشقال ادراک، دس مشقال سیاہ مرچ اور دو مشقال لونگ و الائچی دیتے ہیں۔

(۹) قلمیہ۔ دس سیر گوشت، دو سیر روغن زرد، ایک سیر پیاز، دو دام سیاہ مرچ، ایک ایک دام لونگ و الائچی، آدھ پاؤ نمک کی ترکیب دم بخت سے دس قابیں تیار ہوتی ہیں۔

✓ (۱۰) ملغوبہ۔ دس سیر گوشت میں دس سیر روغن زرد، ایک ایک سیر روغن زرد و پیاز، پاؤ سیر ادراک، پانچ دام لونگ، ڈال کر دس قاب تیار کر لیتے ہیں۔

آئین (۲۵)

نان

اگرچہ روٹی بھی ایک قسم کی غذا ہے لیکن اس کی اہمیت کے لحاظ سے اس کا ذکر جدا گانہ کیا جاتا ہے۔

(۱) روٹی رکاب خانے میں تیار ہوتی ہے۔ (سب سے اعلیٰ کلاس) روٹی کی تنوری ہے۔ دس سیر میدے میں پانچ سیر گائے کا دودھ ڈیڑھ سیر روغن زرد اور پاؤ سیر نمک ملا کر بناتے ہیں۔ بعض اوقات اسی وزن سے کئی چھوٹی روٹیاں تیار کر لیتے ہیں۔

(۲) تنک تابی۔ ایک سیر میدے کی پندرہ اور کبھی اس سے بھی زیادہ طرح طرح کی تیار ہوتی ہیں۔

(۳) تیسری قسم روٹی کی چپاتی ہے۔ اکثر لوگ خشکی سے چپاتیاں پکاتے ہیں یہ گرم گرم دسترخوان پر لائی جاتی اور نہایت شوق سے کھائی جاتی ہیں۔ خاصے کی چپاتیوں کے لئے ایک سیر گائے کے بیں سیر آٹا تیار کیا جاتا ہے۔ بعد میں دوسرے دلایا اور جیریش دیوسوی نکلتی ہے۔

آئین (۲۶)

صوفیانہ

جہاں پناہ آئین حقیقت شناسی سے گوشت کی طرف کم رغبت فرماتے ہیں۔ اکثر گوشت خواری کی نسبت ارشاد ہوتا ہے کہ انسان سے تمیز ہے کہ باوجود اس کے کہ اس کے لئے طرح طرح کی نعمتیں غذا اسکے لئے موجود ہیں لیکن اس پر بھی وہ اپنا ناقصیت اندیشی سے بھیڑ یا تکبر جانوروں کو آزار پہنچاتا ہے اور یہ زبان حیوانات کو فحش کرتا اور کھاتا ہے۔ حیرت ہے کہ کم آزاری کی خوبیوں کو کوئی نہیں دیکھتا اور ہر شخص کا شکم و معدہ جانوروں کا مقبرہ بنا ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر جہاں پناہ نے بار دنیا کو اپنے کاندھے پر نہ رکھا ہوتا تو گوشت خواری سے تمام اہل کائنات لیتے مگر اس عظیم الشان حکمرانی کے باوجود بھی قبائلیہ عالم کا ارادہ ہے کہ زمانے کی رفتار و مذاق کے مطابق آہستہ آہستہ اس عادت کو ترک فرمادیں۔

چند روز جہاں پناہ نے یکشنبہ کے دن گوشت کھانا قلمبند کر دیا تھا اور اس کے بعد یکشنبہ کو گوشت خواری سے پرہیز فرماتے تھے۔ اس زمانے میں علاوہ ان ایام کے ہر مہینے کی پہلی تاریخ ہر یکشنبہ کو چاند گرہن و سورج گرہن کے روز و روزوں کے درمیان والے دن دکنہ جب ماہ تیسرے کے جشن کے روز تمام مافرد و رین و تمام آیان میں جو جہاں پناہ کی ولادت کا مہینا ہے قبیلہ عالم گوشت نہیں تناول فرماتے۔

جہاں پناہ نے جب ارادہ فرمایا کہ آیان میں اُسے دل گوشت سے
پرہیز فرمائیں جتنے سال عمر گرامی کے شمار ہوں اور ماہ مذکور سالہا سائے عمر سے کم ہوا
تو ماہ آذر کے چند روز بھی صوفیانہ روش اختیار کر سکتے ہیں صوفیانہ ہوسنے سے
ایک پر ماہ آذر بھی آیام مذکورہ صدر کی طرح پرہیزگاری میں گزر جاتا ہے حق شناسی
کا غلبہ ہوتا جاتا ہے اور اس صوفیانہ روش میں روز افزوں ترقی ہو رہی ہے اور
ہر سال کم از کم پانچ نویم کامزیادہ اضافہ ہوتا جاتا ہے جبکہ صوفیانہ آیام میں تہ اقل واقع
ہو جاتا ہے تو ان کا بیل دوسرے نہایتوں میں ہو جاتا ہے۔

صوفیانہ اوقات۔ کے ختم ہوسنے کے بعد سب سے پہلے بادشاہ کے لئے
گوشت کی قاسب مریم مکانی کے دولتہ خانے سے آتی ہے اور اس کے بعد
دیگر سکیاستہ شہزادوں اور اراکین دربار کو اس عزت کا موقع حاصل ہوتا ہے۔

اس سرشتے میں بھی امرا اعدی اور دیگر سوار ملازم ہیں۔ پیادوں کو سوسے
کے کر چار سو دایم تکہ تنخواہ ملتی ہے۔



آئین (۲۶)

نرخ اجناس

اگرچہ بارش، لشکر کشی وغیرہ مختلف اوقات میں قلعے کے نرخ میں بڑا فرق ہو جاتا ہے لیکن معمولی نرخ اجناس بطور جدول ناظرین کی آگاہی کے لئے مندرج ذیل ہے۔

جدول نرخ اجناس ملحقہ

نام	اعراب	قیمت	اشیق با قیمت حال
گندم	.	فی من درازدہ دام۔ بارہ دانہ	۲۶ سیر ۲۰ سیر قدر کم
نخود کابی	.	سولہ دام	۴ سیر ۵ سیر
نخود سیاہ	.	آٹھ دام	۳ سیر ۳ سیر
عدس	.	بارہ دام	۳ سیر ۱۰ پائی تک
جَو	.	آٹھ دام	۳ سیر ۳ پائی تک
ارزن	.	چھ دام	۲ سیر ۵ پائی تک
کٹاں	.	دس دام	۴ سیر

نام	اعراب	قیمت	لمحقة تطبیق باقیست حال
تنم معصفر	کڑ	فی من - آٹھ دام	۳۲ پائی ک
شمیت	شیخی	دس دام	
منگ	مٹر	چھ دام	۲۵ پائی کم
شرف	سرسوں	بارہ دام	۳۱ پائی ک
کیود	کابو	سات دام	۲۱۰ پائی ک

جدول نرخ اجناس خریفی

نام	اعراب	قیمت	لمحقة تطبیق باقیست حال
شالی مشکیس	دسان	فی من ایک سو دس دام	۲۹ پائی
شالی سادہ	"	سود دام	۱۲ پائی
برنج سنگہ داس		نود دام	۸ پائی
برنج دود پر ساد		نود دام	۴ پائی
برنج سام زیرہ		نود دام	۴ پائی
برنج شکر چینی		نود دام	۴ پائی
برنج ولوزیرہ		نود دام	۴ پائی
برنج جنج		اسی دام	۴ پائی

نام	اعراب	قیمت	لمحقة تطبیق باقیمت حال
برنج دکھر	بکسر دال ہندی و بے مچھول و فتح کاف و سکون سا	۵ پیاس دام	۳۱ ر
برنج زہی	بکسر زائے منقوط و سکون را و کسرا و سکون یائے تختانی	۵ چالیس دام	عند
برنج ساٹھی	ببین و الف و کسرا بے فوقانی ہندی و بے غنی و سکون یائے تختانی	۵ آٹھ دام	۳۳ ر پانی ک
مونگ	بضم میم و سکون داؤ و نون غنی و سکون کاف فارسی	۵ آٹھارہ دام	۴۳ ر پانی ک
ماش موٹھ	بضم مچھول میم و سکون و واؤ تائے فوقانی ہندی و بے غنی	۵ سولہ دام ۵ بارہ دام	۶ ر پانی ک ۳۳ ر پانی ک
کنجد سفید	بضم میم و واؤ و الف و کسرا و سکون یائے تختانی	۵ بیس دام	۸ ر
کنجد سیاہ	بضم میم و واؤ و الف و کسرا و سکون یائے تختانی	۵ آٹیس دام	۴ ر پانی ب
جواہری	بضم میم و واؤ و الف و کسرا و سکون یائے تختانی	۵ دس دام	۴ ر
کھڈرہ	بفتح لام و سکون ا و فتح دال ہندی و راو بے مکتوب	۵ آٹھ دام	۳۳ ر پانی ک
لوبیا کو درم	بضم مچھول کاف و سکون واؤ و دال و فتح را و سکون میم	۵ بارہ دام ۵ سات دام	۳۳ ر پانی ک ۲۱۰ ر پانی ک
کوری	بضم کاف و سکون واؤ و کسرا و سکون یائے تختانی	۵ ۵	۲۱۰ ر پانی ک

نام	اعراب	قیمت	لمحقة تطبیق باقیت حال
سانک (سانواں)	بسن والف و نون خفی و فتح واؤ ونون خفی و سکون کاف	فی سن - چھ دام	۲/۵ پائی ک
کنگنی	بفتح کاف و سکون نون ضم کاف فارسی و کسرون و سکون یائے تحتانی	آٹھ دام	۲/۳ پائی کم
چینی	یکسر جیم فارسی و سکون یائے تحتانی و فتح نون و یائے مکتوب	آٹھ دام	۳/۳ پائی کم

جدول سبزی

نام	اعراب	موسم	قیمت	لمحقة تطبیق باقیت حال
سودہ	بضم سین و سکون واو دیگر و یائے مکتوب	جاڑا	فی سن دس دام	۲۶/۱۰۰
پالاک	یر یائے فارسی و الف و فتح لام و سکون کاف یعنی اسفناخ	"	سولہ دام	۶/۵ پائی ک
پودینہ	.	ہمیشہ	چالیس دام	۴۴
سیاز	.	گرما	چھ دام	۲/۵ پائی کم
سیر (لہسن)	.	"	چالیس دام	۴۴
ترب (سولی)	.	جاڑا	سارے آٹھ دام	۸/۲ پائی ب
کرم (کرم کلا)	.	گرما	فی سیر ایک دام	قدیم کم پائی ک
کنکچھو	بفتح کاف و نون خفی و فتح کاف و جیم فارسی و یائے خفی و سکون واؤ۔ یہ بھی ایک قسم ساگ کی ہے جو بیکل شیر میں پیدا ہوتا ہے۔	چار دام	ارے پائی ب	۱۰/۱ پائی ب

نام	اعراب	موسم	قیمت	لمحتہ تطبیق یا قیمت مال
دوریتو (یعنی گل چور)	بضم ڈال و نون خفی و سکون و او و کسر پھول را و سکون یا ئے تختانی و ضم تائے فوقانی و سکون و او		فی سیر دو دام	
شقاقل			" تین دام	
شکوہ کینار (دیہاری)	بفتح کاف و سکون جیم فارسی و نون و الف و سکون را۔		" نیم دام	
چوکا	بضم جیم فارسی و سکون و او و کاف و الف		" ۴	
یتھوہ	بفتح با و سکون تائے فوقانی و تائے خفی و فتح و او و تائے کسری		" ربع دام	
رتکا	بفتح را و سکون تائے فوقانی و فتح سین و کاف و الف		" ایک دام	
چولائی	بفتح جیم فارسی و سکون و او و لام و الف و کسر یا ئے تختانی و سکون و او		" "	

جدول اقسام دال

نام	قیمت	لمحتہ تطبیق یا قیمت مال
دال مونگ	فی من اٹھ سارہ دام	۲۶ درہ شمار
دال نخود (چنے کی دال)	" ساڑھے سولہ دام	۴۰ سارہ پانی
دال مسور	" بارہ دام	۴۲ سارہ پانی
دال موٹھ	" بارہ دام	۴۴ سارہ پانی

جدول اقسام آٹا		
تمام	قیمت	ملحقہ تطبیق یا قیمت حال
میدہ خشکہ ببین جو کا آٹا	فی من بیس دام " پندرہ دام " یائیس دام " گیارہ دام	۲۶ رور ۸/۱۰ پائی ۴/۸ ۸/۱۰ پائی ک ۴/۵ پائی ک
جدول جاندار گوشت		
تمام	قیمت	ملحقہ تطبیق یا قیمت حال
گوسفند دہشمندی گوسفند افغانی گوسفند افغانی درجہ دوم گوسفند افغانی درجہ سوم گوسفند کشمیری گوسفند بربری گوسفند بربری درجہ دوم گوسفند ہندی گوشت گوسفند گوشت بڑ تھار (یک) بٹ (یک)	ساڑھے چھ روپے دو روپے ڈیڑ روپیہ سواروپیہ ڈیڑ روپیہ ایک روپیہ پون روپیہ ڈیڑ روپیہ فی من پینسٹھ دام " چھون دام ببین دام ایک روپیہ	۷ ۸ ۱۵ ۱۸ ۱۵ ۱۸ ۱۲ ۱۵ ۲۶ ۱۵ ۸ ۱۵

نام	قیمت	مختصہ تطبیق با قیمت حال
تندری (یک)	بیس دام	۸/
کلنگ	بیس دام	۸/
چزر	اٹھارہ دام	۹/۲ پائی ب
دوراج	تین دام	۱/۳ پائی ب
کبک	بیس دام	۸/
پودہ	ایک دام	۵ پائی ب
لوه	ایک دام	۵ پائی ب
کروانک	بیس دام	۸/
فاختہ	چار دام	۱/۷ پائی ب

جدول گھی وغیرہ

نام	قیمت	مختصہ تطبیق با قیمت حال
گھی	فی تن ایک سو پانچ دام	۲۶ درہم
روغن (تیل)	اٹنی دام	۱۰/
دورہ	پچیس دام	۱۰/
دہی	اٹھارہ دام	۲۰ پائی ب

جدول شیرینی

نام	قیمت	لمحقة تطبیق با قیمت حال
تبات	فی سیرچہ دام	۲۰ ر ۵ پائی ک
قد سفید	» ساڑھے پانچ دام	۲۰ ر ۲ پائی ک
شکر سفید	فی من ایک سوا تھائییس دام	۵۰ ر ۳ پائی ک
شکر سرخ	» چھپتن دام	۴۰ ر ۵ پائی ک

جدول مصالحہ طعام

نام	قیمت	لمحقة تطبیق با قیمت حال
زعفران	فی سیرچہ پار سو دام	۲۰ ر ۵ پائی ک
لونگ	» ساٹھ دام	۴۰ ر ۵ پائی ک
الانچی	» بادلان دام	۴۰ ر ۱۰ پائی ک
فلفل گرد (سیاہ مچ) درجہ دوم	» سترہ دام	۶۰ ر ۱۰ پائی ک
فلفل دراز (سیاہ مچ) درجہ اول	» سولہ دام	۶۰ ر ۵ پائی ک
زنجبیل خشک (سونٹھ)	» چار دام	۸۰ ر ۵ پائی ک
زنجبیل تر (ادرک)	» ایک دام	۸۰ ر ۵ پائی ک
زیرہ	» دو دام	۱۰۰ ر ۵ پائی ک
اجراین	» دو دام	۱۰۰ ر ۵ پائی ک
زرد چوبہ	» دو دام	۱۰۰ ر ۵ پائی ک
کشیفز	» تین دام	۱۰۰ ر ۵ پائی ک
سیاہ دانه (کلو بھجی)	» دس پڑھ دام	۱۰۰ ر ۵ پائی ک

نام	قیمت	ماده تطبیق با قیمت مال
انگتره (سینگ)	فی سیر دو دام	۴۷
بادیان	ایک دام	۵ پالی بک
دار چینی	چالیس دام	عصا
نمک	فی من سوله دام	۲۶ ۶ پالی بک

جدول ترشی

نام	قیمت	ماحقه تطبیق با قیمت حال
ترشی لیو	فی سیر چو دام	۲۰ ر ششادری
آب لیو	پانچ دام	۲ ر ۵ پانی ک
سرکه و انگوری	پانچ دام	۲ ر
سرکه و شک	ایک دام	۲ ر
آچار اشتیغار	آٹھ دام	۵ پانی ک
آچار انیہ درتیل	دو دام	۳ ر ۳ پانی ک
انیہ در سرکه	دو دام	۱۰ پانی ک
لیو درتیل	دو دام	۱۰ پانی ک
لیو در سرکه	دو دام	۱۰ پانی ک
لیو در آب نمک	ٹو پڑھ دام	۱۰ پانی ک
لیو در آب لیو	تین دام	۴۰ پانی ک
آچار ادرک	ٹھہ سالی دام	۱ ر ۳ پانی ک
ادر شاخ	ٹھہ سالی دام	۱ ر ۳ پانی ک
شلجم در سرکه	ایک دام	۵ پانی ک

نام	قیمت	لمحفہ تطبیق یا قیمت حال
آچار زردک	فی سیر آدھا دام	۰۲ پائی ک
آچار بانس	چار دام	۱ ر ۸ پائی ک
آچار سب	آٹھ دام	۳ ر ۳ پائی کم
آچار پھی	نودام	۳ ر ۷ پائی ب
آچار بادشیان	ایک دام	۵ پائی ک
آچار شمش و منقی	آٹھ دام	۳ ر ۳ سرک
آچار کچنار	دو دام	۱۰ پائی ک
آچار شفتالو	ایک دام	۵ پائی ک
آچار گل کریل	آدھا دام	۰۲ پائی ک
آچار سورن	آدھا دام	۰۲ پائی ک
آچار شرف (سورن)	ایک دام	۵ پائی ک
آچار تورئی	چوتھائی دام	۱ پائی ک
آچار سہجنہ	ایک دام	۵ پائی ک
آچار خیار	آدھا دام	۰۲ پائی ک
آچار باد رنگ	آدھا دام	۰۲ پائی ک
آچار کچالو	آدھا دام	۰۲ پائی ک
آچار ترب	آدھا دام	۰۲ پائی ک

آئین (۲۸)

میوہ خانہ

جہاں پناہ میوے کو خدا کی بہت بڑی نعمت تصور فرماتے ہیں اور اس پر بادشاہ کی خاص توجہ ہے۔ ایران و توران کے ہوشیار کارگزاروں نے ہندوستان میں سکونت اختیار کی اور میوے کی کشتکاری و خرید و فروخت کا بازار گرم ہوا۔ بہترین خرپڑے اور انگور کثرت سے پیدا ہونے لگے۔ اسی طرح تربوز، شنتالو، بادام، پستہ، انار وغیرہ عمدہ و شیریں پھل ہندوستان میں پیدا ہونے لگے۔ جس زمانے سے کہ کابل، قندھار و کشمیر بھی ممالک محروسہ میں داخل ہو گئے بوجھ کے بوجھ میوؤں کے ہندوستان میں آنے لگے اور ان پھلوں کی اتنی کثرت ہوئی کہ تمام سال میوہ فروشوں کے مکانات معمور رہتے ہیں اور بازار میں انبار کے اتیار میوؤں کے ہر وقت نظر آتے ہیں۔

ہندوستان میں خرپڑے کی فصل کافور دین سے آغاز ہوتا ہے اور اردو ہی بہشت میں کثرت ہوتی ہے۔ یہ میوہ تازک، خستہ اور خوشبودار ہوتا ہے خاصاً جو اقسام کہ ناسپائی، باباشیخی، علی شیری، رائٹ برگ نے اور دودھ چراغ کے نام سے مشہور ہیں ان میں یہ صفات کامل طور پر پائے جاتے ہیں۔

شہر یور کے آغاز میں کشمیری خرپڑے سے بعد و مستان میں آجائے ہیں۔

کشمیری خریزوں کی فصل ختم نہیں ہونے پاتی کہ کابلی خریزوں کی در آمد شش مروج ہو جاتی ہے۔ ماہ آذر میں کاروان کے ذریعے سے بدخشان سے خریز سے آتے ہیں اور درآمد کا سلسلہ دسے تک جاری رہتا ہے جس زمانے میں کہ یہ پھل زابلستان میں پیدا ہوتا ہے اسی موسم میں پنجاب میں بھی بکثرت اور بہترین قسم کا پایا جاتا ہے۔ بھکر اور اس کے نواح میں سوا چلے کے جاڑوں کے ہر موسم میں پیدا ہوتا ہے۔

خورداد سے امرود تک قسم قسم کے انگور پھیلتے ہیں۔ شہر پور میں یہ میوہ کشمیر سے آتا ہے اور اس قدر کثرت ہوتی ہے کہ بازاروں میں انگور کے انبار نظر آتے ہیں۔ کشمیر میں انگور ایک دام کو آٹھ سیر فروخت ہوتا ہے۔ دوروئے فی من کرانے میں صرف ہوتے ہیں۔ کشمیر کے باشندے اس میوے کو خردلی ٹوکروں میں اپنی پیٹھ پر لاد کر لے آتے ہیں جو عجیب معلوم ہوتا ہے۔ ہر سے اردی بہشت تک میوہ کابل سے آتا ہے۔

ان کے علاوہ کیا اس جن کو جہاں پناہ شاہ آلو کے نام سے یاد فرماتے ہیں۔ انار پیدا ہوتا ہے سیب و ناسپاتی بھی، امرود، شفتالو، زرد آلو، گرد آلو، آلوچہ و غنیمت سے مختلف میوے دیگر مالک سے لائے جاتے ہیں اور نیز ہندوستان میں بھی پیدا ہوتے ہیں۔

خریزہ سیب و ناسپاتی سمرقند سے بھی ہندوستان میں لاتے اور فروخت کرتے ہیں۔

جہاں پناہ جب شرب کی طرف توجہ فرماتے ہیں تو یا فیون و کوکسار نوش فرماتے ہیں (جس کو قبیلہ عالم تہہ میں کہتے ہیں) تو ملازمین ان کو خورچہوں میں بھر کر حضور میں پیش کرتے ہیں۔ جہاں پناہ قدر سے خود تناول فرماتے ہیں اور لقیۃ حاضرین کو بطور الوش تقسیم کر دیا جاتا ہے۔

میوہ جانت پر ان کی عمرگی کے لحاظ سے مختلف امستیا زمی نشانیں لگانے کے جاتے ہیں۔ بعض پھلوں کے اعلیٰ و ادنیٰ ہو۔ فہم کا پورا اندازہ ہو جاتا ہے۔ بہترین قسم کے خریزہ کے سر سے پتہ ایک سیب فہم کا پورا اندازہ

کھینچ دیا جاتا ہے اور جتنی بھی کلاس میوہ کی عمر کی میں فرق آتا جاتا ہے اسے اسے تعداد سے
خطوں میں بھی احتیاط سے جاتا ہے۔

اس سررشتے میں شہسوار احمدی اور دیگر اہل غوج ملازم باب پیادہوں کی
اپنا سو دام سے ایک سو چالیس دام تک متقرر ہے میوہوں کے نام مع اعراب
اور ان کے اقسام و موٹھ و بالیدگی تا ظہر بن کی آگاہی کے لئے ذیل کی جدول میں
مندرج ہیں۔

جدول میوہ تورانی وغیرہ

نام	قیمت	تقریبی باقیمت حال
خرپہ ارہنگ اول	ایک ڈھائی روپیہ	۸۰۰
دوم دوم	۲ روپے تک	۱۰۰ تا ۱۵۰
کالی اول	ایک سے ڈیڑھ تک	۱۰۰ تا ۱۵۰
کالی دوم	پون روپے سے ایک روپے تک	۱۰۰ تا ۱۵۰
کالی سوم	نصف روپے سے بارہ آنے تک	۸۰ تا ۱۲۰
سیب ہرقندی	سات سے پندرہ تک ایک روپیہ میں	۱۰۰ تا ۱۵۰
بھی	دس سے تیس تک ایک روپیہ	۱۰۰ تا ۱۵۰
امرو	دس سے ستر تک ایک روپیہ	۱۰۰ تا ۱۵۰
تار	فی من ساڑھے پچھرو روپیہ سے پندرہ تک	۱۰۰ تا ۱۵۰
سیب کالی و سدرنگی	پانچ سے دس تک عجم	۱۰۰ تا ۱۵۰
انگور شہیری	فی من ایک سو آٹھ دام	۱۰۰ تا ۱۵۰
خزا	فی سیر دس دام	۱۰۰ تا ۱۵۰
کشش	فی سیر نو دام	۱۰۰ تا ۱۵۰
آبجوش	۲ نو دام	۱۰۰ تا ۱۵۰
جوز	۲ ساڑھے پانچ دام	۱۰۰ تا ۱۵۰

نام	قیمت	تطبیق یا قیمت حال
بادام	فی سیر گیسارہ دام	۳۰۰ پائی ک
مغز بادام	۱۱۰۰ پائی ک	۱۱۰۰ پائی ک
پستہ	۳۰۰ پائی ک	۳۰۰ پائی ک
سنبہ	۲۰۰ پائی ک	۲۰۰ پائی ک
چلغوزہ	۳۰۰ پائی ک	۳۰۰ پائی ک
مغز پستہ	۲۰۰ پائی ک	۲۰۰ پائی ک
جوز مغز	۲۰۰ پائی ک	۲۰۰ پائی ک
فندق	۲۰۰ پائی ک	۲۰۰ پائی ک
کر دگال (اخریٹ)	۲۰۰ پائی ک	۲۰۰ پائی ک
آکوسہ کینارا	۲۰۰ پائی ک	۲۰۰ پائی ک
خوبانی	۲۰۰ پائی ک	۲۰۰ پائی ک
سورقہ قندھاری	۲۰۰ پائی ک	۲۰۰ پائی ک
انجیر	۲۰۰ پائی ک	۲۰۰ پائی ک
منقہ	۲۰۰ پائی ک	۲۰۰ پائی ک
عتاب	۲۰۰ پائی ک	۲۰۰ پائی ک

جدول میوہ شیریں ہندی

نام	اعراب	سوم	قیمت	تطبیق یا قیمت حال
آتشہ	بہ ہمزہ والفت و فون فضی و سکون با	برسات	۱۰۰ پائی ک	۱۰۰ پائی ک
اتشاس	بفتح ہمزہ و دو فون والفت و سکون با	جائزہ	۱۰۰ پائی ک	۱۰۰ پائی ک
کھولا	بفتح کاف و فون خفی و سکون و اذہ لام و شمس	۱۰۰ پائی ک	۱۰۰ پائی ک	۱۰۰ پائی ک

نام	اعراب	موسم	قیمت	ملاحظہ تطبیق یا قیمت حال
اوکمہ (شیشکر)	بفتح ہمزہ و سکون واو و کاف و لمائے مخفی۔	جاڑا	دو۔ ایک دام	دو۔ پانی ک
اکٹھل	بفتح کاف و تائے فوقانی ہندی و لمائے مخفی و سکون لام۔	گرما	دو۔ ایک دام	دو۔ پانی ک
کیلا	بکسر مجہول کاف و سکون یائے تحتانی و لام و الف۔	برسات	دو۔ ایک دام	دو۔ پانی ک
بیر	بکسر مجہول با و سکون یائے تحتانی و را۔	جاڑا	فی سیر۔ دو دام	دو۔ پانی ک
انار		برسات	دو۔ ایک دام	دو۔ پانی ک
انہرت پھل	بفتح ہمزہ و نون مخفی و سکون با و کسر او سکون تائے فوقانی و فتح یائے فارسی و لمائے مخفی و سکون لام۔	برسات	دو۔ ایک دام	دو۔ پانی ک
انجیر		گرما	فی سیر ایک دام	دو۔ پانی ک
توت		بہاری	فی سیر۔ دو دام	دو۔ پانی ک
سدر پھل	بفتح سین و دال و الف و فتح با و لمائے مخفی و سکون لام۔	ہمیشہ	ایک۔ ایک دام	دو۔ پانی ک
اکمبھور	بفتح کاف و تائے مخفی و ختم جیم و سکون واو و را۔	برسات	فی سیر۔ دو دام	دو۔ پانی ک
خرنپہ		گرما	فی سن چائیں دام	دو۔ پانی ک
تریز		آخریستا	ایک۔ دو دام	دو۔ پانی ک
کھرنی	بکسر کاف فارسی و تائے مخفی و سکون را و کسر نون و سکون یائے تحتانی۔	برسات	فی سیر۔ چار دام	دو۔ پانی ک
مہوہا	بفتح میم و تائے مخفی و تشدید واو و الف۔	گرما	فی سیر۔ ایک دام	دو۔ پانی ک
ٹوپ پھل	بکسر مجہول و دال ہندی و سکون یائے تحتانی و فتح یائے فارسی و لمائے مخفی و سکون لام۔	جاڑا	فی سیر۔ چار دام	دو۔ پانی ک
اوسیرا	بضم ہمزہ و سکون واو و کسر سین و سکون یائے تحتانی و را و الف۔	جاڑا		

نام	اعراب	موسم	قیمت	لمحظہ قطعیہ اقتیست حال
تیندو	بکسر مجہول تائے فوقانی و سکون یا تے تختانی و نون خفی و ضمیمہ دال و سکون واؤ۔	گرم	فی سیر۔ دو دام	برک۔ ۱۰ پائی ک
انگوہل	بفتح ہمزہ و نون خفی و ضمیمہ کاف فارسی و سکون واؤ و کسر و سکون لام۔	.	.	.
ڈیلا	بکسر مجہول دال ہندی و سکون یا تے تختانی و لام و الف۔	برسات	فی سیر۔ ایک دام	برک۔ ۵ پائی ک
گولہ	بضم کاف فارسی و سکون واؤ و فتح لام و تے مکتوب۔	برسات	.	.
بھوسری	بضم مجہول با و تے خفی و سکون واؤ و لام و کسرین و را و یا تے تختانی۔	جاڑا	فی سیر۔ چار دام	برک۔ ۱۰ پائی ک
تکرل تاڑ	بضم تائے فوقانی و سکون را و ضمیمہ کاف و سکون لام۔	گرم	بر۔ دو دام	برک۔ ۲۰ عدد ۵ پائی ک
پنیالہ	بفتح با تے فارسی و سکون نون و یا تے تختانی و الف و فتح لام و تے مکتوب۔	برسات	فی سیر۔ دو دام	برک۔ ۱۰ پائی ک
لمسوڑہ	بفتح لام و تے خفی و فتح سین و سکون واؤ و فتح را و تے مکتوب۔	گرم	فی سیر۔ ایک دام	برک۔ ۵ پائی ک
گنبھی	بضم کاف فارسی و سکون نون و کسر با و تے خفی و سکون یا تے تختانی۔	جاڑا	فی سیر۔ چار دام	برک۔ ۱۰ پائی ک
کرہری	بفتح کاف و را و سکون با و کسر را تے دوم و سکون یا تے تختانی۔	گرم	فی سیر۔ چار دام	برک۔ ۱۰ پائی ک
ترری	بفتح تائے فوقانی و سکون را و کسر را تے ثانی و سکون یا تے تختانی۔	.	.	.
بنگہ	بفتح با و نون خفی و فتح کاف فارسی و تے مکتوب	بہار	فی سیر۔ دو دام	برک۔ ۱۰ پائی ک

نام	اعراب	موسم	قیمت	ملحقہ تطبیق باقیمت حال
گولر	بضم کاف فارسی و سکون واو و فتح لام و سکون راء	گرم	فی سیر - دو دام	برک - ۱۰ پائی ک
پیلو	بکسر بائے فارسی و سکون یا ئے تحتانی و ضم لام و سکون واو	گرم	فی سیر - دو دام	برک - ۱۰ پائی ک
بروتہ	بفتح با و راء و سکون واو و فتح تائے فوقانی و تائے مکتوب	برسات	فی سیر - چار دام	برک - ۱۰ پائی ک
پیار چربخی	بکسر بائے فارسی و یا ئے تحتانی و الف و راء	برسات	فی سیر - چار دام	برک - ۱۰ پائی ک

جدول میوہ ہندی میخوش

نام	اعراب	موسم	قیمت	ملحقہ تطبیق باقیمت حال
اٹلی (دالی)	بفتح ہمزہ و نون بغنی و سکون لام و سکون یا ئے تحتانی	گرم	فی سیر - دو دام	برک - ۱۰ پائی ک
بڑھل	بفتح با و سکون راء و سکون واو و فتح تائے و سکون لام	گرم	ایک - ایک دام	۵ پائی ک
لمرک	بفتح کاف و سکون میم و فتح راء و سکون کاف	جاڑا	چار - ایک دام تک	۵ پائی ک
نارنگی	بنون و الف و فتح راء و کسر کاف فارسی و سکون یا ئے تحتانی	جاڑا	دو - ایک دام تک	۵ پائی ک
انگور کوہی	زیادہ تر دامن کوہستان ہند میں چسپا ہوتا ہے	گرم		
جاسن	بجیم و الف و فتح میم و نون	برسات	فی سیر - ایک دام	برک - ۵ پائی ک
پھالہ (فالیسہ)	ببا ئے فارسی و تائے تحتانی و الف و سکون لام و فتح سین و تائے مکتوب	گرم	ڈیڑہ - دام	برک - ۵ پائی ک

نام	اعراب	موسم	قیمت	ملحقہ تطبیق یا قیمت حال
کروندا	بفتح کاف و راء سکون و او و نون خفی و وال	برسات	فی سیر ایک دام	۵ پائی گ
کیت	بفتح کاف و سکون یا تے تختانی و فتح تائے فوقانی	برسات	چار - ایک دام تک	۵ پائی گ
کانکو	بکاف و الف و نون خفی و ضم کاف و سکون و او			
پاکر	بیائے فارسی و الف و فتح کاف و سکون و راء	برسات	دو سیر - ایک دام	۵ پائی گ
کرنا	بفتح کاف و سکون و او و نون و الف		ایک - ایک دام	۵ پائی گ
لبھیرا	بفتح لام و یا و تائے خفی و سکون یا تے تختانی گرا			
	و راء و الف			

حب و ل میوہ ترش ہندی

نام	اعراب	موسم	قیمت	ملحقہ تطبیق یا قیمت حال
لیو	بکسر مجہول لام و سکون یا تے تختانی و ضم نیم	گرا	چار - ایک دام تک	۴ عدد - ۵ پائی گ
ال بیت	بفتح ہمزہ - نیم و سکون لام و کسر مجہول یا برسات	برسات	چار - ایک دام تک	۴ عدد - ۵ پائی گ
گلگل	بفتح ہمزہ و کاف فارسی و سکون ہمزہ و لام		دو - ایک دام تک	۲ عدد - ۵ پائی گ
گھنڈپ	بفتح کاف فارسی و تائے خفی و سکون یا تے تختانی			
سجورا	بکسر یا و فتح جیم و سکون و او و راء و الف	برسات	ایک - آٹھ دام	ایک - ۱۲ پائی گ
آنولہ	بہمزہ و الف و نون خفی و سکون و او و فتح لام	گرا	فی سیر - دو دام	۵ پائی گ
	و تائے مکتوب			

جدول میوہ ترہندی

نام	اعراب	موسم	قیمت	لمحظہ تطبیق باقیمت حال
کول گٹھ	بفتح کاف و واو و سکون لام و فتح کاف فارسی و تائے مشدد فوقانی ہندی و تائے مکتوب۔	گرم	فی سیر۔ دو دام	برک۔ ۱۰ پائی ک

جدول میوہ ہندی جو بد پکانے کے کھایا جاتا ہے

نام	اعراب	موسم	قیمت	لمحظہ تطبیق باقیمت حال
پول	بفتح بائے فارسی و سکون لام و فتح واو و سکون لام۔	برسات	فی سیر۔ دو دام	برک۔ ۱۰ پائی ک
کدو		"	ایک۔ دو دام	ایک۔ ۱۰ پائی ک
بادنجان		ہمیشہ	فی سیر۔ ڈیڑھ دام	برک۔ ۴۔ ۵ پائی ک
ترلی	بضم تائے فوقانی و فتح را و کسر تائے تحتانی اول و سکون دوم۔	برسات	ڈیڑھ دام	برک۔ ۴۔ ۵ پائی ک
کندوری	بفتح کاف و نون خفی و ضم دال و سکون واو و کسر را و سکون یا تے تحتانی۔	"	ڈیڑھ دام	برک۔ ۴۔ ۵ پائی ک
سینب	بکسر ہول سین و سکون یا تے تحتانی و نون خفی و سکون بائے موحدہ۔	"	ڈیڑھ دام	برک۔ ۴۔ ۵ پائی ک
پیٹھ	بکسر ہول بائے فارسی و سکون یا تے تحتانی و فتح تائے فوقانی ہندی و تائے مکتوب۔	"	ایک۔ آٹھ دام	ایک عدد۔ ۳۰ پائی ک
کرلیہ	بفتح کاف و کسر را و سکون یا تے تحتانی و فتح لام و تائے مکتوب۔	"	فی سیر۔ ڈیڑھ دام	برک۔ ۴۔ ۵ پائی ک

نام	اعراب	موسم	قیمت	لمحظہ تطبیق باقیمت حال
ککوره	بفتح کاف اول وضم کاف دوم سکون واؤ دفتح راوائے مکتوب	برسات	فی سیر ڈیڑھ دام	برک۔ پانی
کپالو	بفتح کاف وضم فارسی الف وضم لام وسکون واؤ۔	"	دو دام	برک۔ پانی
چچینڈا	بفتح جیم اول وکسر دوم سکون یائے تحتانی ونون خفی و دال ہندی۔	"	دو دام	برک۔ پانی
سورن	بضم سین و سکون واؤ وفتح راو سکون نون۔	گرم	ایک دام	برک۔ پانی
کاجر	بکاف فارسی الف وفتح جیم و سکون را۔	جاڑا	ایک دام	برک۔ پانی
شگھاڑا	بکسرین و نون خفی و کاف فارسی وائے خفی والف وفتح راوائے مکتوب۔	برسات	تین دام	برک۔ پانی
ساک	ببین والف وفتح لام و سکون کاف۔	جاڑا	دو دام	برک۔ پانی
پنڈلو	بکسر یائے فارسی و نون خفی و دال ہندی والف وضم لام و سکون واؤ۔	"	دو دام	برک۔ پانی
سیالی	بکسرین و یائے تحتانی والف وکسر لام وسکون یائے تحتانی۔	گرم	.	.
کسیر	بفتح کاف وکسر بھول سین سکون یائے تحتانی وضم راو سکون واؤ۔	جاڑا	فی سیر تین دام	برک۔ پانی

ہندوستان کا میوہ ذائقے میں تین قسم کا ہوتا ہے۔ شیریں، میٹھو اور ترش۔ اور ہر قسم کے بیج اصناف ہیں۔ اکثر خشک میوے بھی ذائقہ دار ہوتے ہیں اور بعض ان میں آگ پر پکا کر کھائے جاتے ہیں۔ ان میں سے بعض کے نام اور بعض کے مختصر حالات ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

(۱) آم۔ اس پھل کو فارسی میں نحرک کہتے ہیں جیسا کہ امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے

اپنی ایک نظم میں لکھا ہے۔ یہ میوہ خوشبو و رنگ اور ذائقے میں بے مثل ہے۔ بعض مشکل پسند ایرانی و تورانی اس پھل کو خربزہ و انگور سے بہتر سمجھتے ہیں۔ آم سمیت کے لحاظ سے زرد آلو، بھی، ناشپاتی اور خربزے کے برابر ہوتا ہے۔ وزن میں ایک سیر بلکہ اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ یہ میوہ رنگ میں زرد و سبز و سرخ ہوتا ہے۔ اس کا درخت بید خوشنما ہوتا ہے۔ خاص کر جوان پودا لیے انتہا خوبصورت ہوتا ہے۔ یہ درخت قد میں چار و فز سے کچھ بلند ہوتا ہے اور اس کے پتے برگ بید کی مانند ہوتے ہیں۔ خزاں کی پت جھڑکے بعد نئے پتے سبز، زرد و نارنجی اور آتش نماوار ہوتے ہیں اور بہار کے شروع میں کلیاں پھوٹتی ہیں اور پھل خوشہ ماے انگور کی طرح لگتے ہیں۔ اس کی خوشبو نہایت عمدہ ہوتی ہے اور اس کے درختوں کی قطار بمب بہار دکھائی ہے۔

ڈالیوں میں جب پھل لگتے ہیں تو آغاز بار آوری سے ایک ماہ کے بعد پھلوں میں ترشی پیدا ہوتی ہے۔ ان پھلوں سے مرپتے و آچار بناتے ہیں۔ اسی وقت یہ پھل سالن میں بھی ڈالا جاتا ہے جس کی وجہ سے قلیے میں لذت پیدا ہوتی ہے۔ مگر اس کام میں اس وقت تک استعمال کیا جاتا ہے جب تک کہ اس کی گٹھلی میں سمنتی نہیں پیدا ہوتی۔ اگر اس پھل کو اس وقت کوئی مضرت پہنچتی ہے جب کہ یہ شاخوں میں لگا ہوتا ہے تو عجیب عمدہ خوشبو پیدا ہوتی ہے۔ ایسے آموں کو کوہا اس کہتے ہیں۔ اکثر اس پھل کو خامی کی حالت میں توڑ لیتے ہیں اور اس کی پال ڈالتے ہیں جس کے بعد میوہ بید خوش ذائقہ ہو جاتا ہے۔

اکثر درخت کے پھل گرمیوں میں پکنا شروع ہوتے ہیں اور بارش کے زمانے میں کھانے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ بعض میں سختگی بارش میں شروع ہوتی ہے اور آغاز سردی میں کھائے جاتے ہیں۔ ان آموں کو تھد یہ کہتے ہیں۔ چند درخت ایسے بھی ہوتے ہیں جو تمام سال بار آور ہوتے ہیں لیکن شاد و نادر کہیں کہیں پائے جاتے ہیں۔ بعض درخت ایسے بھی ہیں جن کے پھل بظاہر خام معلوم ہوتے ہیں لیکن حقیقت میں ان میں سختگی شروع ہو جاتی ہے۔ ان پھلوں کو جلد توڑ لیتے ہیں ورنہ اگر کچھ تاخیر ہوئی تو شیرینی کی زیادتی سے ان میں کیڑے پڑ جاتے ہیں۔

آم ہندوستان میں ہر جگہ پایا جاتا ہے لیکن خاصکر بنگال، گجرات، مالوہ،
خاندیس اور دکن میں بکثرت پیدا ہوتا ہے اور پنجاب میں نسبت دیگر مقامات کے
کم ہوتا ہے۔ جہاں پناہ نے لاہور کو تختہ گاہ مقرر فرما کر پنجاب کو بھی اس میوے سے
فیضیاب فرما دیا ہے۔

آم کا پودا چار سال میں پھل دیتا ہے۔ اکثر لوگ اس پودے کو دودھ اور شکر سے
سیبختے ہیں جس کی وجہ سے پھل کی شیرینی میں اور زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے۔ آم کی
خاصیت ہے کہ ایک سال زیادہ پھولتا ہے اور دوسرے سال کم۔ بعض اقسام ایسے ہیں
جو ایک سال پھل دیتے ہیں اور دوسرے سال بالکل نہیں پھلتے۔ بعض لوگ
آم کو شکم سیر ہو کر کھاتے ہیں اور اس کے بعد آم کے خشکے کو دودھ میں ملا کر
پی جاتے ہیں جس سے آم جلد ہضم ہو جاتا ہے۔ اس کی خستہ گٹھلی جو پرانی ہو جاتی ہے
بیحد ذائقہ دار و میخوش ہوتی ہے اور دو یا تین سال کے بعد تریاق کا کام دیتی ہے۔
اگر آم کو نیم بختہ مع اس کی شاخ کے جو طول میں دو انگل ہو توڑ لیا جائے اور شاخ کے
سرے پر گرم موم لگا کر اس کو گٹھائے کے گٹھلی یا شہد میں ڈال دیں تو آم کے
ذائقے میں دو یا تین ماہ اور اس کے رنگ میں ایک سال تک کوئی تغیر
واقع نہیں ہوتا۔

(۲۶) انناس۔ اس کو کھل سفری بھی کہتے ہیں۔ تعجب یہ ہے کہ
بعض اشخاص اس کے درخت کو گملوں میں لگا کر سفر میں اپنے ہمراہ رکھتے ہیں
اور اس حالت میں بھی ان میں پھل لگتے ہیں۔ یہ میوہ رنگ و جسم میں ترنج کے برابر
اور مزہ و بو میں آم کے مثل ہوتا ہے۔ اس کا تنہ ایک گز لا بنا ہوتا ہے اور اس کے
پتے ہاتھ کے شکل کے ہوتے ہیں۔ پتوں کے سرے آری کی طرح دندانہ دار ہوتے ہیں۔
پھل تنے کے آخر میں لگتا ہے اور درخت کی چوٹی پر چند پتے ہوتے ہیں پھل
توڑنے کے بعد پٹیوں کو بھی توڑ لیتے ہیں اور ہر پتے کو زمین میں علاحدہ بویا جاتا ہے
جو بڑھ کر صاحب برگ و بار ہوتا ہے۔ یہ پودا صرف ایک مرتبہ پھل دیتا ہے
اور وہ بھی ایک سے زیادہ نہیں ہوتا۔

(۲۷) کنولا۔ یہ میوہ رنگ میں زعفرانی اور یہی کاسا ہوتا ہے۔

یہ پھل ہندوستان کے بہترین میووں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس کا درخت
 لیمو کے پودے سے مشابہ ہوتا ہے۔ اس کا پھول ہلکی خوشبو دیتا ہے۔
 (۴) اوکھ (گٹنا) اس کو فارسی میں نیشکر کہتے ہیں۔ اوکھ کی ہمیشہ
 قسمیں ہیں۔ اس کی ایک قسم تو اس قدر نازک ہوتی ہے کہ چڑیا کے چونچ مارنے سے
 اس میں سے رس ٹپکنے لگتا ہے اور اگر لاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر پڑتی ہے تو
 خود بخود ٹوٹ جاتی ہے۔

اوکھ یا نرم ہوتی ہے یا سخت۔ گڑا، شکر، قند، سفید و مصری ہمیشہ اوکھ سے
 بنائی جاتی ہیں۔ انہیں چیزوں سے قسم قسم کی مٹھائیاں تیار کرتے ہیں۔ اس کی
 کشتکاری کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے چند رشیدہ نیشکر کو کسی ٹھنڈی جگہ خفالت سے
 رکھتے اور روزانہ ان پر پانی چھڑکتے ہیں۔ جب آفتاب برج دلو میں داخل
 ہوتا ہے ان اوکھوں کے ایک ایک بالشت یا اس سے کچھ زائد کے ٹکڑے
 کاٹ کر ان کو نرم زمین میں بٹھلاتے ہیں اور مٹی سے داب دیتے ہیں جو ٹکڑا
 زیادہ سخت ہوتا ہے اس کو اتنا ہی زیادہ زمین میں گھاڑتے ہیں۔ اس کے بعد
 کمیت کو ہمیشہ سینچتے رہتے ہیں اور اسی طرح سات یا آٹھ ماہ کے بعد درخت
 تیار ہو جاتا ہے۔ اگرچہ اوکھ سے بھی شراب تیار کرتے ہیں لیکن عہدہ قسم کی
 شراب قند سیاہ سے بناتے ہیں۔ اس کے تیار کرنے کے مختلف
 طریقے ہیں۔

ایک طریقہ مندرج ذیل ہے :- ایک من رس میں دس سیر بول کی چھال
 اور تین گٹنا پانی ڈالتے ہیں اور اس مرکب کو مشکوں میں بھر کر زمین کے اندر
 رکھتے اور گھوڑے کی خشک لید سے خم کو چاروں طرف ڈھانپ دیتے ہیں
 سات سے دس روز تک میں رس میں جوش آجاتا ہے۔ اس پختگی کی
 علامت یہ ہے کہ رس کی شیرینی میں کیسیلا پن پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر اس کو
 اور زیادہ تیز کرنا چاہتے ہیں تو اس مرکب میں گھوڑا قند سیاہ اور بسا اوقات
 چند ادویہ اور عیش و کافور کے مثل چند خوشبوئیں ڈالتے ہیں۔
 بعض عیش پسند اشخاص اس مرکب میں گوشت کی بھی آمیزش کر لیتے ہیں۔

بعد ازاں اس مرکب کو کپڑے میں چھان لیتے ہیں تاکہ کوڑے اور سیل سے صاف ہو جائے۔ چند اشخاص تو اس مرکب کو یوں بھی پیتے ہیں لیکن اکثر اشخاص اس کا عرق کھینچتے ہیں۔ عرق کشید کرنے کے مختلف طریقے ہیں۔ مرکب کو تانبے کی ایک دیگ میں بھر لیتے ہیں۔ دیگ کے وسط میں ایک خالی پیالہ رکھا جاتا ہے۔ اس پیالے کو اس طرح رکھتے ہیں کہ اس کو جیتیش ہوتی ہے اور نہ مرکب اس میں آسکنا ہے۔ دیگ پر ایک الٹا سرپوش رکھ کر جوف پر آٹا لگا دیتے ہیں۔

(۵) کٹھنل۔ پھل کیپا (اس کو زمانہ حال میں پڑنگ کہتے ہیں) کی شکل کا ہوتا ہے سبزی مائل۔ اس کا درخت ایک گز لائیا اور نصف گز چوڑا ہوتا ہے۔ چھوٹا پھل تربز کی مانند ہوتا ہے لیکن پوست خاردار ہوتا ہے۔

پھل کو دو ٹکڑے کرنے سے خوشہ نمودار ہو جاتے ہیں خوشوں میں ایک قسم کی چمپیا ہٹ ہوتی ہے۔ پھل کھانے میں انگلی پیاں باہم چپکے جاتی ہیں۔

اس کا درخت چار مفرز سے مشابہ لیکن اس سے زیادہ بلند ہوتا ہے۔ اس کی پتیاں بھی چار مفرز کی پتیوں سے بڑی ہوتی ہیں۔ اس کے پھول بھی پھل کی طرح خوشبودار ہوتے ہیں۔

پھل کو کچا ہی توڑ لیتے ہیں اور چھونے وغیرہ میں پانی ڈال کر کھا لیتے ہیں۔ (۶) گپلا۔ اس کا درخت نیزے کی طرح ہوتا ہے۔ پتیاں موٹی

تھنی سے نرم و باریک پتیاں نمودار ہوتی ہیں۔ اس کی پتیاں شہید سے ہوتی آنتین کی مانند لیکن اس سے بڑی اور چوڑی ہوتی ہیں۔ کھلی پتیوں کے درمیان صنوبری شکل اور سوستی رنگ کی نمودار ہوتی ہے۔

ہر خوشہ میں ستر یا سسی کیلے پھلتے ہیں۔ پھلیاں شکل میں چھوٹے کیرے یا لکڑی سے مشابہ ہوتی ہیں۔ ان کا چھلکا

آسانی سے اُتاراجا سکتا ہے۔ گرائی و ثقل کی وجہ سے اس کو کثیر مقدار میں نہیں کھا سکتے۔ یہ پھل کئی قسم کا ہوتا ہے۔ اس کا درخت تنے سے ایک گز چھوڑ کر قلم کر لیا جاتا ہے ورنہ پھل نہیں دیتا۔ عوام کا خیال ہے کہ اس سے کافور پیدا ہوتا ہے۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ دوسرا درخت ہے جس کو عاتقہ خلأقی کیلہ خیال کرتی ہے۔

۷) ناواقف اشخاص کا یہ بھی خیال ہے کہ کیلے سے موتی پیدا ہوتا ہے لیکن یہ محض دہم ہے جس میں صداقت کی جھلک تک موجود نہیں ہے۔ (۷) مہوہ۔ اس کا درخت آم کے درخت سے مشابہ ہوتا ہے اس کی لکڑی عمارتوں میں کام آتی ہے اور اس کے پھول سے عرق کھینچتے ہیں جو نشہ انگیز ہوتا ہے۔ میوے کو کلوندہ بھی کہتے ہیں۔ (۸) بھولسری۔ اس کا درخت بڑا اور خوش آئند ہوتا ہے میوے کا رنگ تاریخی ہوتا ہے اور پھل خود عناب سے مشابہ ہوتا ہے۔ (۹) ترکل۔ پھل اور درخت ہر دو اعتبار سے ناریل سے مشابہ ہوتا ہے۔

اس کا ڈٹھل شاخ سے بے برگ نمودار ہوتا ہے جس کا سر کاٹ کر اس کو ایک برتن میں باندھ دیتے ہیں اُس برتن میں شیرہ ٹپکتا ہے۔ ایک روز میں دو یا تین مرتبہ برتن شیرے سے بھر جاتا ہے۔ اس عرق کو تازی کہتے ہیں تازہ شیرہ میٹھا ہوتا ہے۔ اگر تھوڑی دیر رہنے دیں تو شیرہ مسخوش ہو کر نشہ پیدا کرتا ہے۔

(۱۰) پنیالہ۔ زرد آلو سے مشابہ ہے۔ اس کا درخت لیمو کے درخت کی مانند ہے اور پتیاں بید کی سی ہوتی ہیں۔ پھل ابتداً سبز ہوتا ہے لیکن پختگی کے بعد سرخ ہو جاتا ہے۔

(۱۱) گلبھی۔ اس کا پودا پیاز کا سا ہوتا ہے اور پتیاں اور پھل

کنار سے مشابہ۔ اس کو جڑ کی تہ سے نکال لیتے ہیں۔ توری حبڑ کے اوپر لپٹ جاتی ہے۔ زیادہ تر کہسار میں پائی جاتی ہے۔ زمین پر بیل کی طرح پھلتی ہے۔ ایک سال میں ایک من یا اس سے زیادہ پیدا ہوتی ہے۔ چکی کی طرح چاروں طرف بڑھتی ہے۔ دو سال میں دس من کے قریب پھلتی ہے۔ اسی طرح ہر سال بڑھتی جاتی ہے۔ اس کے پتے برگ تر بوز سے مشابہ ہوتے ہیں۔

(۱۲) پیار۔ زیرہ مستقی و انگور کی مانند ہوتا ہے۔ رنگ حبگری ہوتا ہے اور ذائقہ شیریں۔ اس کا مغز خشک اور روغن دار ہوتا ہے۔ مغز کھایا جاتا ہے جس کو ہندی میں خیر و نچی کہتے ہیں۔ اس کا درخت ایک گز تک لانا ہوتا ہے۔

(۱۳) ناریل جس کو جوہندی بھی کہتے ہیں۔ اس کا درخت خرماسے مشابہ اور اس سے زیادہ بلند ہوتا ہے۔ اس کی لکڑی زیادہ خوش رنگ اور اس کی پتیال زیادہ بڑی ہوتی ہیں۔ یہ درخت تمام سال پھلتا ہے۔ اس کا پھل تین مہینے میں پختہ ہوتا ہے۔ خام پھل کو جوہنر رنگ کا ہوتا ہے تو لیتے ہیں اور قلیل مدت اس کو رکھنے کے بعد اس سے ایک پیالہ بھر کر ایک قسم کا شربت نکال لیتے ہیں جو دودھ کی مانند سفید ہوتا ہے۔

شریت پختہ ہوتا ہے۔ موسم گرما میں اس میں شکر ملا کر بھی پیتے ہیں۔ پھل پختہ ہونے کے بعد خود کے سے رنگ کا ہو جاتا ہے اور اس میں شیرہ بند ہوتا ہے۔

تیل میں ڈالنے سے سیاہ ہو جاتا ہے۔ یہ پھل میٹھا اور چرب دار ہوتا ہے۔ اس کو پان کے ساتھ کھاتے ہیں جس سے زبان میں نرمی و تازگی پیدا ہوتی ہے۔

اس کے پوست سے پیالے، چمچے اور ستار وغیرہ کی توئیاں بناتے ہیں۔ پھل چہار چشمی و سب چشمی و دوشبھی و یک چشمی ہوتا ہے۔ ہر قسم کے خواص جدا گانہ ہوئے ہیں۔ آخری قسم بہتر خیال کی جاتی ہے۔

اس کی ایک قسم زہر کا تریاق سمجھی جاتی ہے۔ پھل بارہ سیر

یا اس سے زیادہ وزنی ہوتا ہے۔ اس کے درخت کی چھال سے رستی اور بڑے جہازوں کی طنابیں اور رسیاں بناتے ہیں۔

(۱۴) پند کھجور۔ خرابے جس کا درخت چھوٹا اور زمین سے پیوستہ ہوتا ہے۔ درخت میں چار یا پانچ سو پھل لگتے ہیں۔

(۱۵) سو پیاری۔ اس کو فارسی میں قو فل کہتے ہیں۔ اس کا درخت خوشنما اور سرو کی مانند بلند و خوبصورت ہوتا ہے۔ تیز ہوا کے جھونکوں سے اس کی شاخیں زمین تک جھک جاتی ہیں اور پھر سیدھی ہو جاتی ہیں۔ اس کی بیشمار قسمیں ہیں۔ خام پھل کا مزہ یادام کا سا ہوتا ہے اور پختہ ہو کر سخت ہو جاتا ہے۔ اس کو پان کے ساتھ کھاتے ہیں۔

(۱۶) سنگھاڑہ۔ پھل سہ گوشہ ہوتا ہے۔ اس کی بیل تالاب میں پیدا ہو کر بڑھتی ہے اور پھل پانی کی سطح پر نمودار ہوتے ہیں۔ یہ پھل خام و بریاں دونوں طریقے پر کھایا جاتا ہے۔

(۱۷) سالک۔ تالابوں میں زمین کے نیچے پیدا ہوتا ہے اور پانی کی تہ سے باہر نکالا جاتا ہے۔

(۱۸) پنڈالو۔ اس کی بیل کو لکڑی پر چڑھاتے ہیں۔ بیل دو گز لائی ہوتی ہے۔ اس کی پتیاں برگ تمبول سے مشابہ ہوتی ہیں۔ اس کو جڑ سے اکھاڑ لیتے ہیں۔

(۱۹) کسیرو۔ تالابوں میں پیدا ہوتا ہے۔ جیب اس میں رس پیدا ہو جاتا ہے تو زمین سے نکال لیتے ہیں۔ پھل خام اور جوشش دادہ کھایا جاتا ہے۔

(۲۰) سیالی۔ دراز و مخروطی ہوتا ہے۔ اس کا پودا ایک قسم کی بیل ہے۔ پھل بیل کی جڑ میں پیدا ہوتا ہے۔

(۲۱) لیمو۔ بیضہ مرغ کی مانند ہوتا ہے۔ اس کی ایک قسم کو کاغذی کہتے ہیں۔ اس کے پوست اور مغز کے درمیان ایک نازک و باریک خائے دار سفید چھلی ہوتی ہے۔ تیز اور خوش ذائقہ ہوتا ہے۔ اس کی ایک قسم

تمام سال بھلتی ہے۔

(۲۲) اٹل بریت۔ نارنگی کی مانند اور بجد ترش ہوتی ہے۔ اس کی تیزی کا یہ عالم ہے کہ اگر لوہے کی سوہن اس میں گڑودی جائے تو قلیل مدت میں پانی ہو جاتی ہے اور سنکھ اس کے عرق میں گل جاتے ہیں۔

(۲۳) کرنا۔ سیب سے مشابہ ہوتا ہے۔ تین سال میں اس کے خوشے نکل آتے ہیں۔ ابتدا میں سبز و ترش و تلخ آمیز ہوتا ہے لیکن بعد میں زرد ہو جاتا ہے اور تلخ جاتی رہتی ہے۔ پختہ ہو کر سرخ و شیریں ہوتا ہے۔ دیر تک رکھے رہنے سے دوبارہ سبز ہو جاتا ہے۔ اس کا درخت لیمو کی مانند ہوتا ہے لیکن اس کی پتیاں برگ لیمو سے کچھ زیادہ چوڑی ہوتی ہیں۔ اس کی بیکال خالی کی طرح نوکدار ہوتی ہے۔ اس کے پھول چار برگ و سفید ہوتے ہیں۔ پھول میں زرین ریشے یا دانے بجد خوشبودار ہوتے ہیں جن سے عمیر تیار کرتے ہیں۔

اس کی مفصل کیفیت طاقت بیان سے باہر ہے اور اسی قدر اجمال پر کفایت کی جاتی ہے۔

(۲۴) برگ تنبول۔ یہ ایک قسم کی سبزی ہے لیکن تجربہ کار اشخاص

اس کو عمدہ میوہ خیال کرتے ہیں چنانچہ امیر خسرو اس کی تعریف میں فرماتے ہیں۔

مادر ہ برگے جو گل بوستاناں خوب ترین میوہ ہندوستان

اس کے کھانے سے منہ خوشبودار اور محفل معطر ہو جاتی ہے۔ پان

دانت کی جڑوں کو مضبوط کرتا ہے۔ اس کے کھانے سے گرسنہ سیر اور سیر شکم

گرسنہ ہو جاتا ہے۔ پان کی بیشمار قسمیں ہیں جن میں سے چند بیان کی جاتی ہیں۔

۱۔ پلہڑی۔ سفید و درخشاں ہوتا ہے۔ یہ زبان کو سفت و کھرا

نہیں کرتا اور مزے میں تمام اقسام سے بہتر ہے۔ اس کو بیل سے توڑ کر ایک ماہ

میں سفید کر لیتے ہیں اور اگر کوشش کی جائے تو بیس ہی روز میں سفید ہو جاتا ہے۔

۲۔ کاکیر۔ سفید چتی دار ہوتا ہے۔ اس کی رگیں سخت ہوتی ہیں۔

اس کو زیادہ کھانے سے زبان سخت ہو جاتی ہے۔

۳۔ جکیسو کار۔ یہ سفید نہیں ہوتا، لسیکن نفع کے لئے اس کو مذکورہ بالا اقسام میں ملا کر فروخت کرتے ہیں۔

۴۔ کپٹوری۔ زرد رنگ، سخت وریشہ دار، لیکن خوش مزہ اور خوشبودار ہوتا ہے۔

۵۔ کپٹور کائنٹ۔ سبز رنگ، زردی مائل ہوتا ہے۔ سیاہ مرچ کی طرح تیز کافور کی طرح خوشبودار ہوتا ہے۔ دس پان سے زیادہ نہیں کھا سکتے۔ یہ صرف بنار اس میں پیدا ہوتا ہے بلکہ بنار اس کی بھی ہر زمین میں نہیں اگتا۔

۶۔ بنگلہ۔ چوڑا پر سخت گرم اور تیز ہوتا ہے۔ پان کے بونے اور اس کی کھیتی کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ نوروز کے آغاز یعنی ماہ حیت میں برگ کو بیج کو چار پانچ انگل سبیل کو کاٹ کر عمدہ زمین کے اندر لگا دیتے ہیں۔ اس میں پتیاں اور بھنگے پیدا ہوتے ہیں۔ پندرہ یا بیس روز کے بعد اس گروہ سے دوسری بیل اگنا شروع ہوتی ہے۔ اس جدید بیل میں دوسری گروہ پیدا ہوتی ہے اور اس میں پتیاں نکلتی ہیں۔ سات ماہ کامل بیل بڑھتی رہتی ہے۔ اور پتیاں نمودار ہوتی رہتی ہیں۔ اس کے بعد نابند ہو جاتی ہے۔ ہر بیل میں تیس پتیوں سے زائد نہیں ہوتے۔

جب بیل بڑھتی ہے تو بانس سے بیل کو سہارا دیتے ہیں تاکہ اوپر کو اٹھی رہے اور باڑی کے چاروں اطراف اور بالائی حصے کو لکڑی اور خس سے بند کر دیتے ہیں اور برگ کو سالیے میں پرورش کرتے ہیں۔

کھیت کو سوا موسم برسات کے ہمیشہ سینچتے رہتے ہیں بعض اوقات دودھ، روغن، سیم اور کو فٹہ تخم پودے کے گرد ڈالتے ہیں۔ پتیاں سات قسم کی ہوتی ہیں جن کے نو نام ہیں:

(۱) کڑنج۔ اس کو تخم ریزی کے لئے محفوظ رکھتے اور پیدای کے نام سے بھی یاد کرتے ہیں۔

نئی پتی کو گڈوٹہ کہتے ہیں (یہ نمبر اسی میں شامل ہے)۔

(۲) دوسری قسم کو نوئی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

(۳) تیسری کا نام بہتی ہے۔

(۴) چوتھی چہنیو کے نام سے مشہور ہے۔

(۵) پانچویں اوہینڈ کہلاتی ہے۔

(۶) چھٹی کو آگہینہ اور لیوآر کہتے ہیں۔

(۷) ساتویں گڑبج کہلاتی ہے۔

سوائے گڈوڈہ کے ہر پتی کو ایک ماہ کے بعد بیل سے توڑ کر اس کی پرورش کرتے ہیں۔ اکثر اشخاص آخری قسم کو کھانے کے لئے جدا کر لیتے ہیں اور ایک گروہ اس کو مع بیل کے محفوظ رکھتا ہے تاکہ تخم ریزی کے کام آئے اور اپنی قسم کو بہترین و اعلیٰ خیال کرتی ہے۔

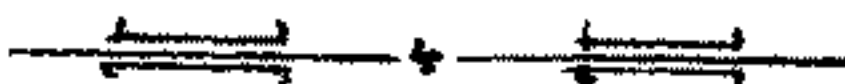
بعض تجربہ کار اشخاص سیڈی کو بہترین قسم شمار کرتے ہیں اور اس کی قیمت گراں مقرر کرتے ہیں۔

گیارہ ہزار پانوں کے سٹے کو لباسہ کہتے ہیں اور دو سو پانوں کا مٹہ ڈبولی کہلاتا ہے۔

ڈبولیوں ہی سے لباسہ تیار کرتے ہیں۔ موسم سرما میں چار یا پانچ روز کے بعد پتوں کو نیچے اوپر کرتے اور ہاتھ سے گرد و غبار صاف کرتے ہیں لیکن گرمی کے موسم میں ہر روز یہ عمل کیا جاتا ہے۔

اہل شوق پانچ سے لے کر پچیس یا اس سے بھی زیادہ پانوں کا بیڑہ بناتے ہیں اور طرح طرح سے اسے آراستہ کرتے ہیں۔ بعض اشخاص ایک برگ پر چوہ اور دوسرے پر کٹھا اور سو پیاری رکھ کر بیڑہ بناتے ہیں۔ بعض شوقین پان کھانے والے علاوہ چوہ اور کتھے کے بیڑے میں کاغذ اور مشک ڈال لیتے ہیں۔

بعض اوقات کھلے پانوں کو تھالیوں میں پھیلا کر چنتے ہیں اور پکا کر بھی کھاتے ہیں۔



آئین (۲۹)

پیدائش طلسم

غذا کے اقسام و حالات بیان کرنے کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مزے کے بھی مختلف ذائقے کے تفسیر و تبدل کا بھی ذکر کر دیا جائے۔ گرمی سے لطیف شے میں تیزی اور کثیف چیز میں تلخی پیدا ہوتی ہے۔ معتدل شے کو گرمی کھار کر دیتی ہے۔ سردی سے لطیف شے ترش کثیف ذہن گیر رکھتی یا ٹھنڈی اور معتدل کڑوی ہو جاتی ہے۔

سردی اور گرمی کی درمیانی حالت سے لطیف چسبہ و چرب وار اور کثیف ٹھنڈی اور معتدل سے مزہ ہو جاتی ہے۔

موجود است ذائقے کے مذکورہ بالا اقسام ہیں لیکن ایک گروہ کا خیال ہے کہ اصل ذائقے کی چار قسمیں ہیں۔ شیریں، تلخ، ترش اور نمکین۔ ان کے مرکبات سے بھی بیشمار ذائقے بنتے ہیں۔ چنانچہ کڑواہٹ اور کھٹکھٹ پن سے مرکب کو انشاعستہ، ٹھنڈی، گرمی اور نمکی و تلخی کی آمیزش کا نام شور و مزگی ہے۔

اٹلن (۳۰)

خوشبو خانہ

جہاں پناہ جن کی گرامی ذات بزم سلطنت کی صدر ہے، خوشبو کو بھیج
پسند فرماتے اور عزیز رکھتے ہیں قلیلۂ عالم بوسے خوش کو خدا کی پرستش کا وسیلہ
خیال فرماتے ہیں۔

قلیلۂ عالم کی بارگاہ ہمیشہ عنبر و عود و غیر قدیم و جدید خوشبوئیات سے ممتلئ
رہتی ہے حضرت شاہ کے حکم سے عود و عنبر و غیر پرانے اور خود حضرت کے
ایجاد کردہ خوشبو انگیز مصالکے سونے اور چاندی کی انگلیٹھکیوں میں لٹکائے جاتے
اور ان سے در و دیوار میں دھونی دی جاتی ہے۔

خوشبودار پھول اتیار کے انبار لائے جاتے ہیں۔ ان پھولوں سے تیل
تیار کئے جاتے ہیں جو بدن پر ملے اور کسر میں ڈالے جاتے ہیں۔
بیشمار دلکش مرکبات تیار کئے گئے ہیں جن میں سے چند کے رنگ و بو کا
ذکر کیا جاتا ہے۔

- (۱) سنٹوک یہ ڈیڑھ تولہ زیاد، ایک تولہ چوہ، دو ماشے روغن چنبیلی
اور دو تولہ گلاب سے تیار کیا جاتا ہے۔
- (۲) آڑ گچہ۔ تین پاؤ صندل، دو تولے لے اگر اور مید، تین تولے چوہ،

ایک ایک تولہ بنفشہ اور گہیلہ (ایک قسم کی گھاس) اڈھا ماشہ کا فور اور گیارہ بوتل گلاب سے بنایا جاتا ہے۔

(۳) گلاب کا مٹہ۔ ایک تولہ عنبر اشہب، نصف تولہ لاون، دو تولہ عمدہ مشک، چار تولہ عمدہ عود، آٹھ تولہ اگر و عبیر کو باریک پیس کر چینی کی زکابیوں میں حفاظت سے رکھتے ہیں اور ایک سیر گلاب کا شیرہ نکال کر ان اشیاء میں ملاتے ہیں اور اس کے بعد اس مرکب کو دھوپ میں خشک کرتے ہیں، شام کو مرکب سفوف کو عرق گلاب و عرق بہار میں تر کر کے سنگہ ساق میں اس قدر حل کرتے ہیں کہ سفوف خشک ہو جائے۔ دس روز برابر یہی عمل کیا جاتا ہے اور اس کے بعد بہار نایچ کے شیرے میں تر کرتے ہیں۔ یہ عمل دس روز برابر کیا جاتا ہے۔

اس میں روز کے دوران میں ریحان سیاہ کا شیرہ بھی جس کو نازبوئے سیاہ کہتے ہیں، ملاتے رہتے ہیں۔ اس مرکب کا ایک حصہ آرنجیے میں ملایا جاتا ہے۔ (۴) روح افزا۔ پانچ سیر عود اور سو سیر صندل اور تقریباً اسی قدر لاون اور ساڑھے تین تین تولہ اگر و لوبان اور دھبوب (ایک جڑ ہے جو کشمیر سے لائی جاتی ہے) اور پچیس تولہ بنفشہ اور دس تولہ آشنہ (اس کو ہندی میں چھڑیلہ کہتے ہیں) ان سب اشیاء کو باریک پیس کر ان کا قوام کرتے ہیں اور چار بوتل گلاب ملا کر مرکب کی ٹکیاں بناتے ہیں۔ ان ٹکیوں کو انگلیٹھ میں سلگاتے ہیں جس سے نہایت عمدہ خوشبو پھیلتی ہے۔ (۵) آوہ بلٹہ۔ اس سے ہاتھ دھوئے ہیں جو عید نمودار اور عطر افزا ہوتا ہے۔

اس کے بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ تین سیر یا اس سے کچھ کم لاون اور ڈیڑھ سیر پانچ دام عود اور اسی قدر بہار نایچ اور ڈیڑھ سیر نایچ کا چپا لکا اور ایک سیر دس دام صندل اور ایک سیر پانچ دام سفیل الطیب، جس کو ہندی میں چھڑیلہ کہتے ہیں اور اسی قدر آشنہ اور ساڑھے آرنیس تولہ مشک اور آدھ سیر چار تولہ برگ ماچھ اور چھتیس تولہ سیب اور گیارہ تولہ سعد (منوہ)

اور پانچ دام بنفشہ اور ایک تولہ دو ماشے دھیوب اور ڈیڑھ تولہ کنکائی (ایک قسم کی گھاس) اور اسی قدر زرنباد (کچور) اور ایک تولہ دو ماشے لوبان اور چھ بوتل گلاب اور پانچ بوتل عرق بہار سے تیار ہوتا ہے۔ ان تمام خشک چیزوں کو باریک پیستے ہیں اور بعد کو عرق گلاب میں ڈال کر دھیمی آنچ میں پکاتے ہیں جب تری کم ہو جاتی ہے تو چو لھے سے اتار کر مرکب کو خشک کر لیتے ہیں۔

(۶) عمیر مایہ۔ چار دام عود، صندل دو دام، پنج بنفشہ ایک دام، چھڑ ساڑھے تین دام، دو آلک تین دام، مشک خطائی چار تولے، لاون ڈھائی دام۔ بہار نارنج ساڑھے سات تولے۔

ان تمام چیزوں کو کوٹ اور چھان کر عرق گلاب میں پکاتے اور سایے میں خشک کرتے ہیں۔

(۷) کشتہ۔ چوبیس تولے عود اور چھ چھ تولے لاون اور لوبان اور چار چار تولے اگر اور دھیوب، دو دو تولے بیج بنفشہ اور مشک، ایک تولہ آشنہ۔ ان تمام اشیا کو سچا پس تولے مصری اور دو بوتل گلاب میں دھیمی آنچ میں پکاتے اور اُس کی ٹکیاں بناتے ہیں۔

یہ ٹکیاں دھونی دینے کے کام میں آتی ہیں جو جلنے میں سید خوشبودار اور عطر افزا ہوتی ہیں۔

(۸) بخور۔ عود اور صندل ایک ایک سیر، پاؤ سیر لاون، دو تولے مشک، پانچ تولے اگر۔ ان چیزوں کو دو سیر مصری اور ایک بوتل گلاب میں میٹھی آنچ میں پکاتے ہیں۔

(۹) فقیلہ۔ پانچ سیر عود، بہتر تولے صندل اور تھپیں تھپیں تولے اگر و لاون اور اسی قدر بنفشہ، دس تولے لوبان۔ ان تمام چیزوں میں تین تولے مصری ملا کر مرکب کو دو بوتل گلاب سے خمیر کر کے فقیلہ بناتے ہیں۔

(۱۰) یار جاست۔ ایک سیر عود، پانچ تولے لاون۔ دو دو تولے مشک اور صندل، ایک تولہ لوبان، سب اشیا کو ترکیب دے کر چو سے کی طرح مقطر کرتے ہیں۔

(۱۱) عبیر اکسیر - تین پاؤ صندل، چھتیس تولے اگر دو تولے آٹھ ماشے مشک، ان تمام اشیا کو باریک پیس کر سایے میں خشک کرتے اور کام میں لاتے ہیں۔

(۱۲) غسول پیقتیس تولے صندل - سترہ تولے کنول ایک ایک تولے مشک اور چودہ اور دو ماشے کافور اور مید کو عرق گلاب میں ملا کر مرکب تیار کرتے ہیں۔

جدول خوشبویات

نام	قیمت	ملحقہ تطبیق باقیمت حال
عنبر اشہب	ایک تولہ - ایک ٹہر سے تین ٹہر تک	لہ تا میہ
زباد	” ڈیڑھ روپے سے ایک ٹہر تک	عم تا لہ
مشک	” ایک روپے سے ساڑھے چار روپے تک	عم تا لہ
عود ہندی (اگر)	فی سیر - دس روپے تا بیچ ٹہر -	عم تا بیچ ٹہر
چورہ	فی تولہ - تین روپے سے پانچ روپے تک	ع تا ص
کافور (بھیم سینی)	” تین روپے سے ۲ ٹہر تک	ع تا میہ
مید	” ایک روپے سے تین روپے تک	عم تا ع
زعفران	فی سیر - بارہ روپے سے بائیس روپے تک	عم تا ع
زعفران کشدی	” یک ٹہر سے تین ٹہر تک	لہ تا میہ
زعفران کشیری	” آٹھ روپے سے بارہ روپے تک	ع تا ع
صندل	فی من - بتیس روپے سے پچپن روپے تک	عم تا ص
نادرہ مشک	فی سیر تین ٹہر سے بارہ ٹہر تک	عم تا م
کلبک	فی من - دس روپے سے چالیس روپے تک	عم تا لہ
سلار	فی سیر تین روپے سے پانچ روپے تک	ع تا ص
عنبر لادن	” ڈیڑھ روپے سے چار روپے تک	عم تا لہ

نام	قیمت	تاریخ ترقی یا ترمیم حال
کافور چنیہ	فی سیر۔ ایک روپے سے دور روپے تک	عصر ۳ تا عصر ۴
عرق بید مشک	فی شیشہ۔ ایک روپے سے چار روپے تک	عصر ۳ تا عصر ۴
گللاب	آٹھ آنے سے ایک روپے تک	۸ ر ۳ عصر
فتنہ	ایک شیشہ۔ ایک روپے سے تین روپے تک	عصر ۳ تا عصر ۴
بہار	فی شیشہ۔ ایک روپے سے پانچ روپے تک	عصر ۳ تا عصر ۴
چنبیلی	دو آنے سے چار آنے تک	۲ ر ۳ تا ۲ ر ۴ عصر
سینج نقشہ۔ نقشہ کی جہڑ	فی سیر۔ آٹھ آنے سے ایک روپے تک	۸ ر ۳ عصر
الطافار الطیب	ڈیڑ روپے سے دور روپے تک	عصر ۳ تا عصر ۴
برگہ ماج۔ جو گجرات سے لائی	آٹھ آنے سے ایک روپے تک	۸ ر ۳ عصر
باقی ہے۔		
سکندہ کوکلا	دس روپے سے تیرہ روپے تک	عصر ۳ تا عصر ۴
یوبان قسم اول	فی تولہ۔ ایک روپے سے تین روپے تک	عصر ۳ تا عصر ۴
یوبان قسم دوم	فی سیر۔ ایک روپے سے دور روپے تک	عصر ۳ تا عصر ۴
الاک (ہندی چھڑا)	چار آنے سے آٹھ آنے تک	۲ ر ۳ تا ۲ ر ۴
دوالاک (چھڑیلہ)	یمن دام سے چار دام تک	ارم پائی ب تا ارم پائی
گینٹھ		
سعد		
اکنلی		
زر نہاد		

جدول گلہائے خوشبو

نام	اعراب	رنگ	موسم
۱۔ سیوتی	کسیر سین و سکون یائے تختانی و واؤ کسرتائے فوقانی و سکون یائے تختانی۔	نباتی	ہر وقت پیدا ہوتی ہے لیکن اخیر بارش میں زیادہ ہوتی ہے۔
۲۔ چیللی	بفتح جیم و نون خفی و کسیر جہول با و سکون یائے تختانی و کسیر لام و سکون یائے تختانی۔	سفید و زرد و کبود۔	بارش اور شروع سردی میں۔
۳۔ بدائیل	یہ را و الف و کسیر یائے تختانی و کسیر جہول با و سکون یائے تختانی و لام۔	سفید مٹری	اخیر گرا اور شروع برسات۔
۴۔ مونگرا	بضم جہول مہم و سکون واؤ و نون خفی و فتح کا فارسی و را و الف	سفید	تالستان
۵۔ چتپ	بفتح جیم فارسی و نون خفی و فتح یائے فارسی و اے مکتوب۔	زرد	سال بھر لیکن حوت اور حمل میں زیادہ۔
۶۔ کیتکی	کسیر جہول کاف و سکون یائے تختانی و ختم تائے فوقانی و کسیر کاف و سکون یائے تختانی۔	سفید مائل بہ زردی	گرا
۷۔ کیوڑہ	کسیر کاف جہول فارسی و سکون یائے تختانی و فتح واؤ و رائے ہندی و اے مکتوب۔	سفید مائل بہ زردی۔	اسد سے میزان تک
۸۔ پلستہ	بفتح جیم فارسی و سکون لام و فتح تائے فوقانی و اے مکتوب۔	سفید	جاڑہ
۹۔ گلال	بفتح کاف فارسی و لام و الف و سکون لام۔	۔۔	بہار
۱۰۔ سبج تلال	بفتح تائے فوقانی و سکون کسیر با و سکون یائے تختانی و حائے حقیقی و ختم کاف فارسی و لام و الف و سکون لام دوم۔	نباتی	بارش
۱۱۔ بولسری	بضم جہول با و اے خفی و سکون واؤ و لام	پتیاں اس کی	گری

نام	اعراب	زنگ	موسم
	فتح سین و کسر را و سکون یا سئے تختانی۔	پتیاں اس کی چھوٹی اور سفید ہوتی ہیں۔	گرمی
۱۱۔ سینکا رار	یکسر سین و نون خفی، کاف فارسی و الف و سکون را و فتح یا سئے ہوئے الف و سکون را۔	پتیاں سفید و نون خفی۔	گرمی
۱۲۔ کوزہ	بضم کاف و سکون و او و فتح را سئے منقوطہ و یا سئے مکتوبہ۔	سفید	بہار
۱۳۔ پاؤل	یہاں فارسی و الف و فتح دال ہندی و سکون لام۔	سفید و زرد و شل چنبیلی کہہ جاتا ہے	برسات
۱۴۔ جوی	بضم جیم و سکون و او و کسر و سکون یا سئے تختانی۔	نباتی	بہار
۱۵۔ نواری	یکسر نون و او و الف و کسر را و سکون یا سئے تختانی	سفید	"
۱۶۔ ترگس		سفید و زرد	"
۱۷۔ گھاں شگونہ		بنفش	گرمی
۱۸۔ گل کرہ	بفتح کاف و سکون را و فتح نون و یا سئے مکتوبہ۔	سفید	بہار
۱۹۔ کیو ریل	بفتح کاف و ضم یا سئے فارسی و سکون دا و و را و کسر یا و سکون یا سئے تختانی و لام۔	سفید و قمری	آفر بارش
۲۰۔ گل زعفران		بنفش	خریف

جدول گل خوش رنگ

نام	اعراب	رنگ	موسم
۱- گل آفتاب	سورج کھی.....	زرد	بهار
۲- گل کنول	بفتح کاف و نون و فتح واؤ و سکون لام۔	سفید و کبود	"
۳- جعفری		در دھارنگی	پہا

نام	اعراب	رنگ	موسم
۴۔ گڈھل	بضم کاف فارسی و سکون دال ہندی ففتح تا و سکون لام۔	سرخ و زرد نارنجی۔	بارش
۵۔ رتن منجی	بفتح را و تائے فوقانی و نون و فتح میم و نون خفی و فتح جیم و کسر نون و سکون یائے تحتانی۔	سرخ و آتشین	ہیشگی
۶۔ گیسو	بکسر مجہول کاف فارسی و سکون یائے تحتانی و ضم سین و سکون داؤ۔	ر	یا
۷۔ کینر	بفتح کاف و کسر مجہول نون و سکون یائے تحتانی و را۔	سرخ و سفید	بار
۸۔ کدم	بفتح کاف و دال و سکون میم۔	بیرون میانہ زرد و سفید اندرون	بار
۹۔ ناگ گیسر	بفتح نون و الف و سکون کاف فارسی و کسر مجہول کاف و سکون یائے تحتانی و فتح سین و سکون رائے مہلہ۔	سفید زرد و میوختہ	بار
۱۰۔ سرپن	بضم سین و سکون را و فتح یائے فارسی و سکون نون	سفید میانہ خطا سرخ و زرد اندرون	بارش
۱۱۔ بیکھنڈی	بکسر سین و را و سکون یائے تحتانی و فتح کاف و تائے پنہاں و نون خفی و کسر دال و سکون یائے تحتانی۔	سفید اندرون بائل بہ زردی بیرون سرخ	بار
۱۲۔ گیل جنتا		سفید و سرخ و زرد	بارش
۱۳۔ دو پھریا	بضم دال و سکون داؤ و فتح یائے فارسی و سکون تا و کسر را و یائے تحتانی و الف	سرخ و آتشین و سفید۔	ہیشگی
۱۴۔ بیرون چنیا	بضم با و تائے خفی و سکون داؤ و نون و فتح جیم فارسی و نون خفی و فتح یائے فارسی و الف۔	شفقالو	جاڑا

نام	اعراب	رنگ	موسم
۱۵- ایدرکن	بفتح سین ففتح دال و سکون را و ففتح سین و سکون نون۔	زرد	بارش
۱۶- سینیل	بکسر جہول سین و سکون یائے تختانی و نون نخی و فتح با و سکون لام۔	گہرا سرخ	بہار
۱۷- رتن بالا	بفتح را و تائے فوقانی و سکون نون و میم و الف و لام الٹ۔	زرد	"
۱۸- سون نرسو	بفتح سین و سکون واو و نون و فتح رائے منقوطہ و سکون را و دال۔	"	"
۱۹- گل بالٹی	بیم و الف و سکون لام و کسرتائے فوقانی و سکون یائے تختانی۔	"	بارش
۲۰- کران پھول	بفتح کاف و سکون را و نون و فتح یائے فارسی و تائے نخی و سکون واو و لام۔	زرد و زردیں	بہار
۲۱- کیل	بفتح کاف و کسر او و سکون یائے تختانی و لام سرخ و سفید	سرخ و سفید	"
۲۲- جیت	بفتح جیم و سکون یائے تختانی و تائے فوقانی۔	اندر زرد و باہر سرخ سیاحی مائل سفید	بارش
۲۳- چنبیلہ	بفتح جیم فارسی و نون نخی و فتح یائے فارسی و لام و تائے کتب	سرخ سیاحی مائل سفید	بہار
۲۴- لاری	یہ لام و الف و کسر او و سکون یائے تختانی۔	زرد	درخت
۲۵- گل کروندہ			
۲۶- دستر	بفتح دال و تائے نخی و فتح نون و نون پہاں و فتح تائے فوقانی و سکون را۔	مانند گل نیلوفر	آخر بارش
۲۷- کینکالی	بفتح کاف و نون و کاف فارسی و لام و الف و کسر یائے تختانی اول و سکون ثانی۔	سرخ و زرد	بارش
۲۸- سرین	بکسر سین و سکون را و سین۔	سبز مائل بہ زرد	بہار
۲۹- سن	بفتح سین و سکون نون۔	زرد	بارش

آئین (۳۱)

پیدائش خوشبو

عمینر بعض اشخاص کہتے ہیں کہ عنبر سمندر کی تہ میں پیدا ہوتا ہے۔ اور اس گروہ کا خیال ہے کہ جانوران آبی کی غذا کا فضلہ ہے جو اس حالت میں برآمد ہوتا ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ جھیلی اس کو کھاتی ہے اور مر جاتی ہے اور اس کے مرنے کے بعد اُس کا پیٹ چاک کر کے یہ نکالا جاتا ہے۔

بعض کا خیال ہے کہ یہ دریائی گائے کا فضلہ ہے جس کو سارا کہتے ہیں۔ بعض ماہرین خوشبو کا عقیدہ ہے کہ یہ کوہسار جزائر سے لپکتا ہے بعض کہتے ہیں کہ دریائی درخت کا گوند ہے۔ ایک گروہ کا خیال ہے کہ یہ ایک قسم کا موم ہے۔ اور مولف کتاب کو بھی اس گروہ کے ساتھ اتفاق ہے۔

اس آخری فرقے کا خیال ہے کہ بعض کوہستان میں شہد بکثرت پایا جاتا ہے۔ اس قسم کا شہد اس قدر کثیر پیدا ہوتا ہے کہ تمام شیرہ بن کر سمندر میں چلا جاتا ہے اور موم اوپر نمودار ہو جاتا ہے جو گرمی سے خشک ہو کر عنبر کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

چونکہ یہ شہد بیحد خوشبودار درختوں کے رس سے برآمد ہوتا ہے اس لئے اس کا موم جو عنبر کہلاتا ہے بیحد خوشبودار ہوتا ہے۔ کبھی کسی عنبر کے اندر

بر بھی پانی گئی ہیں۔

بوتلی سینا کی رائے ہے کہ سمندر کی تہ میں ایک قسم کا چشمہ ہوتا ہے جس سے عینر پیدا ہوتا ہے۔ سمندر کی موجیں اس کو قعر دریا سے ساحل تک پہنچا دیتی ہیں۔ تازگی کی حالت میں تر رہتا ہے لیکن آفتاب کی گرمی سے خشک ہو جاتا ہے اور طرح طرح کے رنگ اختیار کرتا ہے۔ بہترین قسم کا عینر سفید ہوتا ہے اور بدترین سیاہ رنگ اختیار کرتا ہے۔ متوسط قسم کا عینر پستی و ندر ہوتا ہے۔

بہترین قسم کا عینر چرب دار ہوتا ہے اور ایک تہ بوسہ دری تہ کے اوپر ہوتی ہے۔ اس کو اگر توڑیں تو اندر سے سفید زردی مائل رنگ کا عینر نکلتا ہے۔ ہر چند اس قسم کا عینر سفید ہلکا اور لچکدار ہوتا ہے لیکن اس کی بہترین قسم ہے۔ قسم دوم عینر کی پستی رنگ ہے۔ اور سوم زرد رنگ ہے جس کو خشکاشی بھی کہتے ہیں۔ بدترین قسم کا عینر سیاہ ہوتا ہے جو انتہائی تالیش سے جل اٹھتا ہے۔ حریریں سوداگر اس سیاہ عینر کو موم مندل اور لاون وغیرہ میں ملا کر دیتے ہیں، لیکن ہر شخص اس قسم کی خیانت نہیں کرتا۔

مندل۔ یہ بھی عینر ہے جو مردہ مچھلی کے پیٹ سے نکالا جاتا ہے۔ اس میں خوشبو زیادہ نہیں ہوتی۔

لاون کو بھی عینر کہتے ہیں۔ یہ ایک درخت سے پیدا ہوتا ہے۔ اس قسم کا درخت قبرس یا قیتوس کے حدود میں پایا جاتا ہے۔ درخت کے پتوں پر ایک قسم کی رطوبت جم جاتی ہے بکریاں جب چراگاہ کو جاتی ہیں تو ان کے دان کے بال اور ان کے گھر اس رطوبت سے آلودہ ہو جاتے ہیں جو تدریج خشک ہو جاتی ہے۔ موالود رطوبت بہترین سمجھی جاتی ہے جس کا رنگ تقریباً سبز ہوتا ہے اور خوشبو نہایت تیز ہوتی ہے۔ سم آلود رطوبت اس سے کم درجہ سمجھی جاتی ہے۔ بعض اشخاص اس رطوبت کو رستی کے ذریعے سے بھی حاصل کرتے ہیں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ رستی کو درخت کے اوپر پھینک دیتے ہیں اور رطوبت اس میں لپٹ جاتی ہے۔ بعد ازاں رستی کو پانی میں جوش دے کر صاف کر لیتے ہیں اور رطوبت خشک ہونے کے بعد اس کی پوٹلیاں بنا لیتے ہیں۔

کافور۔ اس کا درخت بہت بڑا ہوتا ہے۔ یہ درخت ہندوؤں کی گھاٹیوں میں پایا جاتا ہے۔ درخت اس قدر گھنا اور بڑا ہوتا ہے کہ سو سے زائد سوار اس کے سائے میں آرام کر سکتے ہیں اس درخت کے تنے اور شاخ میں کافور پیدا ہوتا ہے۔ بعض اشخاص کہتے ہیں کہ موسم گرما میں ہتھار ساپ اپنے کو ٹھنڈا رکھنے کے لئے اس درخت سے لپٹ جاتے ہیں۔ اس قسم کے درختوں کے پتوں پر تیرا کر نشان بنا دیتے ہیں اور اس نشان کے ذریعے سے جاڑے میں ان درختوں سے کافور حاصل کرتے ہیں۔

ایک گروہ کی رائے ہے کہ اس درخت کی شناخت یہ ہے کہ اس کے گرد جتنے بکثرت رہتے ہیں جو کافور کے اس قدر شیدا ہیں کہ اس درخت سے جدا نہیں ہوتے۔ لکڑی کے اندر یہ مثل نمک کے ریزوں کے نظر آتا ہے اور لکڑی کے باہر اس کی شکل گوند کی سی ہو جاتی ہے کبھی کبھی درخت سے بہ کر زمین پر گرتا ہے اور چند روز میں بستہ ہو جاتا ہے۔

جس سال کہ زلزلے بکثرت آتے ہیں یا یہ کہ آسمان پر جوش و خروش زیادہ ہوتا ہے اس سال کافور زیادہ پیدا ہوتا ہے۔ اس کے متعدد اقسام ہیں۔ بہترین قسم کو راجی اور قیسوری کہتے ہیں لیکن حقیقت میں یہ ایک ہی قسم ہے جس کے دو مختلف نام ہیں۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ سب سے قبل ایک فرمانروا نے جس کا نام رباح ہے موضع قیسور میں جو جزیرہ سرانڈیب میں واقع ہے اس کو دریافت کیا ہے۔ بعض کتب میں مرقوم ہے کہ کافور برف کی طرح سفید ہوتا ہے۔ نولف کتاب نے خود اپنے انہوں سے اس کو لکڑی سے نکالا ہے جو بالکل اسی طرح کا تھا۔

ابن بطار کا قول ہے کہ یہ اول سرخ و چکدار ہوتا ہے جو کیمیاوی تحلیل سے بعد میں سفید ہو جاتا ہے۔ بہر حال حقیقت جو کچھ بھی ہو، ایک قسم کا کافور سفید ضرور ہوتا ہے جو تمام اقسام میں بہترین ہوتا ہے۔ یہی قسم سب سے زیادہ ملتی اور تہ دار ہوتی ہے جس کی تہ بہت دوسری اقسام کی تہوں کے زیادہ موٹی ہوتی ہیں۔ سفید کے بعد دوسرا بھیرہ رنگ کا کافور ہے جس کو قرقوی کہتے ہیں۔ اس کے بعد

اس کا نور کی نوبت آتی ہے جو کوکب کے نام سے مشہور ہے اور گندم گوں ہوتا ہے اور سب سے اونٹنی قسم وہ ہے جس کو بالوس کہتے ہیں۔ یہ لکڑی کے ریزوں میں ملا ہوا ہوتا ہے لیکن ہر قسم اقسام تحلیل کے ذریعے سے صاف و سفید ہو جاتے ہیں۔

بعض کتب میں سر قوم ہے کہ جو کا نور درخت سے حاصل کیا جاتا ہے وہ دانہ اور بھیجمنی کے نام سے مشہور ہے۔ اس کو درخت سے حاصل کر لینے کے بعد سیاہ مرچ و سرخ دانے میں لاکر رکھتے ہیں تاکہ کا نور اڑنے نہ پائے۔ اہل یونان کا نور کو خاصیت میں سرد اور اہل ہند اس کو گرم خیال کرتے ہیں۔ کا نور جو دیگر اشیاء کی آمیزش سے زرد بنا دے بتایا جاتا ہے، وہ عینی کے نام سے مشہور ہے۔ اس کی ساخت کے دو مختلف طریقے ہیں۔ اول زرد بنا و سفید کو خوب باریک پس کر گائے یا بھینس کے دہی میں لٹاتے اور علیحدہ رکھ دیتے ہیں، چوتھے روز اس میں تازہ دہی کی اور آمیزش کرتے ہیں اور اس قدر کھینچتے ہیں کہ اوپر کف آجاتا ہے۔ اس کف کو علیحدہ کر لیتے ہیں پھر میں کا نور لٹاتے ہیں اور اس کو ایک ڈبے میں بند کر کے ڈبے کو غلے کے انبار میں ایک عرصے تک رکھتے ہیں، دوم یہ کہ سنگ سفید کو خوب باریک پیتے ہیں اور دس دس وزن میں دو درم کوم اور نصف درم ردغن بنفشہ لٹاتے ہیں۔ پہلے موم کو ردغن میں جو لے کر خاک کو اس میں خمیر کرتے ہیں اور اس کی ایک ٹکڑی بنا لیتے ہیں۔ اس قرص کو دو سروں کے درمیان میں رکھ کر باریک یا موٹی کر دیتے ہیں جب قرص ٹھنڈی ہو جاتی ہے تو کا نور کی مانند نظر آتی ہے جس میں کا نور کے ریزے شامل کر دیتے ہیں اور اس طرح اشخاص اپنے نفع پر دوسروں کے نقصان کو قربان کرتے ہیں۔

زماو جس کو شاخ بھی کہتے ہیں۔ یہ ایک قسم کے جانور کی رال ہے جو مٹی کے عالم میں جانور کی پیشاب گاہ سے نکلتی ہے۔ یہ جانور قد و قامت میں بلی کے برابر ہوتا ہے لیکن اس کا چہرہ اور منہ بڑا ہوتا ہے۔ بہترین قسم کی زماو کو ساترائی کہتے ہیں۔ یہ بندر سا مترائی مضاناست ختن سے لائی جاتی ہے۔

جانور کی دُم کی جڑ میں ایک چھوٹا سا نافہ ہوتا ہے جو جوڑ خُرد کے برابر ہوتا ہے۔ اس نافے میں پانچ یا چھ سوراخ ہوتے ہیں۔ ایک یا دو مہنتے کے بعد نافے سے نکال جاتی ہے جو وزن میں ایک تولہ آٹھ ماشے ہوتی ہے۔

بعض جانور اس قدر مانوس ہو جاتے ہیں کہ انسان آسانی سے اُن کے نافے سے زہاد نکال لیتے ہیں۔ اور بعض جو وحشی ہوتے ہیں اُن کو دھوکا دے کر ایک قفس میں بند کر دیتے ہیں اور اُن کی دُم ہاتھ میں پکڑ باہر کھینچ لیتے ہیں اور اس طرح دُم کی جڑ جہاں نافہ ہوتا ہے قفس کے باہر آ جاتی ہے۔ اس کے بعد صدف کے ذریعے سے زہاد نکال لیتے ہیں۔ یا یہ کہ خود نافے کو آہستہ آہستہ دبا کر زہاد نچوڑ لیتے ہیں۔ اس جانور کی قیمت تین سو سے پانچ سو روپیے تک پہنچ جاتی ہے۔ لیکن ترکوزیادہ خریدتے ہیں اس لئے کہ مادہ کی پیشاب گاہ عین نافے کے اوپر ہوتی ہے جس کی وجہ سے زہاد کو نکال کر اس احتیاط کے ساتھ دھوتے ہیں اور اس کے بعد استعمال کرتے ہیں۔

اس میں شبہ نہیں کہ یہ چیز بھی بہترین خوشبودیتی ہے اور اس کی بو دیر پا ہے جو عرصے تک کپڑے اور بدن سے نہیں جاتی۔ زہاد کو دھونے کے مختلف طریقے ہیں۔ اگر زیادہ مقدار میں کم ہوتی ہے تو سائے میں اور نہ کسی بڑے برتن میں رکھتے ہیں اور اُس کو تین مرتبہ ٹھنڈے پانی سے اور تین مرتبہ گرم پانی سے دھوتے ہیں۔ گرم پانی اُس کو پکا اور صاف کرتا ہے۔ گرم پانی سے دھونے کے بعد بار دو مرتبہ ٹھنڈے پانی سے دھوتے ہیں جس کی وجہ سے زہاد میں بستی پید ہوا جاتی ہے۔ اس عمل کے بعد تین مرتبہ لیمو کے عرق میں دھوتے ہیں جس کی وجہ سے ناگوار بو اُس سے نکل جاتی ہے۔ عرق لیمو میں دھونے کے بعد پھر تین مرتبہ ٹھنڈے پانی میں دھو لیتے ہیں اور اس کے بعد کپڑے سے نکال کر پیالے میں رکھتے ہیں اور رات کو گل چنبیلی یا رائے تیل یا سرخ گل یا گل کرشم میں لسا کر پیالے کو اٹا لٹکا دیتے ہیں اور دن کو سفید کپڑا پیالے پر باندھ کر اس کو دھوپ میں رکھتے ہیں جس کی وجہ سے تری کم ہو جاتی ہے۔ اور اس طرح جب یہ خالص ہو جاتی ہے تو قلیل مقدار گلاب میں ملا کر استعمال کرتے ہیں۔

گورہ۔ یہ سفید سیاہی مال ہوتی ہے۔ لیکن زیادہ کی سی اس میں خوشبو نہیں ہوتی یہ بھی مذکورہ بالا قسم کی طرح ایک جانور کی طراوش ہے جو عالم مستی میں پھینکتی ہے۔ یہ جانور زیادہ حیوان سے قدرے بڑا ہوتا ہے اور یہ بھی پین کی نواح سے لایا جاتا ہے۔ اس کی قیمت سو سے دو سو روپے تک پہنچ جاتی ہے۔

مہید۔ مذکورہ بالا قسم کے مماثل مگر نوعیت میں اس سے کم مرتبہ ہے۔ اس کو کسی دوسری چیز میں ملا کر استعمال کرتے ہیں۔ جانور جس سے مہید حاصل ہوتی ہے تقریباً ہر ملک میں بکثرت پایا جاتا ہے۔ بعض اشخاص اس کی رائے ہے کہ مذکورہ بالا جانور کے خشک تانوں کو پانی میں جوش دیتے ہیں جس سے ایک قسم کا روغن پانی کے اوپر آ جاتا ہے۔ اسے پانی سے علیحدہ کر لیتے ہیں اور اسی کو مہید کے نام سے موسوم کر کے فروخت کرتے ہیں۔

عود۔ اس کو ہندی میں اگر کہتے ہیں۔ یہ ایک درخت کی جڑ ہے جس کو آگھاڑ کر زمین میں دوبارہ نصب کرتے ہیں۔ ایسی حالت میں خراب جگہ بڑھا جاتا ہے اور خالص عود باقی رہ جاتا ہے۔

بعض اشخاص کا بیان ہے کہ اسی طرح درخت کو کام میں لاتے ہیں اور بار بار نصب کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ قدیم کتب میں مرقوم ہے کہ عود ہندوستان کے وسطی ممالک سے لایا جاتا ہے لیکن یہ تحریر سراسر غلط ہے جو محض وہم و خیال سمجھی جاسکتی ہے۔

عود کی مختلف اقسام ہیں۔ بہترین قسم کو سندلی اور وہم کو جبلی یا ہندی کہتے ہیں۔

عود کی خوشبو سے جوں پیدا نہیں ہوتی اور اسی لئے اس قسم کو بہترین خیال کرتے ہیں۔ بعض اشخاص سندلی اور جبلی دونوں کو ہم پلہ سمجھتے ہیں۔ اس کے اور بھی مختلف انواع ہیں۔ بہترین نوع تہندوری کہلاتی ہے۔ اس کے بعد قماری۔

قماری کے بعد قاقلی و تری و قطعی و چینی یا تسموری کا یکے بعد دیگرے پایہ و مرتبہ ہے۔ تسموری عود ترو شیریں ہوتا ہے۔

ان سے بھی کم مرتبہ عود کو جلالی مایوسانی و لوانی و ایطانی کہتے ہیں۔
تمام اقسام میں مندلی بہترین سمجھا جاتا ہے۔

سہندوری عود موٹا و پر و تر ہوتا ہے اس میں نشان سفیدی مطابق نہیں ہوتے
اور نیز آگ پر دیر تک قائم رہتی ہے۔

تماری میں جو عود کھود رنگ بلا سفیدی کے ہو اور فریہ و سیراب و ویر پا ہو،
بہترین سمجھی جاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سیاہ عود اپنی تمام اقسام میں بہترین ہے۔
یہ پانی میں ڈالنے سے تھیں بیٹھ جاتا ہے۔ سیاہ عود ریشہ دار نہیں ہوتا اور خیر یہ کہ
آسانی سے کٹ جاتا ہے۔

جو قسم کہ پانی میں تیرتی ہے اس کو بدترین خیال کرتے ہیں۔
کسی قدیم فرما تر و اسے عود کا درخت گجرات میں نصب کیا لیکن اس
زمانے میں جان پانیر میں پیدا ہوتا ہے اور آچین و دھنا سری سے بھی لایا جاتا ہے۔
جن شہروں کا قدیم کتابوں میں ذکر ہے وہاں آجکل عود کا نام و نشان ہی نہیں ہے۔
اس کو مختلف ترکیبوں سے ملا تے اور استعمال کرتے ہیں۔ اس سے کہانے سے
طبیعت خوش ہوتی ہے۔ اکثر اشخاص اس کی دھونی سے مسرت حاصل کرتے ہیں۔
اور ایک گروہ بہترین عود کو رگر گر بدن اور لب کس پر ملتا اور اس کی خوشبو سے
مخلوط ہوتا ہے۔

چوہ عود کے چکیدے کو کہتے ہیں۔ اس کو خاص دھام سے استعمال
کرتے ہیں۔

چوہ نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ مٹی کو روئی یا چاول کی بموسی میں ملا کر خوب
گڑھتے ہیں، جب دونوں اجزاء ایک ذات ہو جاتے ہیں تو ایک ایسی چھوٹی شیشی پر
جس کا منہ اس قدر بڑا ہو کہ اس میں انگلی چلی جائے مٹی کو لیستے اور خشک کرتے ہیں مٹی کی
مقدار اس قدر ہوتی ہے کہ ایک انگشت کی فرہی کے مطابق شیشی پر چڑھائی جاتی ہے
عود کے چھوٹے چھوٹے ریزے شیشی میں ڈالے جاتے ہیں۔ شیشی کو
تمام و کمال نہیں بھرتے بلکہ قدرے خالی رکھتے ہیں اور عود کو ایک ہفتے تک تر
رکھتے ہیں۔

اس کے بعد مٹی کا ایک برتن جس کے درمیان میں سوراخ ہوتا ہے۔ یہ پانی چوبلی پر گرتے ہیں اور شیشی کو الٹا کر کے برتن میں اس طرح لٹکاتے ہیں کہ شیشی کا منہ سوراخ کے باہر رہتا ہے۔

برتن کے نیچے ایک پیالہ پانی سے ابھر کر نکھوڑ دیتے ہیں اس طرح کہ شیشی کا منہ پانی کی سطح پر رہے۔ مٹی کے برتن میں اوپلے کی آگ دیتے ہیں۔ آج دھبی ہوتی ہے۔ اگر شعلے نکلتے ہیں تو پانی سے بجھاتے جاتے ہیں۔ عود میں تراش شروع ہوتی ہے اور چکیدہ قطرات پانی کی سطح پر جم جاتے ہیں۔

اس چکیدے کو پانی سے علیحدہ کر کے چند بار پانی و گلاب میں دھوتے ہیں جس کی وجہ سے چکیدے سے دود زردگی دور ہو جاتی ہے۔ جس قدر چکیدے سے زیادہ دھوتے ہیں اور جتنا بھی یہ پرانا ہوتا جاتا ہے، بہت سرونو نشو و نما ہوتا جاتا ہے۔

چکیدے کا رنگ سیاہ ہوتا ہے۔ بعض تجربہ کار اشخاص اس کو ترکیب سے سفید کر لیتے ہیں۔

ایک سیر عود میں دو تولے سے پندرہ تولے تک چکیدہ نکلتا رہتا ہے۔ بعض عرصے و طامع اشخاص خالص چکیدے میں صندل و بادام وغیرہ ملا کر اس میں فروخت کرتے اور دوسروں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔

صندل۔ اس کو ہندی میں چندن کہتے ہیں۔ اس کا درخت چین میں پیدا ہوتا ہے۔ عہد مبارک اکبری میں یہ درخت چین سے لاکر ہندوستان میں نصب کیا گیا اور سرسبز ہوا۔

صندل تین طرح کا ہوتا ہے۔ سفید، زرد اور سرخ۔ ایک گروہ کا خیال ہے کہ سرخ رنگ سفید سے سرد تر ہوتا ہے۔ دوسرا گروہ اس کے خلاف رائے رکھتا ہے۔ اس جماعت کا خیال ہے کہ سفید سرخ سے اور سرخ زرد سے زیادہ سرد ہے۔

بہترین قسم زرد رنگ ہے جو روغن دار بھی ہوتا ہے۔ اس کو مقاعری بھی کہتے ہیں۔ اس کو گڑ بڑن پر ملتے اور محفوظ ہوتے ہیں۔

سندل کو دوسرے طریقوں پر بھی استعمال کرتے ہیں۔

سلا برس۔ اس کو عزلی میں مٹیچہ کہتے ہیں۔ سلا برس ایک رومی درخت کا

گوند ہے۔

گوند کو جوش دے کر صاف کرتے ہیں۔ صاف شدہ کو مٹیچہ سائلہ

کہتے ہیں اور غیر صاف کو مٹیچہ یالبہ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ بہترین قسم وہ ہے جو کسی ترکیب خارجی کے خود بخود تنے سے بہے اور زرد ہو۔

کلبنگ۔ ایک درخت کی لکڑی ہے جو زیر آباد سے لائی جاتی ہے۔

لکڑی بھاری اور ریشہ دار ہوتی ہے۔ بعض اشخاص کا خیال ہے کہ یہ خام عود ہے جو اپنے طریقے کے مطابق کام میں لایا جاتا ہے۔ یہ پیسے سے سفید مائل بہ تیرنی ہو جاتی ہے۔ اس کو خوشبوئیات میں ملا تے اور اس سے تسبیح بھی بناتے ہیں۔

ملا گیر۔ یہ بھی کلبنگ کی مانند ایک درخت ہوتا ہے لیکن فسق

یہ ہے کہ نہ یہ جو ہر دار ہوتا ہے اور نہ کلبنگ کی طرح وزنی ہے۔ یہ پیسے سے سفید مائل بہ سرخی ہو جاتا ہے۔

لبان۔ خوشبودار گوند ہے جو جزیرہ جاوا سے لایا جاتا ہے بعض اشخاص

اس کو مٹیچہ یالبہ کہتے ہیں۔ لبان بھی مثل کافور کے آگ پر اڑ جاتا ہے۔

دوسری قسم لبان کی جس کو فارسی میں کندر دریائی کہتے ہیں تین میں پیدا ہوتا ہے

اور اس میں خوشبو نہیں ہوتی۔

اظفار الطیب۔ اس کو ہندی میں ننگھہ اور فارسی میں ناخن بویہ کہتے ہیں۔

یہ ایک جانور کے دوتخت خانہ سے نکالا جاتا ہے جو صدف سے مشابہ ہے۔

جانور کے سنبل کھانے سے اس میں خوشبو پیدا ہوتی ہے۔

اظفار الطیب ہندوستان کے بڑے دریاؤں میں پیدا ہوتا ہے اور

دریا کے قبضہ و سجن میں بھی پایا جاتا ہے۔ بحوں کے ننگھہ کو بہترین خیال کرتے ہیں۔

ابن مقامات کے عداوہ بحر احمر میں بھی پیدا ہوتا ہے۔ بعض اشخاص

قنز می اظفار الطیب کو بہترین خیال کرتے ہیں۔

اس کو روعن زرد میں ملا کر گرم کرتے ہیں۔ بعض اشخاص بلاروعن ملا کر ہونے

پکاتے اور پیس کر خوشبو نیاست میں لاتے ہیں۔

سنگندہ گوگلا۔ یہ ایک پودا ہے جو ہندوستان میں کثرت سے پایا جاتا ہے اور خوشبو نیاست میں کام میں لایا جاتا ہے۔
خوشبو نیاست کا ذکر کرنے کے بعد پھولوں کی نیرنگی کا بھی مختصر حال ہر یہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

چنبیلی۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ رائے چنبیلی۔ اس کے پھول میں پانچ یا چھ پنکھڑیاں ہوتی ہیں جو بیرونی جانب سرخی مائل ہوتی ہیں چنبیلی برگس ریزہ جو قسم اول سے چھوٹی ہوتی ہے اور جس کے بالائی سطح پر ایک سرخ خط نمودار ہوتا ہے۔ اس کا پودا ڈیڑھ یا دو گز کا ہوتا ہے۔ یہ درخت زمین پر پھیلا رہتا ہے اور پودے میں بیشمار شاخیں بڑی اور کثادہ نکلتی ہیں۔ درخت پہلے ہی سال پھولتا ہے۔

رائے بیل۔ یہ درخت یاسمن سے مشابہ اور مختلف اقسام کا ہوتا ہے۔ اس میں ایک نیز ایک سے زائد پتے ہوتی ہیں۔ پانچ پتے کا پھول کثرت پایا جاتا ہے۔ اس کی تہیں ایسی جھاگناہ نمودار ہوتی ہیں کہ ہر پتے کے ایک پھول کے شمار کی جاسکتی ہے۔

اس کا پودا ایک گز تک بلند ہوتا ہے اور پتیاں برگ لیمو کی مانند لیکن ان سے کسی قدر چھوٹی اور نرم ہوتی ہیں۔
مونگرا۔ رائے بیل سے مشابہ لیکن اس سے بڑا ہوتا ہے۔ اس کی پنکھڑیاں سو سے زیادہ ہوتی ہیں

رائے بیل سے کم خوشبودار ہوتا ہے لیکن اس کا درخت بہت بڑا ہوتا ہے۔
چنپہ۔ مخروطی شکل کا پھول ہے جو ایک انگشت دراز ہوتا ہے۔
پھول میں دس پنکھڑیاں یا اس سے زائد ہوتی ہیں۔ اس پھول میں مختلف تہیں اور ریزے پائے جاتے ہیں

اس کا درخت خوبصورت ہوتا ہے۔ پتیاں اور تنہ چار مغز سے مشابہ ہوتا ہے۔ سات سال کے بعد پھولتا ہے۔

کیتنگی۔ اس کی وضع صنوبر کی سی ہوتی ہے۔ درخت تقریباً سو اکر لائیں ہوتا ہے۔ پھول میں بارہ یا اس سے زیادہ ٹیکھڑیاں ہوتی ہیں۔ اس کی خوشبو بھنی اور خوش آئند ہوتی ہے۔ اس کا درخت چھ یا سات سال میں پھولتا ہے۔ کیوڑہ کیتنگی کی مانند لیکن اس کا ڈگنا ہوتا ہے۔ اس کے پتے خسار دار ہوتے ہیں۔ چونکہ اس کا درخت مختلف مقامات پر پیدا ہوتا ہے اس لئے اس کا قد یکساں نہیں ہوتا۔ درمیان میں ایک چھوٹی سی شاخ ریشہ دار اور شہد کے رنگ کی نمودار ہوتی ہے۔ اس شاخ میں کچھ خوشبو ہوتی ہے۔

پھول میں خشک ہونے کے بعد بھی خوشبو رہتی ہے۔ پھول کو لباس میں رکھ کر کپڑے کو بساتے ہیں۔ اس کی خوشبو دیر پا ہوتی ہے۔ اس کے درخت کا تنہ چار گزیں اس سے کچھ زائد بلند ہوتا ہے۔ پتیاں جواری کی طرح لیکن اس سے قدرے دراز ہوتی ہیں۔ پتیاں نکونی ہوتی ہیں اور سر گوشہ خاردار ہوتا ہے۔ درخت چار سال میں پھولتا ہے۔ ہر سال درخت کی جڑ میں نئی سٹی ڈالتے ہیں۔

کیوڑے کا درخت دکن و گجرات و آلوہ اور بہار میں بکثرت پایا جاتا ہے۔ چائہ۔ بڑے لالے کے پھول کی مانند ہوتا ہے۔ پھول میں اٹھارہ ٹیکھڑیاں ہوتی ہیں جن میں سے اوپر کی بالائی چھ ٹیکھڑیاں سبز و دوسری چھ میں کچھ سبزی مائل و کچھ سرخ اور بعض نیلی اور باقی چھ قطعاً سفید ہوتی ہیں۔

درمیان میں سدا بہار کے پھول سے مشابہ ہوتا ہے جس میں دوسو ریشے زرد رنگ اور ایک تکہ سرخ ہوتا ہے۔

شاخ سے توڑنے کے بعد پانچ یا چھ روز تر و تازہ رہتا ہے۔ خوشبو میں نیفٹے سے قنابلتا ہے۔

پڑمروہ ہونے کے بعد پکا کر کھایا جاتا ہے۔ اس کا درخت انا کے درخت کا سا ہوتا ہے اور پتیاں برگ لیو سے مشابہت رکھتی ہیں۔ سات سال میں پھولتا ہے۔

تسبیح گلال۔ یہ خوشبودار ہوتا ہے۔ اس کی ٹیکھڑیاں نخر سے مشابہ ہوتی ہیں درخت دو اکر لائیں ہوتا ہے اور چار سال کے بعد پھول دیتا ہے۔ اس سے

تسبیح بناتے ہیں۔ شاخ سے ٹوٹنے کے بعد بھی ایک ہفتہ شاداب رہتا ہے۔
 پھولسری۔ اس کا پھول یا سہین سے چھوٹا ہوتا ہے اور نیچے پٹیاں
 کترے دار ہوتی ہیں خشکی میں زیادہ خوشبودیتا ہے۔ اس کا درخت چار مغزے
 مشابہ اور دس سال میں پھولتا ہے۔

سنگار مار۔ لونگ کی شکل کا نابجی رنگ ہوتا ہے۔ درخت انار کی مانند
 اور پتیاں برگ شفتالو سے مشابہ ہوتی ہیں۔ پانچ سال میں پھول دیتا ہے۔
 کوزہ۔ شکل و قطع میں گلاب سے مشابہ ہے لیکن پودہ گلاب سے بڑا
 ہوتا ہے۔ پتیاں برگ گلاب کی سی ہوتی ہیں۔ پھول پنج برگ کی ہوتا ہے۔
 درمیان میں سنہرے تخم ریزے ہوتے ہیں۔ اس سے عیسر یا یہ تیار اور عرق گلاب
 کشید کرتے ہیں۔

پاول۔ اس میں پانچ یا چھ بڑی پنکھڑیاں ہوتی ہیں۔ پانی میں ڈالا جاتا ہے
 جس سے پانی خوش مزہ و خوشبودار ہوتا ہے۔ اکثر اشخاص اس کو مٹی میں ملا کر
 محفوظ رکھتے ہیں اور جب پھول دستیاب نہیں ہوتا تو اسے پانی میں ملاتے ہیں۔
 اس کا درخت اور پتیاں چار مغزے مشابہ ہوتی ہیں اور بارہ سال میں
 پھول دیتا ہے۔

جوتی۔ اس کی پنکھڑیاں ریزہ دار ہوتی ہیں۔ اس کی بیل درخت میں لپٹ
 جاتی ہے اور تین سال میں پھولتی ہے۔

نواٹھی۔ رائے بیل کی طرح تہ بہ تہ پھولتا ہے۔ لیکن اس کی پتیاں
 رائے بیل سے بڑی ہوتی ہیں۔ یہ بیل اس قدر پھول دیتی ہے کہ تمام پتیاں اور شاخیں
 پھولوں سے ڈھنک جاتی ہیں اور ایک سال بعد پھولنے لگتی ہے۔

کیوریل۔ پھول پنج برگہ اور گل زعفران سے مشابہ ہوتا ہے۔
 عہد مبارک میں یہ درخت فرنگ سے لا کر ہندوستان میں نصب کیا گیا ہے۔
 گل زعفران۔ ماہ اردی بہشت کے اوائل میں تیار و نرم زمین میں
 تخم ریزی کرتے ہیں۔ تخم آب باران سے پرورش پاتا ہے۔ اس کا تخم
 پیاز و لہسن کی گٹھی کی طرح ہوتا ہے۔ وسطہ آبان میں کھپاں نکلتی ہیں پودا

پاؤگز بلند ہوتا ہے۔ زمین کی حالت مختلف ہوتی ہے شاخ و حصے زمین کے اندر چلی آتی ہے اور کبھی اس کے برعکس بھی ہوتا ہے۔

پھول و پتوں پر نمودار ہوتا ہے جس میں پتیاں اور چھبڑی ریشے ہوتے ہیں۔ بیشک پتیاں سجدہ شاداب اور منقشی رنگ کی نمودار ہوتی ہیں جن کے بیچ میں تین پتیاں اور اسی رنگ کی ہوتی ہیں۔ ان کے درمیان میں تین ریشے زرد نمودار ہوتے ہیں جن کے آغوش میں تین دوسرے ریشے سرخ رنگ کے موجود ہوتے ہیں۔ انہیں آخرین ریشوں کو زعفران کہتے ہیں۔

اکثر اوقات زرد ریشے بھی سرخ ریشوں میں مکاری سے ملا دئے جاتے ہیں۔ قدیم زمانے میں دستور تھا کہ مزدوروں پر جبر کیا جاتا تھا اور ان کو مجبور کر کے ان سے پنکھڑیوں اور ریشوں سے زعفران علیحدہ کر لیا جاتا تھا اور مزدوروں پر اس کو دوپل نہک دیا جاتا تھا۔

غازی خاں چاک کے عہد سے یہ قاعدہ مقرر کیا گیا کہ پھولوں کے گیارہ حصے پاک کرنے والوں کے سپرد کئے جاتے تھے۔ ایک حصہ ان کی مزدوری میں دے کر لقیہ دس حصے ان سے واپس لئے جاتے تھے اور اس طرح دوسیر اکبر شاہی خالص زعفران حاصل ہوتی تھی۔

غلام یہ کہ اکبر شاہی دس پھولوں سے دوسیر خالص زعفران حاصل ہوتی ہے۔

جہاں پناہ حبیب بار سوم کشمیر شریف نے گئے تو قبلہ عالم نے ازراہ محنت شانہ اس قاعدے کو منسوخ فرمایا اور نئے قوانین جاری فرمائے جن سے عیسائی آسانیاں پیدا ہو گئیں۔

نیم کو ایک بار زمین میں بونے سے چھ سال تک پھول دیتا ہے بشرطیکہ زمین کی آبپاشی ہر سال ہوتی رہے پہلے دو سال خال خال پھول آتے ہیں لیکن تیسرے سال سے وقت بخوبی پھولنے لگتا ہے۔

چھ سال گزرنے کے بعد اگر گٹھی کو زمین سے نہ نکالیں تو سڑ جاتی ہے لہذا مجبوراً ایک جگہ سے نکال کر دوسری جگہ کشتکاری کرتے ہیں اور اس زمین کو

پانچ سال غیر مزروعہ چھوڑ دیتے ہیں۔

زعفران کی کھیتی سب سے زیادہ موضع بانو پور میں جوار و راج (مقامات مذکورہ کشمیر کے پائے تخت سری نگر کے جنوب میں واقع ہیں) کے تو الیہا میں ہے۔ کی جاتی ہے تخمیناً دس کوس تک برابر زعفران زار نظر آتا ہے۔

اس کے علاوہ اس کی کاشت پرگنہ پرس پور، نواح اندر کال، توابع کراج میں بھی قدرے ہوتی ہے چنانچہ پرس پور میں ایک کوس کے اندر اس کی کشتکاری ہوتی ہے۔

آفتابی۔ یہ پھول گول و کشادہ و پربرگ ہوتا ہے۔ اس کا رخ ہمیشہ آفتاب کی سمت ہوتا ہے۔ اس کا پودا تین گز تک بلند ہوتا ہے۔

کنول۔ دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک قسم وہ جو آفتاب کے روشن ہونے کے بعد پھولتا ہے اور آفتاب میں جانب حرکت کرتا ہے پھول کا رخ بھی وہی سمت اختیار کرتا ہے اور غروب آفتاب کے بعد بند ہو کر کھلی ہو جاتا ہے۔

یہ قسم گل شقائق سے مشابہ ہے لیکن اس کی سرخی بہت پھیکلی مائل بہ سفیدی ہوتی ہے اور اس کی پتیاں چھ سے کم نہیں ہوتیں۔ پھول کے اندر زرد ریشے ہوتے ہیں اور ریشوں کے بیچ میں ایک نمونے فاسد نمودار ہوتی ہے جس کی شکل محزوظلی ہوتی ہے اور اس کا قاعدہ اوپر کی جانب ہوتا ہے۔ اسی شے میں اس کا میوہ ہے جس میں تخم پیدا ہوتے ہیں۔

کنول کی دوسری قسم کا پھول چہار برگ ہوتا ہے جو چاندنی راست میں کھلتا ہے اور اسی طرح چاند کے دورے کے مطابق سمت بدلتا رہتا ہے لیکن قسم اول کے خلاف کھل کر پھربند نہیں ہوتا۔

جعفری۔ یہ پھول گول خوشنما ہوتا ہے اور صد برگ سے زیادہ بالیدہ ہوتا ہے۔ پھول پنج برگ ہوتے ہیں۔ صد برگ دو ماہ تک تروتازہ رہتا ہے۔ اس کا دخت انسانی قامت کے برابر ہوتا ہے اور اس کی پتیاں برگ بید سے مشابہ لیکن دندانہ دار ہوتی ہیں۔ درخت دو ماہ کے بعد پھولتا ہے۔

گر اھل گل لالہ کی طرح خوشنما و پیر برگ ہوتا ہے۔ اس کا پودا دو گز یا اس سے زائد بلند ہوتا ہے۔ پتیاں برگ توت سے مشابہ ہوتی ہیں، اور دو برس میں پھولتا ہے۔

رتن منجھتی۔ پھول چہار برگ کی اور گل یا سمن سے چھوٹا ہوتا ہے۔ اس کا درخت اور اس کی پتیاں رائے بیل سے مشابہ ہیں۔ دو سال میں پھولتا ہے۔

کیسو۔ پھول پنج برگ ہوتا ہے اور ہر پنکھڑی شیر کے ناخن کے مثل ہوتی ہے۔ پھول کے بیج میں زردوریشہ دار تولیدی شاخچہ ہوتا ہے جس کی شکل زبان کی سی ہوتی ہے۔ اس کا درخت بہت بڑا ہوتا ہے اور اس قدر پھولتا ہے کہ تمام عالم کو اپنی آتش انگیز روشنی سے منور کر دیتا ہے۔

کینر۔ بہت دنوں تک شگفتہ رہتا ہے۔ پھول خوش منظر اور دو قسم کا ہوتا ہے ایک سرخ اور دوسرا سفید لیکن زہراؤ ہوتا ہے جو شخص اس پھول کو اپنے سر پر رکھتا ہے جنگ و جدال میں مبتلا رہتا ہے۔ پھول زیادہ تر پنج برگ ہوتا ہے۔ شاخیں پھولوں سے لدی رہتی ہیں۔ درخت دو گز اونچا ہوتا ہے اور ایک سال میں پھولتا ہے۔

کدم۔ شاہی ٹوپی کی شکل کا ہوتا ہے۔ درخت اور پتیاں چار مغز کے پودے اور برگ سے مشابہ ہوتی ہیں۔

ناگ کیسر۔ گل سرخ کی طرح پنج برگ کی اور نازک تولیدی ریشوں اور ذروں سے معمور ہوتا ہے درخت اور پتیاں چار مغز کی مانند ہوتی ہیں۔ درخت سات سال میں پھولتا ہے۔

سمرن۔ اس کا پھول گل کنجد (سیسم کا پھول) کی مانند ہوتا ہے، جس کے درمیان میں زرد تولیدی ریشے ہوتے ہیں۔ اس کا پودا حنا سے اور پتیاں برگ بید سے مشابہ ہوتی ہیں۔

سرمی کھنڈی چنبیلی کی مانند لیکن اس سے چھوٹا ہوتا ہے۔ درخت دو سال میں پھولتا ہے۔

حشا۔ پھول چہار برگ کی گل نافرمان کی شکل کا ہوتا ہے ہر پودے میں

رنگ یہ رنگ کے پھول کھلتے ہیں۔

دو پہریا۔ گول مگر چھوٹا ہوتا ہے ہمیشہ پھلتا ہے۔ نیمروزیں کھلتا ہے۔
اس کا پودا دیگر بلند ہوتا ہے۔

بھون چنیا۔ نیلوفر سے مشابہ پنچ برگی ہوتا ہے۔ اس کا پودا ایک بالشت
بلند ہوتا ہے۔ یہ اکثر ان مقامات پر اگتا ہے جو زیادہ تر آبی رہتے ہیں کبھی کبھی
ایک پودا سطح آب کے اوپر نمودار ہوتا ہے۔

سدر سن۔ رائے بیل کی مانند ہوتا ہے پھول کے اندر زرد ریشے
ہوتے ہیں۔ اس کا پودا سوسن کے درخت کا سا ہوتا ہے۔

سینیل۔ پنچ برگی۔ ہر برگ کی درازی دس اور چوڑائی تین انگشت ہوتی ہے
رتن مالا۔ یہ گول اور چھوٹا ہوتا ہے۔ اس کے عرق کو پکا کر گندھک کے
تیزاب میں ملاتے ہیں۔ رنگ پائدار اور سرخ ہو جاتا ہے۔ اس میں کپڑے
رنگتے اور پہنتے ہیں۔ پھول اور جھوکور و غن کاؤ و روغن کنجد میں اس کو جوش دے کر
ارغوانی رنگ تیار کرتے ہیں۔

سوسن زرد۔ یا سمین کا سا ہوتا ہے لیکن کسی قدر دراز اس میں
پانچ یا چھ پتیاں ہوتی ہیں۔ درخت چنیل سے مشابہ ہوتا ہے اور دو سال میں
پھولتا ہے۔

مالتی۔ چنیل سے مشابہ لیکن اس سے چھوٹا ہوتا ہے پھول کے اندر
دائے خشنخاش کی مانند ڈرے ہوتے ہیں۔ دو سال یا اس سے کم و بیش میں
پھولتا ہے۔

کریل۔ سہ برگی مگر چھوٹا ہوتا ہے۔ کثرت سے پھولتا اور آنکھوں کو
تازگی بخشتا ہے۔ اس کو جوش دے کر پیتے اور اس کا اچار بھی ڈالتے ہیں۔
جیت۔ اس کا درخت بہت بڑا ہوتا ہے اور پتیاں برگ تمبرہندی
سے مشابہ ہوتی ہیں۔

چنیل۔ یہ پھول گلہ سے کی مانند ہوتا ہے۔ اس کی پتیاں برگ چار مغز سے
مشابہ ہوتی ہیں۔ درخت کی چھال کو پانی میں جوش دینے سے پانی کا رنگ

سرخ ہو جاتا ہے۔ درخت زیادہ ترکوہسار میں پایا جاتا ہے اور اس کی لکڑی
شیش کی طرح جلتی ہے۔ درخت دو سال میں پھولتا ہے۔
لاہی۔ اس کا پودا ڈیڑھ گز بلند ہوتا ہے۔ پھولنے سے قبیل اس کی
شاخوں کو پیس کر برادے کی روٹیاں پکاتے ہیں۔ اونٹ ان کو کھا کر فریہ مست
ہو جاتے ہیں۔

کروندہ۔ جھری کی مانند ہوتا ہے۔

دھنٹر۔ مانند نیلوفر ہیچ خوشنما ہوتا ہے۔ یہ درخت بیلدار ہوتا ہے۔

سرس۔ ریشمی نخ کی طرح ریشہ دار اور شاہی ٹوپی سے مشابہ ہوتا ہے۔

پھول بہت دور سے مہکتا ہے۔ اہل ہند اگرچہ پھل اور بیڑ کی پرستش کرتے ہیں
لیکن سرس کو بادشاہ درختاں خیال کرتے ہیں۔

درخت بہت بڑا اور عمارات کے کام میں آتا ہے۔ اس کے تنے

کے اندر سے ایک قسم کی سیاہ لکڑی نکلتی ہے جس پر ہمیشہ کارگر نہیں ہوتا۔

کنگلائی۔ پنج برگہ ہوتا ہے۔ ہر پتی چار انگشت دراز ہوتی ہے۔

پھول بھی درخوب صورت ہوتا ہے اور ہر شاخ پر صرف ایک ہی کھلتا ہے۔

سن۔ گلہ ستہ دار کھلتا ہے۔ درخت کی پتیاں برگ خیار سے مشابہ

ہوتی ہیں۔ درخت کی چھال سے ریشیاں بڑھتی ہیں جو بید مضبوط ہوتی ہیں۔

ایک قسم گل پنیہ کی مانند ہوتی ہے جس کو پٹ سن کہتے ہیں۔ اس کی

ریشیاں بید نرم ہوتی ہیں۔

ملک ہندوستان کے پھولوں کا مفصل حال بیان کرنا مجھے ایسے ناواقف شخص سے

محال ہے۔ ناظرین کی آگاہی کے لئے چند کی مختصر کیفیت معرض تحریر میں لائی گئی۔

ہندوستانی پھولوں کے علاوہ ایرانی و تورانی پھول یعنی گل سرخ،

نرگس، بنفشہ، یاسمین، کیو، سکوس، ریحان، رعنا، زیبا، شقائق، تاج خسرو،

قلم، نافرمان، خطمی وغیرہ بکثرت ہوتے ہیں۔ جا بجا باغ اور چمن کثرت سے

موجود ہیں جن سے آنکھوں کو تراوت و تازگی پہنچتی ہے۔

بیشتر ہر باغ میں پھولوں کے نصب کرنے میں ایک بے ترتیبی سی تھی،

جب حضرت فردوس مکان پادشاہ نے اس ملک کو عزت بخشی تو خیاباں بندی اور طرح ادائی نمودار ہوئی اور دلکشا عمارتیں تعمیر کرائی گئیں اور سامعہ افروز آبشاریں تیار ہوئیں جن کو دیکھ کر اہل عالم حیرت زدہ ہو گئے۔ ملک ہندوستان کے وہ گل و میوہ اور وہ شگوفہ و برگ و بیج وغیرہ جو بطور غذا و دوا استعمال کئے جاتے ہیں حد شمار سے باہر ہیں۔

اہل ہند کی کتابوں میں بیشمار اقسام و نام مذکور ہیں۔ حکماء نے ہند کا مقولہ ہے کہ اگر ہر درخت کی ایک ایک پتی توڑ کر جمع کی جائے تو ان پتیوں سے اٹھارہ بارواڑم ہو جائیگا۔

پانچ سرخ کا ایک آتش ہوتا ہے اور سولہ ماشے کا ایک گڑگ اور چہار گڑگ کا ایک پتل اور سویل کا ایک تلاء اور بیس تلاء کا ایک بار ہوتا ہے۔ رائج الوقت وزن کے اعتبار سے اٹھارہ بار چھیا نوے من کے برابر سمجھے جاسکتے ہیں۔

اہل ہند یہ بھی کہتے ہیں کہ درخت کی زندگی دو گھنٹی سے کم اور دس ہزار سال سے زیادہ نہیں ہوتی اور کوئی درخت ایک ہزار چوبیس سے زیادہ بلند نہیں ہوتا۔

حکماء نے ہند کا مقولہ ہے کہ درخت اپنی حیات دنیاوی کو پورا کر کے مندرجہ ذیل دس اشیا میں سے کسی ایک سے اصل ہو جاتا ہے:-
(۱) آتش (۲) آب (۳) ہوا (۴) خاک (۵) نبات (۶) جانوران۔
(۷) دو ماسہ (۸) سہ ماسہ (۹) چار ماسہ (۱۰) پنج ماسہ۔



آئین (۳۲)

— — — — — (۳۲) — — — — —

کراراق خانہ و توشک خانہ

— — — — —

جہاں پناہ کی توجہ سے طسرج طسرج کی صنعت نے رواج پایا اور
ایرانی و فرنگی و خطائی صنائع و سامان بہ کثرت پیش آئے لگا۔
ہر ملک سے کارپرداز استاد اور بمبیل ہنرمند ہندوستان میں وارد ہوئے۔
اور اہل ہند جوق جوق ان کے گرد جمع ہو کر مختلف صنعتیں سیکھنے لگے۔
دارالحکومت دلاہور اگرچہ فتح پور احمد آباد اور گجرات میں عجیب و غریب
صناعات نمودار ہوئیں اور انواع و اقسام کے نقش و نگار عجائب روزگار
بیل بوسٹے کاڑھے اور بنائے گئے جن کو دیکھ کر جہاں نور دیاج بھی عالم حیرت میں
مبتلا ہو گئے۔

شہر یار دانش آگاہ نے قلیل زمانے میں اس صنف کے تمام علمی و عملی مدارج
سے آگاہی حاصل کر لی اور قبضہ عالم کی قدردانی سے نادر روزگار استاد قلیل عرصے میں
اس ملک میں پیدا ہو گئے۔

جہاں پناہ کی قدر افزائی سے ہر طرح کی نقش بانی اور ابریشم طرازی
انتہائے کمال کو پہنچ گئی اور جس قدر صنعتیں تمام عالم میں پائی جاتی ہیں تمام و کمال
کارخانہ ہائے شاہی میں جمع ہو گئیں۔

تمام اہل عالم کو زیب و زینت کا جدید و انتہائی شوق دہسنگیر ہوا اور
جشن نشاط کی آرائش میں دہچند اضافہ ہوا۔

خرید کردہ و تیار شدہ و نیز پیشکش تمام اقسام کے سامان نہایت
احتیاط و ضابطہ پر محافطین کے سپرد کر دئے جاتے ہیں۔

جو سامان کہ دیکھنے یا تراشنے یا سینے یا پہننے یا عطا کرنے کے لئے پیشی والائیں
لایا جاتا ہے اُس کو اسی ترتیب سے نکالتے ہیں جس طرح کہ وہ رکھا گیا تھا۔

فراہم شدہ مال کی قیمت کا اندازہ لگایا جاتا ہے اور قیمت کی کمی و زیادتی
کے اعتبار سے کپڑوں کے مدارج اور اُس کی ترتیب مقرر کی جاتی ہے اور گزشتہ
اور موجودہ زمانے کی قیمتوں کا مقابلہ کرنے سے مال کی زیادتی میں اضافہ
ہو جاتا ہے۔

قلیل عرصے میں مرتبہ شناسی کی گرم بازاری ہوئی اور کثرت مال کی وجہ سے
قیمت اس درجہ گر گئی کہ غیاث نقشبند کا تیار کیا ہوا مال جو اس سے پیشتر
سوا شریفوں سے بھی زائد پر خریداجاتا تھا، اُس کی قیمت اب پچاس اشرفی
ہو گئی ہے۔

بیشمار اشیا میں تیس اور دس یا چالیس اور دس کا فرق آگیا
جہاں پناہ کی بلند ہمتی سے ہر طبقے نے اپنے رسوم کے مطابق مختلف پوشاک
اختیار کیں اور اُن پر گرفت نہ ہوئی اور نہ باز پرس کی گئی۔
تیار شدہ اشیاء کی تفصیل اور اُن کے حالات کا بیان بعد طولانی ہے۔
مولف ایسی تفصیل کو قلم انداز کر کے صرف ان لباسوں کا ذکر کرتا ہے جن کو قبلہ عالم
خود زیب تن فرماتے ہیں۔

۱۔ ٹکڑیہ۔ ایک تہے کا سادہ لباس ہے جو ہندی لوز کے موافق
تیار کیا گیا ہے۔ قدیم زمانے میں یہ جامہ چاک دامن اور چپ بند تھا قبلہ عالم نے
اس کپڑے کا دامن گول کیا اور جانب راست بند لگایا۔ سات گز مکتہ اور آٹھ گز
کپڑے میں تیار ہوتا ہے جس میں پانچ گرہ میں بند تیار ہوتے ہیں۔
سادہ سدلانی کی اجرت ایک روپے سے تین روپے تک مقرر ہے۔

(جس جاعے میں طرح طرح کے نقش و نگار بنائے جاتے ہیں اس کی اجرت ایک روپے سے پونے پانچ روپے تک ادا کی جاتی ہے۔ اور اس میں ایک مثقال ابریشم خرچ ہوتا ہے۔)

سلا پٹیشوار۔ یہ جامہ بھی ٹکڑیہ کا سا ہوتا ہے لیکن اس میں بند سلا منے لگائے جاتے ہیں۔ بعض اشخاص بے بند کی پیشواز بھی تیار کراتے ہیں۔

دو تابی۔ یہ جامہ چھ گز چار گرہ ابرہہ دور چھ گز استر میں تیار ہوتا ہے۔ چار گرہ بند اور نو گرہ گوٹ میں صرف ہوتا ہے۔ اس کی مزدوری تین روپے سے ایک روپے تک ہے اور ایک مثقال ابریشم خرچ ہوتا ہے۔

شاہ آجیدہ۔ ایک گرہ میں ساٹھ دھاریاں بناتے ہیں جن کو شخصت خط بھی کہتے ہیں۔ اکثر اوقات یہ جامہ دہرے استر کا ہوتا ہے۔ بعض اشخاص اس میں روئی بھی۔ ایک گولتہ کام کی اجرت دو روپے مقرر ہے۔

(سوزنی۔ پائوسیر روئی اور دو دام ریشم خرچ ہوتا ہے۔ سنجہ دوز کی اجرت آٹھ روپے اور آجیدہ کار کی چار روپے۔)

فلجی۔ ڈیڑھ پائو روئی اور ایک دام ابریشم خرچ ہوتا ہے۔ اجرت دو روپے مقرر ہے۔

قبا۔ مرقعہ محاورے میں روئی دار لباس کو کہتے ہیں۔ اس میں ایک سیر صاف روئی اور دو مثقال ابریشم خرچ ہوتا ہے۔ مزدوری ایک سے چار روپے تک ادا کی جاتی ہے۔

گدر۔ یہ جامہ قبا سے بڑا اور چوڑا اور اس میں روئی بھی زیادہ بھری جاتی ہے۔ گدر ہندوستان میں پوتین کا کام دیتا ہے۔ اس میں سات گز کپڑا ابرے میں چھ گز استر میں چار گرہ بند میں اور نو گرہ گوٹ میں صرف ہوتا ہے۔ ڈھانی سیر روئی بھری جاتی ہے اور تین مثقال ابریشم خرچ ہوتا ہے۔ سلائی ڈیڑھ روپے سے آٹھ روپے تک ادا کی جاتی ہے۔

فرہنجی۔ سامنے سے کھلا ہوا ہوتا ہے اور اس میں بند نہیں لگائے جاتے۔ لیکن بعض اشخاص اس میں تکرہ لگاتے ہیں۔ اکثر اوقات اس کو کسی دوسرے

کپڑے کے اوپر پہنتے ہیں۔ ابر سے میں پانچ گز بار گره استر میں پانچ گز پانچ گز گره کوٹ میں چودہ گز کپڑا صرف ہوتا ہے۔ ایک سیر روئی اور ایک مشقال ابریشم صرف ہوتا ہے۔ مزدوری ایک روپے سے چار روپے تک ادا کی جاتی ہے۔ فرنگل۔ فرجی یا پنچی سے مشابہ لیکن اس سے بہتر و خوبصورت ہوتا ہے۔ اہل فرنگ کی ایجاد ہے۔ لیکن اس زمانے میں خاص و عام سب پہنتے ہیں۔ فرنگل طرح طرح کے تیار کئے جاتے ہیں۔

ابر سے میں نو گز ساڑھے چھ گز۔ استر میں نو گز ساڑھے چھ گز کپڑا خرچ ہوتا ہے۔ چھ مشقال ابریشم اور ایک سیر روئی خرچ ہوتی ہے۔ ایک تہی اور دو تہی ہر دو قسم کے فرنگل تیار کر لیتے ہیں۔ اجرت پانچ روپے مقرر ہے۔ چکن۔ بانائت و صوف اور موم جامے سے بنایا جاتا ہے قبلہ عالم نے ایک خاص قسم کا موم جامہ ایجاد فرمایا ہے جو بید سیک اور خوشیا ہے اور بارش میں پانی اس سے نہیں چھکتا۔

یہ لباس چھ گز کپڑے میں تیار ہوتا ہے اور پانچ گز کپڑا بند میں صرف ہوتا ہے۔ دو مشقال ابریشم بھی کام میں آتا ہے۔ بانائی چکن کی اجرت دو روپے، صوفی کی ڈیڑھ روپیہ اور موم جامے کی آٹھ آنے مقرر ہے۔

(شکار۔ مختلف اقسام کے کپڑوں سے سی جاتی ہے۔ یہ ایک تہی بھی ہوتی ہے اور دو تہی بھی۔ بخیہ دار بھی ہوتی ہے اور سادہ بھی۔ نیچے میں چھ گز استر میں تین گز پانچ گز کپڑا صرف ہوتا ہے۔ ابریشم اور آدھ سیر روئی صرف ہوتی ہے۔ اس کی سلائی چار آنے سے آٹھ آنے تک مقرر ہے۔)

مذکورہ بالا لباس میں ہر جامہ مختلف اقسام کا ہوتا ہے۔

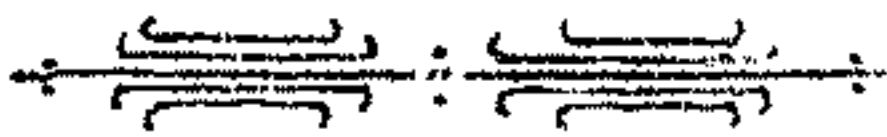
(رومال و دستار تہمد و دوپٹہ وغیرہ کا بیان حد امکان سے خارج ہے)۔ گرانمایہ خلعت جو قبلہ عالم آیام جشن میں زیب تن فرماتے ہیں اور جس کے عیلے سے اراکین و اعیان دولت کو سرسرازی کا حاصل ہوتی ہے اس قدر مختلف اقسام کی تیار کی جاتی ہیں کہ ان کی تفصیل معرض تحریر میں نہیں آسکتی۔

اس قدر مختلف اقسام کے تیار کئے جاتے ہیں کہ ان کی تفصیل معروض تحریر میں نہیں آ سکتی۔
 (فصل کے خاص لباس ہزار کی تعداد میں تیار ہوتے ہیں اور بارہ نقچے میں ایک سو بیس کپڑے حفاظت سے رکھے جاتے ہیں)
 جہاں پناہ پشمینے کو بجز عزیز رکھتے اور اس کا استعمال زیادہ فرماتے ہیں۔
 خاصہ شمال کی تیاری میں پشمینہ بکثرت مصرف ہوتا ہے۔
 قبلہ عالم کے اقبال جہاں کشالی کا حیرت انگیز کرشمہ یہ ہے کہ خاکے کا لباس
 ہر دراز کو تاج شخص کے جسم پر ٹھیک اور موزون ہوتا ہے جس کو دیکھ کر کہ وہ
 حیرت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔
 جہاں پناہ نے ہر لباس کو ایک جدید نام سے موسوم کیا ہے یہ ایجاد سامع کو
 فروغ دانش سے مستفید کرتی ہے۔

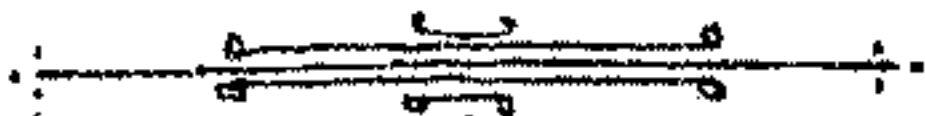
سُرَب گاتی..... جس سے تمام بدن چھپ سکے یعنی جامہ
 یاریراہن..... ازار.....
 تن زیب..... نیم تنہ.....
 پٹ گٹ..... رد مال، لنگی وغیرہ.....
 (پتھر گٹ..... برقع.....)
 سینس سو بھا..... ٹوپی و کلاہ.....
 (کیٹ گٹ..... مویاف.....)
 گٹ زیب..... پٹکہ.....
 پرم پرم..... شال.....
 پرم پرم..... پشمینے کی فسر.....
 کپور کپور..... کپور بلور جو ثبت میں بنی جاتی اور بجد عمدہ ہوتی ہے۔
 چرن دھرن..... پائے افراز.....
 اسی طرح بیشتر اشیا کو خوبترین و عمدہ ناموں سے موسوم کر کے شہرت دی۔

————— (۱۷۲) —————

آئین (۳۳)



شال



بادشاہ عالم پناہ نے اپنی کارگرگی سے شال میں سریم کر کے اٹس کی چار قسمیں قرار دی ہیں۔

لحوس۔ اسی نام کے ایک جانور کے بالوں سے تیار کی جاتی ہے۔ اس کے اصلی رنگ سیاہ و سفید و سرخ سے ہیں لیکن سیاہ رنگ بکثرت پایا جاتا ہے

بعض شال قطعی سفید ہوتے ہیں۔ یہ قسم سبکی و گرمی و نرمی ہر صفت میں مینظیر ہے۔ اہل زمانہ محض نمائش کی وجہ سے اس میں تغیر پسند نہیں کرتے تھے اور عام طور پر سفید ہی استعمال کرتے تھے۔ قبیلہ عالم نے اس کو مختلف الوان سے آراستہ و تیار کرایا لیکن حیرت یہ ہے کہ یہ شال سرخ رنگ قبول نہیں کرتا۔ سفید ایکہ جیں کو طر حداری بھی کہتے ہیں۔ اس کے اولن کا رنگ سفید یا سیاہ ہوتا ہے۔ اس کی تین قسمیں ہیں قطعاً سفید قطعاً سیاہ اور سیاہ و سفید آمیختہ (دھاری دار)۔

قدیم زمانے میں سفید رنگ کے شال صرف تین یا چار رنگ میں رنگے جاتے تھے۔ قبیلہ عالم نے اس کو بیشمار رنگوں میں رنگوایا و طرح طرح کے نمونے

تیار ہوئے۔

جہاں پناہ نے علاوہ سادے شال کے کا مدار شالیں بھی تیار فرمائے اور اسے نر ووزی، کلا بتوی، کشیدہ، قلف، بانڈھنوں، چھینٹ و اکیچہ و پرثہ دار، تمام اقسام حضرت شاہ کی جدت پسند طبیعت کے نتائج ہیں۔ قبلہ عالم نے چھوٹی چادروں کو اس قدر بڑھایا کہ جامہ رس ہو گئیں۔ چادروں کے مراتب روز و ماہ و سال و قیمت و رنگ و وزن کے اعتبار سے قرار پائے اور اس کام کے لئے ایک محکمہ قائم کیا گیا جس کو رائج الوقت محاورے میں مشل کہتے ہیں۔

عمال سررشتہ اس امر کا لحاظ کر کے ہر چادر کی نوعیت ایک کاغذ کے پرچے پر لکھ کر شال میں ٹانگ دیتے ہیں۔ اور چادریں مشق قیمت و عمدہ بھی ہوتی ہیں۔ اگر ایک ہی جنس کی چادریں قرار دیں، ماہ الہی میں آرمزد کے روز تو شے خانے میں داخل کی جاتی ہیں تو یہ چادریں ان تمام شالوں سے ہوتی ہیں وہی اعلیٰ خیال کی جاتی ہیں جو آرمزد کے علاوہ دیگر ایام میں داخل ہوتی ہیں۔ دوسری چادریں اگر قیمت میں یکساں برابر ہوتی ہیں تو برتری و کم پائی کا لحاظ یوم داخلہ کے اعتبار سے کیا جاتا ہے۔ اور اگر داخلے کا روز بھی ایک ہی ہوتا ہے تو جو چادر سبک تر ہوتی ہے وہ اعلیٰ شمار کی جاتی ہے۔ لیکن اگر اس صفت میں بھی مساوی ہوئیں تو رنگ کے لحاظ سے بہتر و کم تر خیال کی جاتی ہیں۔

الوان کے اعتبار سے اعلیٰ و ادنیٰ شمار کرنے کی ترتیب حسب ذیل ہے۔
 لچوس، سفید، سیچ، لعل، زریں، نارنجی، ترنجی، قرمزی، سیاہی، گل پنبہ، صندلی، آدمی، ارغوانی، عثابی، کھوٹلی، عسلی، سو سنی، منجھتی، گل ساسنی، سیلی، غلجی، پستچی، پر گل، گل خوار، برن، بھوج پتر، گلانی، آسمانی، تعلق، آبی، زیتونی، جگہی، زمری، چلتی، بیفتشی، چھری، انبوہی، منشکین، فاختی، ایک روزہ کے قواعد پر تمام سال کے آئین دستور کو قیاس کرنا چاہئے۔
 قدیم زمانہ میں شال گاہ گاہ کشمیر سے لائی جاتی تھی اور اس کے شائق

ایک ہی چادر کی چار تہ کر کے اوڑھتے تھے۔
اس زمانے میں ہر خاص و عام یہ تہ کی چادروں سے کاندھوں کو
زیب و زینت دیتا ہے۔

قلیہ عالم نے چادر کو دو تہ کر کے اوڑھنا شروع کیا جو دیکھنے میں بچہ
غوش منظر و زینت افزا ہے۔

(جہاں پناہ کی توجہ سے کشمیر میں شال یا فی کی صنعت میں بے انتہا
ترقی ہوئی اور لاہور میں ہزاروں سے زائد کارخانے کھل گئے۔)

(شال کے علاوہ لاہور میں ایک دوسرے قسم کی اونی ریشمی چادر بھی
تیار کی جاتی ہے جس کو تیاں کہتے ہیں۔ مایاں کے علاوہ پٹلے و دستار وغیرہ بھی
ریشم و اون کے تیار کئے جاتے ہیں۔)

مزید آگاہی کے لئے اس کارخانے کی ایک مختصر جدول پیش کی جاتی ہے۔

جدول زرعی

نام	قیمت	لمحہ تطبیق باقیمت حال
محل زربفت یزدی	طائی، پندرہ ہرے ایک سو پانچ ہر تک	۱۰ تا ۱۵
" فرنگی	دس ہرے ستر ہر تک	۱۰ تا ۱۵
" گجراتی	دس ہرے پچاس ہر تک	۱۰ تا ۱۵
" کاشی	دس ہرے چالیس ہر تک	۱۰ تا ۱۵
" ہردی		
" لاہوری	دس ہرے چالیس ہر تک	۱۰ تا ۱۵
زربفت برسر	تین ہرے ستر ہر تک	۱۰ تا ۱۵
" مطبوق	دو ہرے ستر ہر تک	۱۰ تا ۱۵
" میلک	تین ہرے ستر ہر تک	۱۰ تا ۱۵

تمام	قیمت	لمتھہ تطبیق باقیمت حال
زرینت گجراتی	چھ ہرے ساٹھ ہرتک	لومہ تا مالومہ
اسٹاس گجراتی	ایک ہرے تینتیس ہرتک	لہ تا مالہ
دارائی پاف	دو ہرے چاس ہرتک	لہ تا مالہ
مقیش	ایک ہرے بیس ہرتک	لہ تا مالہ
شرانی	چھ ہرے سترہ ہرتک	لومہ تا مالومہ
مشوہ فرنگی	فی گز ایک ہرے چار ہرتک	لہ تا مالہ
دیبا سئے یزدی	ایک ہرے ڈیڑھ ہرتک	لہ تا مالہ
دیبا سئے فرنگی	ایک ہرے چار ہرتک	لہ تا مالہ
خارا	پانچ روپے سے دو ہرتک	لہ تا مالہ
اسٹاس ختائی		
نوار ختائی		
خزینہ		
تفضیلہ (مکہ و معقلہ)	پندرہ روپے سے بیس روپے تک	لہ تا مالہ
آتا ہے		
کوٹہ و گجراتی	ایک ہرے بیس ہرتک	لہ تا مالہ
سندیل	ایک ہرے چودہ ہرتک	لہ تا مالہ
چیسرہ	نصف ہرے آٹھ ہرتک	لہ تا مالہ
دوپٹہ	چھ روپے سے آٹھ روپے تک	لہ تا مالہ
فوطہ	نصف ہرے بارہ ہرتک	لہ تا مالہ
پلنگ پوش	ایک ہرے بیس ہرتک	لہ تا مالہ

۲۵/۱۱/۵۵

جدول ابریشمی

نام	قیمت	مستحق تطبیق باقیمت حال
مخمل فرنگی	فی گز ایک ہر سے چار ہرتک	۱۰ تا ۱۵
کاشی	طاق دو ہر سے سات ہرتک	۱۵ تا ۲۰
یزیدی	دو ہر سے چار ہرتک	۲۰ تا ۲۵
شہیدی	دو ہر سے چار ہرتک	۲۵ تا ۳۰
ہرودی	دیرھ ہر سے تین ہرتک	۳۰ تا ۳۵
خانی	دو ہر سے چار ہرتک	۳۵ تا ۴۰
لاہوری	دو ہر سے چار ہرتک	۴۰ تا ۴۵
گجراتی	فی گز ایک روپے سے دو روپے تک	۴۵ تا ۵۰
قطیفہ یوربی	ایک روپے سے دیرھ روپے تک	۵۰ تا ۵۵
تاجہ یاف	طاق دو ہر سے تین ہرتک	۵۵ تا ۶۰
مطابق	ایک ہر سے تیس ہرتک	۶۰ تا ۶۵
شروانی	دیرھ ہر سے دس ہرتک	۶۵ تا ۷۰
سیلک	ایک ہر سے سات ہرتک	۷۰ تا ۷۵
کنواب دلائی	ایک ہر سے پانچ ہرتک	۷۵ تا ۸۰
نوار	ایک روپے سے دو ہرتک	۸۰ تا ۸۵
جوزی	چار روپے سے دس روپے تک	۸۵ تا ۹۰
مشجر فرنگی	فی گز دو روپے سے ایک ہرتک	۹۰ تا ۹۵
مشجر یزدی	طاق ایک ہر سے دو ہرتک	۹۵ تا ۱۰۰
اطلس فرنگی	فی گز دو روپے سے ایک ہرتک	۱۰۰ تا ۱۰۵
اطلس یزدی	پانچ روپے سے دو ہرتک	۱۰۵ تا ۱۱۰
خارا	فی گز ایک روپے سے چھ روپے تک	۱۱۰ تا ۱۱۵

تمام	قیمت	ملحقہ تطبیق باقیمت حال
سہ رنگ قلنی کستان فرنگی سافہ آئینہ دارائی سیٹی پوری قبا بند طائف بند لاہ	ایک ہر سے تین ہر تک ڈیڑ روپے سے دو ہر تک نصف روپے سے ایک روپے تک چار دام سے دو روپے تک فی گز ایک آنہ آٹھ پائی سے نصف روپے تک فی گز تین آنے دو پائی سے دو روپے تک چھ روپے سے دو ہر تک چھ روپے سے دو ہر تک دو روپے سے ڈیڑھ ہر تک فی گز دو آنے تین پائی ایک دھڑی سے پنج آنے سہ پائی تک	۳ تا ۸ ۳ تا ۸ ۳ تا ۸ ۳ تا ۸ ۳ تا ۸ ۳ تا ۸ ۳ تا ۸ ۳ تا ۸ ۳ تا ۸ ۳ تا ۸ ۳ تا ۸
مصری سار	نصف ہر سے ایک ہر تک فی گز دسواں حصہ روپے سے پانچویں حصہ روپے تک	۳ تا ۸ ۳ تا ۸
تشر	اندرونی تعداد تیسرے حصہ روپے سے دو روپے تک	۳ تا ۸ ۳ تا ۸
اطلس سادہ کرتہ دار الچہ	فی گز آٹھ آنے سے ایک روپے تک فی گز پانچویں حصہ روپے سے دو روپے تک	۳ تا ۸ ۳ تا ۸
تفصیلیہ کیمپوز نوٹ	آٹھ روپے سے بارہ روپے تک فی گز نصف روپے سے ایک روپے تک	۳ تا ۸ ۳ تا ۸

۳۵

جدول پارچہ جات ریشمانی (سوتی)

نام	قیمت	بحقہ تطبیق باقیمت حال
خاصہ	تین روپے سے پندرہ ہزرتک	۱ تا ۱۵
چوتھار	دو روپے سے نو ہزرتک	۱۶ تا ۳۰
پنکھل	چار روپے سے پانچ ہزرتک	۳۱ تا ۴۵
تین شکہ	چار روپے سے پانچ ہزرتک	۴۶ تا ۶۰
سیرئی صاف	دو روپے سے پانچ ہزرتک	۶۱ تا ۷۵
گنگا جیل	چار روپے سے پانچ ہزرتک	۷۶ تا ۹۰
بھیروون	چار روپے سے چار ہزرتک	۹۱ تا ۱۰۵
سہن	ایک ہزرتک سے تین ہزرتک	۱۰۶ تا ۱۲۰
چھوٹ	لکھائی روپے سے ایک ہزرتک	۱۲۱ تا ۱۳۵
آٹاک	لکھائی روپے سے ایک ہزرتک	۱۳۶ تا ۱۵۰
اساوری	ایک ہزرتک سے پانچ ہزرتک	۱۵۱ تا ۱۶۵
بافتہ	ڈیڑ روپے سے پانچ ہزرتک	۱۶۶ تا ۱۸۰
محمودی	لکھائی ہزرتک سے چار ہزرتک	۱۸۱ تا ۱۹۵
پنججو لہیہ	ایک ہزرتک سے تین ہزرتک	۱۹۶ تا ۲۱۰
سسالو	تین روپے سے دو ہزرتک	۲۱۱ تا ۲۲۵
گروہ سوتی	ڈیڑ روپے سے دو ہزرتک	۲۲۶ تا ۲۴۰
ڈوریج	چھ روپے سے دو ہزرتک	۲۴۱ تا ۲۵۵
ہار و شالی	چھ روپے سے دو ہزرتک	۲۵۶ تا ۲۷۰
سبیلہ و لکھئی	لکھائی ہزرتک سے دو ہزرتک	۲۷۱ تا ۲۸۵
ہرنگل	تین روپے سے دو روپے ایک	۲۸۶ تا ۳۰۰
منہیل	لکھائی ہزرتک سے دو ہزرتک	۳۰۱ تا ۳۱۵

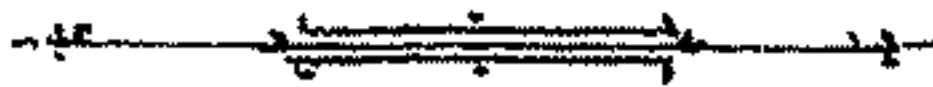
نام	قیمت	لمحہ تطبیق باقیمت حال
سربند	نصف ہر سے دو ہر تک	۸ تا ۱۰
دو پیٹہ	ایک روپے سے ایک ہر تک	۳ تا ۴
کن سنجہ	ایک روپے سے ایک ہر تک	۳ تا ۴
قوطہ	نصف روپے سے چھ روپے تک	۸ تا ۱۰
گوش پیچ	ایک روپے سے دو روپے تک	۳ تا ۴
جھولہ	نصف ہر سے ڈھائی ہر تک	۸ تا ۱۰
چھینٹ	فی گز دو دام سے ایک روپے تک	۱۰ تا ۱۲
گزینہ	آٹھ آنے سے ڈیڑھ روپے تک	۸ تا ۱۰
سلا آٹھ	فی گز دو دام سے چار دام تک	۸ تا ۱۰

جدول پشمینہ

۲۹

نام	قیمت	لمحہ تطبیق باقیمت حال
سقر لاط فرنگی و رومی	فی گز ڈھائی روپے سے چار ہر تک	۸ تا ۱۰
دپرنگالی		
ناگوری و لاہوری	دو روپے سے ایک ہر تک	۳ تا ۴
صوف مربع	چار ہر سے پندرہ ہر تک	۱۰ تا ۱۲
صوف مشجر	تین روپے سے پانچ ہر تک	۳ تا ۴
پرم نرم	دو روپے سے آٹھ ہر تک	۳ تا ۴
چیرہ پرم نرم	دو روپے سے پچیس ہر تک	۳ تا ۴
قوطہ	نصف ہر سے تین ہر تک	۸ تا ۱۰
جامہ دار پرم نرم	نصف ہر سے چار ہر تک	۸ تا ۱۰

نام	قیمت	لمحقة تطبیق باقیمت حال
گوشش بیج	ڈیڑھ روپے سے ڈیڑھ مہرتک	۸/۳۰
اغری	سات روپے سے ڈھائی مہرتک	۱۰/۳۰
پریم گرم	تین روپے سے ڈھائی مہرتک	۷/۳۰
کتاش	ڈھائی روپے سے دس مہرتک	۸/۳۰
چھوک	ڈھائی روپے سے پندرہ روپے تک	۸/۳۰
دورمہ	دو روپے سے چار مہرتک	۸/۳۰
چھو	ایک روپے سے دو روپے تک	۸/۳۰
ریٹوکار	دو روپے سے ایک مہرتک	۸/۳۰
مصری	پانچ روپے سے پچاس روپے تک	۷/۳۰
بڑ دیمانی	پانچ روپے سے پینتیس روپے تک	۷/۳۰
یانچی مند	دو روپے سے ایک مہرتک	۸/۳۰
کسک مند	دو روپے سے ایک مہرتک	۸/۳۰
سکیہ مند ولایتی	دو روپے سے ایک مہرتک	۸/۳۰
سکیہ مند ہندی	ڈیڑھ روپے سے پانچ روپے تک	۸/۳۰
لونی	چودہ دام سے چار روپے تک	۵/۳۰ پانی تا
کٹیل	دس دام سے دو روپے تک	۴/۳۰
کلاہ شیری	دو دام سے ایک روپے تک	۱۰/۳۰ پانی ک تا



تکین (۳۴)

پیدائش رنگ

ماہرین الوانیا سفید و سیاہ رنگ کو اصل اور مختلف رنگوں کے اجزائے ذاتی خیال کرتے ہیں اور رقیقہ رنگ کو انھیں دو رنگوں کی آمیزش کا نتیجہ بیان کرتے ہیں۔

ان حکما کا مقولہ ہے کہ کثیر سفیدی اور قلیل سیاہی کی آمیزش سے زرد رنگ پیدا ہوتا ہے اور اگر سفیدی اور سیاہی وزن و مقدار میں برابر ہوں تو اس درتیا ط سے سرخ رنگ نمودار ہوتا ہے۔

قلیل سفیدی اور کثیر سیاہی کی آمیزش میں رنگ سیاہی جڑا کرتی ہے۔ ان کے علاوہ دیگر الوان مذکورہ بالا رنگوں کی آمیزش و ترکیب سے بنتے پاتے ہیں۔

ماہرین فن کا بیان ہے کہ سردی تر جسم کو سفید اور خشک کو سیاہ کرتی ہے۔

اور گرمی سے تر جسم کو سیاہ اور خشک سفید ہوتی ہے۔ اس لیے کہ گرمی تر جسم کو سیاہ کرتی ہے۔

اسی طرح سردی سے خشک جسم کو سفید کرتی ہے۔ اور گرمی سے تر جسم کو سیاہ کرتی ہے۔

اثرات قبول کرنے کے قابل ہیں اور یہی ہے کہ اگر کسی جسم کو گرمی سے تر کر دیا جائے تو وہ سیاہ ہو جائے گا۔

مخصوصاً اگر کسی جسم کو گرمی سے تر کر دیا جائے تو وہ سیاہ ہو جائے گا۔

آئین (۳۵)



تصویر خانہ



صورت سے صاحب صورت کا نشان ملتا ہے اور اس نشان سے حقیقت کا اندازہ ہوتا ہے۔ پیکر خط سے حروف و الفاظ معلوم ہوتے ہیں اور حرف و لفظ سے معنی کا پتا چلتا ہے۔

اگرچہ تصویر میں (جو عرف عام میں مشہور ہے) جسم کی شبیہ اتارتے ہیں اور کاریروان فرنگ عجیب و غریب صورتوں میں بیشمار خالق عادات و اطوار کو نمودار کر کے ظاہر میں اشخاص کو خلوتِ تکرہ حقیقت کی سیر کراتے ہیں اور شبیہ پر اصل کا دھوکا ہوتا ہے لیکن خط و تصاویر سے کہیں بلند پایہ و عالی مرتبہ ہے کیونکہ یہ قدیم استادوں کے تجربات سے آگاہ کرتا ہے اور اس دہشت سے عقل و فہم میں ترقی نصیب ہوتی ہے۔ اسی امر کو ملحوظ رکھ کر مولف کتابخانے کا حال پیشتر معرض تحریر میں لاتا ہے۔

تصویر کشی کی بہترین قسم خطاطی ہے۔ جہاں پناہ اس پر خاص توجہ فراتے ہیں اور ظاہر و باطن ہر شعبے میں دور بینی سے کام لیتے ہیں۔ یہ امر قطعاً صحیح ہے کہ خط حسن پرستوں کی نگاہ میں ایک مفید و محدود جلوہ گاہ نور ہے اور دور میں حضرات کی رائے میں جام جہاں نما ہے جس میں

عالم کی سیر آسانی سے ممکن ہے

خط قلم آفرینش کا ایک روحانی نقطہ اور دست تقدیر کے ہاتھ کے نوشتے سے آسمانی کتاب یہ ہے۔ خط سخن کا راز دار اور قلم و ہاتھ کی زبان ہے۔ سخن صرف حاضرین کے قلب کو مطمئن کرتا ہے لیکن خط نردیک و دور ہر قسم کے شخص کو علم و کمال سے واقف کرتا ہے۔

اگر خط نہ ہوتا تو سخن میں حسان نہ پڑتی اور دل تک آنکھوں سے دور احباب و اعزہ کے پیام نہ پہنچتے۔

ظاہر پرست خط کو پیکر سیاہ خیال کرتے ہیں لیکن حقیقت شناس اس کو چراغ شناسانی سمجھتے ہیں۔

یہ سچ ہے کہ یہ طلست ہے لیکن اس تاریکی میں ہزاروں نورانی شمعیں پنہاں و تاباں ہیں۔ بلکہ یہ کہنا قطعاً صحیح ہے کہ تاریک چشم کے خال کے قریب نورانی فانوس درخشاں ہے۔

صنعت الہی کا نقش اور شہرستان حقیقت و معنی کا سواد ہے۔ رات ہے جس میں خورشید تاباں جلوہ فگن ہے۔ ایرسیاہ ہے جس سے تابان و درخشاں موتی برس رہے ہیں۔ بینائی کا خزانہ ہے اور حقیقت کا نہاں خانہ عجیب و غریب طلسم ہے جو خاموشی کے عالم میں گویا ہے۔ بلامذہ ہے لیکن قوت رفتار کا مالک ہے۔ افسادہ ہے لیکن راہ بلند پروازی میں سالک ہے۔

اس کی اصل حقیقت یہ ہے کہ خدا کی مشعل علم سے ایک پیر تو نفس ناطقہ پر پڑتا ہے قلب اس پر تو کو شہرستان خیال میں جو عبث و اورد مادی عالموں کے درمیان ایک رزخ ہے لے جاتا ہے تاکہ مجتہدات سے تعلق پیدا کرے اور مطلق شے قیود کی جگر بندیاں برداشت کرنے کی عادی ہو۔ اس مرحلے کے طے ہونے کے بعد پرتو آسانی عالم خیال سے دل میں اترتا ہے اور دل سے زبان پر آتا ہے اور زبان سے نکل کر ہوا کے ذریعے سے کان میں داخل ہوتا ہے اور اس کے بعد یکے بعد دیگرے مادی تعلقات سے آزاد ہوتا ہو

اپنے مرکز حقیقی کو واپس جاتا ہے۔

کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اس آسمان پر وارز مسافر کو سر انگشت سے امداد پہنچا کر قلم و سیاہی کے بڑ و بھر کی سیر کراتے ہیں اور تفریح سے فارغ کرا کے صفحہ قرطاس کے عشرت گدے میں اس کو اتارتے ہیں

یہ آسمانی ہومان صفحہ رس کا غنچہ اپنے نقش قدم چھوڑ کر خود نگاہوں کی راہ سے عالم بالا کو پرواز کر جاتا ہے

چونکہ خط و وصف کا پتہ دیتا ہے اس لئے تالیف کا اقتضا یہی ہے کہ ناظرین کی مزید آگاہی کے لئے حرف کی بھی مختصر کیفیت معرض بیان میں لائی جائے۔ واضح ہو کہ حرف ایک خاص کیفیت کا نام ہے جو ہوا کے اختلاف تموج سے پیدا ہوتی ہے۔

دو سخت چیزوں کے باہمی اتصال کو (ملنا) کو قترع کہتے ہیں اور ان کے شدید افتراق (جدا ہونا) کو قلع کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ مسیانہ ہوا پانی کی طرح لہریں لیتی ہے اور اس تموج سے ایک کیفیت پیدا ہوتی ہے جس کو آواز کہتے ہیں۔

بعض حکما تموج کو سبب قریب مان کر تموج ہوا ہی کو صوت سٹ کے نام سے یاد کرتے ہیں اور بعض اس کو سبب بعید جانتے ہیں۔ ان کی رائے ہے کہ تموج سے قترع اور قلع پیدا ہوتے ہیں اور ان دونوں کیفیتوں کے شدید اتصال کا نام آواز ہے۔ صوت کو دیگر کیفیات بھی عارض ہوتی ہیں یعنی زیری و بھی و غشگی و یحیدرگی۔ آخری کیفیت گرائی گلو کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔

خارج اور اجزائے ہوائی کی تقطیع سے ایک دوسری کیفیت عارض ہوتی ہے جس سے دو زیر و بم و دو غنہ اور دو بھوت (بیمیدگی) یا ہم ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں۔

بوعلی سینا کی رائے ہے کہ بعض کیفیت ثانی کے عارض ہونے کا نام حرف ہے۔

بعض حکما کی رائے ہے کہ دو گانہ کیفیتوں کے ایک دوسرے سے متماثل
اور جدا ہونے کو حرف کہتے ہیں
خلاصہ یہ ہے کہ ابن سینا عارض کو حرف جانتا ہے اور گروہ دیگر کی رائے میں
معروض کا نام حرف ہے۔

لیکن حقیقت شناس گروہ کا مذہب ہے کہ عارض و معروض کے مجموعے کو
حرف کہتے ہیں اور خاکسار مولف کی رائے میں یہی مشرب قرین تحقیق ہے۔
ہندی زبان میں باؤن حروف بولتے ہیں فارسی میں اٹھارہ اور
عربی میں اٹھائیس جن کی صرف اٹھارہ آوازیں ہوتی ہیں۔ اگر ہمزہ کو الف سے
جدا نہ سمجھیں تو حالت ترکیب میں صرف پندرہ آوازیں رہ جاتی ہیں۔
مفردات میں الف اور لام کو یکجا لکھتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ حرف ساکن کو
ضرورتاً کسی دوسرے حرف سے ملانا پڑتا ہے۔ لام کو اس لئے مخصوص کر لیا ہے کہ
لام الف کا اور الف لام کا دل ہے

قدیم زمانے میں اعراب نہ تھے چنانچہ مختلف رنگ کے نقطے مقرر تھے
جن سے اعراب کا کام لیا جاتا تھا مثلاً سرخ نقطہ اگر حرف کے اوپر بنایا جاتا تو
زبر کی علامت سمجھا جاتا تھا اور اس حرف کے سامنے پیش کی اور نیچے زیر کی
علامت کا نشان تھا۔

خلیل بن احمد عروضی نے ہر حرکت کے لئے ایک خاص صورت
مقرر کی جو آج تک رائج ہے۔

واضح ہو کہ خط کا حسن اس کے دیگر مراتب کی طرح اہل خط کے اختلاف مذاق
کی طرح مختلف ہے۔ ہر گروہ خاص حروف رنگ کا شیدائی ہے اور اسی کو خط کے
بہترین محاسن میں شمار کرتا ہے۔ خط کے اقسام یہ ہیں۔ ہندی سریانی،
یونانی، عبری، قبطی، معقلی، گونئی، کشمیری، حبشی، رسیحانی، عربی، فارسی، رومی، جمیری،
بربری، اندلسی، رومانی وغیرہ جن کا قدیم کتابوں میں ذکر ہے۔ بعض عبرانی کتابوں میں
خط عبری حضرت آدم صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کیا گیا ہے اور ایک گروہ نے
اس خط کو حضرت ادریس علیہ السلام سے نسبت دی ہے بعض اشخاص کی رائے ہے کہ

حضرت اوریس علیہ السلام نے خط معقلی ایجاد کیا۔
ایک جماعت کہتی ہے کہ امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
مفضلی سے خط کو فی ایجاد کیا۔

خطوط کا اختلاف دور اور سطح کے اختلاف پر مبنی ہے چنانچہ خط کو فی
ایک دانگ دور ہے اور باقی سطح (قلم کی زد اگر سیدھی ہے تو سطح ہے اور اگر
مدور ہے تو دور کہلاتی ہے) اور معقل تمام تر سطح ہے۔

قدیم عمارات کے کتابے بیشتر اس خط میں پائے جاتے ہیں۔ بہترین قسم
خط کی وہ ہے جس میں سیاہی اور سفیدی اس خوبی و صفائی کے ساتھ متوازن و ملحوظ
ہوں کہ پڑھنے میں شبہ نہ واقع ہو۔

زمانہ حال میں ایران و توران و ہند میں آٹھ قسم کے خط رائج ہیں
اور ہر گروہ ایک خاص خط کا شیرائی ہے۔ ان ہشت گانہ خطوط میں چھ خط
ابن مقفلہ نے مسئلہ ہجری میں معقلی و کو فی سے ایجاد کئے جن کے اسما
مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ ثلث ۲۔ توفیع ۳۔ رقاع ۴۔ تسخ ۵۔ ریحان ۶۔ محقق۔
ایک گروہ خط اعتبار کو ان خطوط میں اضافہ کر کے ابن مقفلہ کو سات خطوط کا
موجد قرار دیتا ہے۔

دوسرا گروہ خط تسخ کو یا قوت مستغنی کی ایجاد خیال کرتا ہے۔
ثلث و تسخ دو دانگ دور اور چار دانگ سطح پر مشتمل ہیں۔ خط ثلث
جلی ہے اور تسخ خفی۔

توفیع و رقاع سات دانگ دور اور باقی سطح پر مشتمل ہیں۔ تسخ
کی طرح جلی و خفی یعنی اقل الذکر جلی اور اکثر الذکر خفی ہے۔
محقق و ریحان ۱۰ دانگ دور و ۲۰ دانگ سطح اور باقی دور و سطح

ثلث و رقاع کی طرح جلی و خفی ہیں۔
علی بن ابی طالب جو ابن عباس کے نام سے مشہور ہے، مذکورہ بالا خطوط
میں سے ہر خط کا کامل خوشنویس تھا۔ یا قوت سے فن خوشنویسی کو مخرج کامل تکمیل پانچا

اور چھ نامی و گرامی شاگرد یا دگھار چھوڑے۔ شاگردوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔
 ۱۔ شیخ احمد المعروف بہ شیخ زادہ سہروردی، ۲۔ آغخون کابل،
 ۳۔ مولانا یوسف شاہ مشہدی، ۴۔ مولانا مبارک شاہ زرین قسطنطنیہ،
 ۵۔ حیدر گزدرہ نویس، ۶۔ میتربخی صوفی۔

نصرت اللہ صدر عراقی، ارتقون عبد اللہ، خواجہ عبد اللہ صیرفی،
 مولانا عبد اللہ آشپز، مولانا محی شیرازی، معین الدین تنویری شمس الدین خطائی،
 عبد الرحیم جلوئی، عبدالحی، مولانا جعفر تبریزی۔ مولانا شاہ مشہدی،
 مولانا معروف بغدادی، مولانا شمس الدین بالیسفری، معین الدین سراہی،
 عبدالحق سینوارسی، مولانا نعمت اللہ بابا خواجہ علی مومن موجد غبار افغانی درنگ آمیزی،
 سلطان ابراہیم فرزند میرانشاہ ہرخ، مولانا محبوب حکیم، حافظ مولانا محمود سیادش،
 مولانا جمال الدین، مولانا پیر محمد، میر فضل الحق قزوینی بھی بے بدل خوشنویس،
 اور خطوط شش گانہ کے کامل استاد تھے۔

خط کی ساتویں قسم تعلیق ہے جو رقاع و توقیع سے مستخرج ہے۔
 خواجہ تاج سلطانی شش قلم نے اس خط میں کمال پیدا کیا۔ بعض افسر ادکی
 رائے ہے کہ یہی شخص خط تعلیق کا موجد ہے۔

متاخرین میں عبدالحی نقشی سلطان ابوسعید مرزا نے اس خط میں
 بینظیر خوشنویسی کی۔

مولانا درویش دامیر منصور و مولانا ابراہیم استرآبادی و خواجہ احتیاء نقشی
 جمال الدین محمد قزوینی، مولانا ادریس اور خواجہ محمد حسین بھی اس خط کے مشہور آفاق
 استاد ہیں۔

جہاں پناہ کے میر نقشی اشرف خاں نے خط تعلیق کو معراج کمال تک پہنچایا۔
 آٹھویں قسم خط کی نستعلیق ہے۔ اس خط میں تمام دور ہی دور ہے اور
 سطح قطعاً نہیں ہے۔

مشہور ہے کہ حضرت صاحبقران کے عہد حکومت میں خواجہ میر علی تبریزی نے
 یہ خط نسخ و تعلیق سے استخراج کیا، لیکن یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

صاحبقران سے پیشتر زمانے کے چند رسالے اس خط میں ملے اور دیکھے گئے ہیں۔

میر علی تبریزی کے دو شاگرد اس خط کے بمثل استاد گزرے ہیں جو دوسروں پر سبقت لے گئے۔

یہ شاگرد مولانا جعفر تبریزی اور مولانا اظہر کے نام سے مشہور ہیں۔ اس خط کے خوشنویسوں میں مولانا محمد اولیٰ اپنے زمانے کے بنیظیر غنشی اور یکتائے روزگار خطاط تھے۔ مولانا باری ہروی بھی معروف خوشنویس ہیں، لیکن سرآمد خوشنویساں مولانا سلطان علی مشہدی ہیں جنہوں نے اگرچہ مولانا اظہر سے براہ راست تعلیم نہیں حاصل کی لیکن ان کے نوشتوں سے بیشمار فوائد و نکات اخذ کئے بشہدی کے چھ شاگردوں نے نام پیدا کیا جن کے اسماء مندرج ذیل ہیں۔

(۱) سلطان محمد خنداں (۲) سلطان محمد نور (۳) مولانا علاؤ الدین ہروی (۴) مولانا زین الدین (۵) مولانا عبیدی نیشاپوری (۶) محمد قاسم شادی شاہ۔ ان اشخاص میں سے ہر ایک نے جدید طرز پر خوشنویسی کی۔ مولانا سلطان علی فانی و مولانا بحرانی بھی اس خط کے بنیظیر استاد گزرے ہیں۔

ان حضرات کے بعد مولانا میر علی ہروی سرفہر خوشنویساں ہوئے۔ یہ بزرگ اگرچہ بظاہر مولانا زین الدین کے شاگرد تھے لیکن مولانا سلطان علی کے نوشتوں سے تعلیم حاصل کر کے استاد زمانہ ہوئے۔

مولانا میر علی ہروی نے اپنی عالی دماغی و مست سبت طبع سے مولانا سلطان علی کی روش میں تجلیات پیدا کئے اور نمایاں و شائستہ تصرفات اپنی یادگار چھوڑے۔

کسی شخص نے میر علی ہروی سے سوال کیا کہ آپ کے اور مولانا کے خط میں کیا فرق ہے۔ ہروی نے جواب دیا کہ اگرچہ میں نے بھی اس خط میں کمال حاصل کیا ہے لیکن مولانا کے خط میں تمکب ہی اور ہی ہے۔

محمود نیشاپوری، محمد اسحاق و شمس الدین کرمانی و مولانا جمشید معصومی
و سلطان حسین خجندی و مولانا عیشی و غیاث الدین بدایونی و مولانا عبد القادر
و مولانا مالک و مولانا عبد الکرم و مولانا عبد الرحیم خوارزمی و مولانا شیخ محمد
و مولانا شاہ محمود زریں قلم و مولانا محمد حسین تبریزی و مولانا حسن علی مشہدی
و میرزا کاشی و میرزا ابراہیم اصفہانی وغیرہ نے بھی اس خط کی مشق و خوشنویسی میں
عمر صرف کی۔

جہاں پناہ کی قدردانی سے انواع و اقسام کے خطوط کو کمال ترقی ہوئی
اور نادروں و نگار بہرمن استادوں کی گرم بازاری ہوئی، خاص کر خط نستعلیق کا
عالم ہی دوسرا نظر آنے لگا۔

جس کا دور قلم نے عہد بہار کی برتری میں ناموری حاصل کی وہ
محمد حسین کشمیری ہے جو زریں قلم کے خطاب سے سرفراز فرمایا گیا۔
یہ شخص مولانا عبد العزیز کاشاگر و دیگر لکھنؤی اصناف سے ہے کہ استاد پر بھی
سبقت لے گیا۔

اس کے نوشتوں میں مذاقت و دوا و مزید مناسب و موزوں ہوتے ہیں۔
ماہرین فن محمد حسین کشمیری کو ملا میر علی کا ہم پلہ خیال کرتے ہیں۔
مولانا باقر میر ملا میر علی مشہور و محمد حسین کشمیری و مولانا عبد الحمید
مولانا دوری، مولانا عبد الرحیم میر عبد اللہ و ملا علی قزوینی، علی حسین کشمیری
نور اللہ اور قاسم ارسلان لکھنؤی نامور استاد و اسی عہد پر کہ خط انار یا بیوند سے
تر بہشت یافتہ ہیں۔

جہاں پناہ سے اس پینے پھر علی سے کتا سبب خاص ہے کو پینے حنون میں
تقسیم فرمایا۔

ایک شلخ قصہ شکاری کے اندر ہے اور ایک بارادین ہر و شکاریوں کو
مختلف شعبوں میں تقسیم فرمایا۔ ہر شعبہ تمام علوم و فنون کی کتب و مسائل
تیمار و فنون کی اہمیت کے اعتبار سے مختلف درجے میں شمار کی جاتی ہیں
اور ہندو و فارسی و یونانی و کشمیری و عربی و انگریزی کی کتابیں

نظم و نشر کے اختلاف کے لحاظ سے ترتیب وار پیشگاہ حضور میں لائی جاتی ہیں۔
 علماء و فاضلان آگاہ دل کتابوں کی نوعیت کے متعلق جہاں پناہ سے
 عرض کرتے ہیں اور بادشاہ علم پرور ہر کتاب کو اول سے آخر تک سنتے ہیں۔
 ہر روز جس صفحے یا سطر تک کتاب پڑھی جاتی ہے حضرت خود اپنے قلم سے
 اُس مقام پر ہندسہ شمار تحریر فرما دیتے ہیں اور پڑھنے والے کو عدد و اوراق کے مطابق
 زر سرخ و سفید بطور انعام عطا ہوتا ہے۔

شاید ہی کوئی مشہور کتاب باقی رہ گئی ہو جو محفل شاہی میں پڑھی نہ گئی ہو،
 اور کوئی داستان قدیم و کلمات حکمت و عجائبات علوم ایسے نہ ہوں گے جو
 اس پیشوا سے عقلاً کو یا ذہن ہوں۔ قبیلہ عالم کسی کتاب کو مکرر سننے سے کبیدہ خاطر
 نہیں ہوتے بلکہ بے حد شوق کے ساتھ کتابوں کو بہ کرات سماعت فرماتے ہیں۔
 اخلاق ناصری، کیمیائے سعادت، قابوس نامہ، مکتوبات شریف مینری،
 گلستان، حدیقہ، مشکوٰۃ معنوی، جام جم، بوستان، شاہنامہ، تہذیب نظامی،
 کلیات خسرو و مولانا جامی، دیوان غنائی و انوری و دیگر کتب تاریخ ہمیشہ
 محفل مبارک میں پڑھی جاتی ہیں۔

اہل زبان و زبان داں حضرات کا ایک گروہ ہمیشہ ہندی و یونانی
 و عربی و فارسی زبانوں کی کتابوں کا دوسری زبانوں میں ترجمہ کرتا ہے۔ چنانچہ
 اس کا مختصر حال ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

یہ کچھ جدید میرزا علی میر فتح اللہ شیرازی کی جاں فشانی اور راقم الحروف کی
 امداد سے کشن جوگی گنگا دھر مہانند نے فارسی سے ہندی میں ترجمہ کیا۔
 کتاب مہا بھاریت کا جو ہندوستان کی قدیم تاریخ ہے نصیب خاں
 و مولانا عبد القادر بدایونی و شیخ سلطان تھانوی نے ہندی سے فارسی میں
 ترجمہ کیا۔

انہی حضرات نے کتاب رامائن کا جو ہندی کی ایک قدیم تالیف اور
 راجہ راجندر کے حالات و نیز بیشمار فوائد حکمت پر مشتمل ہے فارسی زبان میں
 ترجمہ کیا۔

کتاب اتھرن جن کو اہل ہند کتب آسمانی میں سے ایک صحیفہ خیال کرتے ہیں۔ حاجی ایراہیم سمرقندی نے فارسی زبان کے قالب میں ڈھالا۔ لیلیاوتی جو فن حساب میں حکماء کے ہندوستان کی بہترین تصنیف ہے، برادر مکرم شیخ ابوالفیض فیضی کی کوشش سے فارسی زبان کا جامہ پہن کر نمودار ہوئی۔

تیاچک جو علم نجوم کی بہترین و معتبر کتاب ہے، حضرت کے حکم سے مکمل خان گجراتی نے فارسی زبان میں ترجمہ کیا۔ واقعات حضرت کیتی ستانی جو فرمانروائی کے لئے بہترین دستور العمل ہیں، میرزاخان خانخاناں نے ترکی زبان سے فارسی میں ترجمہ کیا۔ تاریخ کشمیر جو اس ملک کے چار ہزار سال کے واقعات پر مشتمل ہے، مولانا شاہ محترم شاہ آبادی کے من کوشش سے فارسی زبان میں ترجمہ کی گئی۔ معجم البلدان کی جو احوال بلاد و امصار میں عجیب و غریب و نیز ضخیم کتاب ہے، ملا احمد رشتہ و قاسم بیگ و شیخ مسعود وغیرہ نے عربی سے زبان فارسی میں ترجمہ کیا۔

ہرینس جو سری کشن کے حالات کا ایک معتبر نسخہ ہے، مولانا شیر علی کی کوشش سے فارسی زبان میں نمودار ہوا۔

کتاب کلیلہ و منہ کو جو فن حکمت عملی کا نادر روزگار کارنامہ ہے اور جس کا ترجمہ اس سے پیشتر مولانا نصر اللہ مستوفی و ملا حسین واعظ کر چکے تھے، لیکن استعارات کی کثرت اور غریب الفاظ کی بہتات سے عام فہم نہ تھے، راقم الحروف نے فارسی کا جامہ پہنایا اور یہ جدید ترجمہ عیار دانش کے نام سے موسوم کیا ہوا۔

قصہ عشق نعل و دمن کو جو ہندی زبان میں ایک حبسگر گرازا قصہ ہے، شیخ فیضی فیاضی نے غنوی لیلیاوتی کی بحر میں فارسی کا جامہ پہنایا جو نعل و دمن کے نام سے مشہور ہوا۔

جہاں پناہ کو سررشتہ نقل و ترجمہ کی کارگزاری و نیز واقعات تاریخی سے

آگاہی ہوئی اور حضرت نے ارباب خدمت کو جو تاج سے ذوق رکھتے ہیں حکم دیا کہ ہزار سال آخر کے احوال عالم یکجا فراہم کریں۔

بیشتر نصیب خاں وغیرہ نے کام کا آغاز کیا۔ اس کے بعد مولانا احمد متوی نے ایک معتد بہ حصہ اس کتاب کا فراہم و تحریر کیا اور جعفر بیگ آصف خاں نے کتاب کو ختم کیا۔

آخر میں راقم الحروف نے کتاب کا مقدمہ لکھ کر تالیف کو مکمل کیا اور کتاب تاریخ الفنی کے نام سے مشہور ہوئی۔

شبیبہ کشی جس کو عرف عام میں تصویر کہتے ہیں تفریح و جانفشانی کا خوبترین نتیجہ ہے۔

جہاں پناہ کو اس فن لطیف سے ابتداء کے عمر سے ذوق و شوق ہے اور ہمیشہ اس امر پر توجہ فرماتے ہیں کہ اس فن کو روز افزوں ترقی ہو۔ قبلہ عالم کی قدر دانی و پرورش سے اس دلکش جادو نگاری کو انتہائی ترقی نصیب ہوئی اور ایک گروہ کثیر اس فن کا یکتائے روزگار پیدا کیا۔ معمول ہے کہ وار و فہ و تہجی ہر شخص کا کام ملاحظہ عالی میں پیش کرتے ہیں اور ہر مصلوہ اس کے کام و کمال کے مطابق انعام و اضافہ تنخواہ سے سرفراز فرمایا جاتا ہے۔

قبلہ عالم کے دست شفقت نے اہل عالم کی چشم بینش کو آگاہی کے سرے سے روشن فرمایا اور تقصیر کی قدر و طلب کی گرم بازاری ہوئی۔ رنگ آمیزی کا فن سراج کمال کو پہنچا اور صفائی و لطافت کو روز افزوں ترقی نصیب ہوئی۔

جادو نگار ہنرمند پیدا ہوئے جن کے کمال نے ہزار کی نادر کاری اور اہل رنگ کی سحر بردازی کے جو تمام عالم میں مشہور و معروف ہے انبار کے انبار لگا دئے۔ کام کی نزاکت اور نقش و نگار کی صفائی اور ہاتھ کی قوت کشید نے وہ مرتبہ حاصل کیا کہ ان کا فن استادوں کی تصویر کشی نے جسم آدمی اجسام کو مرتبہ حیوانیت عطا کر دیا اور یہ جان اسٹیا تصویر کے ذریعے سے

جیتی جاگتی صورتیں نظر آنے لگیں۔ سو سے زائد اس فن کے استاد پیدا ہو گئے جو گردہ کہ پائے کمال کے قریب ہے یا وہ طبقہ جس نے ابھی نصف راہ طے کی ہے اندازہ حساب سے باہر ہیں۔ اہل ہند کا کیا ذکر کروں کہ کیسی حقیقت طرازی کی ان بالکمال استادوں نے ایسی تصویریں تیار کیں جن کا مثل خواب و خیال میں بھی دکھائی نہ دیتا تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ تمام عالم میں اس جادو نگاری کا نشان کمتر مل سکے گا۔ بالکمال استادوں میں ایک شخص میر سید علی تیریزی ہے۔

اس مصور نے اپنے باب سے اس فن کی ابتدا کی تعلیم حاصل کی اور قبلہ عالم کے سایہ عاطفت میں کمال کو پہنچ کر نامور ہوا اور ستارہ اقبال نے عروج پر آکر مصور مذکور کو کامیاب و بامراد بنایا۔

اس فن کا دوسرا جادو نگار استاد خواجہ عبدالصمد شیریں قلم ہے۔ اس نامور شخص نے اگرچہ اس فن کو ابتدا اسے ملازمت سے پیشتر ہی سیکھ لیا تھا لیکن ملازمت کے بعد قبلہ عالم کی تعلیم و حضرت کی تکتہ آموزی کی برکت سے پائے تکمیل کو پہنچا۔

شیریں قلم نے بیشتر شاگردوں کو استاد و زمانہ بنادیا۔ (۱) دسویں شخص قوم کا اہلار ہے۔ اس کا رخائے میں ملازم تھا اور ہمیشہ در و دیوار پر نقش و تصویر بنایا کرتا تھا ایک روز جہاں پناہ کی آفتاب ٹپی اور حضرت نے اپنی دوسری بی بی سے اس کے ابتدائی نقوش سے جو ہر طبیعت کا اندازہ کر کے اسے خواجہ عبدالصمد کے سپرد کیا۔

شیریں قلم کی تعلیم سے دسویں شخص تکمیل تکمیل میں یکتا ہے زمانہ ہو کر بالکمال مصور ہو گیا۔

(۲) بسا اہل طرح آگنی مہر کشی و رنگتہ مہر کشی و غیرہ اس فن کی دیگر صنعتوں میں بیکانہ زمانہ ہوا بعض بار پناہ کی آفتاب ٹپی ترچھ دیتے ہیں۔

ان کے علاوہ کیم و قفل و کند و کش و غیرہ قلمدان و ناف و نگین ہمیش

و کھینچ کر ن و تار او سنا نولا و ہر بنس و آرام جو اس فن کے طلبہ تھے،
بادشاہ رعیت نواز و ہنرمند و با کمال استادوں کی شفقت سے اپنے فن میں
نامور و مشہور ہوئے۔

حیرت انگیز امر یہ ہے کہ مجاز و صورت گری کی گرم بازاری نے جو
در اصل اس سے پیشتر خواب غفلت کا دل خوشش کن نظارہ ہے،
حقیقت و آگاہی کے جسم میں جان ڈال دی اور ناشناسائی کے مریض
دوائے درد پاکر صحت یاب ہوئے۔ تقلید پرست و تصویر دشمن افراد کی
چشم بصیرت داہوئی اور ہر فرد پیشرو مجاز میں حقیقت کا جلوہ نظر آنے لگا۔

ایک روز قلم عالم نے غایت کہ ہے میں جہاں صرف مریان سجادتمند کا
مجمع تھا، فرمایا کہ ایک گروہ فن تصویر کشی کا دشمن ہے اور اس پیشے کے معائب
بیان کرتا ہے لیکن ان کے اقوال و دلائل کو دل قبول نہیں کرتا بلکہ
قہر قیاس عقل پر ہے کہ یہ تصور اکثر طبعاً انسانیت سے زیادہ خدا شناس
ہو سکتا ہے اس لئے کہ یہ شخص جانور کی تصویر اتارنے میں اس کے ہر عضو کی
شبیبہ کھینچتا ہے اور تصویر کو تمام کر کے جیب دیکھتا ہے کہ یا جو وہ اس
ظاہری سحر نگاری کے وہ اس میں روح پھونکنے سے عاجز ہے تو اس شخص کو
خالق مطلق کی قدرت کاملہ کا اندازہ ہوتا ہے اور صانع با کمال کے آگے
سر بسجود ہو جاتا ہے۔

بس طرح کہ فن تصویر کشی معراج کمال کو پہنچا اسی طرح فن مذکور نے
عجیب و غریب نمونے و کارنامے بھی اپنی یادگار چھوڑے جنہوں نے
اہل عالم کو حیرت میں مبتلا کر دیا۔

فارسی نظم و نثر کی کتابیں تصویر و نقوش سے آراستہ کی گئیں اور ان کے
وچسپ بیانات کو واقعات کے اوراق و فضول میں سحر نگاری سے کام لیا گیا۔
واستان امیر حمزہ بارہ جلدوں میں تقسیم کی گئی اور اس کتاب میں
ایک ہزار چار سو حیرت انگیز تصویریں بنائی گئیں جن سے ناظرین انتخاب میں
مبتلا ہو گئے۔

جنگین نامہ، ظفر نامہ، اکبر نامہ، نزم نامہ و رامائن و تل و مین و کلیلہ و دمنہ
و عیار دانش وغیرہ کتابیں بہترین نقوش و تصاویر سے آراستہ و مزین کی گئیں۔
قاعدہ یہ تھا کہ قبلہ عالم خود جائے تصویر پر نشان بنادیتے تھے اور
پھر مہند استاد اس مقام پر سحر کاری کرتے تھے۔

حضرت کے حکم سے ملازمین بارگاہ کی تصویریں بھی کھینچی گئیں اور ان
مختلف تصاویر کے مجموعے سے ایک بہت بڑی کتاب تیار ہوئی۔ اس
کتاب نے مردوں کو حیات تازہ اور زندوں کو زندگی جاوید عطا کی جس طرح کہ
عہد مہدلت میں مصوروں کی قدر و قیمت میں صد چند اضافہ ہوا اسی طرح
نقاش و مدہب و جدول آرا و جلد بند وغیرہ کی بھی گرم بازاری ہوئی اور
ہر چار گروہ عطیات و انعام و مالانہ سے سرفراز و شاد کام ہوا۔
بیشمار منصبدار و احدی و سوار اس سررشتے کی خدمت پر مامور ہو کر
ممتاز و معزز ہوئے۔

پیادوں کی تنخواہ ایک ہزار دو سو دھام سے زیادہ اور چھ سو دھام سے
کم نہیں ہے۔

آئین (۳۶)

قورخانہ یعنی سلاح خانہ

قورخانے سے خانہ آبادی کا مرتبہ بلند ہوتا ہے اور لشکر آرائی کے تمام فرائض بخوبی انجام پاتے ہیں۔ اسی عہدہ شہتے کی وجہ سے دنیا فتنہ و فساد کے غبار سے پاک و عفاف ہو کر آباد و معمور ہوتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ بادشاہ مرتبہ شناس کو اس سررشتے پر بھرتو جتہ ہے۔ اور اس محکمے کی آرائش اور اس کی زیب و زینت میں نہایت غائر و انجام میں نگاہ سے کام لیتے ہیں۔

قبیلہ عالم کی جدت طراز طبیعت نے نئے نئے اسلحے ایجاد فرمائے اور تنہا زخمی و اسلحہ سازی کے کاروبار میں رونق پیدا ہوئی۔

اسلحہ کی مضبوطی کا یہ عالم ہے کہ قبیلہ عالم کے حضور میں ایک جوشن پر گولی ماری گئی بندوق کی قوت کے باوجود بھی گولی کی ضرب سے جوشن ڈڑا برابر بھی نہ دبا اور نہ پچھا۔

اس قدر تمھیار کارخانہ شاہی میں ہر وقت لامتناہی رہتے ہیں کہ آسانی کے ساتھ تمام پیادوں اور سواروں کو کافی ہو جاتے ہیں جہاں پناہ کی دور بینی نے تجارت پیشہ افراد کی آسانی کے لئے ہر تمھیار کی قیمت

قرار دی گئی اور ان قیمتوں پر کامل نگہداشت فرمائی۔

قبیلہ عالم نے خاصے کے ہتھیاروں کے نام و مراتب مقرر فرمائے ہیں۔
تلواروں میں تیس شمشیریں خاصے کی مخصوص کردی گئی ہیں ہر روز
ایک شمشیر حرم سرا کے اقبال میں جاتی ہے اور اس سے پیشتر کی تلوار باہر
واپس کردی جاتی ہے۔

بیرون حرم سرا کے ملازمین واپس کردہ شمشیر کو نوبت بہ نوبت
جمع کرتے جاتے ہیں

ان کے علاوہ چالیس دوسری تلواریں محفوظ رکھی جاتی ہیں تو کوئل
کہتے ہیں چپ خاصے کی تلواروں میں عطیات و دیگر جوہرات سے کمی
ہو جاتی ہے اور صرف بارہ تلواریں رہ جاتی ہیں تو کوئل سے خاصے کی خانہ پری
کردی جاتی ہے۔ بارہ ایک ہندی تلواریں ہفتے کے لئے مخصوص ہیں۔
ایک ہفتے کے بعد ہر تلوار کی نوبت آتی ہے۔

چالیس جمہدھراور چالیس کہو یہ بھی خاصے کے لئے مخصوص ہیں۔
اور ایک ایک ہفتے کے بعد بدلتے جاتے ہیں۔ ان میں سے بھی ہر ایک
تیس تیس کی عدد میں کوئل قرار دئے گئے ہیں۔ تلواروں کی طرح ان کا بھی عمارت
ہوتا ہے۔ آٹھ چاقو اور تین تیز سے اور تین برچھے بھی خاصے کے لئے
مخصوص ہیں جو ہر ماہ بدلتے جاتے ہیں۔ چھپا سہی شہدادی و سدائی و دیگر
اقسام کی چوٹیں کمانیں مانہ انتظام کے لئے مخصوص ہیں۔ ہر ماہ دو
کمانوں سے کام لیا جاتا ہے اور کارگزاری کے بعد واپس کی جاتی ہیں۔
ہر ماہ دو تلواروں کے حساب سے ہر سال چوٹیں شمشیریں ازگشت
ہوتی ہیں۔

ہفتے کے لئے تیس کمانیں عید آگاہ خاص کردی گئی ہیں۔ ہر ہفتے
ایک کمان واپس کی جاتی ہے۔
تیس کمانیں شمسہ ماہ کے لئے مخصوص ہیں۔
اسی طرح ہر ہتھیار کے مراتب و درجے مقرر کئے گئے ہیں۔

سواری کے وقت اور دربار عام میں امیر زادے، منصبدار اور
احدیاں (قور) ہتھیاروں کو ہاتھ میں لیتے اور کاندھوں پر رکھتے ہیں۔
چار چار ترکش و کمان و شمشیر و سپر چار چار سپاہی اٹھاتے ہیں۔
ان کے علاوہ نیزے، برچھے، تبر، زانغول (تبر و ستہ دار)
پیازی (گرز کی ایک قسم) گپتین (گپتی) کمان گردیہ (کمان غلولہ اندازی، غلیل)
اور کتک (چوب، دست، لاکھی) نہایت ترتیب و ضابطہ کے ساتھ
ہاتھ میں لئے اور کاندھوں پر اٹھائے جاتے ہیں۔

اونٹوں اور گھوڑوں کی بیشمار قطاریں ہر قسم و نوع کے ہتھیار سے
لدی ہوئی تیار و مستعد رہتی ہیں اور اسی طرح لاتعداد چنڈیں (اونٹوں کی قسم ہے)
وغیرہ سفر میں ہتھیاروں کی بار برداری کے لئے ہتیا و موجود رہتے ہیں۔
بارگاہ شاہی میں امرا و درباری اصحاب قور کے مقابل موڈب استادہ
رہتے ہیں اور سواری کے وقت عقب میں چلتے ہیں۔

ان کے علاوہ خاصے کے آراستہ ہاتھی و اونٹ و بیل و تقارے
و علم و کوسے و دیگر سامان شکوہ و عظمت قور کے ہمراہ رہتے ہیں۔
جفاکش و چالاک و سیا دل و اہتمام و انتظام کرنے ہیں اور میزبخشی
ان کو مدد دیتے ہیں۔

شکارگاہ میں تیز رفتار پیادے ہمراہ رہتے ہیں اور اکثر پیادے
سامان و اسباب بھی اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔

اختصار کو مد نظر رکھ کر اس سررشتے کے اسلحے کا مجمل حال جدول میں
درج کیا جاتا ہے۔ چند ہتھیاروں کی کیفیت تصویر کشی کر کے وضع
کردی گئی۔



جداول آئین قورخانہ

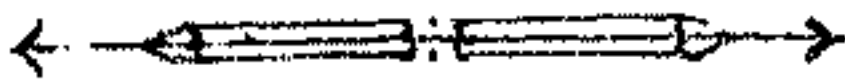
نام	قیمت	لمحہ تطبیق باقیمت حال
شمشیر	نصف روپے سے پندرہ ہرتک	۸ ر تا ۳۰
کھانڈہ	ایک روپے سے دس روپے تک	۸ ر تا ۳۰
گلیٹی عصا	دو روپے سے بیس روپے تک	۸ ر تا ۳۰
جمدھڑ	چار آنے سے ڈھائی ہرتک	۸ ر تا ۳۰
خنجر	نصف روپے سے پانچ روپے تک	۸ ر تا ۳۰
گھنچوہ	نصف روپے سے ڈیڑھ ہرتک	۸ ر تا ۳۰
جٹ کھاک	نصف روپے سے ڈیڑھ روپے تک	۸ ر تا ۳۰
بانک	نصف روپے سے ایک ہرتک	۸ ر تا ۳۰
جھبٹوہ	نصف روپے سے ایک ہرتک	۸ ر تا ۳۰
کٹارہ	نصف روپے سے ایک ہرتک	۸ ر تا ۳۰
نرہ بنگ موٹو	نصف روپے سے دو ہرتک	۸ ر تا ۳۰
کمان	چار آنے سے تین ہرتک	۴ ر تا ۳۰
تخش کمان	ایک روپے سے چار روپے تک	۸ ر تا ۳۰
ناوک	نصف روپے سے چار روپے تک	۸ ر تا ۳۰
تیر	فی دستہ ساڑھے تین روپے سے تیس روپے تک	۸ ر تا ۳۰
ترکش	چار آنے سے دو ہرتک	۴ ر تا ۳۰
ڈاڈی	چار آنے سے پانچ روپے تک	۴ ر تا ۳۰
تیر پردار	ایک دام سے ڈھائی دام تک	۵ پائی تا ۳۰
نیزہ	ایک روپیہ بارہ آنے سے چھ ہرتک	۱۴ ر تا ۳۰
پیکان کش	چار آنے سے تین روپے تک	۴ ر تا ۳۰
بڑ چھہ	تین روپے چار آنے سے دو ہرتک	۴ ر تا ۳۰

نام	قیمت	محققہ تطبیق باقیمت حال
سنگت	چار آنے سے ڈیڑھ روپے تک	۴۷ ر تا ۸۸ ع
سینٹھنی	چار آنے سے ایک روپے تک	۴۷ ر تا ۸۸ ع
سینلڑہ	دس دام سے بارہ آنے تک	۴۷ ر تا ۱۲ ر
گوز	چار آنے سے پانچ روپے تک	۴۷ ر تا ۵۷ ر
شش پر	نصف روپے سے تین ہر تک	۸ ر تا ۸۸ ع
گپتین	ایک روپے سے تین روپے تک	۸۸ ع تا ۷۷ ع
تبر	چار آنے سے دو ہر تک	۴۷ ر تا ۸۸ ع
پیازی	نصف روپے سے پانچ روپے تک	۸ ر تا ۵۷ ر
زاغول	نصف روپے سے ایک ہر تک	۸ ر تا ۷۷ ع
چکر بسوگ	ایک روپے سے چھ روپے تک	۸۸ ع تا ۷۷ ع
تبر زاغول	ایک روپے سے چار روپے تک	۸۸ ع تا ۷۷ ع
ترنگالہ	چار آنے سے دو روپے تک	۴۷ ر تا ۷۷ ع
کارو	دو دام سے دو ہر تک	۱۰ پائی ک تا ۸۸ ع
گپتی کارو	تین روپے سے ڈیڑھ ہر تک	۷۷ ع تا ۸۸ ع
چمچی کارو		
چاقو	دو دام سے چار آنے تک	۴۷ ر تا ۱۰ پائی ک
کروہ کمان	دو دام سے ایک روپے تک	۸۸ ع تا ۷۷ ع
گسندہ	پانچ دام سے تین روپے تک	۲ ر تا ۷۷ ع
تفنگ دھان	دس دام سے دو روپے تک	۴۷ ر تا ۷۷ ع
پشت خار	دو دام سے نصف روپے تک	۸ ر تا ۱۰ پائی ک
شصتہ آویز	دو دام سے ایک روپے تک	۸۸ ع تا ۷۷ ع
گرہ کشا	ایک دام سے چار آنے تک	۴۷ ر تا ۵ پائی ک
خار ماری	ایک روپے سے پانچ روپے تک	۸۸ ع تا ۵۷ ر

نام	قیمت	لمحقة تطبیق باقیمت حال
گوچن	ڈیڑھ دام سے چار آنے تک	۴ پائی ب تا ۴
گجنباک	ایک روپے سے پانچ روپے تک	۵ تا ۵
سپر	ایک روپے سے پچاس روپے تک	۵ تا ۵
وہان	نصف روپے سے چار مہرتک	۵ تا ۵
گھنڑہ	ایک روپے سے چار مہرتک	۵ تا ۵
پھرنی	ایک روپے سے ایک مہرتک	۵ تا ۵
ادانہ	آٹھ آنے سے پانچ روپے تک	۸ تا ۵
دبلغہ	نصف روپے سے ساڑھے تین مہرتک	۸ تا ۵
گوکھی	ایک روپے سے چار روپے تک	۵ تا ۵
نرہ کلاہ	ایک روپے سے پانچ روپے تک	۵ تا ۵
گھوگھوہ	ایک روپے سے دو مہرتک	۵ تا ۵
جلیبہ	بیس روپے سے دو سو ستر تک	۵ تا ۵
زرہ	نور روپے بارہ آنے سے سو مہرتک	۵ تا ۵
گتھر	چار روپے سے بارہ مہرتک	۵ تا ۵
جوشن	چار روپے سے نو مہرتک	۵ تا ۵
پہار آئینہ	دو روپے سے سات مہرتک	۵ تا ۵
گوکھی	پانچ روپے سے آٹھ مہرتک	۵ تا ۵
صا دتی	تین روپے سے آٹھ مہرتک	۵ تا ۵
آنگر کھہ	ڈیڑھ روپے سے پانچ مہرتک	۵ تا ۵
بھنجو	تین روپے سے دو مہرتک	۵ تا ۵
چہرہ زرہ آہنی	تین روپے سے دو مہرتک	۵ تا ۵
سلاح قبا	ڈیڑھ روپے سے ایک مہرتک	۵ تا ۵
دستوان	ڈیڑھ روپے سے دو مہرتک	۵ تا ۵

نام	قیمت	ملحقہ تطبیق باقیمت حال
راگ	ایک روپے سے دس ہتر تک	عمم تا ۱۰۰
گنڈہ سٹو بھا	ایک روپے سے دس روپے تک	عمم تا ۱۰۰
موزہ آہنی	آٹھ آنے سے دس روپے تک	۸ رو تا ۱۰۰
کچم	پچاس روپے سے نو سو روپے تک	۵۰ رو تا ۱۰۰
ارتک کچم	چار روپے سے سات ہتر تک	۴۰ رو تا ۱۰۰
قشقہ	ایک روپے سے ڈھائی ہتر تک	عمم تا ۱۰۰
گردنی	ایک روپے سے ایک ہتر تک	عمم تا ۱۰۰
چہل قد	پانچ روپے سے پچیس روپے تک	۵ رو تا ۱۰۰
بندوق	نصف روپے سے ایک ہتر تک	۸ رو تا ۱۰۰
بالن	ڈھائی روپے سے چار روپے تک	عمم تا ۱۰۰

آئین (۳۷)



توپ



یہ دیو پیکر آلہ ضرب جہاں نیانی کے قصر کا حیرت انگیز قفل اور کشور کشائی کے دروازے کی دل کشا کنجی ہے۔ فرمانروائی کا یہ فتح انگیز ہتھیار جس قدر کثرت سے عہد مہدلت میں پایا جاتا ہے شاید ملک روم میں بھی دستیاب نہ ہو سکے۔ بعض توپیں اس قدر بڑی ہیں کہ ہر توپ بارہ من کا گولہ اسکر سکتی ہے جس کو کئی ہاتھی اور ہزاروں گائے بیل اُسے کھینچتے ہیں۔ بادشاہ کشور کشا اس سررشتے کے انتظام کو اہم مقصد خیال فرماتے ہیں اور توپ سازی پر خاص توجہ سے جہاں پناہ نے اس محلے میں جفاکش داروغہ اور دوراندیش منشی مقرر فرما کر سررشتے کا معقول انتظام فرمایا ہے۔

قبلہ عالم نے طرح طرح کی نئی توپیں ایجاد فرمائیں جس نے تمام عالم کو حیرت و استعجاب میں مبتلا کر دیا۔

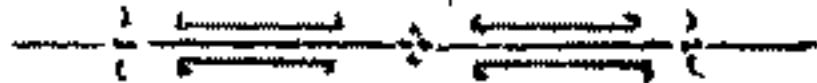
بادشاہ کا رات گاہ سے ایک توپ ایسی ایجاد کی کہ سفر میں اُس کے اجزا علیحدہ کر لئے جاتے ہیں اور آسانی کے ساتھ ایک مقام سے دوسرے مقام پر لے جائے جاتے ہیں اور سر کرتے وقت تمام حصے اس خوبی کے ساتھ جوڑ دئے جاتے ہیں کہ گولہ اندازی میں مطلق فرق نہیں آتا۔

جہاں پناہ نے سترہ توپوں کو باہم ایسا مرتبہ کر دیا ہے کہ ایک ہی فٹیلے سے تمام توپیں سر ہو جاتی ہیں۔ ایک توپ ایسی ایجاد فرمائی جس کو ایک ہاتھی آسانی کے ساتھ کھینچ سکے اور اس توپ کو گچ تال کے نام سے موسوم کیا۔

دوسری توپ ایسی تیار کی گئی کہ ایک شخص اس کو آسانی سے اٹھا کر بے تکلف چل سکتا ہے۔ یہ توپ تر تال کے نام سے موسوم ہوئی۔
قبائے عالم نے توپیں تمام ممالک محروسہ میں تقسیم فرمائیں اور ہر سو بے میں ضروریات کے لحاظ سے ان کا ذخیرہ فراہم کیا گیا۔ ان کے علاوہ بڑی و بھری جنگ آزمائی کی توپیں جو سفر میں فہمند فوج کے ساتھ رہتی ہیں جدا اور مخصوص کر دی گئیں۔ ان میں سے ہر ایک کی تعداد بشمار ہے۔

ہنرمند استاد نئی توپیں تیار کرتے رہتے ہیں، خاص کر گچ تال و تر تال کی ساخت ہر وقت اور بکثرت جاری ہے۔

امرا و اہدی اس اہم سررشتے میں مانا نہ تنخواہ پر مقرر ہیں۔
پیادے کی تنخواہ چار سو دام سے زائد اور سودام سے کم نہیں ہے۔



آئین (۳۸)



بندوق



قبلاً عالم کو اس ہتھیار سے بید مشوق ہے۔ جہاں پناہ بندوق کے تیار کرنے اور اس سے نشانہ لگانے میں یکتائے روزگار ہیں۔

جہاں پناہ نے ایسی بندوقیں تیار کرائی ہیں جن کو بارود سے لبالب بھر کر بھی چلائے ہیں تو بھی نہیں پھٹتیں۔

پشتر بندوق کو ایک راج سے ٹانگ نہیں بھر سکتے تھے اور سبزیہ کہ ہتھوڑے اور تہائی سے لوہے کے پتروں کو چڑا کر کے پتروں کے سروں کو باہم جوڑ دیتے تھے۔

بعض بندوقوں کے سروں کو باہم ملائے نہیں جاتے بلکہ ایک جانب سے آگے بڑھا رہتا تھا۔ اس میں نقصان کا اندیشہ تھا۔ خاص کر پہلی صورت میں زیادہ گزند پہنچ جاتا تھا۔

قبلاً عالم نے اس کی ساخت کا بہترین طریقہ اختیار فرمایا۔ لوہے کی کوفتہ چادر کو تہہ تہہ کر کے اس کو پھینک دیا۔ اس طریقے پر موڑا کہ ہر پہلو میں چادر بڑھتی گئی۔ ان تہیوں کو باہم بالکل نہیں ملایا بلکہ تہیں ایک کے اوپر دوسری رکھی گئیں جن کو آگ سے گرم کرتے گئے۔ لوہے کے پتروں کو آگ میں

گرم کر کے ان میں ایک کیل اس طرح ٹھونکی کہ سوراخ ہو گیا۔ تین یا چار ایسی تھیں بڑی بندوق کی ساخت کے لئے درکار ہوتی ہیں۔ چھوٹی بندوقوں میں اس طرح کی دو تھیں کافی سمجھی جاتی ہیں۔

بڑی بندوق دو گز کی اور چھوٹی سوا گز کی بنائی گئیں جس کو دھاتک کے نام سے موسوم کیا گیا۔

اس کا دستہ بھی مختلف قسم کا تیار کیا جاتا ہے۔

جہاں پناہ کی ہنر نوازی سے ایسی بندوقیں بھی تیار کی گئیں جو بغیر فستے کے صرف ماتھے کو جنبش دینے سے آگ پکڑ لیتی ہیں اور چل جاتی ہیں۔

بیشتر گولیاں ایسی بنائی گئیں جو تلوار کا کام انجام دیتی ہیں۔

بادشاہ کی قدر نوازی و خرد آموزی نے بشمار ہنرمند استاد پیدا کر دیے جن میں استاد کبیر اور حسین آہنگر خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

قاعدہ ہے کہ لوہا آگ میں سنجھتہ کرنے سے تقریباً نصف کم ہو جاتا ہے۔

بندوق کی تلی کی درازی مکمل ہونے کے بعد قبل اس کے کہ چادر کی

تھیں کی جائیں (یعنی ترچھا زیریں حصہ مکمل ہو) بندوق کے باہر اُن پر نقش

کر کے نمبر شمار کا ہندسہ بھی بنا دیتے ہیں۔ اس حالت پر پہنچ کر بندوق

گول کہلاتی ہے۔

ان مراحل کے طے ہونے کے بعد بندوق نامکمل حالت میں

جہاں پناہ کے ملاحظے میں پیش کی جاتی ہے اور ترتیب وار قصر شاہی کے

ملازمین کے حوالے کر دی جاتی ہے اور پھر اسی ترتیب سے بندوقیں طرفان

کے لئے بھی باہر لائی جاتی ہیں اس وقت گولی کا وزن مقصد سے ہوتا ہے اور

ترچھا زیریں حصہ تیار کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔

بڑی بندوقوں کی گولیاں وزن میں یکساں ہونا تاکہ سے زائد نہیں ہوں

اور چھوٹی بندوق کی گولیاں پندرہ ٹانکے تک بنائی جاتی ہیں۔

اول قسم کی بندوقوں کو سوا قبائے عالم کے اور کوئی فرد سر کرنے کی جرات

نہیں کر سکتا۔

یہ غول کی انجام پذیری کے بعد (یعنی نلی کی صفائی و مصقلے کاری کے بعد بندوق بار دوم قصر شاہی میں واپس کر دی جاتی ہے۔
بندوقیں ترتیب کے ساتھ محل شاہی میں رکھی اور اسی طریقے پر باہر نکالی جاتی ہیں۔

اس کے بعد حکم شاہی کے مطابق بندوقوں میں ترچھا زیرین حصہ نصب کر کے ایک کہنہ دستہ اس میں لگایا جاتا ہے۔ نلی کا ایک تہائی چھڑے اور گولیوں سے بھر کر بندوق چھڑائی جاتی ہے۔ اگر بندوق سے گولی پھینک نہ گری تو ہتھیار مکمل و بہترین سمجھا جاتا ہے۔

ان مراحل کے بعد بندوق بار دگر حضور میں پیش ہوتی ہے اور قبیلہ عالم نلی کے دہانے کی تکمیل کا حکم صادر فرماتے ہیں۔

ہتھیار میں اسی طریقے پر دستہ لگا کر امتحان کرتے ہیں۔ اگر گولی کی رفتار میں کمی ہوتی ہے تو بندوق کے اندر ایک لکڑی ڈال کر نلی کو سیدھا کرتے ہیں اور جہاں پناہ کے حضور میں بندوق سومان گر کے سپرد کی جاتی ہے۔ سومان گر بندوق کے بیرونی حصے کو حضرت کی فرمائش کے مطابق تراشتا اور تیار کرتا ہے۔

اس کے بعد بندوق پھر قبیلہ عالم کے حضور میں پیش ہوتی ہے اور بندوق کی لکڑی اور دستے کی نوعیت کا قرار دیا جاتا ہے۔ اس موقع پر چند امور نقش کئے جاتے ہیں۔

پختہ اور خام وزن جو پیشتر لکھا گیا تھا اور اب رنگ آلود ہو گیا ہے۔
جائے پیدائش آہن، انام آہنگ، جائے ساخت سال و ماہ و ہندسہ۔

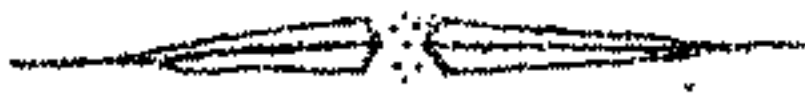
بعض اوقات بغیر لحاظ کسی خاص حکم کے ایک نامکمل بندوق کی حسب احکام تکمیل کی جاتی ہے، یعنی زیریں حصہ نصب کر کے ملا خطے میں پیش کرتے ہیں اور جہاں پناہ مائے کی راستی و گز و پیرگز کے درست کرنے کا حکم صادر فرماتے ہیں۔ اگر تمام امور حسب احکام انجام پا گئے ہیں تو بار دگر امتحان لینے کا حکم ہوتا ہے۔ اگر بندوق امتحان میں پوری اتری تو اسے کوبار سوم

حرم سرائے شاہی میں روانہ کر دیتے ہیں اور اس موقع پر بندوق کو سادہ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

اس بندوق کے ہمراہ پانچ گولیاں حرم سرا کے اندر روانہ کر دی جاتی ہیں۔ قبلہ عالم چار گولیاں خود داغے ہیں اور پانچویں گولی کے ساتھ بندوق کو واپس فرماتے ہیں۔ اُس وقت نلی اور دستے کے رنگ کا تعین کیا جاتا ہے اور تو الوانوں میں دستے کے لئے ایک خاص رنگ مخصوص کر دیا جاتا ہے۔ سونے اور لاجورد کی زیادتی و کمی کی وجہ سے دستوں میں اختلاف و فرق پیدا ہو جاتا ہے۔ نلی پر صرف ایک ہی رنگ چڑھایا جاتا ہے اور اس بار چارم بندوق رنگین کے نام سے حرم سرا میں داخل کی جاتی ہے۔ قبلہ عالم اس مرتبہ بھی بندوق کو چار مرتبہ چھڑاتے ہیں اور پانچویں گولی کے ساتھ اُس کو واپس کر دیتے ہیں۔ جب دس رنگین بندوقیں تیار ہو جاتی ہیں تو حکم ہوتا ہے کہ تلیوں کے دونوں سرے طلائی کر دئے جائیں۔ حکم شاہی کی تعمیل کے بعد ہتھیار قاعدے کے مطابق حرم سرائے شاہی میں روانہ کر دیا جاتا ہے۔ دس بندوقوں کی تکمیل کے بعد ہتھیار چیلوں کے پیرو کئے جاتے ہیں۔



آئین (۳۹)



میر غلام حسن

(ہندو قوں کو صاف کرنے کا آئین)



قدیم دستور تھا کہ جتا کش مزدور پیشہ آلات کے ذریعے سے
ہزار محنت و دقت ہندو قوں کو کچھ صاف کر لیتے تھے۔ جہاں پناہ نے
ایک چرخ ایسا ایجاد فرمایا کہ ایک نیل کی ایک گردش میں سولہ ہندو قوں کی
نلیاں قلیل مدت میں صاف ہو جاتی ہیں۔ ناظرین کی آگاہی کے لئے اس کچھ حشر کی
تصویر بنا دی گئی ہے۔

مراتب بندوق

بندوقیں جو خانہ شاهی میں موجود ہیں یا تو کارخانہ خاصہ کی ساختہ ہیں یا خرید کردہ یا پیشکش۔ ہر قسم میں دوازدہ گناہ ہر قسم کی بندوقیں موجود ہیں۔ ان ہر دو اقسام میں بھی سادہ رنگین و کوفت کارٹنیوں طرح کے ہتھیار بکثرت ہیں۔

ہزار ماہ بندوقوں میں سے قلیلہ عالم نے ایک سو پانچ بندوقیں خاصے کی مخصوص کر لی ہیں۔

بارہ بندوقیں دوازدہ ماہ کے لئے علیحدہ کر لی گئی ہیں۔ ہر بندوق ایک ماہ تک کام دیتی ہے۔ دوسرے ماہ کے آغاز پر دوسری بندوق استعمال میں آتی ہے۔ اسی طرح گیارہ ماہ کے بعد ایک بندوق کی باروگر باری آتی ہے۔

تیس بندوقیں ہفتوں کے لئے خاص ہیں۔ سات روز کے بعد دوسری کی نویت آتی ہے۔

بیس بندوقیں شمسی ماہ کے ساتھ خاص ہیں۔ ہر روز ایک بندوق کام میں لائی جاتی ہے۔

اکتیس کوئل ریتی ہیں اور بعض اوقات اٹھائیس۔ جس وقت ادین یا استعالی بندوقیں از کار رفتہ ہو جاتی ہیں تو کوئل سے اُس کی خانہ چڑی کی جاتی ہے۔

بندوقوں کی تقدیم و تاخیر کی ترتیب حسب ذیل ہے۔
ماہ، ہفتہ، ایام، کوئل، سادہ، رنگین، کوفت کار جو ملازم کے حوالے نہ کی گئی ہو، کوفت کار حوالہ شدہ و رازہ چیدہ، پیشکش یا خریدہ، دواہک چیدہ، پیشکش یا خریدہ، چیدہ، چیدہ از ہر دو۔

جہاں پناہ نے خاصے کی بندوقوں کے ساتھ چھکے کر دیے ہیں۔ پندرہ پندرہ بندوقوں کا ایک کشک ہے، جن کو بندوق انداز ہمیشہ

ہتیا و تیار رکھتے ہیں۔ ان کی ترتیب و تعداد استعمال حسب ذیل ہے۔
 روز یکشنبہ دواڑ اول، چار از دوم، پنج از سوم، چار از چہارم۔
 دوشنبہ، شنبہ و چہار شنبہ کی ترتیب یکشنبہ کے مطابق ہے۔
 پنجشنبہ اول و دوم، سابعہ تعداد سوم تین، چہارم پنج۔
 جمعہ اول ایک، دوم پنج، سوم چار، چہارم پنج۔
 خاصے کی خارج کردہ بندوقوں کی خانہ پڑی کے لئے بادشاہ نے
 پانچ مراتب اور مقرر فرمائے ہیں

نیم کوتل چودہ، پاؤ کوتل سات، نیم پاؤ چار، پل کوتل دو اور پل کوتل ایک۔
 کوتل کی بندوق خارج ہونے کے بعد نیم کوتل سے خانہ پڑی
 کی جاتی ہے اور اسی طرح ایک دوسری کی قائم مقام ہوتی ہے۔
 آخون قسم کی خارج شدہ بندوق کی بہترین خرید کردہ بندوقوں سے
 خانہ پڑی کرتے ہیں۔

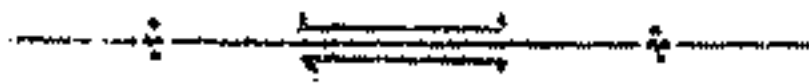
ایک سو ایک بندوقیں ہمیشہ قصر شاہی میں موجود رہتی ہیں جن کی
 ترتیب و سپردگی کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔
 غرہ ماہ الہی کو گیارہ بندوقیں شہستان اقبال کے ملازمین کے سپرد
 کی جاتی ہیں۔ ان میں ایک ایک بندوق ماہ، تہقہ، ایام، کوتل، سادہ، رنگین،
 گوشت کارنا، سپردہ، گوشت کار حوالہ کردہ، دراز چیدہ، دانک چیدہ اور چیدہ چیدہ
 یعنی گیارہ اقسام کی ہوتی ہیں۔

دوسرے روز سو ایک بندوق ماہ کے اسی ترتیب سے ہتھیار حوالے
 کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ دس روز برابر اسی تعداد میں بندوقیں خلوت کدے میں
 روانہ کی جاتی ہیں۔

قبائے عالم خود اکثر بندوقوں کو چھڑاتے ہیں۔
 جلب ہر بندوق سرکاری جاتی ہے تو بار دیگر شروع سے ابتدا
 کی جاتی ہے اور جب چار مرتبہ بندوق چھڑائی جاتی ہے تو حرم سرا کے باہر
 واپس کر دی جاتی ہے اور واپس شدہ ہتھیار کی ترتیب و اسی قسم کی بندوق سے

خانہ پری کی جاتی ہے۔

ماہ نو کے آغاز پر ماہ گزشتہ کی غیر مستحالی بند وقیں آخری قرار پاتی ہیں اور ماہ رواں کے ہتھیار نمبر شمار کے حساب سے اول ہو جاتے ہیں۔
قاعدہ ہے کہ تہیکچی خاصے کے ہتھیاروں کے شکار کی تعداد کو لکھتے جاتے ہیں۔ چنانچہ قبلاًء عالم نے خاصے کی بہترین بند وق سے جو سنگرام کے نام سے مشہور اور ضرور دین ماہ کے لئے مخصوص ہے ایک ہزار انتیس جانور شکار کئے ہیں۔



آئین (۳۰)

ماہوار و ہندو چھی

قبیلہ عالم نے میردھ کی تنخواہ کے چار مراتب قرار دئے ہیں جو
مندرجہ ذیل ہیں۔

اول۔ تین سو دام۔

دوم۔ دو سو اٹھائی دام۔

سوم۔ دو سو پچاس دام۔

چارم۔ دو سو ساٹھ دام۔

دیگر بلان زمین کے پانچ مراتب ہیں اور ہر مرتبے کے تین درج ہیں

جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

اول اول۔ دو سو پچاس دام۔

دوم اول۔ دو سو چالیس دام۔

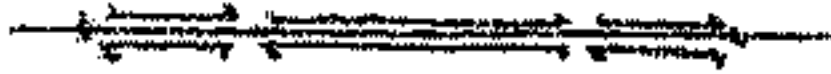
سوم اول۔ دو سو تیس دام۔

اول دوم۔ دو سو بیس دام۔

اوسط۔ دو سو دس دام۔

ادنی۔ دو سو دام۔

اول سوم۔ ایک سو نوٹسے دام۔
 اوسط دوم۔ ایک سو اسی دام۔
 ادنی سوم۔ ایک سو ستتر دام۔
 اول چارم۔ ایک سو ساٹھ دام۔
 اوسط یا میاں۔ ایک سو چاس دام۔
 ادنی۔ ایک سو چالیس دام۔
 اول پنجم۔ ایک سو تیس دام۔
 اوسط۔ ایک سو بیس دام۔
 ادنی۔ ایک سو دس دام۔



آئین (۴۱)

فیل خانہ

یہ عجیب و غریب جانور تو متدی میں پہاڑ اور دلیری و جان بازی میں شیر ہے۔ کشور کشائی میں مالک کے لئے عظیم الشان طاقت اور اعلاۃ شان و شوکت کا ذریعہ ہے۔ سپاہ و ملک کی آبادی کا محافظ اور حفاظت ملک و فوج کی بہترین سند ہے۔

ہندی ماہرین میدان جنگ میں بہترین ہاتھی کو پانچ سو سواروں کے برابر خیال کرتے ہیں۔

تیرا انداز بہادریوں کے ہمراہ ایک ہاتھی ہزار سواروں کا کام کرتا ہے۔ تند خوئی اور سپک خرامی میں تازی گھوڑے کا جواب ہے اور اطاعت پذیری و رموز دانی میں انسان کی طرح ہوشمند و داناست ہے۔ شورش مستی اور انتقام کشی میں انسان سے زیادہ کینہ ور ہے۔ مادہ کو باوجود اس کے کہ وہ اُس کی گرفتاری کا باعث ہوتی ہے کبھی نقصان نہیں پہنچاتا۔

نو عمر ہاتھیوں سے جنگ آزمائی نہیں کرتا اور اُن کے نقصان برائی کے در پے نہیں ہوتا۔

جانور کی حق شناسی کا یہ عالم ہے کہ اپنے خد متکبرانہ کو آزاد نہیں پہنچاتا۔
اُس کی عادت ہے کہ ہمیشہ خاک اڑاتا ہے لیکن سواری میں اس
حرکت سے باز رہتا ہے۔

حکایت ہے کہ ایک ہاتھی مستی کے عالم میں اپنے حریف سے
جنگ آزادی کر رہا تھا، ایک چھوٹا بچہ اُس کے پاؤں کے قریب پہنچ گیا۔
ہاتھی نے اُس خرد سال کے ساتھ محبت کا برتاؤ کیا اور سوٹھ سے اٹھا کر
اُس کو الگ رکھ دیا اور بار و گرانی میں مشغول ہوا۔

مستی کے زمانے میں جب قید سے آزاد ہو کر خود سری کا ہنگامہ
برپا کرتا ہے تو کسی شخص کی یہ مجال نہیں کہ اُس کے قریب جاسکے۔

اس عالم میں صاحب ہمت کارکن مادہ فیل پر سوار ہو کر اُس کے نزدیک
جاتا ہے اور اس کے پاؤں میں زنجیر ڈال کر گرفتار کر لیتا ہے۔
مادہ کا یہ عالم ہے کہ اپنے بچے کے سوگ میں غور و نوش ترک
کر دیتی ہے بلکہ بعض اوقات غم و الم میں خود بھی فنا ہو جاتی ہے۔

یہ جانور طرح طرح کے قواعد کو سیکھتا اور اُن پر کار بند ہوتا ہے اور
وہ اصول جن کو بجز موسیقی داں کے دوسرا شخص سمجھ نہیں سکتا، یاد کر لیتا ہے
اور اعضائے بدن کو انھیں اصول کے مطابق حرکت دیتا اور ہر قسم کے
اشارے کرتا ہے۔

یہ جانور کمان کشی و گولہ اندازی بخوبی سیکھ لیتا ہے اور اُفتادہ شے کو
اٹھا کر فیلیان کو دے دینے کی عادت بہت اختیار کر لیتا ہے۔ یہ قاعدہ ہے کہ
اناج کا دانہ گھاس میں لپیٹ کر ہاتھی کو دیا جاتا ہے۔ جانور فیلیان کے
اشارے سے دانے کو گوشہ دہن میں محفوظ رکھتا ہے اور تنہائی میں
دانہ منہ سے نکال کر پاسیان کو دے دیتا ہے۔

پستان و زادن گاہ کے اعتبار سے مادہ فیل انسان سے مشابہ ہے۔
اس کی زبان طوطے کی ہی طرح گول ہوتی ہے اور نیز جانور کے بیٹے بظاہر نظر
نہیں آتی۔

پیٹ کے اندر سے پانی سوٹنے کے ذریعے سے نکالتا ہے اور
اسے اپنے اوپر چھڑکتا ہے۔ پانی میں بدبو نہیں ہوتی۔ خود وہ گھانٹا ہے وہ سرے روز
شکم سے نکالتا ہے لیکن گھاس میں فرق نہیں آتا۔
اس جانور کی قیمت ایک لاکھ روپے سے پانچ سو تک مقرر ہے۔
برخ ہزاری مانتی بکثرت پائے جاتے ہیں۔ وہ ہزاری قیل بھی گاہ گاہ دستیاب
ہو جاتا ہے۔

مانتی کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) آپہنڈر۔ اس کے اعضائے بدن مناسب ہوتے ہیں۔
بلند سر کشادہ سینہ و دراز گوش ہوتا ہے۔ دم لمبی ہوتی ہے اور جانور
دلیر و محنتی ہوتا ہے۔

اس کی پیشانی سے ایک ٹہرہ بڑے موتی کی شکل و وضع کا نکلا جاتا ہے۔
اس ٹہرے کو گج نامتے کہتے ہیں جس میں عجیب و غریب خواص بیان
کئے جاتے ہیں۔

(۲) ہشتہ۔ اس قسم کا جانور سیاہ قام و زرد چشم بزرگ شکم ہوتا ہے۔
اس کا آلہ تناسل دراز ہوتا ہے اور جانور بچہ شوخ و ناہنجار ہے۔

(۳) ہرگس۔ سفید اندام خالدار (سفید جس پر سیاہ چٹیاں ہوں)
ہوتا ہے۔ اس کی آنکھوں کا رنگ سرخی و دی و سیاہی و سفیدی کی آمیزش کا
ایک مجموعہ ہوتا ہے۔

(۴) ہڑ۔ اس جانور کا سر چھوٹا ہوتا ہے اور آستینانی سکہ سا تھ
قرباں پذیر ہو جاتا ہے۔ بادل کی گرج سے بچہ ڈرتا ہے۔
اقسام مذکورہ بالا کے علاوہ مختلف قسموں کے جوڑا کھانے سے
انواع و اقسام کے جانور پیدا ہوتے ہیں جن کے جداگانہ نام ہیں اور ہر قسم کے
خواص ملندہ ہیں۔

جانور کا رنگ تین قسم کا ہوتا ہے۔ سفید سیاہ و گندم گوں۔
سنت رنج تم کے اعتبار سے بھی اس جانور کی تین قسمیں ہیں۔

اس فقرے کی تشریح بعد میں کی جائے گی۔

(۱) (فراوان ہست) (جس میں صفت است، غالب ہو) یہ جانور
بچہ پویشیاری و متناسب (عوضا، نیک منظر و میا نہ قد و کم خوراک ہوتا ہے۔
یہ جلد مطیع ہو جاتا ہے اور مادہ کی کم خواہش کرتا ہے۔ اس کی عکس
دراثر ہوتی ہے۔

(۲) (میش رنج) (جس میں رنج غالب ہو) تیز نظر ہلکا ہست، ناک
بہادر شوخ افعال، تندرخوا، بسیار خوار ہوتا ہے۔

(۳) (افزول مخم) (جس جانور میں مخم غالب ہو) خوردہ سرو تباہ کار
ہوتا ہے اور بچہ سونے اور کھانے والا ہے۔

مادہ اکثر اوقات اٹھارہ مہینے میں بچہ جنمی ہے۔ تین مہینے نزد مادہ کا
مادہ رحم میں آمیزش کھاتا ہے اور پارسے کی طرح حرکت کرتا رہتا ہے۔
پانچویں مہینے مادے کی حرکت کم ہوتی ہے اور اس میں کچھ قوام
آتا ہے۔

ساتویں مہینے تک نطفہ بخوبی لپستہ ہو جاتا ہے۔

نویں مہینے اس میں بالیدگی پیدا ہوتی ہے۔

گیارہویں ماہ جسم بنتا ہے۔

بارہویں مہینے رگ و ناخن و بال جسم پر ظاہر ہوتے ہیں

تیرہویں مہینے نزد مادگی کی علامات پیدا ہوتی ہیں۔

پندرہویں مہینے جان پڑتی ہے۔ اگر مادہ قوی ہوتی ہے تو

تر پیدا ہوتا ہے ورنہ مادہ۔

سولہویں مہینے بچے میں پوش و حواس پیدا ہوتے ہیں اور

سترہویں مہینے شکم مادر سے باہر آنے کی کوشش کرتا ہے۔

اٹھارہویں مہینے بچہ پیدا ہوتا ہے۔

بعض اشخاص کا بیان ہے کہ نطفہ پہلے ہی مہینے میں لپستہ

ہو جاتا ہے۔

دوسرے مہینے چشم و گوش و بینی و دہن و زبان نمودار ہو جاتے ہیں۔
تیسرے ماہ دیگر اعضا پیدا ہوتے ہیں۔
چوتھے مہینے بالیدگی و مضبوطی پیدا ہوتی ہے۔
پانچویں مہینے جانور مکمل ہو جاتا ہے۔
چھٹے مہینے ہوش و حواس پیدا ہوتے ہیں
ساتویں مہینے شناسائی کی قوت آ جاتی ہے۔
آٹھویں مہینے استقاط کا اندیشہ ہوتا ہے۔

نویں دسویں اور گیارھویں مہینوں میں جانور میں بالیدگی ہوتی ہے۔
بارھویں مہینے بچہ پیدا ہوتا ہے۔
اگر نر کا نطفہ قوی ہے تو بچہ نر پیدا ہوتا ہے اور اگر مادہ طاقتور ہے
تو مولود مادہ پیدا ہوتا ہے اور اگر دونوں کی طاقت برابر ہوتی ہے تو
بچہ خنثی پیدا ہوتا ہے۔

نر کا نطفہ رحم مادر میں جانب راست رہتا ہے۔ مادہ کا جانب چپ
اور خنثی کا رحم کے درمیان میں۔

اکثر اوقات مادہ کی وہ مستی جس کے بعد وہ حاملہ ہوتی ہے،
بارہ روز تک رہتی ہے۔ اس زمانے میں ایک قسم کا سرخ مادہ اُس کی
زادگاہ سے ٹپکتا رہتا ہے۔ اس حالت میں وہ عجیب و غریب حرکات
کرتی ہے۔ پانی اور مٹی سے کھیلتی اور کان اور دم کو اٹھاتی ہے۔ ہر وقت
نر کے پاس رہتی ہے اور اپنے کو قطعاً نر کی مرضی کے حوالے کر دیتی ہے،
اُس سے جدا ہونا پسند نہیں کرتی۔

نر کے دانت پر اپنا سر رکھ کر کھڑی رہتی ہے اور اس حالت میں
نر کے بول ویراز کو سونگھتی اور اُس کے قریب دوسری مادہ کو آنے نہیں دیتی۔
اکثر ایسا ہوتا ہے کہ نر کی ماتھا پانی سے عاجز ہو کر جوڑا کھانے پر
تیار نہیں ہوتی اور نر جبر کرتا ہے۔ دوسری مادہ اس کی آواز سن کر قریب
جاتی اور اُس کو نر کے بچے سے نجات دلواتی ہے۔

قدیم زمانے میں خانگی طور پر ماتھیوں کی نسل کو بڑھانے کا رواج نہ تھا اور اہل زمانہ اُس کو نامبارک خیال کرتے تھے۔ جہاں پناہ سے بہترین جانوروں کو پالا اور یہ شبہ قلوب سے دور ہوا۔ اکثر اوقات مادہ ایک ہی بچہ جنبتی ہے لیکن بعض مرتبہ دو بچے بھی پیدا ہوتے ہیں۔

بچہ پانچ سال تک دودھ پیتا ہے اور اس کے بعد قید طفلی سے آزاد ہوتا ہے۔ اس زمانے میں بچے کو بال کہتے ہیں۔ وہ سالہ جانور کو پوتہ نسبت سالہ کو بک اور سی سالہ کو کلمبہ کہتے ہیں۔

جانور ہرگز میں جداگانہ حالتیں اختیار کرتا ہے اور ہر حال میں جداگانہ نام سے پکارا جاتا ہے۔

ساتھ برس کے سن میں کرٹیل جوال ہوتا ہے اور ساٹھ تو یا ٹھاکا مصداق ہو جاتا ہے۔ اُس وقت اُس کا سر گیند کے دو ٹکڑوں کی مانند ہوتا ہے اور کان پھاج کی طرح کھلتے اور ملتے رہتے ہیں۔

آنکھ کا رنگ اگر سفید یا زردی سیاہی اور سرخی ملا ہوا ہوتا ہے تو جانور شائستہ و خوب خیال کیا جاتا ہے۔ پیشانی ہموار ہوتی۔ اُس کی سطح پر شکن و گنبر نہیں ہوتے۔

ناک کی بجائے سونڈ ہوتی ہے لیکن اس قدر لابی کہ زمین تک پہنچ جاتی ہے۔ جانور سونڈ سے غذا اٹھا کر منہ میں ڈالتا ہے اور اسی سے پانی کھینچ کر منہ کے اندر لے جاتا ہے۔

ماٹھی کے کل دانت اٹھارہ ہوتے ہیں۔ سولہ دانت منہ کے اندر ہوتے ہیں، آٹھ اوپر اور آٹھ نیچے اور دو دانت باہر نکلے رہتے ہیں۔ باہر کے دانت ایک گز یا اس سے زائد لاسیم ہوتے ہیں۔

یہ دانت گول یا آبدار مضبوط اور سفید ہوتے ہیں۔

بعض اوقات بیرونی دانتوں کا رنگ سرخ بھی ہوتا ہے۔

دانت سیدھے اور کسی قدر اوپر کواٹھے ہوتے ہیں۔

بعض اشخاص کا بیان ہے کہ بیرونی دانت کبھی چار بھی برآمد ہوتے ہیں۔
ان دانتوں کو ضرورت و زیبائش کے لحاظ سے کارٹا بھی ڈالتے ہیں
جو پھر بڑھ جاتے ہیں۔

اکثر ہاتھیوں کے دانت ہر سال اور بعض کے دوسرے یا تیسرے سال
کاٹے جاتے ہیں۔

وہ سالہ دہشتاد سالہ جانوروں کے دانت نہیں کاٹے جاتے۔

عمدہ و خوبتر جانور دس ہاتھ بلند اور نو ہاتھ دراز ہوتا ہے اور
اور اس کے شکم اور پیٹھ کا دور بھی دس ہاتھ ہوتا ہے۔

مذکورہ بالا جانور سے بھی بڑے ہاتھی کو اعلیٰ و خوبترین خیال کرتے ہیں۔
اگر جانور کے نو اعضا زمین تک پہنچ جائیں تو وہ بہترین ہاتھی خیال
کیا جاتا ہے۔ یہ اعضا مندرج ذیل ہیں۔

چار ہاتھ و پاؤں و دانت، سوڈا، دم و ذکر۔

ہاتھی کی پیشانی پر سفید تل جیہ مبارک خیال کئے جاتے ہیں۔ گردن کی
فرہی جانور کے محاسن میں داخل ہے۔

کان کے اوپر اور ان کے گرد بالوں کا بڑا ہونا جانور کی خوبی نسل کا
پتا دیتا ہے۔

اکثر ہاتھی موسم سرما میں اور بعض گرمیوں کے موسم میں مستی پر
آتے اور عجیب و غریب خوش فطریاں کرتے ہیں۔

مکانات و مکادے کر گراتے، سنگین دیواروں کو توڑتے اور
سوار کو مع گھوڑے کے سوڈ میں لپیٹ لیتے ہیں۔

ہاتھیوں کی دلیری و سخت مزاجی میں بھی بحد فرق ہوتا ہے۔

دونوں گتھائیوں کے درمیان یا ایک ہی شقیقہ سے ایک قسم کا
سیاہ عرق ٹپکتا ہے جس کو انسان قطعاً سونگھ نہیں سکتا۔

بعض اوقات یہ پیچہ سفید سرخی آمیز بھی ہوتا ہے۔ ماہرین فیل کا بیان ہے کہ

جانور کے ہر دو شقیقہ میں بارہ سوراخ تک ہوتے ہیں ان سے بھی عرق ٹپکتا ہے۔
جو جانور کہ جلد ہوش میں آتا ہے اس سے عرق بہت زیادہ ٹپکتا ہے
اور جو دیر میں باہوش ہوتا ہے اس کے جسم سے قطرہ قطرہ عرق گرتا ہے۔
اس طراوش کے لیے جانور میں شور و شری پیدا ہوتی ہے۔ یہ حالت پھر خوشنما
ہوتی ہے جس کو تھنٹی یا سر ہرنی کہتے ہیں۔

اگر ایک ہی شقیقہ کے قدرے بالائی حصے سے عرق ٹپکتا ہے تو
جانور کو تھنٹکا ڈھال کہتے ہیں اور اگر ہر سہ مقامات سے پسینہ جاری
ہوتا ہے تو ہاتھی کو تل جوہر کے نام سے یاد کرتے ہیں
اس زمانے میں ہاتھی کو اکثر ذی حیات حیوانات و انسان سے
مانوس رکھتے ہیں۔ انسان اور گھوڑے وغیرہ دیگر چوپائے اس کے قریب
رہتے ہیں اور بعض ہاتھی ہر قسم کے جانوروں کے قریب رکھے جاتے ہیں۔
بہتر میزان و عقرب میں، تند بہار میں، مرگ قوس و جدی میں اور
ہر موسم میں مست ہوتے ہیں۔

فیلان مانقیوں کو دواس کے ذریعے سے بھی مست کرتا ہے
لیکن اس طرح جانور کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

اکثر بہترین ہاتھی طبل جنگ کی آواز سے مست ہو جاتے ہیں
اور بعض اوقات شگفتہ خاطر ہونے سے بھی مستی طاری ہو جاتی ہے۔ چنانچہ
خامے کا گج ملک فیل طبل شاہی کی آواز سن کر سرور ہوتا ہے اور اس کے
جسم سے مذکورہ بالا عرق کی تراوش شروع ہو جاتی ہے۔ اکثر تیس سال کے
ہاتھی اس طرح مست ہوتے ہیں لیکن بعض جانور پچیس سال کے سن میں
مست ہو جاتے ہیں۔ بعض جانوروں پر سالہا سال مستی طاری رہتی ہے
چنانچہ خامے کے اکثر ہاتھی پانچ سال تک مستانہ وار چھوٹا کرتے ہیں
اکثر جانور ہی مست ہوا کرتے ہیں۔

نر مستی میں خاک افشانی کرتا اور مادہ کو تلاش کرتا ہے اور کچھ وہابی میں بیٹھا
اور اسی حالت میں تا دیر قیام کرنا پسند کرتا ہے۔

مستی کے عالم میں جانور غصہ دینا ک رہتا ہے اور بیشمار انگڑائیاں لیتا اور کم سوتا ہے۔ یہ حالت اس درجہ ترقی کرتی ہے کہ غذا بالکل ترک کر دیتا ہے اور قید سے بھی گھبراتا اور آزاد ہو کر گھومنا اور پھرنا بھی پسند کرتا ہے۔

ہاتھی کی عمر طبیعی انسان کی طرح ایک سو بیس سال قرار دی گئی ہے۔ اس جانور کے بیشمار نام ہیں۔ ہستی، گج، پیل، ہاتھی وغیرہ۔

یہ جانور تین ششاس پاسبانوں کی دیکھ بھال سے عمدہ و بہترین جوہر قابلیت پیدا کرتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ تنور و سپے کی قیمت کا ہاتھی تربیت پا کر قلیل زمانے میں دس ہزار کو فروخت ہوتا ہے۔ ہندو حکماء نے مذہب کا عقیدہ ہے کہ ہر ششاس جہات عالم میں ایک ایک قدسی نفس دیوتا بل کے جسم میں دنیا کی پاسبانی کرتا ہے۔

ان قدسی نژاد پاسبانوں کے متعلق عجیب و غریب داستانیں بیان کی جاتی ہیں۔

حکماء نے ہند کہتے ہیں کہ مشرق کی جانب ایتر آوت، مشرق و جنوب کی سمت پٹنڈریک، جنوب میں بامتن، جنوب و مغرب کے درمیان کڈ، مغرب میں آچن، شمال و مغرب کے درمیان پٹنڈنت، شمال میں ستار بھٹ، شمال و مشرق کے درمیان سپر تیک نام فیل جسم دیوتا موجود اور پاسبان زمانہ ہے

اہل ہند اہل مشکلات کے لئے ان کے نام کی دعائیں پڑھتے اور ان کی تعریف و ثنا کر کے ان دیوتاؤں سے امداد طلب کرتے ہیں۔

حکماء نے ہند لکھتے ہیں کہ دنیا کے تمام ہاتھی انھی آٹھ دیوتاؤں کی نسل سے ہیں۔ چنانچہ سفید نوجوانور کو ایتر آوت کی اولاد سمجھتے ہیں۔

اگر جانور بزرگ سرور ازمو، خشناک و باہمت ہوتا ہے اور آنکھ کی پلکیں کھلی رکھ کر نظر کرتا ہے تو وہ دوسرے دیوتا کی نسل سے قرار پاتا ہے۔ جو ہاتھی خوش مزاج، دیدار و سیاہ فام ہوتا ہے اور بےس کی پیٹھ درمیان سے بلند ہوتی ہے، تیسرے دیوتا کی اولاد سمجھا جاتا ہے۔

بلند قامت، سرخ چشم، سیاہ و سرخی آمیز شوق و صاحب فہم و کوتاہ شو کو چوتھے دیوتا کی اولاد سمجھتے ہیں۔

اگر جانور چکیلا، سیاہ مو اور ایک دانت دوسرے سے بڑا اور سینہ و شکم سفید اور ماتھ دراز و فرہ ہوں اور جسم مضبوط ہو تو یہ جانور یا پانچویں دیوتا کی اولاد خیال کیا جاتا ہے۔

مہیب جانور جس کی رگیں جسم کی کھال پر نمودار ہوں اور جس کا سر و پشت و گوش و خرطوم دراز ہو اس کو چھٹے دیوتا کی اولاد سمجھتے ہیں۔

اگر جانور نازک بدن، سرخ چشم، دراز خرطوم ہو تو ساتویں دیوتا کی نسل سے خیال کیا جاتا ہے۔

اور اگر کوئی جانور ہر جفت مذکورہ بالا صفات سے متصف ہو تو وہ آٹھویں یا سببان کی اولاد سے سمجھا جائے گا۔

حکمائے ہند نے جانور کی طبیعت اور اس کے مزاج کے موافق بھی اس کی آٹھ قسمیں بیان کی ہیں۔

(۱) اگر جانور کی کھال چمکین زدہ نہ ہو اور جانور تندرست و باوقار ہو میدان جنگ میں حریف کے مقابلے سے منہ نہ موڑے، گوشت سے رغبت نہ کرے اور عمدہ خوراک کا شائق اور ہر وقت خوش رہے تو ایسے جانور کو دیو مزاج کہتے ہیں۔

(۲) اگر جانور میں اپنی نوع کی تمام خوبیاں پائی جائیں اور فرائض سے آگاہ و واقف ہو اور نیزیہ کہ منہ، سر، کان، سوٹا، ماتھ اور پاؤں اور دم کو ہر وقت جنبش دیتا رہے اور بلا اشارے کے کسی شے کو نہ ستائے تو اس جانور کو گندھرب مزاج کہتے ہیں۔

(۳) اگر جانور غصہ و دھواور اشتہا کے وقت غذا کھائے اور پانی میں رہنا پسند کرے تو اس کو برہمن مزاج کہتے ہیں۔

(۴) جو جانور کہ بچہ طاقتور، خوشحال، جنگ دوست و شوق مزاج ہوتا ہے اس کو کھتری مزاج کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔

اگر سبقت قد فراموش کار اپنے کام میں شوخ اور مالک کی خدمت گزاری میں
سب سے بدترین خوراک کا شائق اور ہر ماٹھی سے جنگ کرنے پر تیار ہو تو اس جانور کو
شور مزاج کہتے ہیں۔

(۶) اگر جانور کی مستی دیر پا ہو اور خود شہیدہ بازی و نقصان رسانی کا
شائق و راہ کو فراموش کرنے والا ہو تو اس کو مار مزاج کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔
(۷) اگر ماٹھی کچ رہے اور گمراہ ہو اور ہر وقت اپنے کو مست ظاہر کرے تو
اس کو پشاجہ مزاج سمجھتے ہیں۔

(۸) اگر جانور زور آور اور تیز رو مردم آزار و شب گرو ہو تو اس کو
راچھس مزاج سے یاد کرتے ہیں۔

اہل ہند نے ان خصائص میں ضخیم کتابیں لکھی ہیں اور جانور کی طرح طرح کی
بیماری اور ہر قسم کی چارہ سازی کا ذکر کیا ہے۔

یہ جانور مندرجہ ذیل مقامات پر پایا جاتا ہے۔

صوبہ آگرہ میں جنگل بیادان و تر واریں برابر تک۔

صوبہ آلہ آباد میں حدود دہلی و گھور اگھاٹ و رتن پور و سندھ پور
و سرگودھا اور لیٹری میں۔

صوبہ مالوہ میں ہندوستان و آچھود و چندیری و سلتو اس و جیگاڑہ و راسین
و جیگاڑہ و گڈہ و ہربا گڈہ میں۔

صوبہ بہار میں رہتاس و چار کھنڈ میں۔

صوبہ بنگالہ میں آہڑیہ اور ساہیگاؤں (مہگلی) میں بکشت ماتھی
پائے جاتے ہیں۔ پچھلے کے ماتھی بہترین خیال کئے جاتے ہیں۔

ماتھی کے ٹکڑے کو ہندی میں تہن کہتے ہیں۔

ٹکڑے جانوروں کی تعداد کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں۔ بعض اوقات
ایک ٹکڑے میں ہزار ماٹھی ہوتے ہیں۔

یہ جانور جنگل میں بچہ ہوشیاری کے ساتھ رہتا ہے۔ جاڑے اور گرمی کے
موسم میں سکونت کے لئے مناسب مقام مقرر کر لیتا ہے اور خواب گاہ کے

قرب و جوار کے درختوں کو توڑ کر گرا دیتا ہے۔

ہاتھی تغریع و خوش فغلی و غذا و آب کے لئے دور دراز مقامات کو منتخب کرتے اور وہاں جاتے ہیں۔ چلنے کی حالت میں ایک ہاتھی گروہ کے آگے آگے بطور قراولی کے چلتا رہتا ہے۔ یہ ہاتھی اکثر اوقات مادہ ہوتی ہے۔

جب یہ جانور سوتے ہیں تو چاروں طرف چار چار مادہ فیل کو پاسبانی کے لئے مقرر کر دیتے ہیں جو نوبت بہ نوبت محافظہ کے فرائض انجام دیتی ہیں۔

بچہ پیدا کرنے کے بعد ماں مولود کو تین چار روز سوٹھ سے اٹھا کر پیٹھ پر یاد اوتوں پر بٹھاتی ہے۔

ہاتھی مادہ فیل کے لئے زحلی و بیماری کی حالت میں دوائیں تیار کرتے ہیں اور خدمت کے لئے ان کے گرد جمع ہوتے ہیں۔ جب ہاتھی گرفتار ہوتے ہیں تو مادہ جال کو توڑ دیتی ہے اور فیلیان کو بچے اتار لیتی ہے۔ جب فیل بچہ دام میں گرفتار ہوتا ہے تو جانور کہیں گاہ میں چھپ رہے ہیں اور رات کے وقت مقام قید پر آکر بچے کو چھڑا لیتے ہیں اور گرفتار کرنے والے کو پامال کر کے ہلاک کر دیتے ہیں۔

قبیلہ عالم فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ جنگل میں ہاتھی کا ایک بچہ کنویں میں گر پڑا شب کے وقت میں نے اس کو کنویں میں پڑا رہنے دیا صبح کو معلوم ہوا کہ دشتی ہاتھیوں نے کنویں کو لکڑی اور گھاس سے پاٹ کر بچے کو نکال لیا۔ اور نیز یہ کہ ایک مادہ نے حیلے سے اپنی جان بچائی اور مردہ بن کر اس طرح زمین پر لیٹ گئی کہ گویا اس میں مطلق جان نہیں ہے۔ میں اس کو اسی طرح زمین پر چھوڑ کر آگے بڑھ گیا، دوسری رات ہو گئی اور دیکھا کہ ہاتھی کا نام و نشان نہیں ہے۔

خانے کا ایک ہاتھی ایسا نام فیلیان کا دشمن ہو گیا اور ہر وقت اس کی تاک میں رہتا تھا۔ ایک رات ہاتھی نے فیلیان کو سوتا ہوا پایا

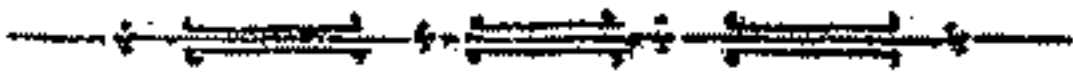
جانور نے ایک بڑی لکڑی سے فیلبان کی پکڑی اٹاری اور اُس کے سر کے بالوں کو لکڑی میں لپیٹ کر کھینچا اور اُس کا کام تمام کر دیا۔
 ہاتھی کی عقل و فہم کے متعلق ہمیشہ رقصے مشہور ہیں جو معروض تحریر میں نہیں آسکتے اور جن کو سن کر اُن کی صحت کا کم یقین ہوتا ہے۔ فرمانروایان وقت اس جانور کو دل سے چاہتے ہیں اور ان کے فراہم کرنے میں بجدی و کوشش کرتے ہیں، ان کے خدمت گزاروں کی قدر کرتے اور اُن کی شناخت کرنے والوں کو بلند مراتب عنایت کرتے ہیں۔ کمینہ مزاج و بداصل افراد کو تا مرادی حاصل کرنے کے سامان ہم پہنچ جاتے ہیں جو اس جانور کے ذریعے سے سیہ کاری کرتے اور ظلم و ستم ڈھاتے ہیں۔ قدیم حکمرانوں نے نہ تو ان سفلیہ مزاج ظالموں کے افعال کا کوئی علاج کیا اور نہ اس جانور کے فراہم کرنے کی آرزو کو گوشہ خاطر سے فراموش کیا۔ غرض کہ اُن کی تنہا پوری نہ ہوئی اور دنیا سے مایوسی کے عالم میں سفر کر گئے۔

قبیلہ عالم نے اپنی تائید یافتہ فطرت فرمانروائی سے باوجود کثرت کار و مشاغل اور نیز اس جانور کی کثرت کے فرومایہ غرور پسند افراد کو راہ سعادت کی رہنمائی کی اور بہترین قوانین وضع فرما کر دنیا کو امن و امان کی برکات سے مستفید فرمایا۔
 جہاں پناہ نے جانوروں کی مجموعی تعداد کو مختلف جماعتوں میں تقسیم کر کے انصاف منش دار و غمگاہ کے سپرد کیا اور چند ہاتھی خاصے کے مخصوص فرمائے۔

مراتب

قبیلہ عالم نے اپنے فروغ عقل و دانش سے اس جانور کو سات قسموں میں تقسیم فرمایا جن کے نام مندرج ذیل ہیں۔
 مست، تشیرکیر، سادہ، متجھلا، گزنیہ، پھندڑکیہ اور مومل۔
 جب جانور پر نشہ جوانی چڑھتا ہے اور اُس کے قلب و دماغ میں سرور پیدا ہو کر جسم میں توانائی پیدا ہوتی ہے تو اُس کو مست کہتے ہیں۔
 جو ہاتھی کہ پچھا ہو اور دو ایک بار علامات جوانی کو ظاہر کرے اور ہمیشہ

خوش فعلیاں کرتا رہے وہ شیرگیر کہلاتا ہے۔
 تیسری قسم یعنی منجمولا وہ ہے جو شیرگیر کی حالت کے قریب پہنچ جائے۔
 چوتھی قسم منجمولے سے بھی کم عمر ہاتھیوں کی سمجھی جاتی ہے۔
 پانچویں قسم ان جانوروں کی ہے جو قسم چہارم سے بھی کم ہوں۔
 چھٹی قسم کے جانور قسم پنجم کے ہاتھیوں سے کچھ چھوٹے ہوتے ہیں۔
 ساتویں قسم جانوروں کی وہ ہے جو سواری کے قابل نہ ہو۔
 ہر قسم کے جانور تین صنف میں تقسیم کئے گئے ہیں، بزرگ، میاں اور خسر۔
 اور آخر الذکر کی دس قسمیں جدا قرار پائیں۔
 ہر صنف کی خوراک ان کے چٹے اور حالات کے مطابق مقرر فرمائی گئی ہے۔



آئین (۴۲)

خوراک



قدیم زمانے میں جانور کی مرتبہ شناسی کا وجود نہ تھا اور خوراک کے معاملے میں
بجہ بے عنوانیاں گل میں لائی جاتی تھیں۔ قبلہ عالم نے اس تاریکی کو دور فرمایا اور اہل عالم
کی رفاہ پر توجہ فرما کر اپنی دوراندیشی سے کام فرمایا۔

جہاں پناہ نے بہترین و عجائب روزگار قوانین وضع فرمائے۔

مست بزرگ جانور کی خوراک دو من چوبیس سیر قرار پائی۔

مست میانہ کے لئے دو من انیس سیر

مست خردو دو من چودہ سیر

شیرگیر بزرگ ایک من چونتیس سیر

شیرگیر خرد ایک من چوبیس سیر

منجھولہ میانہ ایک من میں سیر

کرہ بزرگ ایک من چودہ سیر

کرہ خرد ایک من چار سیر

پندرہ کیہ میانہ اچھتیس سیر

پندرہ کیہ بزرگ اچھتیس سیر

موکل میانہ چوبیس سیر

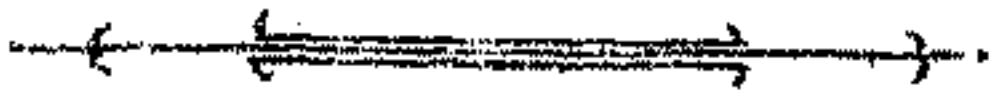
موکل سوم، بائیس سیر

موکل چہارم، بیس سیر

موکل پنجم، اٹھارہ سیر
 موکل ہفتم، چودہ سیر
 موکل ہشتم، نو سیر
 ماوہ شیل، کلاں، میانہ، خرد و موکل چار قسمیں میں تقسیم کی گئی۔
 پہلی دو قسمیں تین شاخوں میں، تیسری قسم چار شاخوں میں اور چوتھی
 نو شاخوں میں تقسیم کی گئی۔

ان کی خوراک کی جدول حسب ذیل ہے۔

کلاں کلاں، ایک من بائیس سیر	کلاں میانہ، ایک من اٹھارہ سیر
کلاں خرد، ایک من چودہ سیر	میانہ کلاں، ایک من دس سیر
میانہ میانہ، ایک من چھ سیر	میانہ خرد، ایک من دو سیر
خرد کلاں، سونتیس سیر	خرد میانہ، بیستیس سیر
خرد شائیس سیر	خرد خرد، بائیس سیر
موکل اول، بائیس سیر	موکل دوم، بیس سیر
موکل سوم، اٹھارہ سیر	موکل چارم، سولہ سیر
موکل پنجم، چودہ سیر	موکل ششم، بارہ سیر
موکل ہفتم، دس سیر	موکل ہشتم، آٹھ سیر
موکل نہم، چھ سیر	



آئین (۲۳)

— پندرہویں باب —

خدمت گزاراں

— چھٹا باب —

(۱) مست ہاتھی کے لئے ساڑھے پانچ نفر خدمت گزار مقرر کئے جاتے ہیں۔

مہاوست یہ شخص جانور کی گردن پر بیٹھ کر اس عجیب الحقت چوپائے کو اپنے قابو میں رکھتا ہے۔ جانور کی خوبیوں اور اس کے عیوب کو پہچانتا اور مشکل و کارگزاری میں اس کی مدد کرتا ہے۔

مہاوست کی تنخواہ دو سو دھام مانانہ مقرر ہے۔

اگر جانور کٹھری یعنی بدکردار اور مہاوست کو گردن سے پھینک دیے والا ہے تو فیلبیان کو دو سو چوبیس دھام ماہوار ادا کئے جاتے ہیں۔

بھوئی یہ جانور کے سر پر بیٹھتا ہے اور جنگ کے میدان و تیز رفتاری کے عالم میں ہاتھی کی مدد کرتا ہے اور کبھی مہاوست کے بھی فرائض انجام دیتا ہے۔ اس کی تنخواہ ایک سو بیس دھام مقرر ہے۔

میں یہ ملازم جانور کا چارہ لاتا اور ہاتھی کو باندھنے اور رکھنے میں دیگر ملازمین کی اعانت کرتا ہے۔

کلاں و میاں جانوروں کے لئے ساڑھے تین ٹیٹھ اور خرد کے لئے

تین شخص مقرر ہیں۔

ہر بیٹھ کو ہر کابی کے زمانے میں چار دام روزانہ اور معمولاً ساڑھے تین دام روز ادا کئے جاتے ہیں۔

(۲) شیرگیر کے لئے پانچ ملازم۔

ایک مہاوت جو ایک سواستی دام مہوار پاتا ہے۔
ایک بھوئی جس کو ایک سوتیس دام مہوار دئے جاتے ہیں۔
تین بیٹھ جن کی تنخواہ مہی ہے جو مست مانتی کے حالات میں

لکھی جا چکی ہے۔

(۳) ساوہ۔ ساڑھے چار ملازم۔

مہاوت، تنخواہ ایک سو ساٹھ دام۔

بھوئی، نوے دام۔

بیٹھ، تنخواہ مذکورہ بالا۔

(۴) منجھولے کے لئے چار ملازم۔

مہاوت، تنخواہ ایک سو چالیس دام۔

بھوئی، تنخواہ اسی دام۔

دو بیٹھ، تنخواہ مذکورہ بالا۔

(۵) کریمہ کے لئے ساڑھے تین ملازم۔

مہاوت، تنخواہ ایک سو بیس دام۔

بھوئی، تنخواہ ستر دام۔

ڈیڑ بیٹھ، تنخواہ مذکورہ بالا۔

(۶) پھندر کیہ کے لئے دو ملازم۔

ایک مہاوت، تنخواہ ایک سو دام۔

ایک بیٹھ، تنخواہ مذکورہ بالا۔

(۷) موکل کے لئے دو ملازم۔

ایک مہاوت، تنخواہ پچاس دام۔

ایک میچہ، تنخواہ مذکورہ بالا۔

فوجیدار۔ بادشاہ عالم پناہ نے دس دس بیس بیس تیس تیس ہاتھیوں کے حلقے مقرر فرما کر ہر حلقہ ایک ہوشیار کارگزار کے سپرد فرمایا ہے۔ ہاتھیوں کے گروہ کو حلقہ اور پاسبان کو فوجدار کہتے ہیں۔

فوجدار جانوروں کی فریبی و تیر آموزی کی دیکھ بھال کرتا ہے اور آتش افروزی و توپ اندازی میں جانور کو دلیری کے ساتھ میدان میں ثابت قدم رہنے کی تعلیم دیتا ہے۔ غرضکہ جانور کے ہر شیک و بد کا یہ شخص جواب دہ ہے۔ جو فوجدار کہ صدی یا اس سے زیادہ کا منصب دار ہوتا ہے اُس کے سپرد پچیس سے لے کر تیس تک جانور کر دیئے جاتے ہیں۔ اور دیگر بستی و وہ باشی فوجدار اس منصب دار کے ماتحت ہوتے ہیں۔ غرضکہ وہ باشی سے لے کر ہزاری تک تمام فوجداروں پر اسی قاعدے کا عمل ہوتا ہے۔ صدی سے بالاترین فوجداروں کی تنخواہ مختلف ہے۔ اکثر فوجدار مرتبہ امارت تک فائز ہوئے ہیں۔ صدی فوجدار دو اسپ کو داغ دلاتے ہیں۔

بستی اول کے تیس روپے، دوم کے پچیس روپے اور سوم کے بیس روپے مقرر ہیں۔

وہ باشی اول کو بیس روپے، دوم کو سولہ روپے سوم کو بارہ روپے ادا کئے جاتے ہیں۔

بستی اور وہ باشی ایک ہی اسپ کو داغ دلاتے اور گروہ احدیاں میں داخل سمجھے جاتے ہیں۔

وہ فوجدار جس کے سپرد تیس یا پچیس جانور ہوتے ہیں وہ ایک اُس ہاتھی کے مہاووت اور ایک بھوئی کے اخراجات جو وہ اپنی سواری کے لئے مخصوص کر لیتا ہے خود ادا کرتا ہے۔

جو فوجدار کہ بیس یا دس جانوروں کے ذمہ دار ہوتے ہیں وہ صرف اپنے ہاتھی کے مہاووت کا خرچہ خود برداشت کرتے ہیں۔

جہاں پناہ ان کارگزاروں کی خدمت پر اکتفا نہیں فرماتے،

حضرت نے مختلف امر کو حلقہ پیچرو فریاد کئے ہیں لیکن ان باتھیوں کی خوراک محکمہ سرکار سے دی جاتی ہے۔

قبلہ عالم نے ایک مستند ہوشیار اور قابل منشی اس صیفے میں مقرر فرمایا ہے۔ یہ منشی سررشتے کی آمد و خرچ کا حساب قلمین کرتا اور آئین مقررہ کی پابندی کی دیکھ بھال کر کے تمام حالات، محسوس و مخفی کے ذریعے سے حضوری میں پیش کرتا ہے۔



آئین (۴۴)

رخت

دھڑکتہ - یہ ایک بہت طویل آہنی زنجیر ہے جو بعض اوقات سونے اور چاندی کی بھی تیار کی جاتی ہے۔ اس میں ساٹھ طولانی حلقے ہوتے ہیں اور ہر حلقے کا وزن تین سیر قرار دیا گیا ہے۔

ہاتھی کی طاقت کا اندازہ کر کے زنجیریں طویل و وزن میں مختلف ہوتی ہیں۔ زنجیر کا ایک سراسر زمین میں گھاڑتے یا کسی ستون سے باندھتے ہیں اور دوسرا سراسر ہاتھی کے پائوں میں باندھا جاتا ہے۔

پیشتر دوسرا سراسر ہاتھی کے ہاتھ میں باندھا جاتا تھا ایک روز اس کی وجہ سے جانور کے سینے پر چوٹ آئی اور قبیلہ عالم نے اس قاعدے کو منسوخ فرمایا۔

آئندہ وہ ایک زنجیر ہے جس سے جانور کے دونوں ہاتھ باندھے جاتے ہیں۔ وہ زنجیر و جانور کو نقصان و تکلیف پہنچائے قید عالم کو پسند نہیں ہے۔

بیڑی - اس زنجیر سے ہاتھی کے دونوں پاؤں باندھے جاتے ہیں۔

بلند - یہ ایک قسم کی بیڑی ہے جو خود قبیلہ عالم نے ایجاد فرمائی ہے۔

یہ ہاتھی کے پاؤں میں ڈالی جاتی ہے جس سے جانور چل تو سکتا ہے لیکن دوڑ نہیں سکتا۔

گدھ پیری۔ اس کی قطع آنڈو سے مشابہ ہے۔ اس پیری کا زور اور
اور تیز رفتار ہاتھی کے پاؤں میں اضافہ کیا جاتا ہے۔
لوہ لشکر۔ ایک بڑی زنجیر کا نام ہے جو ہاتھی کی حیثیت کے مطابق
تیار کی جاتی ہے۔ اس کا ایک سر جانور کے داسٹے ہاتھ میں باندھتے ہیں اور
ایک سر ایک گز کے کندے میں مضبوط باندھتے ہیں۔

اس رستی کو قلیبان اسپتے پاس رکھتے ہیں۔ جانور کی تیز رفتاری کھروئی
کے وقت جب ہاتھی قابو سے باہر ہو جاتا ہے تو اس زنجیر کو اگلے پاؤں میں
ڈال دیتے ہیں۔ زنجیر کے ڈالتے ہی زنجیر تو پاؤں میں لپیٹ جاتی ہے اور
کندے سے جانور کو تکلیف پہنچتی ہے اور ہاتھی کھڑا ہو جاتا ہے۔
یہ زنجیر بھی جہاں پناہ کی ایجاد ہے جس نے مکانوں کو محفوظ اور
اور اہل مکان کو مطمئن بنایا۔

چرخ۔ یہ ایک کھوکھلی نے ہے جس کے بیچ میں ایک سوراخ ہے۔
نے نصف گز دوسوچ لابی ہے۔ اس کے بیچ میں مٹی بھر کر درمیان سے
بند کر دیتے ہیں اور ہر دوسروں کی جانب بارود ڈال کر دونوں طرف
ایک ایک فٹیلہ لگاتے ہیں اور فیتلوں کو کاغذ میں لپیٹ دیتے ہیں۔
درمیان سوراخ میں ایک لکڑی لگاتے ہیں۔ یہ لکڑی نے کے پار
ہو جاتی ہے اور چرخ کی شکل صلیب کی سی نمودار ہوتی ہے۔ اسی لکڑی سے
چرخ کو پکڑتے ہیں۔

چرخ میں آگ دینے سے یہ گھومتی اور خوفناک آواز دیتی ہے۔
ایک جری پیادہ اس کو ہاتھ میں لے کر آگے رہتا ہے۔ اس کی
آواز و گردش سے ہاتھی اپنے ہمسر کی جنگ و دیگر بے روشی سے باز رہتا ہے۔
پیشتر ہاتھیوں کو جنگ آزمائی سے روکنے کے لئے آگ روشن
کی جاتی تھی جس میں محنت زائد اور فائدہ کم ہوتا تھا جہاں پناہ نے اس چرخ کو
ایجاد کر کے اہل عالم کو تکلیف سے نجات دی۔
آندھ پیری۔ جس کو قبلہ عالم نے اُچھیلی کے نام سے موسوم کیا۔

یہ ایک چار گوشہ کتانی لباس ہے جو نصف گز یا اس سے کچھ زائد لائینا ہوتا ہے۔ آجیالی زربنت و مخمل وغیرہ بیش قیمت کپڑوں کی بھی تیار کی جاتی ہے۔ اس کے سرے کو کلاوے سے باندھ کر ہاتھی کے منہ پر ڈالتے ہیں اور جانور کچھ دیکھ نہیں سکتا جس کی وجہ سے بیشمار انسان اذیت و تکلیف سے نجات پاتے ہیں۔ اکثر اوقات غصے کی حالت میں یہ اندھیاری جانور کے منہ پر سے ہٹالی جاتی ہے۔

قبلہ عالم نے آجیالی کے آخر میں تین وزنی گھونگر و نصب کئے جن کی وجہ سے لباس اور زائد لٹک گیا اور حضرت کی جدت آفرینی سے اس طرح کمی کو پورا کر دیا۔

کلاوہ۔ چند رستیوں کو بلا لپٹے ہوئے یکجا کرتے ہیں اس طرح کہ مختلف رستیوں کا پھیلاؤ یا موٹائی آٹھ انگشت اور اس کی درازی ڈیڑھ گز ہوتی ہے۔ اس مجموعے کے دو طرف سے طاقے ڈال کر جانور کے گلے میں باندھتے ہیں۔ فیلیان اپنے دونوں پاؤں اس رستی میں ڈال کر ہاتھی کی گردن پر بیٹھتا ہے۔ یہ رستی ریشم و چمڑے کی بھی بنائی جاتی ہے۔

بعض رستیوں میں لوہے کی تیز سلاخیں بھی لٹکا دیتے ہیں۔ اس لئے سے فائدہ یہ ہوتا ہے کہ جانور سر کی جنبش سے فیلیان کو زمین پر نہیں گرا سکتا۔ دلیٹھی۔ اینچ گز کی ایک دھاب ہے جو لاکھی کے برابر ہوتی ہے، اس کو کلاوے سے اوپر باندھتے ہیں جس کی وجہ سے کلاوے میں اور زیادہ استحکام ہو جاتا ہے۔

کٹاڑ۔ یہ ایک تیز بھنجی ہے جو نصف گز لائینا ہوتا ہے، اس کو بھی کلاوے میں لٹکاتے ہیں۔ ہاتھی کو جوش میں لانے یا اس کی رفت و تیز کرنے کے لئے اس بھنجی کو ہاتھی کے کان میں چبھوتے ہیں۔

ڈوڑ۔ یہ گندہ رستی ہے جو دم سے گلے تک باندھی جاتی ہے۔ اس کو نہایت سلیقے سے باندھتے ہیں۔ علاوہ زیبائش کے کچروی کے عالم میں اسی رستی کو پاؤں جانور کو قابو میں رکھتے ہیں

اسی رسی میں آرائش کی بیشمار چیزیں لٹکائی اور باندھی جاتی ہیں۔
 گدڑیہ۔ ایک تکیہ ہے جس کو ہاتھی کی پیٹھ پر رکھ کر نیچے طناب سے
 باندھتے ہیں۔ اس سے زخم نہیں لگتا اور جانور کو آرام حاصل ہوتا ہے۔
 گڈوٹی۔ پیتل کی ایک زنجیر ہے جو دم کے قریب باندھی جاتی ہے۔ یہ زنجیر
 دم کو طناب کے گوند اور بوجھ سے محفوظ رکھتی ہے اور زینت و آرائش کا سبب بھی ہے۔
 چوچوہ۔ رستوں کا ایک قسم کا جال ہے جو جانور کے سر پر باندھا جاتا ہے۔
 بھوئی اس سے سہارا لیتا ہے اور یہ جال تیر اندازی میں معین ہوتا ہے۔
 چوڑا رسی۔ چند گھونگر و تاگے میں گوند بھکر باناست کے ایک ٹکڑے میں
 سی دیتے ہیں اور اس کو ہاتھی کے سرین و سینے کے قریب آگے کی طرف باندھتے ہیں۔
 اس زیور سے ہاتھی کی آرائش اور اس کی شان میں نمایاں اضافہ ہو جاتا ہے۔
 پٹ کچھڑ۔ یہ دو زنجیریں ہیں جو جانور کے دونوں طرفیں باندھی جاتی ہیں
 اور ایک گھٹا زنجیروں میں لٹکا کر شکم کے نیچے باندھتے ہیں۔ اس سے بھی جانور کی
 خوبصورتی اور شان میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

بڑے گھنٹے۔ چھ دونوں پہلوؤں اور تین کلاوے میں لٹکائے جاتے ہیں۔
 یہ خاص قبلہ عالم کی ایجاد ہیں۔

قٹاس (تبت کے بیل کی دم کے چھوٹے مورچل) یہ ساٹھ یا اس کے
 کم وزائد ہوتے ہیں اور جانور کے گلے، دانٹوں، گردن اور پیشانی پر لٹکاتے ہیں۔
 رنگ میں سیاہ، سفید اور ابلق ہوتے ہیں۔ ان سے بھی جانور کی آرائش بڑھ جاتی ہے۔
 ٹپا۔ پانچ لوہے کی تیلیوں کو جو ایک ایک گزلابنی اور چار چار انگشت چوڑی
 ہوتی ہیں، لوہے کے پھلوں سے ایک دوسرے سے باندھتے ہیں اور دونوں طرف
 دو دو زنجیریں ڈالتے ہیں جو ایک ایک گزلابنی ہوتی ہیں۔ ایک زنجیر کو کان کے اوپر سے
 اور دوسری کو کان کے نیچے سے اوپر لاکر کلاوے میں مضبوط باندھتے ہیں۔ ان
 دونوں کے درمیان میں ایک دوسری زنجیر باندھ کر اس کو سر کے اوپر لاکر کلاوے سے
 باندھتے ہیں اور نیچے کی طرف چار سوئیوں کو جن کے سرے خم دار ہوتے ہیں
 صلیب کی طرح نصب کرتے ہیں۔ ان سوئیوں میں لٹو ہوتے ہیں اور

اسی مقام پر قطاس آویزاں کئے جاتے ہیں۔

نیچے کی جانب بھی اسی طرح تین زنجیریں لٹکاتے ہیں۔ اس کے بعد چار زنجیریں دوسرے حلقوں میں آویزاں کی جاتی ہیں۔ پہلی تین زنجیروں میں وہ کوسونڈ کے گرد باندھتے ہیں تیسری کو درمیان میں آویزاں چھوڑ دیتے ہیں۔ اٹھنی حلقوں میں پیشانی کے اوپر مورچل وغیرہ زیب و زینت کے ساتھ نصب کئے جاتے ہیں۔ اس زیور سے بھی جانوروں کی آرائش بڑھ جاتی ہے اور ہاتھی بیدار خوبصورت معلوم ہوتا ہے اور اس کو دیکھ کر اونٹ اور گھوڑے بھاگتے ہیں۔ تاکھڑ۔ برگتوان کی شکل کا ہوتا ہے اور فولاد کا تیار کیا جاتا ہے۔ یہ جامہ سر اور خرقوم کے لئے ایک جداگانہ زیور کا کام دیتا ہے۔

گچ جھنڈ۔ یہ ایک پوشش ہے جو پاکھڑ کے اوپر ڈالی جاتی ہے۔ اس سے شان و شکوہ میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ ولایتی ٹاٹ کو تین تہ کر کے سیتے ہیں اور باہر کی جانب اس میں چوڑے بند ٹاٹکتے ہیں۔

مینگھ ڈنڈ۔ یہ ایک شامیانہ ہے جس کو قبلہ عالم نے ایجاد فرمایا ہے۔ ہاتھی کے اوپر تانا جاتا اور جانور کی شان و شوکت کو بڑھاتا ہے۔ فیلیان اس کے سائے میں آرام پاتا ہے۔

رن بھل۔ پیشانی بند ہے۔ زربفت وغیرہ قیمتی کپڑوں کا تیار کیا جاتا ہے اس کے دامن میں بہترین ناد وخت کپڑے اور مورچل لٹکاتے ہیں جو ہوا میں ہلکتے اور خوشنما منظر پیش کرتے ہیں۔

گیتیا۔ چار پھلوں کو باہم ملائے ہیں اور تین حلقے ان کے اوپر اور دو حلقے سب سے اوپر جوڑ کر ہاتھی کے پاؤں میں لٹکاتے ہیں جس سے اس کی شان دو بالا ہو جاتی ہے۔

پائے زنجن۔ چند گھونگروں کے مجموعے کا نام ہے جو گیتلی کی طرح پاؤں میں باندھے جاتے ہیں۔

انکس۔ یہ ایک پھوٹی لوہے کی سلاخ ہے۔ قبلہ عالم اس کو گچ پاکھ کہتے ہیں۔ اس سے ہاتھی کو قابو میں رکھتے اور جہاں چاہیں کھڑا کر لیتے ہیں۔

گڈ۔ لوہے کا دوزبانہ نیزہ ہے جو بھوئی کے ہاتھ میں رہتا ہے۔
 بھوئی اس نیزے سے جانور کو کچر فتاری سے روکتا ہے۔
 بنگری۔ لوہے اور پیتل کے چند چھلوں کو کہتے ہیں جو زینت اور
 استحکام کے لئے جانور کے دانت میں پہنائے جاتے ہیں۔
 گڈاٹسا۔ ایک ہاتھ لانا نیزہ ہے۔ اس سے بھوئی ہاتھی کو اگساتا
 اور تیز رو کرتا ہے۔
 جھنڈا۔ علم کی طرح ہوتا ہے اس میں خرد مورچل لٹکا کر جانور کی کمر میں
 باندھتے ہیں۔

ہاتھی کی زیب و زینت اور آرائش کا بیان معرض گفتار میں نہیں آ سکتا۔
 ہر سال مسست اور شیرگیر و سادہ کے لئے سات چادریں روئی دار کپڑے کی اور
 چار کنبل بافتہ سن کے اور چار عمدہ پشمینے کی رستیاں جن کو کنبل کہتے ہیں اور آٹھ
 گائے کے چمڑے کی چادریں دی جاتی ہیں۔ روئی دار کپڑے کی قیمت آٹھ دامت
 کنبل دس دامت اور چمڑے کی آٹھ دامت مقرر ہے۔
 منجھولے اور کرہے کے لئے روئی دار چار کنبل کی تین اور چمڑے کی سات چادریں مقرر ہیں۔
 تھنڈرکیہ موکل اور مادہ فیل کے لئے تین روئی دار چادریں دو کنبل اور
 چار چمڑے کی چادریں مقرر ہیں۔ ابرہ و استر کو یا ہم سی کر ہاتھی کی جھول تیار کرتے ہیں۔
 ہر جھول کے لئے نصف سیر دیسانی سن دوخت کے لئے دی جاتی ہے۔ ایک من
 دانے کے ساتھ دس سیر لوہا زنجیر وغیرہ کے لئے مقرر ہے۔ دانے کے مقررہ وزن
 کے مطابق لوہے کا حساب کر کے افسر حلقہ کے سپرد کیا جاتا ہے۔ ایک سیر کی قیمت دو دامت مقرر ہے۔
 ہر پوست کے لئے ایک سیر روغن کنجی مقرر ہے۔ ایک من تیل کی قیمت ساٹھ دامت ادا
 کی جاتی ہے۔

پانچ سیر صاف شدہ روئی ایک کلاوے کے لئے مقرر کی گئی ہے۔ لیکن یہ اس جانور
 کے ساتھ محفوظ ہے جو فوجدار کی سواری میں رہتا ہے۔ ایک سیر روئی کی قیمت آٹھ دامت مقرر ہے۔
 دوسرے ہاتھیوں میں چمڑے وغیرہ دیگر اشیا جو صرف ہوتی ہیں وہ حلقہ دار خود فراہم
 کرتے اور ان سے کلاوے تیار کرتے ہیں۔ جامہ کہند کے عوض ہر سال بارہ دامت وضع کر لئے جاتے ہیں۔

آئین (۴۵)

خاصہ نیلاں

خاصہ کی سواری کے لئے ہمیشہ ایک سوا ایک ہاتھی جدا و مخصوص رہتے ہیں۔ خوراک، تعداد و وزن کے اعتبار سے دیگر جانوروں کی غذا کے موافق لیکن اقسام و نوعیت کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے۔ اکثر ہاتھیوں کے لئے پانچ سیر شکر، چار سیر روغن زرد اور نصف من چاول فی راس کے حساب سے مقرر ہیں۔ اس میں سیاہ و سرخ مرچیں وغیرہ بھی ملا لیتے ہیں۔ بعض جانوروں کو اس خوراک کے علاوہ ڈیڑھ من دودھ بھی دیا جاتا ہے۔ گنے کی فصل میں ہر ہاتھی کو تین سو یا اس سے کم ذرا مکدیشکر دو باڑ تک روزانہ دئے جاتے ہیں۔ ان کے ہاوت خود قبیلہ عالم ہیں۔ جانور کی مستی کے عالم میں اس کی خدمت پر تین اور ہوشیاری کے زمانے میں دو بھونٹی مقرر ہیں۔

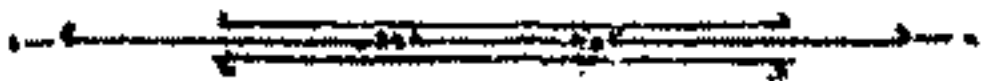
ان کی تنخواہ چار سو دام سے زائد اور ایک سو بیس دام سے کم نہیں ہے۔ تنخواہ کا تقریباً عالم کے حضور میں کیا جاتا ہے۔ ہر جانور پر چار منبھ مقرر ہیں۔ بڑے جانوروں کے حلقوں میں مادہ نیل کمتر شامل کی جاتی ہیں۔ خاصہ کے ہاتھیوں میں ہر حلقے میں تین مادہ اور بعض حلقوں میں زائد داخل ہیں۔

مادہ فیل اول کے لئے ڈھائی دوم کے لئے دو اور سوم کے لئے ڈیڑھ مقرر ہیں۔ دوسری قسموں کے جانوروں پر خد سنگا رول کا تقریبی حلقوں کے مطابق ہوتا ہے۔

جن طرح کہ ہر حلقہ ایک امیر کے سپرد ہے اسی طرح خاصے کے ہر جانور کی دیکھ بھال بھی ہر امیر کے حوالے کی گئی ہے۔

ہر دس ہاتھیوں کی نگہداشت ایک تجربہ کار کے ذمے ہے جس کو دہائی دار کہتے ہیں۔ اول کی تختواہ بارہ دام دوم کی دس دام سوم کی آٹھ دام مقرر ہیں۔ ہر دس خاصے کے ہاتھیوں پر ایک تیز دست زباں اور خد سنگا مقرر ہے جس کو نقیب کہتے ہیں۔ شیخ جانوروں کی کلم خورائی ملازمین کی خیانت ہاتھیوں کی بیماری و نیز خلاف عادت واقعات کی قبیلہ عالم کو اطلاع دیتا ہے۔

نقیب ایک گھوڑے کی داغ دہی کرتا اور اعدیوں کے سر ریشے سے تختواہ پاتا ہے۔ اس سے یہ مراد ہے کہ ایک گھوڑے کے رکھنے کی اسے اجازت ہے۔ ان کے علاوہ خاصے کے ہر دس جانور پر ایک مقرب و با حضور ملازم مستحق کیا گیا ہے جو خود ہر ہفتے فیل خانے میں جا کر اپنے سپرد کردہ جانوروں کی دیکھ بھال کرتا ہے۔



آئین (۴۶)

خاصہ سواری

بادشاہ عالم پناہ ابتدا سے تا ابد اس آسماں پیکر جانور پر سوار ہوتے ہیں۔ اور اس دیوزاد حیوان کو اپنے قابو میں رکھتے ہیں۔ قبلہ عالم اس سواری میں اس قدر مشاق ہیں کہ ہاتھی کے عالم مستی میں جانور کے دانتوں پر پاؤں رکھ کر اُس پر سوار ہو جاتے ہیں جس سے تماشا یوں کو سخت حیرت و تعجب ہوتا ہے۔

جہاں پناہ کے حکم سے دلکش عماریاں ہاتھیوں پر کھینچی جاتی ہیں اور رفتار کی حالت میں بھی خوابگاہیں جانور پر باندھ کر اُس پر آرام فرماتے ہیں۔ خاصے کا ایک ہاتھی ہمیشہ بارگاہ عالی پر کھڑا رہتا ہے۔

سواری کے روز بھوئی کو ایک ماہ کی تنخواہ بطور انعام عطا ہوتی ہے۔ جب حلقے کے دسوں ہاتھیوں پر سواری ہو جاتی ہے تو مقرب ملازم ہفتے میں جلوداری کرتے ہیں اُن کو انعام مرحمت ہوتا ہے۔ انعام کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

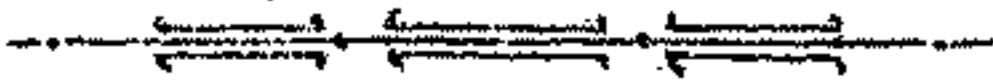
جلودار کو سودام، دہائی دار کو اکتیس، نقیب کو پندرہ، سیاہہ نوہیس کو سادھ سادھ سات۔

اس انعام کے علاوہ ہر کابی کے وقت ملازمین جن خدمت کے صلے میں

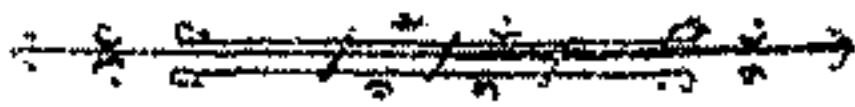
بیشمار عظیات سے فیضیاب ہوتے ہیں۔

ہر ہاتھی کا ایک حریف بھی مقرر ہے جو ہر روز بارگاہ عالی پر موجود رہتا ہے اور حسب الحکم اپنے رقیب سے آویزہ کشی کرتا ہے۔ لڑائی کے ختم ہونے کے بعد خاصہ کے بھٹیوں کو ڈھائی سو دام اور دوسرے بھٹیوں کو دو سو دام بطور انعام مرحمت ہوتے ہیں۔

فیلان خاصہ میں تھوٹی اور ٹیٹھ کی تنخواہ سے دہائی دار ہر روپے میں ایک دام مشرق نصف دام اور نقیب ربع دام اپنے حق کا لے لیتے ہیں۔ صدی والے حلقوں میں افسر حلقہ سو میں ایک دام اپنا حق لیتا ہے اور مشرق و نقیب بدستور سابق نصف و ربع دام پاتے ہیں۔

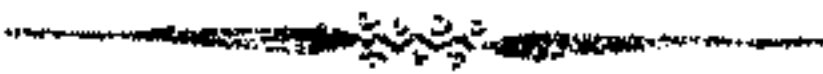


آئین (۲۷)



عزامت

(ندامت و سزا)



جانوروں کے آرام و آسائش اور نیز ملازمین کو تعلیم خدمت کے لحاظ سے اس سررشتہ میں بھی مثل دوسرے محکموں کے جرمائے مقرر فرمائے گئے ہیں۔
خاصے کے نر یا مادہ کی موت سے بھوئیوں کی تین ماہ کی تنخواہ واپس لی جاتی ہے۔

اگر جانور کا کوئی سامان گم ہو جاتا ہے تو بھوئی سے دس اور مٹھ سے پندرہ دام بطور جرمانہ وصول کئے جاتے ہیں۔
بھول کے تاوان کا بھی یہی دستور ہے۔
اگر مادہ لاغری اور کمی خدمت کی وجہ سے ہلاک ہو جاتی ہے تو اس کی قیمت بھوئی سے وصول کی جاتی ہے۔

اگر فیلیان جانور کو مستی میں لانے کے لئے دوائیں کھلاتا ہے اور جانور اس طرح ہلاک ہو جاتا ہے تو مجرم کو قتل و ہتھ کاٹنے یا اس کو برہہ کی طرح فروخت کر ڈالنے کی سزائیں دی جاتی ہیں۔

اگر جانور خاصے کا ہوتا ہے تو بھوئی سے بھی تین ماہ کی تنخواہ باز یا فست ہوتی ہے اور ایک سال کے لئے معطل کیا جاتا ہے۔ ہر ماہ دو تجربہ کار اشخاص

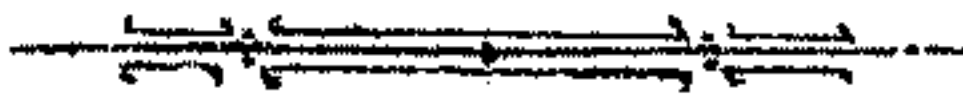
فیل خانے میں جا کر جانور کی لاغری اور فرہی کا اندازہ کرتے ہیں۔ جانوروں کی لاغری کی صورت میں آئین پاؤ گوشت کے مقررہ اوزان کے متعلق ایتھار سے رقم بازیافت ہوتی ہے اور اس رقم کے مطابق بھولی کی تنخواہ میں کمی کر دی جاتی ہے، چنانچہ پاؤ گوشت کی کمی پر تنخواہ کا ایک سرب بطور جرمانہ وصول کیا جاتا ہے

فیلان حلقہ میں دستور یہ ہے کہ احدی فیل خانے میں جا کر حسابانوروں کی جانچ کرتا ہے اور جہاں پناہ کو جانوروں کی حالت سے بذریعہ معروضہ کے مطلع کرتا ہے۔ اگر جانور مر گیا ہے تو مہادت اور بھولی کی تین تین ماہ کی تنخواہیں بطور جرمانہ ضبط کر لی جاتی ہیں۔

اگر جانور کا دانت ٹوٹ جاتا ہے یا پکلی پر زخم لگتا ہے اور جانور کا واک ہو کر بیکار ہو جاتا ہے تو اس کی قیمت کا ایک ٹن بازیافت ہوتا ہے جس میں دو حصے داروغہ کو اور ایک حصہ فوجدار کو ادا کرنا پڑتا ہے۔

جانور کو دانت کی شکست یا زخم سے نقصان نہیں پہنچتا تو اسی طریقے پر اس کی قیمت کا سولہواں حصہ وضع کر لیتے ہیں، لیکن اب قیمت کا ایک حصہ بازیافت کیا جاتا ہے۔

خانے کے ہاتھیوں میں اس قسم کے نقصان کا تاوان و سزا خود قبیلہ عالم اپنی زبان سے مقرر فرماتے ہیں۔



آئین (۴۸)



اصطبل



گھوڑا ہر سہ آبادی میں بلند مرتبہ رکھتا ہے اور کشور کشائی و غم زدگی کا بہترین ذریعہ ہے۔ قبیلہ عالم اس جانور پر خاص توجہ فرماتے ہیں۔ سودا گروں کے قافلے جہاں پناہ کے شوق کا اندازہ کر کے عراق و عجم، عرب و روم و ترکستان و بدخشان و شروان و قرقرو و تبت کشمیر و دیگر ممالک سے بہترین گھوڑے ہندوستان لاتے ہیں اور ہمیشہ ایران و توران سے قافلے کے قافلے چلے آتے ہیں۔ اس زمانے میں شاہی اصطبل میں بارہ ہزار گھوڑے موجود ہیں اور جس طرح کہ ہر روز جانوروں کی تعداد بڑھتی جاتی ہے اسی طرح قبیلہ عالم کی بخشش میں روز افزوں ترقی ہے۔

تیز نظر و تجربہ کار حضرات اس سمجھدار و انسان خو جانور کی نسل افزائی میں مصروف ہوتے اور قلیل زمانے میں عرب ہندوستان کا خراج گزار بن گیا۔ اور بیشمار عربی و عراقی گھوڑوں میں فرق باقی نہ رہا۔

اگرچہ جانور کی نسل ہر مقام پر بڑھائی جاتی ہے لیکن سرزمین کچ کا گھوڑا بالکل عربی نژاد معلوم ہوتا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ عرب کا ایک جہاز تباہ ہو کر کچ میں لنگر انداز ہوا۔ اس تباہ شدہ جہاز میں سات عربی گھوڑے تھے

جن کی نسل بڑھانی گئی اور اس زمانے کے گھوڑے اُسی نسل کے ہیں۔
پنجاب میں بھی عراقی بنا گھوڑے پیدا ہوئے، قاضی کوہ حصہ ملک جو
دریائے سندھ و دریائے جہلم کے درمیان واقع ہے، بہترین جانور
پیدا کرنے لگا۔ اس قسم کے گھوڑے کو سونوچی کہتے ہیں۔

صوبہ دار الحکومت میں بہتیت پور و پچوارہ و تہار میں اور صوبہ گجرات
میں جو گھوڑے پیدا ہوتے ہیں ان کو پچوارہ کہتے ہیں۔
ہندوستان کے شمالی کوہسار میں ایک قسم کے چھوٹے گھوڑے
پیدا ہوتے ہیں جو گوٹ کے نام سے مشہور ہیں۔

بنگلہ کے آخری حصہ ملک اور کوچ بہار کے قریب ایک قسم کا گھوڑا
پیدا ہوتا ہے جس کا قد ترکی اور گوٹ کے مابین ہوتا ہے، اس گھوڑے کو ٹانگھن
کہتے ہیں۔ یہ جانور قوی اور مضبوط ہوتا ہے۔

جہاں پناہ نے اپنی دور بینی و آگاہ دلی سے اس جانور کے تمام کمالات
حالات سے واقف ہو کر اس کے مراتب مقرر فرمائے قبلہ عالم نے اپنی شناسائی و تجربے سے
طرح طرح کے اسباب و زیورات ایجاد فرمائے اور کاروبار میں رونق و قوت
عطا فرما کر ضروریات زمانہ کو پورا فرمایا۔

جہاں پناہ گھوڑوں کے معاملات و حالات پر جو حکومت ستانی کا زیور
اور عظمت و شان کا ذخیرہ ہیں، سجد توجہ فرماتے ہیں

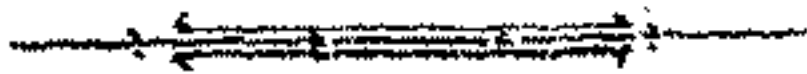
قبلہ عالم نے ایک جگہ خاص گھوڑوں کی خرید و فروخت کے لئے مقرر
فرمادی ہے تاکہ سوداگر انتظار کی تکلیف برداشت کئے بغیر آرام سے قیام کریں
اور ہر طرح کے نقصان و ضرر سے محفوظ رہیں اور خریداروں کی کثرت اور
عام رعایا کی خواہش سے جو سوداگروں میں حرص و طمع کی گرم بازاری ہو گئی ہے
اس کی وجہ سے گھوڑوں میں بے اعتدالی نہ واقع ہو، اور جو اشخاص نیک ہنر و
اور گھوڑوں کے شائق ہیں ان سے بچ کر جانور کم مرتبہ افراد کے ہاتھ میں نہ جائے۔
جس سوداگر کی ایمانداری کا ثبوت مل چکا ہے وہ اپنے وعدہ و فرائض میں
نیک نام مشہور ہو چکا ہے اس کو اختیار ہے جس جگہ مناسب خیال کرے

اپنے گھوڑوں کو رکھے اور قرارداد کے وقت ان کو لے آئے۔

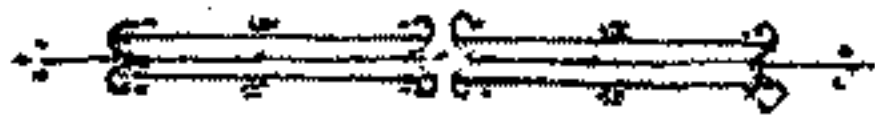
دوسرے یہ کہ جہاں پناہ نے ایک صاحب فہم و راست باز شخص کو
کاروان سرائے کی امینی پر مقرر فرمایا تا کہ یہ شخص اپنے تجربہ و واقفیت سے سوداگروں کو
قوانین و احکام بادشاہی سے تجاوز نہ کرنے دے اور بد طبیعت سخن ساز افراد کو
گرفت و طعنہ زنی کا موقع نہ ملے۔

تیسرے یہ کہ جہاں پناہ نے ایک قابل تبکچی اس سرشتے میں مقرر فرمایا
جس کا فریضہ یہ ہے کہ گھوڑوں کے امور اور ان کی نمائش کا کافی انتظام رکھے
اور شاہی آئین و قوانین کو گوشہ دل سے فراموش نہ ہونے دے۔

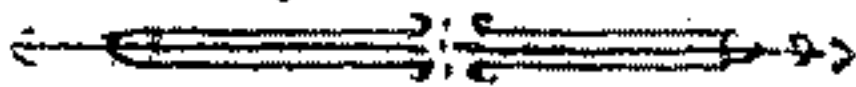
چوتھے یہ کہ قبلہ عالم نے راست باز قیمت شناس مقرر فرمایا ہے جو
گھوڑے کے مدارج اور ترتیب آمد کے لحاظ سے ان کی قیمت کا تعین کرتے ہیں۔
قبلہ عالم ان اشخاص کو اپنی نوازش شاہانہ سے قرارداد سے بہت زیادہ
عطا فرماتے ہیں اور یہ بغیر انتظار کی تکلیف برداشت کئے ہوئے کامیاب
واپس آتے ہیں۔



آئین (۳۹)



مراتب اسپ



گھوڑے دو قسم کے قرار پائے، خاصگی وغیرہ خاصگی۔
منتخب و بہترین عربی و عراقی گھوڑوں کے چھ ٹولے قائم کئے گئے ہیں
اور ہر ٹولے میں چالیس گھوڑے ہیں۔

دیگر ٹولے شاہزادوں کے ہیں۔ ان کے علاوہ ترکی نژاد جانوروں کے
ٹولے اور خانہ زاد گھوڑوں کے اصطبل میں ہر ٹولہ ایک نام سے موسوم ہے
جس میں تیس گھوڑوں سے زائد نہیں جمع کئے جاتے۔

قبیلہ عالم ہر چھ ٹولیوں کے جانوروں پر سوار ہوتے ہیں۔

خانہ زاد ٹولے تین قسم کے ہیں۔ سنی اپنی، نسبت اپنی، و دہ اپنی۔

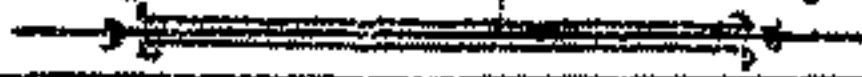
جس گھوڑے کی قیمت دس اشرفی تک قرار پاتی ہے وہ دہری ٹولیوں میں
رکھا جاتا ہے اور جو گھوڑا گیارہ سے لے کر بیس اشرفیوں تک خریداجاتا ہے وہ
وہ نسبت دہری گھوڑوں کے ٹولے میں داخل کیا جاتا ہے اور علیٰ ہذا القیاس۔

اس سرشت کی نگہبانی کے لئے بھی امراء منصبدار و بزرگ اہل حق مقرر ہیں۔

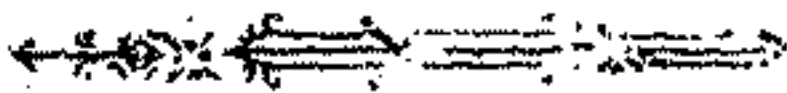
جانور کے لئے سوکھی گھاس اور دلا ہوا دانہ سرکار سے دیا جاتا ہے۔

چونکہ فرمان مبارک یہ ہے کہ ٹولے کا محافظ ایک گھوڑا اپنی سواری میں رکھے،

اس کے جانور کے چارے اور تمام اخراجات کا یہ شخص خود کفیل ہوتا ہے۔



✓ آئین (۵۰)



خوراک

فاصلے کے ہر گھوڑے کے لئے آٹھ سیر دانہ مقرر تھا جب کہ سیر اٹھائیس دام کا تھا لیکن جب سیر کے وزن میں دو دام کا اضافہ ہوا تو بجائے آٹھ سیر کے ساڑھے سات سیر روزانہ دانہ دیا جانے لگا۔

جاڑے میں موٹھ یا ماش پکا کر دیتے ہیں اور گرمیوں میں چسنا دیا جاتا ہے خوراک میں دو سیر کرنا اور ڈیڑھ سیر شکر بھی داخل ہے۔ جاڑے میں قبل تر گھاس دینے کے نصف سیر روغن زر بھی دیا جاتا ہے۔

دو دام روزانہ گھاس کے لئے دئے جاتے ہیں لیکن تر گھاس کے نہ مانے میں خشک گھاس نہیں دی جاتی۔ ایک گھوڑا تین بیگے کی پیداوار کھا جاتا ہے۔ جب شکر کے عوض گڑ دیا جاتا ہے تو گھی بھی بند کر دیا جاتا ہے۔

جب جانور کو تازی گھاس کھانا شروع کرتے ہیں تو ابتدا میں تین روز دانہ بند رہتا ہے اس کے بعد چھ سیر دانہ اور دو سیر گڑ ہر روز بطور انتہا مقرر کر دیا جاتا ہے۔ دوسرے عراقی و ترکی طویلوں میں ہر جانور کو ساڑھے سات سیر دانہ روزانہ دیا جاتا ہے۔ چھ ماہ جب تک کہ ہوا میں خشکی رہتی ہے دانہ پکا کر دیا جاتا ہے۔ دانہ پکانے کے لئے ایک من کا خرچ ایک دام مقرر ہے۔ ایک مہینے میں

چار سیر نمک دیا جاتا ہے۔ جس زمانے میں کہ گھی اور تر گھاس دی جباتی ہے تو جن گھوڑوں کی قیمت اکتیس اشرفیوں سے زائد ہوتی ہے ان کو ایک سیر شکر بھی دینا ضروری ہے اور جو جانور اکتیس اشرفی سے کم لیکن اکتیس اشرفیوں سے زائد کی قیمت کے ہوتے ہیں اُن کے لئے نصف سیر شکر و زائد مقرر ہے۔ اس سے کم قیمت کے گھوڑوں کو شکر مطلق نہیں دی جاتی

تر گھاس دینے کے قبل ہر اُس گھوڑے کو جس کی قیمت اکتیس اشرفیوں سے لے کر سو اشرفیوں تک ہوتی ہے ایک من دس سیر روغن زرد دیا جاتا ہے اور اُس جانور کو جس کی قیمت گیارہ اشرفیوں سے بیس اشرفیوں تک ادا کی جاتی ہے تیس سیر روغن دیا جاتا ہے۔

جو گھوڑے گیارہ اشرفی سے کم قیمت کے ہیں اس کو روغن و شکر تر گھاس نہیں دی جاتی۔

ہر گھوڑے کے لئے روزانہ بلج دام نمک مقرر ہے۔ اگرچہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ گھوڑوں کو تمام نمک یکبار ہی کھلا دیتے ہیں۔ اُن عراقی و ترک گھوڑوں کے لئے جو ہمراہ رہتے ہیں دو دام روزانہ مقرر ہیں اور جو باغی گناہ کو روزانہ کر دئے جاتے ہیں اُن کے لئے فی اس ڈیڑھ دام مقرر ہے۔

جاڑے میں ہر گھوڑے کے لئے سو کھی گھاس کے عوض ایک بیگ تازہ دانے کا مقرر ہے جس کے لئے ہمراہی کے جانوروں پر دو سو چائیس دام اور ہر گناہی گھوڑوں پر دو سو دام صرف ہوتے ہیں۔

تر دانے کی خوراک کے زمانے میں ہر گھوڑے پر دو من گڑا خرچ ہوتا ہے۔ لیکن اسی قدر قیمت دانے کی رقم میں سے کم کر دیا جاتا ہے۔ کارخانے کے عمال تمام اخراجات کی برآمد تیار کرتے ہیں اور بہترین قاعدے کے مطابق مقررہ وقت پہنچواہ پاتے ہیں۔

جانور کی علالت کے زمانے میں بیلار کے صد اقسٹ نامے کے مطابق جانور کے علاج میں جو رقم صرف ہوتی ہے وہ ادا کی جباتی ہے۔ جو گھوڑا کہ گلہ ما دیان میں باندھا جاتا ہے اُس کی خوراک خاصے کے جانور کی قرار پاتی ہے۔

گوٹ گھوڑوں کے لئے ساڑھے پانچ سیر دانہ مقرر ہے۔ نمک بدستور سابق دیا جاتا ہے۔ خشک گھاس کے لئے ہمرکابی کے جانوروں کو ڈیڑھ دام اور پرگناتی گھوڑوں کو چار دام مقرر ہیں۔

ان جانوروں کو قند و روغن و تردانہ نہیں دی جاتی۔

قساق (مادہ اسپ) ان جانوروں کو ہمرکابی کی حالت میں ساڑھے چار سیر دانہ اور نمک بدستور اور گھاس کے لئے ایک دام پرگناتی گھوڑی کے لئے نمک کا وزن بدستور سابق مقرر ہے۔ لیکن خشک گھاس کی قیمت ہمرکابی کے گھوڑوں کے مطابق ایک دام اور پرگناتی کے لئے چار دام مقرر ہے۔

مادہ اسپ کے لئے چار سیر دانہ ان کے لئے خشک گھاس و نمک و لکڑی کی رقم مقررہ نہیں ہے۔

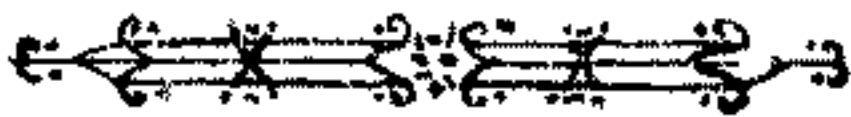
بچہ پیدا ہونے کے بعد تین ماہ ماں کا دودھ پیتا ہے اور اس کے بعد نو ماہ تک اس کو دو گھاؤں کا دودھ دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد چھ ماہ تک سیر دانہ پاتا ہے۔

اس مدت کے گزرنے کے بعد ہر چھ ماہ کے بعد ایک سیر دانہ زیادہ کیا جاتا ہے۔

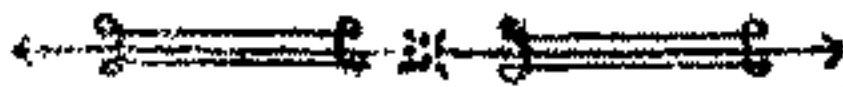
تین سال گزرنے کے بعد مذکورہ بالا دستور کے موافق خوراک دی جاتی ہے۔



آئین (۵۱)



رخت



خامے کے گھوڑوں کو سواری کے وقت جن انواع و اقسام کی پورا رات و جواہرات
مختلف پوشاک سے آراستہ کرتے ہیں ان کی تفصیل دراز و دشوار ہے۔
ہر سال پوشش کے لئے دو سو ساڑھے ستر دھام دئے جاتے ہیں
جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

آرتھک۔ چھینٹ کا لباس ہے جس میں روئی بکھری جاتی ہے۔
قیمت سینتالیس دھام۔

یال پوش بتیس دھام۔۔۔۔۔ روپاک شمشیں دو دھام۔
یہ چیزیں ہر چھ ماہ پردی جاتی ہیں اور پراسنے آرتھک کے عوض اصل کا
۱/۲ حصہ قیمت وضع کر لیا جاتا ہے۔ اسی طرح یال پوش میں اصل قیمت کا ۱/۲ حصہ
باز یافت کر لیا جاتا ہے۔

جل۔ ایرہ بالوں کا بنایا ہوا اور استرند کا ہوتا ہے۔ بیالیس دھام۔
تختہ یا سر بندو یا۔ بے بندر سیمانی۔ چالیس دھام۔
نشت تنگ۔ آٹھ دھام۔
گکس ران۔ بیس دھام۔

تختہ و قنیرہ (دمانہ) چودہ دام۔

خرخرہ - ڈیڑھ دام۔

توبرہ - چھ دام۔

مٹی کا برتن دانہ کھلانے کے لئے ایک دام۔

یہ تمام اشیاء سال میں ایک بار دی جاتی ہیں اور پرانی چیزوں کے معاوضے میں ۱۵ دام وضع کر لئے جاتے ہیں۔ غیر خاصے کے جانوروں میں گئیں اشرفیوں کی قیمت تک کے گھوڑوں کے لئے ایک سال میں ۱۹۹ دام صرف ہوتے ہیں۔ پرانے اسباب کے معاوضے میں ۳۵ دام مہیا کر لئے جاتے ہیں گیارہ اشرفیوں سے لے کر بیس اشرفیوں کی قیمت کے جانوروں پر سال ۱۵۵ دام خرچ ہوتے ہیں۔ اخراجات کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

یال پوش ۷ دام۔
پشت تنگ چھ دام۔
تختہ بندوپائے بند بیس دام
دست مال ۱ دام
مٹی کا برتن - ایک دام
.....

ارتک ۳۹ دام
ندی جل تیس دام
تختہ و قنیرہ - دس دام
گس ران - دو دام
خرخرہ ۱ دام
توبرہ ۴ دام

پرانے اسباب کے عوض میں بیس دام وضع کر لئے جاتے ہیں۔
دہ مہری و قسراق و گوٹ جانوروں پر ۷۷ سالانہ خرچ ہوتے ہیں۔

یال پوش - چوبیس دام و نصف
تختہ بندوپائے بند آٹھ دام
پشت تنگ پانچ دام
خرخرہ ۱ دام
توبرہ - چار دام و نصف

ارتک بیستیس دام
جل چوبیس دام
تختہ و قنیرہ آٹھ دام
گس ران و دست مال تین دام
مٹی کا برتن ایک دام
باز یافتہ مذکورہ بالا۔

کراہ امینین (لوہے کا کڑھائی) یہ وہ برتن ہے جس میں دس گھوڑوں کے لئے

وانہ پکایا جاتا ہے۔ ایک من لوہے کی قیمت ۱۲۰ دام ادا کی جاتی ہے۔ اس رقم میں
لوہار کی اجرت بھی شامل ہے
تانبے کا طشت، اس میں جانوروں کو پانی پلایا جاتا ہے۔ خاصے کے
دس گھوڑوں میں ایک۔ قیمت ۱۲۰ دام۔ دوسری قسم کے گھوڑوں کے بھی
اسی طویلے وغیرہ میں ایک۔

کمند جس میں لوہے کی سنجیں بھی لگی ہوتی ہیں۔ اس سے گھوڑوں کو باندھتے ہیں۔
یہ زنجیریں پھل اسی طویلے میں تین سہی اسی میں دو اور بقیہ میں ایک دی جاتی ہے۔
ہر زنجیر میں سیروزنی ہوتی ہے۔ لوہے کی قیمت ایک سو چالیس دام اور مزدوری کے
سولہ دام ادا کئے جاتے ہیں۔

لوہے کی میخ۔ ہر زنجیر میں دو ہوتی ہیں۔ ہر میخ کا وزن پانچ سیر جس کی قیمت پندرہ دام مقرر ہے۔
ہتھوڑا پانچ سیروزنی ہوتا ہے۔ میخ گھوکنے کے کام آتا ہے ہر طویلے کے لئے
ایک عدد مقرر ہے۔ پرانی تانبے اور لوہے کی چیزیں جو خاصے کے جانوروں کے لئے
دی جاتی ہیں شکست ہو جانے پر بحد تک درست ہو سکتی ہیں داروغہ ان کو ٹھیک کر لیتا ہے
اور جبہ بیکار ہو جاتی ہیں تو نرخ حال کے مطابق رقم وضع کر کے بقیہ نقد ادا
کر دی جاتی ہے۔

خاصے کے علاوہ دیگر اقسام کے جانوروں میں تین برس کے بعد نصف قیمت
بازیافت ہوتی ہے۔

نعل سال میں دو بار بندھتے ہیں اور چاروں ہاتھ اور پاؤں میں نعل بندی
کی اجرت آٹھ دام دی جاتی تھی لیکن اب اجرت میں دو دام کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔
کوئڈلان دس گھوڑوں میں ایک۔ قیمت ۸۰ روپے۔

خدمتکار

آفتہ بگی۔ تمام جانوروں کے حالات سے واقفیت رکھتا اور ان کی
دیکھ بھال و علاج وغیرہ میں دیگر ملازمین کی رہنمائی کرتا ہے۔ یہ عہدہ بھیہ
بلند و بالا ہے جس پر کوئی نامی امیر مقرر کیا جاتا ہے۔

اس زمانے میں یہ خدمت خانہ ناں کے سپرد ہے۔

داروغہ، ہر طویلے میں ایک ارادہ مند و نیک خصال ملازم مقرر ہے۔
اس عہدے پر پنجہزاری امر اسے لے کر عالی رتبہ اہدیوں تک کا تقرر ہوتا ہے۔
مشرف جانوروں کا شمار کرتا اور خرچ کی نگہداشت و تیز اخراجات کی
بر آوردتیار کرنا اس کے فرائض میں داخل ہیں۔ یہ افسر بھی امر اس کے گروہ میں سے
منتخب کیا جاتا ہے۔

اچھی، یہ شخص ساز و سامان کی حفاظت کرتا اور گھوڑوں پر زین کستا ہے۔
ویدہ ورا جانور کے حضور میں پیش ہونے کے قبل، یہ شخص گھوڑے کے
تمام حالات کی تفتیش کر کے اس کی نوعیت و مرتبہ کا تعین کرتا ہے۔ ان ملازمین کی
بیان کردہ کیفیت کو مشرف قلمبند کرتا ہے۔ ان میں سے اکثر ملازمین گروہ اہدیاں میں
داخل اور اسی سرشت سے تنخواہ پاتے ہیں۔

حاکم سوار جانور پر سوار ہو کر اس کی تیزی رفتار و طے کردہ مسافت کا
اندازہ کر کے مشرف کو تمام حالات قلمبند کرتا ہے۔ اس ملازم کو بھی اہدی کے برابر
تنخواہ دی جاتی ہے۔

ہاؤا یہ ملازمین قوم کے راجپوت ہیں جو جانوروں کو مختلف اصول کی
تعلیم دیتے ہیں جن میں سے چند اہدیوں کے گروہ میں تنخواہ پاتے ہیں۔
میردھ، یہ شخص ایک سائیس ہے جو اپنے ماتحتوں سے زیادہ پیشے سے
واقفیت رکھتا اور دس سائیسوں کا سردار ہے۔ یہ بھی گروہ اہدیاں میں داخل ہے۔
خامے کے طویلوں میں اس کی تنخواہ ایک سو پندرہ دام ہے طویلیہ خانہ زادوں میں
ایک سو ساٹھ۔ وچر طو اٹل سیابی میں ایک سو چالیس دام بست اپیٹا
سو دام اور وہ اپیٹا میں بیس دام مقرر ہے۔

یہ کارکن بھی دو گھوڑوں کی تیمارداری کرتا ہے۔

بریطار (گھوڑوں کا طبیب) اہدیوں کے گروہ میں تنخواہ پاتا ہے۔

نقیب یا محافظ چند تیز دست و ہوشیار اشخاص کا اس غرض سے
تقرر کیا جاتا ہے کہ طویلوں کے حالات سے داروغہ و مشرف کو آگاہ کرتے ہیں

گھوڑوں کو حاضر کرنے کی خدمت انہی سے متعلق ہے۔ اس گروہ کے دوسرے دار
احدیوں میں داخل ہیں اور تیس اشخاص ان کے ماتحت ہوتے ہیں۔ ان کی تنخواہیں
ایک سو سے لے کر ایک سو بیس دامتک مقرر ہیں۔
ساتھیس، دو گھوڑوں پر ایک شخص کا تقرر ہوتا ہے۔ اس کی تنخواہ طویلوں
کے لحاظ سے مختلف ہے۔

چہل اسی طویلیے میں ایک سو شتر دام، شانہ زادہ ولی عہد کے طویلیے میں
ایک سو اڑسٹھ دام، دوسرے شانہ زادوں کے طویلیے میں ایک سو چھتیس دام، خانہ زاد طویلیے میں
ایک سو چھتیس دام، طوائل سی اسی میں ایک سو چھ دامت بستی اسی طویلوں میں ایک سو تین دام، اور
طوائل وہ اسی میں ایک سو دام مقرر ہیں۔

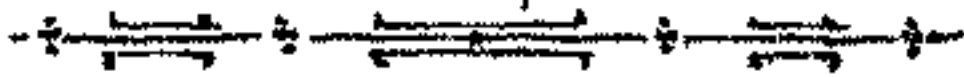
جلو دار یا پیک ان کی تنخواہیں بارہ سو دام سے زائد اور ایک سو بیس دام سے کم
نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ تیز رفتاری و حسن خدمات کے لحاظ سے تنخواہ میں تغیر بھی
ہو جاتا ہے۔ اکثر اشخاص بچاس سے سو کوں تک ایک روز میں دوڑتے ہیں۔
نعلبند اکثر امدادی اور پیادے ہوتے ہیں۔ ہر کس کی تنخواہ ایک سو ساٹھ دام مقرر ہے۔
زین دار یہ ملازم بھی مثل نعلبند کے ہے۔ خاصہ چہل کافی طویلیے میں
ہر دو گھوڑوں کے لئے ایک زین مقرر ہے۔
جانوروں کی ترتیب حسب ذیل ہے۔

ہیلا اور اکیسواں۔ دوسرا اور بائیسواں، تیسرا اور چھیٹیسواں۔ علیٰ ہذا القیاس۔
اگر ہیلا گھوڑا طویلیے میں نہیں رہتا تو زین تو اپنی جگہ برقرار رہتی ہے لیکن
دوم گھوڑا اول ہو جاتا ہے اور دوسرے کی زین تیسرے کو اور تیسرے کی چوتھے کو
ملتی ہے۔ اسی طرح درجہ بدرجہ تبدیل ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ نمبر ختم ہو جاتا ہے۔
اگر درمیان کا گھوڑا طویلیے سے باہر ہو گیا تو اس کی زین اس کے بعد کو ملتی ہے۔
آب کش، چہل اسی طویلیے میں تین شخص۔ سی اسی میں دو اور دوسرے
طویلوں میں ایک مقرر کئے جاتے ہیں۔ ہر آب کش کی تنخواہ سو دام مالانہ ہے۔
خاکروب، ہندوستان میں گناس کو حلال فور کہتے ہیں۔ قبلہ عالم نے
اس کو خاکروب کے لقب سے یاد فرمایا۔

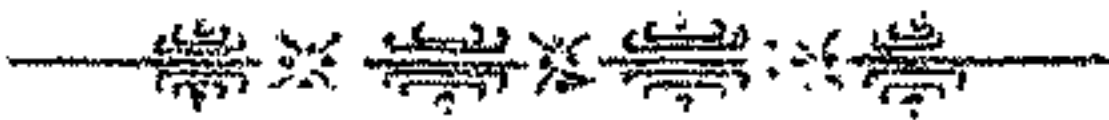
چل اپنی طویلے میں دو شخص اسی و بست اپنی طویلوں میں ایک شخص
مستتر کیا جاتا ہے۔ ہر خاکروب کو پیسٹھ دامن ماہوار دئے جاتے ہیں۔
کوچ کے وقت وہ داروغہ یوپیادوں کی تنخواہ ہی پاتے ہیں چمنہ
خاکرویلوں کو جانوروں کے کھینچنے کے لئے اپنے ساتھ لے لیتے ہیں۔ اسی اپنی طویلے میں
پتھر و خاکروب اسی طرح ساتھ جاتے ہیں۔

جو داروغہ کہ تنخواہ میں اضافہ نہیں پاتے ان کے لئے خاکروب یا فلی
سرکار سے نامزد کئے جاتے ہیں۔

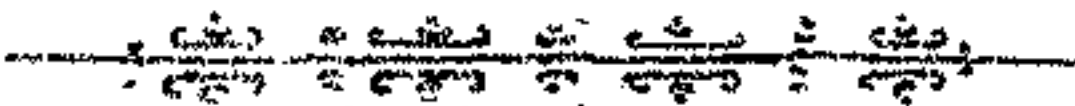
ہر خاکروب کو روزانہ دو دامن دئے جاتے ہیں۔



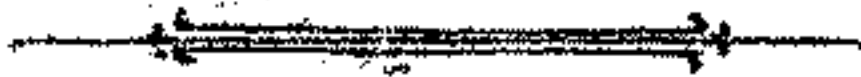
آئین (۵۲)



بارگیر



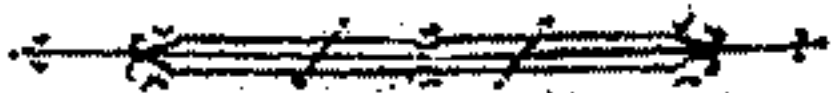
قبلہ عالم اپنی قدر شناسی سے اکثر اشخاص کو سواری کا مستحق و مستزاد اور خیال فرماتے ہیں، لیکن ان افراد کو گھوڑوں کا بہترین محافظانہ نہیں سمجھتے۔ جہاں پناہ سے چند طویلے جدا کر کے داروغہ گاہ کے پیرو فرماتے ہیں اور ان طویلوں کے لئے جدا گانہ مشرف کا تقرر فرمایا ہے۔ ضرورت کے وقت تکیجی کی تحریر کے مطابق ان اشخاص کو سواری کے لئے جانور عطا ہوتے ہیں اور یہ حضرات بلا نگہداشت کی تکلیف برداشت کئے ہوئے آرام حاصل کرتے ہیں، ایسے افراد کو بارگیر سوار کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔



آئین (۵۳)



داغ



تغیرو پریشانی رفع کرنے اور شبہ کو مٹانے کے لئے داغ اندازی کا آئین وضع کیا گیا ہے۔ کبھی نظر و کبھی داغ کا لفظ اور ایک زمانے میں سات کا ہندسہ داغ دہی کے لئے مقرر فرمایا گیا تھا۔

اگر سرکار یا دشاہی میں داخلہ ہوتا تو نقش جانور کے رخسار راست پر لگایا جاتا ہے اور اگر جانور سرکار کے طویلے سے واپس ہوتا ہے تو اس کے بائیں رخسار پر داغ لگاتے ہیں۔

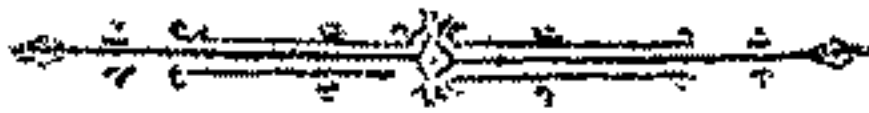
کبھی کبھی قیمت کا ہندسہ عراقی و مجلس کے رخسار راست پر اور ترکی و تازی کے رخسار چپ پر نقش کیا جاتا تھا۔

اس زمانے میں ہر طویلے کے جانور قیمت کے ہندسوں سے داغ انداز کئے جاتے ہیں۔

وہ چھری گھوڑوں کے لئے دس کا اور سبت مہری جانوروں کے لئے بیس کا ہندسہ مقرر ہے اور علیٰ ہذا القیاس۔

اسی طرح جبکہ پیشی میں جانور کی قیمت میں اضافہ یا کمی ہوتی ہے تو قدیم نقش کو مٹا کر جدید قیمت کے لحاظ سے داغ اندازی کرتے ہیں۔

آئین (۵۴)

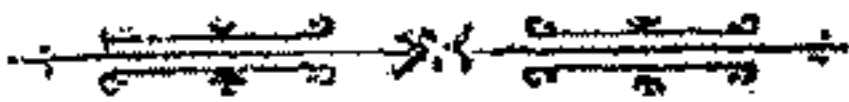


پُرکرون



پیشتر یہ دستور تھا کہ اگر چہل اسپہ و خانہ زاد طویلے کے دس جانور اور راہوار
 پانچ طویلوں میں کم ہو جاتے تھے تو ان کی اس طرح خانہ پُری کر دی جاتی تھی۔
 چہل اسپہ طویلے کے جانوروں کیلئے شاہزادوں کے بہترین گھوڑے طویلے شاہی میں
 داخل کر دئے جاتے تھے اور خانہ زاد جانوروں کی ان کے بچھنس گھوڑوں سے اور
 راہوار کی دوسرے طویلوں کے جانوروں سے خانہ پُری کرتے تھے
 اگر شاہزادہ ولی عہد کے طویلے میں پندرہ گھوڑوں کی کمی واقع ہوتی تو
 دیگر راہواران گزائی قدر کے بہترین جانور ولی عہد بہادر کے طویلے میں داخل ہو جاتے تھے۔
 اگر منجھلے شاہزادے کے یہاں بیس جانوروں کی کمی ہوتی تو شاہزادہ خرد کے
 طویلے سے خانہ پُری ہوتی تھی۔
 اگر شاہزادہ خرد کے بچھنس جانور کم ہوتے تو دیگر بہترین طویلوں سے ان کا بدلہ حاصل کر لیا جاتا تھا۔
 سینتیس سہ ماہی میں فرمان مبارک صادر ہوا کہ آئندہ سے ہر سال پر طویلے میں
 ایک ایک جانور کا اضافہ کیا جائے۔
 چنانچہ اس زمانے میں طویلہ خاصہ کے گیارہ جانور ضائع ہوئے اور ان کی
 خانہ پُری فرمان کے مطابق شروع کر دی گئی۔

آئین (۵۵)



تاوان

خا صے کا گھوڑا اگر مر جاتا ہے تو اس کی اولیں قیمت کے لحاظ سے ہر اشرفی کے عوض ایک روپیہ داروغہ سے لیا جاتا ہے اور دس دام میردہ کو اور چارم تنخواہ بھولی کوتاوان میں دینی پڑتی ہے۔

اگر جانور چوری جاتا ہے یا اس میں کوئی عیب آ جاتا ہے تو ایسی حالت میں تاوان کی رقم مقرر نہیں ہیں بلکہ اس واقعے کا معروضہ حضور میں پیش ہوتا ہے اور حکم شاہی کے موافق ملازمین سے رقم جرمانہ وصول کی جاتی ہے۔

دوسرے طویلوں میں ایک گھوڑے کے تاوان ہیں فی اشرفی ایک روپیہ اور دو کے تاوان میں دو روپے اسی طریقے پر داروغہ سے وصول کئے جاتے اور سائیس سے مذکورہ بالا رقم وصول کی جاتی ہے۔

اس زمانے میں ایک جانور سے لے کر تین جانوروں کے ضائع ہونے پر فی اشرفی ایک روپیہ اور چار جانوروں کی ہلاکت کی صورت میں فی اشرفی دو روپے اور پانچ جانوروں کے ضائع ہونے پر فی اشرفی تین روپے وصول کئے جاتے ہیں۔ اگر گھوڑے کا منہ پھٹ جاتا ہے تو ہر اشرفی پر دس دام میردہ سے جرمانہ وصول کیا جاتا ہے۔ اور میردہ دوسرے سائیسوں سے تاوان وصول کرتا ہے۔



آئین (۵۶)

آمادہ داشتن

خانے کے دو جانور مگر راہوار میں سے تین اور ہفتاد ٹہری طویلیں سے لے کر
دو ٹہری طویلیں تک ہر طویلیں سے ایک ایک اور ایک گوسٹ ہمیشہ در دولت پر
حاضر ہوتے ہیں اور جانوروں کی جوڑ تیار کرتے ہیں جس میں سے ہر ایک کو مشل کہتے ہیں۔
اول۔ ایک چل اسی ایک طویلیں شاہزادہ بزرگ۔ ایک طویلیں شاہزادہ اوسط۔
اور ایک راہوار۔

دوم۔ ایک متعلقہ شاہزادہ خرد، ایک خانہ زاد، ایک چل اسی،
اور ایک راہوار۔
سوم۔ تین شاہزادوں کے طویلیوں سے ہر طویلیں سے ایک اور
ایک خانہ زاد۔

چہارم۔ چل ٹہری ایک، سی ٹہری ایک، بست ٹہری ایک اور دو ٹہری ایک۔
ان آخری چار ٹھوڑوں پر قبلہ عالم خود کم سوار ہوتے ہیں۔
شاہزادہ شاہ مراد کی وفات کے بعد چل ٹہری کے بہترین جانور ہی
سواری خاصہ کے لئے حاضر کئے جانے لگے اور اب ترتیب حسب ذیل قرار پائی۔
اول۔ چل اسی ایک، متعلقہ شاہزادہ بزرگ ایک، شاہزادہ خرد ایک

اور راہوار ایک۔

دوم۔ خانہ زاد ایک، بیش از ہفتاد مہری ایک، خانہ چل مہری ایک،

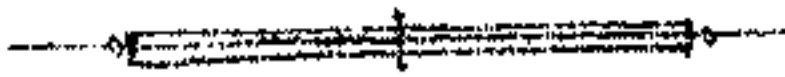
اور راہوار ایک۔

سوم۔ شاہزادوں کے ایک ایک، خانہ زاد ایک اور ہفتاد مہری ایک۔

چہارم۔ شخصت مہری ایک، پنجاہ مہری ایک، چل مہری ایک اور

سی مہری ایک۔

بست مہری دہ مہری و گوٹ بھی گاہ گاہ حاضر کئے جاتے ہیں۔



آئین (۵۷)

بخشش

جب جہاں پناہ خاصے کے چھ طویلوں کے جانوروں میں سے کسی گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں تو خدمت آموزی اور ہنگامہ سواری کی گرم بازاری کو بلخوفا خاطر رکھ کر آئین مقرر کے مطابق انعام عطا فرماتے ہیں۔

پیشتر یہ دستور تھا کہ اگر خاصے کے جانور پر سواری فرمائی جاتی تھی تو ایک روپیہ بطور انعام مرحمت ہوتا تھا جس میں ایک دایم آفتہ سیکی، دو دایم جلو دار اور نصف دایم سائیس اور اسی قدر شرف و نقیب و آہنجی وزیندار باہم تقسیم کر لیتے تھے۔

اگر طویلیہ شاہزادہ بزرگ کا کوئی جانور شرف سواری سے باریاب ہوتا تو تیس دایم انعام عطا ہوتا تھا اور ہر ملازم اس تقسیم میں پہلی تقسیم سے ۱۲ دایم کم پاتا تھا۔ اگر شاہزادہ دوم کے گھوڑے پر سوار ہوتے تھے تو تیس دایم عطا ہوتے تھے اور اسی حساب سے ملازمین باہم تقسیم کر لیتے تھے۔

اگر شاہزادہ خرد کے طویلیے سے جانور حاضر کیا جاتا تھا تو سواری کے بعد دس دایم اسی دستور کے مطابق عطا ہوتے تھے۔

لیکن اب قاعدہ یہ ہے کہ چیل کافی کی سواری میں بدستور سابق۔
طویلیہ شاہزادہ بزرگ میں بیس دایم۔

شاہزادہ خرد کے جانور پر دس راہوار پر پانچ، خسانہ زاد پر چار اور دیگر طوائف کے جانوروں پر دو دایم عطا ہوتے ہیں۔

آئین (۵۸)

جلوانہ

جو گھوڑا بطور انعام عطا ہوتا ہے ملازمین سررشتہ اس کی قیمت پچاس فی صدی بڑھا کر ہر اشرفی پردس دام وصول کرتے ہیں۔
اس رقم میں پانچ دام آفتہ بگی کے ڈھائی دام جلو بگی کے اور سو دام مشرف کے مقرر ہیں۔

بقیہ میں سچیں حصے کئے جاتے ہیں جس میں نو حصے نقیبوں کو ایک حصہ سائیس اور پانچ پانچ حصے تحصیلدار و زمیندار و آفتیچی کو دئے جاتے ہیں۔
اس ملک میں جانور کی عمر طبعی بتیس سال ہے اور قیمت کے لحاظ سے پانچ سو اشرفیوں سے لے کر دو سو پے تک کے گھوڑوں کی خرید و فروخت ہوتی ہے۔

آئین (۵۹)

شتر شاہ

قبلہ عالم کو ابتدائے عہد فرمانروائی سے اس عجیب التحقت جانور کے ساتھ بیحد ذوق ہے۔

چونکہ یہ جانور ہر سہ آبادی میں رونق و معموری کا ذریعہ ہے اور تیزی کہ بار برداری کی حالت میں اس کا صبر و تحمل اور کم خورگی کے عالم میں اس کی قناعت حضرت کو بیحد مغرب ہے۔ اسی وجہ سے جہاں پناہ کی توجہ و ہمسربانی میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا۔

اس ملک میں بہترین و بلند بالا جانور پیدا ہوئے اور شتر خیزی میں ہندوستان ایران و توران پر بھی سبقت لے گیا۔

جہاں پناہ اپنی عظمت و شان و نیز دیگر حاضرین کی نشاط اندوزی کے لحاظ سے ان جانوروں کی باہمی جنگ آزمائی کا تماشا ملاحظہ فرماتے ہیں اور چند بہترین شتر اس کام کے لئے ہمیشہ تیار رکھے جاتے ہیں۔ خاصے کا بہترین جنگ آزماعہ جانور شاہ پسند نام دوازده سالہ فائزاد جانور ہے جو اپنے ہمسروں پر ہمیشہ غالب رہتا ہے اور حریف کو بچھاڑنے میں کشتی کے داؤں پیچ اور عجیب و غریب کرتیب دکھاتا ہے۔

یہ جانور نواح اجمیر و جودھ پور و ناگور و بیکانیر و جیسلمیر و تھٹکڑا و پٹنیر میں بکثرت پایا جاتا ہے اور صوبہ گجرات میں گج کے قریب بیشمار بہترین و خالص النسل حبانور پیدا ہوتے ہیں لیکن صوبہ سندھ افزائش شتر میں تمام ممالک و بلاد پر فوقیت رکھتا ہے۔ اکثر سندھی امیر دس ہزار یا اس سے بھی زائد جانوروں کے مالک ہوتے ہیں۔ تیز رفتاری میں اجمیری اونٹ اور بار برداری میں ٹھٹھ کے جانور مشہور ہیں۔ اونٹ کی نسل میں بہترین و سرمایہ آفرینش مادہ ہے جس کو آردانہ کہتے ہیں۔ مادہ شتر ہر ملک میں جاڑے کے موسم میں مست ہو کر زہے یا تھاپائی کرتی ہے۔ اگر زہ کو مانی ہے تو اس کو بغیر کہتے ہیں اور بچے کو تر اور مایہ۔ قبیلہ عالم نے زکو بغدادی اور مادہ کو جہازہ کے نام سے موسوم کیا۔ بار برداری و جنگ آزمائی کے لئے بغدادی زیادہ قوی ہے اور تیز رفتاری میں جہازہ بہتر ہے۔

ہندی جانور جس کو لوگ کہتے ہیں اور آردانہ بھی تیز رفتاری میں جہازہ کے قریب قریب ہیں بلکہ اکثر جانور زیادہ ہیں۔ اگر بغیر جہازہ کے ساتھ جفتی کھاتا ہے تو زہے کو گہڑڈ کہتے ہیں اور مادہ کو مایہ گہڑڈ۔ اگر بغدادی یا لوگ جہازی سے جفتی کھاتا ہے تو بھی بچے کو اکھنی ناموں سے موسوم کرتے ہیں۔ لیکن اگر بغدادی یا لوگ آردانہ سے جفتی کھاتا ہے تو زہاپ کے نام سے موسوم ہوتا ہے اور مادہ ماں کے نام سے پکاری جاتی ہے۔ لوگ، گہڑڈ و مایہ گہڑڈ سے زیادہ خالص النسل ہوتا ہے۔

بار برداری میں اونٹوں کی قطاریں باندھتے ہیں یہ قطاریں پانچ جانور ہوتے ہیں۔ پہلے جانور کو پیشنگ، دوسرے کو پیش درہ، تیسرے کو میانہ قطار، چوتھے کو دم دست اور پانچویں کو دم دار کہتے ہیں۔

آئین (۶۰)

خوراک

بار برداری کے جانوروں میں بخدی کوڈھائی سے تین برس تک تک
جب کہ وہ گلے سے کام کیلئے باہر نکالا جاتا ہے دو سیر دانہ روز دیتے ہیں۔
سہ و نیم سالہ و چار سالہ جانوروں کی پانچ سیر دانہ دیا جاتا ہے اور اس کے بعد سے
سات سال تک نو سیر اور پندرہ سالہ اور بقر کو دس سیر روزانہ دیا جاتا ہے۔
اسی طرح چھانڑ و گھڑ و دامیہ گھڑ و گھڑ کو چار سال کی عمر تک ہر سیر سابق اور
چار سالہ کے بعد سے ہفت سالہ جانور تک ہر اونٹ کو روزانہ سات سیر اور پندرہ سالہ کو
ساتھ سات سیر۔

یہ مقدار اس وقت مقرر فرمائی گئی تھی جب کہ سیر اٹھا نہیں و دام کا تھا۔ اب
جب کہ سیر کے وزن میں دو دام کا اضافہ ہو گیا ہے دانے کی مقدار اسی حساب سے
کم کر دی گئی ہے۔

مستی کے عالم میں بخدی دانہ کم کھاتا ہے، لیکن آئین پاؤ گوشت کے مطابق
دانے کے وزن میں کمی نہیں کی جاتی۔
داروغہ عالم مستی کے اندر دھتہ غلے کو ہوشیاری کے زمانے میں روزانہ
خوراک میں ملا کر کھلاتے ہیں۔

اگر مستی طاری ہونے کے قبل معین مقدار سے دانہ زیادہ دیا گیا ہے اور اضافہ روزنامہ میں درج ہے تو اس زیادتی کو پاؤ گوشت میں بحری دیتے ہیں۔ اسی طرح اگر کسی دوسری وجہ سے اضافے کی نوبت آتی ہے تو اس زیادتی کو بھی پاؤ گوشت کے حساب میں شمار کر لیتے ہیں۔ قیام کے زمانے میں آٹھ ماہ گھاس دی جاتی ہے۔

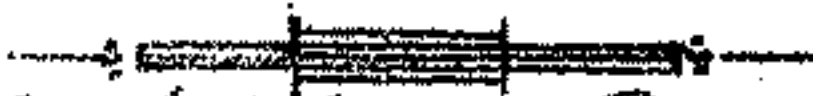
جو جانور کہ شہر کے اندر اور داخل کشک ہیں (یعنی کارسکاری میں لگائے گئے ہیں) ان کے لئے فی جانور دو دام مقرر ہیں۔ اور جو شہر سے باہر ہیں ان کو ڈیڑھ دام فی راس دئے جاتے ہیں۔

چار ماہ بارش و سفر میں گھاس کی قیمت نہیں دی جاتی۔ ساربان جب انوروں کو چراگاہ میں لے جا کر چرا لاتے ہیں۔

آئین (۶۱)



رخت



جانوران خاصہ - افسار (سربند) دم افسار (دبچی) مہسار، کٹھنچ،
 زیر کی مانند لیکن اس سے کسی قدر بڑی ہوتی ہے یہ سب جہاں پناہ کی ایجاد ہیں۔
 جن سے جانوروں کی آرائش میں اضافہ ہو گیا ہے۔ ان کے علاوہ کوچی چار جاڑے کا
 کام دیتی ہے۔

قطار چہ تسرچی (ایک قسم کا بالاپوش) تنگ، ستر تنگ، تازیانہ بند، گھوگر و بند
 گردن بند اور سہ چادر۔ یہ چادریں یہ بات بافتہ رنگین و موم جا سے کی تیار کی جاتی ہیں۔
 ان جاموں کی آرائش و زینت میں جس قدر جواہرات و شیم و چاندی و سونے
 کے تار و دیگر بیش قیمت کپڑے خرچ ہوتے ہیں ان کی قیمت کا اندازہ امکان سے
 خارج ہے۔

قاعدہ ہے کہ اونٹوں کی پانچ مکمل قطاریں سواری کے لئے اور دو محافظہ کشنی
 کے لئے ہمیشہ تیار رہتی ہیں۔

محققہ لکڑی کا وہ ستونی خوبصورت خیمہ ہے جو سواری کے وقت دو اونٹوں پر
 باندھا جاتا ہے۔

سامان آرائش رنگین بھی ہوتا ہے اور سادہ بھی۔ دس سادہ قطاروں میں

تین رنگین ہوتی ہیں۔ رنگین قطاروں کے ہر جانور کے سامان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔
 بھدی پر دو سو پچھ ۲۵ دام صرف ہوتے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔
 افسار مہرہ ۲۰ دام حلقہ برنجی ۱۰ دام زنجیر آہنی ۱۰ دام اٹھلکی پانچ دام
 پشت پوزی کے لئے آٹھ دام۔

دام افسار کی تیاری میں ۱۰ دام تگتاو اور سرنجی میں بیس دام کا نمک
 خرچ ہوتا ہے، جل ۶۸ دام جہاز گج کاری جو مہار کاٹھی کا کام دیتا ہے چالیس دام
 تنگ و تازیانہ بند و گلوبند جو بیس دام طناب بارکش جس کو ساربان طاقت ملتا ہے
 اور خردار کہتے ہیں اڑتیس دام بالاپوش پندرہ دام
 جہازہ میں علاوہ مذکورہ بالاپوششوں کے دو چیزیں زائد ہوتی ہیں،
 جن کے اخراجات کی تفصیل ذیل میں درج ہے۔

گردن بند دو دام، سینہ بند سولہ دام۔

ہفت قطاروں میں بھدی اور جہازہ پر حسب تفصیل ذیل ۱۰ دام
 صرف ہوتے ہیں۔

افسار مہرہ دوز دس دام، دم افسار ۱۰ دام جہاز ۱۲ دام جل باون دام نصف
 تنگ و پشت بند و گلوبند جو بیس دام طاقت طناب ۱۰ دام بالاپوش اٹھالیس دام،
 لوک پر بند رجبہ ذیل تفصیل کے مطابق ایک سو تینتالیس دام صرف
 ہوتے ہیں۔

افسار و جہاز و خردار بدستور۔

جل ۳۷ دام، تنگ و پشت بند و گلوبند ۱۰ دام بالاپوش اٹھالیس دام
 بجز آہنی و چوبی ساز و سامان کے رنگین و سادہ تین سال کے بعد
 ایک ایک عدد دئے جاتے ہیں۔ پرانے رنگین محقق کے عوض ایک قطا میں سولہ دام
 اور سادہ میں چودہ دام وضع کر لئے جاتے ہیں۔

تین سال گزرنے پر برآورد تیار کرتے ہیں اور چوتھائی حصہ قیمت منہا
 کرتے ہیں اور اس کا رروائی کے بعد بقیہ رقم کا دسواں حصہ وضع کر کے باقی رقم
 تنخواہ میں ادا کی جاتی ہے۔ اس حساب سے برآورد کا بیٹھ خسزائدہ سرکار سے

ادا کیا جاتا ہے۔

علفی جانوروں کو (غذائے انباری کے جانور جو سامان خوراک لاد سکتے ہیں) پوشش سال میں ایک بار نئی دی جاتی ہے۔

خانہ زاد و لوگ پر حسب تفصیل ذیل پے ۵۲ دام خرچ ہوتے ہیں۔

افسار پانچ دام، جل چھتیس دام، سردوز نیم دام، تنگ و پشت بد پے ۱۰ دام۔

افسار و تنگ و پشت بند پے ۱۰ دام، جل چھتیس پے ۱۰ دام، راج کم سردوز پے ۱۰ دام۔

ہر سال برآورد کا پوچھائی حصہ وضع کر کے بقیہ کا اجازت نامہ دیا جاتا ہے۔

شلیتہ ٹاٹ۔ دانہ کھلانے کے لئے دیا جاتا ہے۔ ہر قطار میں ایک مقرر ہے۔

بقدری و جہازہ میں اس کی قیمت پے ۳۰ دام ادا کی جاتی ہے اور لوگس میں

پے ۲۴ دام۔

اسی نرخ کے مطابق قیمت ہمیشہ برآورد سے منہا کر لی جاتی تھی گویا ساربانوں

سے ایک قسم کا ٹھیکہ ہو جاتا تھا اور اسی پر عمل درآمد ہوتا تھا۔

۷۲۔ الہی میں معروضہ پیش ہوا کہ منہائی رقم کا یہ طریقہ سخت ہے اور

ساربانوں کو نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔ قبلہ عالم نے اس نرخ کو منسوخ فرما کر

ہر زمانے کے مطابق رقم منہائی مقرر کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

یہ حساب نرخ کے تغیر و تبدل کی وجہ سے ہر سال مختلف ہوتا ہے۔

نوروز کے آغاز پر افسر ساربان جانوروں کے بال تراشنے اور تیل ملنے و نیز

روغن چکانی کی اجازت حاصل کر کے اپنے فرامض کو انجھام دیتے ہیں اور

علفی جانوروں کے اسباب و سامان کے لئے جدید معاہدہ کرتے ہیں۔



آئین (۶۲)

تیل ملنے اور جانوروں کی تاک میں تیل ٹپکانے کے آئین

روغن مالی و روغن چکانی کو تطلبہ اور شجریع کہتے ہیں لیکن اگر تجریع کی بجائے تفتیش کہیں تو زیادہ مناسب ہے۔ کیونکہ تفتیش کے لفظی معنی بھی ”تاک میں ٹپکانے“ کے ہیں۔

ہر پختہ و چھانہ پر سال میں تین سیر روغن کنجہ صرف ہوتا ہے جس میں ایک سیر پلن پر ملنے اور تین پاؤں تاک میں ٹپکانے کے لئے مقرر ہے۔ اس کے علاوہ تین پاؤں گندھاک اور ساڑھے چھ سیر چھپانچہ بھی دی جاتی ہے۔

دوسری قسم کے جانوروں کے لئے ۱۲ پاؤں گندھاک اور ساڑھے چھ سیر چھپانچہ مقرر ہے۔ ان جانوروں کی تاک میں ٹپکانے کے لئے تین پاؤں روغن دیا جاتا ہے۔ پیشتر روغن و نیز دیگر اشیا سال میں تین بار دی جاتی تھیں اب صرف ایک بار دیتے ہیں۔

پایہ شتران و خدمتگاراں

جہاں پتاء نے جانوروں کو قطاروں میں تقسیم فرمایا اور ہر قطار

ایک ساربان کی نگہداشت میں سپرد فرمائی۔ ساربانوں کی تختواہ کے چار بدارج مقرر فرمائے۔

اول چار سو دام، دوم تین سو چالیس دام، سوم دو سو اسی دام اور چہارم دو سو بیس دام۔

قطاروں کی تین طرح پر ترتیب دی گئی۔

اول۔ پانچ قطاریں ایک تجربہ کار شخص کے سپرد کی گئیں اور یہ ملازم بست بنجی کے نام سے موسوم ہوا۔ اس کی تختواہ سات سو بیس دام سرار پائی۔ یہ شخص ایک یاہو کی داغ دوزی کراتا اور چار ساربانوں کا افسر ہے۔

دوم۔ اس ترتیب میں دس قطاریں شامل ہیں۔ یہ قسم بھی ایک تجربہ آموز کے سپرد ہے جس کو پنجاہی کہتے ہیں۔ اس کی داغ دوزی کراتا اور نو سو سٹاک دام تختواہ پاتا ہے۔ نو ساربان اس کے ماتحت ہیں۔

سوم۔ ایک تجربہ کار و ہوشیار شخص کے سپرد نو قطاریں کی گئیں اس شخص کو پانصدی کہتے ہیں۔

دس قطاریں خاص اس کے زیر اہتمام ہیں اور سو ایک قطار کے بقیہ کے لئے ساربان سرکار سے عطا ہوتے ہیں۔ پنجاہی و بست بنجی اس کے ماتحت ہیں۔

اس کی تختواہ میں اضافہ و کمی سے اختلاف ہوا کرتا ہے۔ اس زمانے میں اکثر یوزباشی امیر اس خدمت پر مامور ہیں۔

اس کے علاوہ قبائے عالم نے ایک اونٹ فراشوں کے لئے خاص کر دیا ہے۔ ایک تنگچی بھی مامور کیا گیا ہے۔

جہاں پناہ نے اپنی بنیظیر قوت عمل سے ہر پانصدی کو ایک سپہر کی ماتحتی میں دیا ہے، نیز چند ہوشیار پیادے مقرر فرمائے ہیں۔

یہ ملازم سررشتے کی تمام جزئی و کلی حالات سے اطلاع دیتے ہیں اور اس طریقے پر عمال سررشتہ لاپرواہی نہیں کر سکتے۔

سال میں دو بار پیش سوار جانوروں کی ضربی و لاغری کا اندازہ کرتے ہیں۔

آغا ترساست میں اور مپشی کے وقت۔

جانور کی کمی کی صورت میں ساربان اس کی قیمت کے مطابق قسم تاوان داخل کرتا ہے۔ پنجابی اور پانصدی بھی اس تاوان میں شرکت کرتے ہیں۔ اگر جانور اندھا یا لنگڑا ہو جاتا ہے تو اس کی قیمت کا چارم حصہ بطور جرمانہ داخل کرنا پڑتا ہے۔

ریباری۔ اکثر اہل ہند اس جانور کے حالات سے بخوبی آگاہ ہوتے ہیں۔ اور ہندی نژاد لوگ کورہ نوردی (تیز رفتاری) ایسی عمدہ سکھاتے ہیں کہ جانور قلیل مدت میں بچہ مسافت طے کر سکتا ہے۔ ان اشخاص کو ریباری کہتے ہیں۔ ہر چند کہ پائے تخت سے انتہائے قلم و سلطانی تک ہر چار طرف ڈاک رساں مقرر کئے گئے ہیں اور ہر پانچ کوس کے فاصلے پر تیز رو پیادے متعین ہیں لیکن جہاں پناہ لے اپنی دوراندیشی سے ان شترسواروں میں سے بعض کو ہمیشہ درگاہ بادشاہی پر حاضر و موجود رہنے کا حکم دیا ہے۔

ہر چاس آردانہ انھیں ریباریوں میں سے ایک شخص کے سپرد کی گئی ہیں اور انہیں نسل کے لئے ایک بچہ اور دو لوگ ان کے ہمراہ ہیں۔ بچہ و لوگ کے لئے دانہ حسب دستور سرکار سے ملتا ہوتا ہے لیکن گھانٹ نہیں دی جاتی اور اردنہ کے بچاس نفر کے لئے دانہ بھی نہیں دیا جاتا۔ سال میں ایک بار طلبہ تیشق کے لئے بفر و بندی و مجازہ پر فی راس چار سیر روغن کنجد اور تین پاؤ گندھک اور ساڑھے چھ سیر چھاپڑ دی جاتی ہے جس میں سے تین پاؤ روغن تیشق کے لئے مخصوص ہے۔ لوگ داروانہ و گہر و مایہ گہر کے لئے فی راس ۳ سیر روغن ساڑھے چھ سیر چھاپڑ اور ۳ سیر گندھک مقرر ہے جس میں ۳ سیر روغن تیشق کے واسطے متعین ہے۔ بوتہ اور دنبالہ کے لئے فی راس دہائی سیر روغن جن میں ۱۲ سیر تیشق کے لئے آدھ سیر گندھک اور ۱۴ چھاپڑ مقرر کیا گیا ہے۔

بوتہ اور دنبالہ یہ دونوں شتر بچے میں فرق اس قدر ہے کہ بوتے پر کچھ بوجھ لاڈا جاتا ہے اور دنبالہ باریداری سے آزاد ہے۔ اور ہر سہفتے بوتہ کے لئے آدھ سیر شورہ و نمک اور دنبالہ کے لئے پاؤ سیر مقرر ہے۔

گلہ بانوں کی ماہوار تنخواہ دو سو دھام مقرر ہے۔ ہر چاس جانوروں پر

پانچ چرواہے بھی دئے جاتے ہیں جن کو روزانہ دو دام اجرت دی جاتی ہے۔
 دو گڈہ پنجاہی افسر کے لئے ضروری ہے کہ ہر سال تین اروانہ پیش کرے
 ورنہ ان جانوروں کی قیمت اس کی تنخواہ سے وضع کر لی جاتی ہے۔
 پیشتر بغدادی و حجازہ کے بال کے عوض چارم حصہ تنخواہ کا وضع کر لیا جاتا تھا۔
 ہر جانور کے بال وزن میں چار سیر ہوتے تھے۔

قبلہ عالم نے بالوں کی قیمت گڈہ بانوں کو بطور انعام عطا فرمائی اور
 اس کے عوض میں گڈہ بان دم افسار وغیرہ پوششیں جانوروں کے لئے تہیا کرنے لگے۔
 بغدادی کی قیمت پانچ مہر سے بارہ مہر تک مقرر ہے حجازہ کی قیمت تین چار مہر سے
 دس مہر تک، بغیر تین مہر سے لے کر سات مہر تک فروخت ہوتا ہے۔ مادہ بخر کی قیمت
 تین مہر سے پانچ مہر تک ہے۔ بقیہ جانوروں کی قیمت حسب ذیل ہے۔
 گہر و تین مہر سے آٹھ مہر تک، مادہ گہر دو لوگ تین مہر سے سات مہر تک،
 لوگ دو خلد آٹھ مہر سے نو مہر تک۔ لوگ ہندوستانی و بلوچی تین مہر سے آٹھ مہر تک،
 اروانہ دو مہر سے چار مہر تک۔

قبلہ عالم بہترین بچہ سے پردس من تک وزن کا سامان لےواتے ہیں اور
 اور قسم دوم پر آٹھ من تک۔
 عمدہ ترین حجازہ و لوگ وغیرہ آٹھ من تک کے بوجھ سے لادے جاتے ہیں
 اور قسم دوم چھ من تک۔

ہندوستان میں اونٹ کی عمر طبعی چوبیس سال ہے۔

آئین (۶۳)

گاؤ خانہ

ملک ہندوستان میں اس جانور کو بچید مبارک و مقدس سمجھ کر اس کی طرح طرح پر خد متکذاری کرتے ہیں۔

ہند میں کھیتی باڑی کا کام بھی اسی جانور کی اعانت و جفا کشی پر چلتا ہے اور مایحتاج زندگی کی فراہمی اسی کی محنت کا ثمرہ ہے۔ اس کے دودھ دہی و گھی سے دسترخوان کی زیب و زینت ہے۔ یہ جانور باربرداری اور ہل چلانے میں عجید قوی و طاقتور ہے اور ہر سہ آبادی کی معموری و صرفہ السالی میں بہترین مہین و دگوار ہے۔ اگرچہ یہ جانور ہندوستان میں ہر جگہ پایا جاتا ہے اور اپنی مختلف اقسام سے ملک کی گرم یا سردی کو تازہ رونق دیتا ہے لیکن گجرات کے جانور بہترین خیال کئے جاتے ہیں۔ گجراتی گاؤں کی ایک جوڑ کی قیمت سو ہندی جاتی ہے۔ جو شبانہ روز میں اسی کوں تک کی مسافت طے کر سکتے ہیں۔ اس قسم کے بیل تیز رفتار گھوڑے پر بھی سبقت لے جاتے ہیں اور راہ میں بول و براز نہیں کرتے۔

بست فہری و دہ فہری جانور بکثرت ہیں۔

بیمحال و دکن میں بھی عمدہ جانور پیدا ہوتے ہیں۔ بار کرتے وقت حیانور بیٹھ جاتے ہیں اور ان ممالک کی گائے نصف من تک دودھ دیتی ہے۔

دہلی میں بیشتر جانور دس روپے تک میں خریدے جاتے ہیں۔
 قند عالم نے ایک جنت جانور ایک لاکھ دام (پانچ ہزار روپیے) میں
 خرید فرمائی۔ کشمیر و تبت میں ایک خاص قسم کی گائے بیل بائٹ سمجھاتے ہیں جن کو
 شکل و صورت عجیب و خوش آئند ہوتی ہے، ان کو قطاس کہتے ہیں۔
 اس جانور کی عمر طبعی پچیس سال ہے۔

بادشاہ قدردان نے اس جانور کی عجیب و حیرت انگیز کارگزاریوں کو ملاحظہ فرما کر
 اس کی پرورش و پرداخت پر خاص توجہ فرمائی اور ان کو مختلف گروہ میں تقسیم کر کے
 انہیں نیک دل نگہبانوں کے سپرد فرمایا۔

جہاں پناہ لے سو جانور منتخب فرما کر ان کو خاصے کے لئے مخصوص فرمایا اور
 انہیں کوتل کے نام سے موسوم کیا۔ ان میں سے چالیس جانور سفر و شکار گاہ میں ہمراہ
 رہتے ہیں۔ اکادون جانور نیم کوتل اور اسی تعداد کے جانور پاؤ کوتل قرار دئے گئے۔
 کمی کی صورت میں اول کی دوم سے اور دوم کی سوم سے خانہ بڑی کی جاتی ہے۔
 ان جانوروں کے گوترو باڑے کو گاؤ خانہ خاصہ کہتے ہیں۔ ان اقسام کے علاوہ
 دوسرے باڑے میں ترتیب دئے گئے ہیں۔

جہاں پناہ نے پچاس سے سو تک جانوروں کے مختلف باڑے بنائے
 اور راستباز خدمت گزاروں کے سپرد کئے۔ حضوری کے وقت جانوروں کے
 مراتب و مدارج مقرر کئے جاتے ہیں اور اس کے بعد جانور اپنے ہمسروں کے
 باڑوں میں داخل کئے جاتے ہیں۔

اسی طرح گروہ کے گروہ بیل کشی و آب کشی وغیرہ کے لئے مقرر فرمائے گئے۔
 ایک قسم اس جانور کی گوٹ سے مشابہ ہوتی اور سجدہ خوش شکل ہوتی ہے۔ اس کو
 گینئی کہتے ہیں۔

اسی طرح دودھ ساری گائیں اور بھینسیں بھی مختلف گروہ میں تقسیم کر کے تحسین و کار
 خدمت گزاروں کے سپرد فرمائی گئیں۔

آئین (۶۴)

خوراک

کارخانہ خاصہ میں ہر جانور کے لئے سو اچھے سیردانہ اور ڈیڑھ دام کی گھاس مقرر ہے۔ ہر گوسالے کے لئے روزانہ ایک من انیس سیر قدر سیاہ مقرر ہے۔ داروغہ ہر جانور کو اس کی خدمت و حالات کے لحاظ سے غذا دیتا ہے۔ دیگر خاصے کے جانوروں کے لئے چھ سیر دانہ اور گھاس بدستور لیکن ان کو قدر سیاہ نہیں دیا جاتا۔

دوسرے کارخانوں میں اول کو چھ سیر دانہ اور ہم کابی کے جانوروں کو ڈیڑھ دام اور غیر کو ایک دام کی گھاس روزانہ دی جاتی ہے۔ دوم کو پانچ سیر دانہ اور گھاس بدستور۔ پہل کش بیلوں کو چھ سیر دانہ اور گھاس بدستور۔ گیشی اول کو تین سیر دانہ اور ایک دام گھاس کے لئے اگر حضور میں رہے، ورنہ سیکھ دام۔

دوم کو ڈھائی سیر دانہ اور اگر حضور میں رہے تو سیکھ دام کی گھاس، ورنہ سیکھ نصف دام کی۔

بھینسا جس کو آرنہ کہتے ہیں۔ اس جانور کو روزانہ آٹھ سیر گھاس کا آٹا

پختہ دو سیر روغن زرد نیم سیر قند سیاہ و نیم سیر دانہ اور دو دمام کی گھاس دی جاتی ہے۔ یہ جانور عالم شباب میں عجیب و غریب اقسام کی آویزہ گری کرتا ہے اور شیر کو پارہ پارہ کر ڈالتا ہے۔ جب اس کی طاقت کم ہو جاتی ہے تو نمبر دوم کے جانوروں میں داخل کیا جاتا ہے اور آب کشی میں لگا دیا جاتا ہے اور اس وقت اس کو آٹھ سیر دانہ اور دو دمام کی گھاس روزانہ دی جاتی ہے۔

آب کشی کی بھینسیں۔ ہر جانور کو چھ سیر دانہ اور دو دمام کی گھاس روزانہ دی جاتی ہے۔

عربہ چیتا کے اول نمبر کے بھینسے کو پلہ ۶ سیر دانہ اور اس کے علاوہ دیگر اقسام کے جانور کو پانچ سیر اور ہر دو کو گاہ بدستور سابق۔

عربہ بار کشی کے بیلوں ہر جانور کو پیشتر پانچ سیر دانہ اور ڈیڑھ دمام کی گھاس دی جاتی تھی لیکن اب دانے میں پاؤ سیر کی کمی کر دی گئی ہے اور گھاس بدستور سابق ہے۔ دو دھاری گائیں اور بھینسیں اگر ہر کاب رتبی ہیں تو دانہ دو دھ کے وزن کے مطابق دیا جاتا ہے۔ گائے اور بھینس کے سگلے کو ٹھٹھاٹ کہتے ہیں۔

ہر گائے روزانہ ایک سیر سے پندرہ سیر تک اور بھینس دو سیر سے تیس سیر تک دودھ دیتی ہے۔

پنجاب کی بھینس بہترین خیال کی جاتی ہے۔

ہر گائے کا تھوڑا تھوڑا دودھ الگ کر لیتے ہیں، بیشتر ہر گائے کے دودھ کی نوعیت کا تقرر ہوتا ہے اور ایک سیر دودھ میں دو دمام کے برابر گھی بھلنے سے جانور کی نوعیت کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ ایک سیر دودھ سے دو دمام گھی نکلتا ہے۔

آئین (۶۵)

خدمتگاران

خاصے کے کارخانوں میں ہر چار جانوروں پر ایک خدمتگار مقرر ہے۔
کارخانہ اول میں آٹھارہ ملازم ہیں۔ ہر شخص کو پانچ دام روزانہ دئے جاتے ہیں۔ دوسرے
کارخانوں کے ملازم چار دام روزانہ پاتے ہیں۔
خاصے کے علاوہ دوسرے کارخانوں میں بھی ملازمین کو اجرت ہی حساب سے
دی جاتی ہے لیکن ہر ملازم بجائے چار کے چھ جانوروں کی دیکھ بھال کرتا ہے۔
اکثر جہلیان اہلیوں کے زمرے میں تنخواہ پاتے ہیں۔ بعض بہسلبان جو
گروہ اہلیوں میں داخل نہیں ہیں ان کی تنخواہ تین سو ساٹھ دام سے زیادہ اور
ایک سو بارہ دام سے کم نہیں ہے۔

بہل کی دو قسمیں ہیں۔ پھتری دائرہ جس کے اوپر چار لکڑیاں یا اس سے زیادہ
باندھ کر چھتر کو ان پر آراستہ کرتے ہیں۔ اس قسم کی بہل کو گھڑ بہل کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ
سادہ بہل بھی ہوتی ہے۔

گھڑ بہل کے تیرے تار گھوڑے بھی کھینچتے ہیں۔

دس عربوں پر بیس عربی اور ایک بڑھئی مقرر ہے۔ میردھ اور بڑھئی کو روزانہ
پانچ دام اور دوسروں کو چار دام روزانہ دئے جاتے ہیں۔

بعض حالتوں میں صرف پندرہ ملازم مقرر کئے جاتے ہیں اور بڑھتی برطرف کر دیا جاتا ہے۔

عراچی کہنہ سامان کی مرتت خود کراتے ہیں جس کے معاوضے میں ان کو ہر سال دو ہزار دو سو دواہم دئے جاتے ہیں۔

اگر جانور کا سینک ٹوٹ جاتا ہے یا یہ کہ جانور اندھا ہو جاتا ہے تو اصل قیمت کی پونکھائی رقم داروغہ سے وصول کی جاتی ہے۔ اس قسم کا تاوان نذہمان کی نوعیت کے لحاظ سے کم و بیش ہوتا رہتا ہے۔

میشتر داروغہ مرتت کے لئے خود رقم صرف کرتے تھے، لیکن گردش کے روز ادنگ کے لئے نیم دواہم وصول کرتے تھے (ادنگ، سن کو روغن زرد سے چھنا کر کے عراچی کی کیلوں میں جو بنزلہ بھر کے ہیں لپیٹ دیتے تھے تاکہ کٹاری کا پتیا نہ ٹھٹھے اور ٹوٹنے سے محفوظ رہے) لیکن جب داروغگی کی خدمت بھی عراچیوں کے سپرد کی گئی تو ادنگ کے اخراجات بھی عراچی ہی برداشت کرنے لگے۔ قاعدہ یہ تھا کہ سفر کے وقت کارخانہ جات شاہی کا اکثر اسباب بار کرنے اور گھڑیاں لاد کر پہنچانے کے بھی تمام اخراجات عراچی بحیثیت داروغہ کے برداشت کرتے تھے لیکن بعد میں دو سو ہل عمارت کی تعمیر میں لکڑیوں کے اٹھانے کے لئے علیحدہ کر دئے گئے۔ اسی طرح چھ سو ہل اکاون ہزار من لکڑی باورچی خانہ شاہی میں دس ماہ کے اندر پہنچانے کے لئے جدا متعین کئے گئے۔ اگر عراچیوں کو کارپو داؤ کسی دوسرے کام میں مصروف کر لیتے تو سامان ڈھونڈنے کی اجرت، مصارف سرکار میں شمار ہوتی تھی اور داروغہ اس میں پاؤ گوشت سے بھی بری کر دئے جاتے تھے۔

یہ بھی قاعدہ تھا کہ اگر کوئی بل مر جاتا تو عراچی اس کا بدل خود ہتیا کرتے تھے لیکن قبلہ عالم کو معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا طریقے میں ان بے زبان جانوروں کو عجیب تکلیف ہوتی ہے۔ حضرت نے یہ قواعد منسوخ فرما دئے اور مستقل ملازمین کا تقرر فرما کر جانوروں کو نیک دل خدمتگزاروں کے سپرد کیا۔

عراچی کے جانوروں کی روزانہ خوراک اس طرح مقرر فرمائی گئی۔
دانہ چار سیر، ڈیرھ دواہم گھاس کی قیمت اور نصف دواہم دیگر اشیاء کے لئے۔

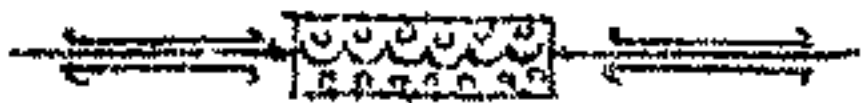
بارش کے زمانے میں چار ماہ تک گھاس کی رقم وضع کر لی جاتی ہے۔
ہر اٹھارہ عرابوں پر بارہ ملازمین کا تقرر ہوا جن میں سے ایک شخص بڑھئی کا
کام بھی جانتا ہے۔

بیل کے مرجانے کے بعد اس کا بدل سرکار سے ملتا ہے اور اونگ و مرت
کے لئے بھی اجرت خزانہ شاہی سے عطا ہونے لگی۔

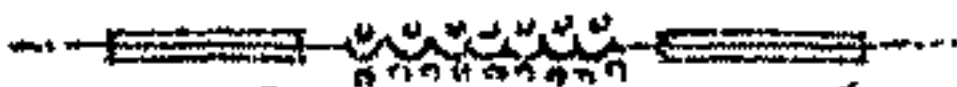
ہر سال ایک بار تجربہ کار اشخاص گھاؤ خانے میں جا کر کار گزار حبانوروں کی
فرہی و لاغری کا اندازہ کرتے ہیں۔ جو جانور کہ بیکار ہیں ان کی حالت کا اندازہ سال میں
دو بار کیا جاتا ہے۔ لکڑیاں بار کرنے و نیز دیگر امور کی خدمت کی بجائے جواب معاف
کر دی گئی ہیں، عرابیوں کو دیگر ضروری سرکاری خدمات انجام دینی پڑتی ہیں۔



آئین (۶۶)



استرخانہ



خچر میں گھوڑے کی طاقت اور گدھے کا صبر و تحمل موجود ہے۔ اگرچہ یہ چب انور
گھوڑے کا سا سمجھا جاتا ہے لیکن اس کے ساتھ گدھے کا سا نادان بھی نہیں ہوتا۔
خچر راہ نوردی میں اپنا طے کیا ہوا راستہ کبھی نہیں بھولتا۔
یہی وجہ ہے کہ شہر یا رقدرداں کی ہمہ دانی نے اس جانور پر توجہ سوائی احد
دوسرے جانوروں کی طرح اس کی پرورش و پرداخت کا بھی انتظام فرمایا۔
یہ جانور بارکشی و بیاباں نوردی و تیز رفتاری میں ہمیشہ ہے۔
عوام کا بیان ہے کہ گدھا گھوڑی سے جفتی کھاتا ہے اور اس سے یہ جانور
پیدا ہوتا ہے۔ لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ گھوڑا گدھی سے جفت ہوتا ہے جیسا کہ
قدیم کتابوں میں مذکور ہے۔

بچہ بیشتر ماں سے مشابہ ہوتا ہے۔

جہاں پناہ سے بہترین گدھے کو گھوڑی پر چھوڑا جن کی نسل سے اعلیٰ درجے کا
خچر پیدا ہوا۔

اکثر ممالک میں انصاف پرور فرمانروا اس جانور پر سواری فرماتے تھے مظلوم
اس جانور کی اعانت سے جلد حاکم کی درگاہ تک پہنچ جاتے ہیں اور سوار کو عید

آرٹھم پچھتا سہیہ۔

ایسے حیرت انگیز جانور ہندوستان میں صرف نواح پکھلی میں پائے جاتے ہیں۔
اہل ہند اس جانور کو بھی ایک قسم کا لگدھا سمجھ کر اس کی سواری کو اپنی کسر شان
سمجھتے تھے۔ قیام عالم کی توجہ سے اب یہ نفرت قلوب سے قطعاً جاتی رہی۔

عزرائیلم عراق عرب سے بہترین جانور ہندوستان میں لانے گئے بہترین خیر
کی تہمت لگے۔ ہزار روپیہ تک ادا کی گئی۔

اس کی قطاریں بھی اونٹوں کی قطاروں کی طرح ترتیب دی جاتی ہیں اور ہر قطار میں
جانوروں کی تعداد بھی پانچ رہتی ہے۔ جانوروں کے نام بھی وہی ہیں سو اس کے کہ
ہر قطار کے دوسرے جانور کو پردہ عورت کہتے ہیں۔ اس جانور کی عمر طبعی پچاس سال ہے۔

————— ❦ —————

آمین (۶۷)

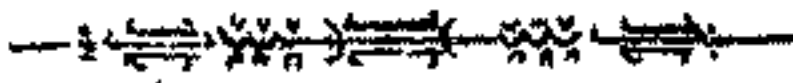
—————

خوراک

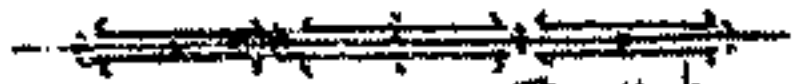
غیر ہندی خچر کو چھ سیر دانہ اور ہمرکابی کی حالت میں دو دام کی ورنہ ڈیڑھ دام کی گھاس دی جاتی ہے۔
ہندوستانی جانور کے لئے چار سیر دانہ اور ہمرکابی میں ڈیڑھ دام، ورنہ ایک دام کی گھاس مقرر ہے۔
ہفتے میں ایک مرتبہ ۱۲ دام نمک کے لئے دئے جاتے ہیں نمک ملازمین یکبارگی دانے میں ملا کر کھلاتے ہیں۔

—————

آئین (۶۸)



رخت



تخت چرمی سو اسیل دام، زنجیر آہنی وزن دو سیر قیمتی دس دام، تراگی چسومین
(چمڑے کی دچی) چار دام، پالان ایک سودو دام، شال تنگ و پلاس تنگ ۱۶ دام، ۳۶ دام
طاقت طناب (بوجھ باندھنے کی رستی) ترلیٹھ دام، چوب تازیانہ چھ دام، گھنٹہ فی قطار
ایک دس دام، سوٹی جل چالیس دام، کلاوہ چرمی تیرہ دام، رستی نو دام، مسدہ ۱۶ دام، ۳۶ دام
سر دوز چار دام، خرچین پندرہ دام، توبرہ چار دام، گلس ران چسرمی ایک دام
خرخرہ و مٹی چار دام

مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق ایک غیر ہندی خیر پریتین سو سو اچھیالیس دام
صرف ہوتے ہیں۔

ہندوستانی خیر پریتین تفصیل ذیل ایک سو اکاون دام خرچ کئے جاتے ہیں۔
تخت چرمی چار دام، پالان اکاون دام، سر دوز تنگ ۱۶ دام، طاقت طناب پندرہ
چالیس دام، تنگ پانچ دام، توبرہ تین دام، تراگی تین دام، جل چوبیس دام،
خرخرہ و مٹی چار دام۔

ہر تیسرے سال نیا اسباب دیا جاتا ہے اور آہنی و چوبی کہنہ سامان کے عوض

نصف قیمت وضع کر لی جاتی ہے۔

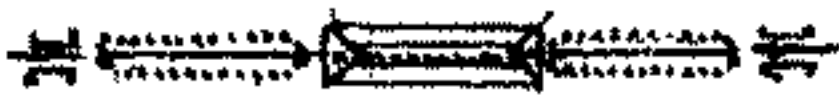
ایک سال کے بعد چالیس دام سامان کی مرمت کے لئے دئے جاتے ہیں۔
 حملہ آوری کے زمانے میں کہنہ سامان کو حسب ضرورت بنادیا جاتا ہے۔
 چھ ماہ کے بعد تعطیل دی ہوتی ہے۔ ہر مرتبہ آٹھ دام اجرت ادا کی جاتی ہے۔
 ایک قطار ایک شخص کی نگہبانی میں دی گئی ہے۔ توراتی و ایرانی و ہندی
 خدمتگاروں کا تقرر کیا گیا ہے۔ ایرانی و توراتی ملازمین کی ماہوار تنخواہ ایک ہزار نو سو بیس دام
 سے زائد اور چار سو دام سے کم نہیں ہے۔ ہندی ملازمین کو زیادہ سے زیادہ
 دو سو پچپن دام اور کم از کم دو سو چالیس دام ماہوار دئے جاتے ہیں۔
 جس ملازم کی تنخواہ دس روپے ماہوار یا اس سے زائد ہے وہ پیشنگ جانور
 کے دانے اور گھاس کی خود سروسراہی کرتا ہے۔

سال میں دو بار تجربہ کار و مرتبہ شناس اشخاص جانوروں کی فربہی و لاعزى کا
 اندازہ کرتے ہیں اور سالانہ ایک مرتبہ تمام جانور حضور میں پیش ہوتے ہیں۔
 اگر جانور اندھا یا لنگڑا ہو جاتا ہے تو اس کی قیمت کا چارم حصہ استربان سے
 وصول کیا جاتا ہے۔ اگر جانور کم ہو جاتا ہے تو نصف قیمت بطور تاوان وصول
 کی جاتی ہے۔

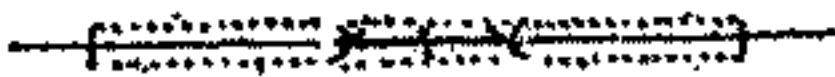
بار برداری و آب کشی کے لئے گدھے بھی مقرر کئے گئے ہیں۔ ہر گدھے کو
 روزانہ تین سیر دانہ اور ایک دام کی گھاس دی جاتی ہے۔ اسکے سامان خیر کے مثل ہیں
 سو اس کے کہ اس کو حمل نہیں دی جاتی۔ سال میں تینیس دام مرمت سامان کے لئے
 دئے جاتے ہیں۔ اس کا خدمت گزار ماہانہ ایک سو بیس دام سے زائد نہیں پاتا



آئین (۶۹)



شہاروزی



اس آئین سے ہر سہ آبادی کو معموری و مرفہ الحالی حاصل ہوتی ہے اور ہر خاص و عام اپنے تمام مقاصد میں کامیاب ہوتے ہیں۔ دل کے حالات سے خبردار رہنا اور خاطر پریشان کو جمع رکھنا بقائے دوام کی علامت و زندگی جاوید کا نشان ہے۔ قبلہ عالم اس مرتبے کو پہنچ کر دنیوی مشاغل میں مصروف اور بیٹا مظارہری حوادث میں گرفتار ہو کر بھی اپنے صفائے باطن کو اضطراب و پریشانی کے غبار سے مکدر نہیں ہونے دیتے اور حضرت کے نفس کی گونا گوں قابلیتوں اور ہمہ گیر واقفیت کا شیرازہ اطمینان منتشر نہیں ہوتا۔

بادشاہ میں خدا کی رضا مندی حاصل کرنے کی خواہش روز بروز ترقی کرتی ہے۔ اور انجام مبنی و دور اندیشی میں کچھ نہ کچھ اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ دانا دل اور قد شناس فرمانروا دیگر افراد کی قابلیتوں اور ان کی کار فرما طبائع کا اندازہ کرتا اور اس کی قدر افزائی کرتا ہے لیکن اس بزرگ ترین ہستی کی نگاہ اپنے محاسن اور اپنی خوبیوں پر نہیں پڑتی۔

اس کی نگاہ تلاش ہر فرد بزرگ پر پڑتی ہے اور ہر انسان کے ظہر و باطن کو محض اس لئے عمیق نگاہوں سے دیکھتا ہے کہ شاید کسی طرف سے کوئی دل آویز سخن ایسا سنائی دے یا کوئی بہترین فعل ایسا سرزد ہو جس سے دانا فی کی جدید شمع اس کے قلب میں

روشن ہو سکے لیکن افسوس کہ زمانے کے مختلف دور گزر گئے اور کئی قرن بسر ہو چکے لیکن ایسا برگزیدہ خصائل انسان ایک بھی نظر نہ آیا۔

الضائف پسند گر وہ اس صاحب تاج و تخت کے حالات کو دیکھ کر اظہار فرماست کرتا ہے اور باوجودیکہ اس کی سعی و کوشش سے صحیفہ دانش میں ہر روز ایک جدید ورق کا اضافہ ہوتا رہتا ہے لیکن یہ عالمی حوصلہ ہستی اُسی اولین سرگرمی کے ساتھ راہ طلب میں قدم دوڑا رہی ہے اور اس خیال پر کہ شائد برگزیدہ خصائل افراد کی ہمت نشینی تیسرا جائے اپنے حال میں خوش و شادال ہے۔ یہ بالاتر و افضل جہتی ہزاروں ظاہری شان و شکوہ اور بیشمار اسباب غفلت کے باوجود اپنی خواہش اور اپنے غیض و غصہ کو عقل کی اطاعت کے دائرے سے باہر قدم رکھنے نہیں دیتی، چہ جائیکہ کسی ایسے فعل کا سرزد ہونا جو اس کے گرانمایہ وجود کے شایان شان نہ ہو۔

وہ افسانہ سرائی جو تمام عالم کے لئے باعث غفلت ہوتی ہے، اس برگزیدہ انسان کی بیداری کا باعث ہے اور جذبہ خدا طلبی کی شدت اسباب حق آگاہی کی کثرت کی وجہ سے بھی اپنی جان و تن کی نگہداشت میں ہر طرح کی ظاہری و باطنی ریاضت کرتا ہے۔

ہمارا سلطان ان رسوم کی پابندی کرتا ہے جو اہل زمانہ میں رائج اور ان کے نزدیک مقبول عام ہیں تاکہ کم میں افراد کی طعنہ زنی سے محفوظ و مامون رہے۔ لیکن باوجود ان ظاہری رسوم کی پابندی کے دل سے ہر وقت انہی بہترین عادات کا جو بارہتا ہے جن کی تلاش میں سیدار دل انسان تمام عالم میں حلوئے بکرنگی دیکھتے اور عقیدہ و مذہب کی طعن و تشنیع سے محفوظ و مامون رہتے ہیں۔

قبیلہ عالم جن کی گرانمایہ ہستی اس تہید کی کامل مصداق ہے وقت کو غنیمت سمجھ کر اپنے انفس عمر کی جو حقیقت بحد گرانمایہ ہیں کامل نگہداشت فرماتے ہیں۔ چونکہ خیر و شکی قبیلہ عالم کے ہر مومن کے بدن میں جاری و ساری ہے اور حمیدہ خصائل نے حضرت کے سراپا کو آغوش میں لے لیا ہے جہاں بیاد کی عادات بھی عبادت میں گئے ہیں اور قبیلہ عالم کا ہر فعل رفتائے الہی عبادت الہی کی عمل تصویر ہے۔

قبلہ عالم ایک لمحہ بھی نفس کی باز پرس اور خدا کے ذوالجلال کی یاد سے غافل نہیں رہتے۔ حضرت کی عبادت کا تفصیلی ذکر معرض بیان میں نہیں آ سکتا۔ جہاں پناہ خاص طور پر صبح کو جو نور پاشی کی ابتدا اور حصول مراد کا دیباچہ ہے، اور بارہ بجے جبکہ آفتاب عالم تاب کی روشنی تمام عالم کو منور و درخشاں کرتی ہے، اور نیز شام کو جبکہ آفتاب کی نور افشاں مہتی خالی نثر ادا انسانوں سے پوشیدہ ہو کر انوار پرست قلوب کو معنوم و پریشان کرتی ہے، نیز نصف شب کو جبکہ مایہ نور و درخشندگی بارگاہی سے بلندی اختیار کر کے شب تاریکے غمروں کو اپنے طلوع کے قریب ہونے کا مژدہ سناتا ہے، خدا کے ذوالجلال کی عبادت اور اس کی یاد میں مصروف ہوتے ہیں۔

حقیقت شناس حضرات کو معلوم ہے کہ یہ اوقات کس درجہ نیرنگی قدرت کے مظاہر ہیں اور انجام میں نگاہیں ان اوقات میں کیا کچھ دیکھتی ہیں۔ نیز یہ کہ اس قسم کی تمام عبادتوں کا حاصل خالق ذوالجلال کی یاد ہے جس کی نعمتیں حد شمار سے باہر ہیں۔ اگر شپورہ چشم نادان ان اسرار سے واقف نہ ہو اور زبان طعن دراز کرے تو سوال یہ ہے کہ خسارے میں کون ہے اور کس کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

اسی وجہ سے تو تمام عقلا کو اتفاق ہے کہ منعم کی شکر گزاری کرنا اور اس کی حمد و ثنا زبان و دل سے بجالانا ہر شخص پر فرض ہے۔ نور الانوار یعنی آفتاب جہان تاب کی فیض گستری و فائدہ رسانی سے ہر شخص مستفید ہوتا ہے اور جو گونا گول نعمتیں اس روشن ترین ہستی سے حیوانات تک پہنچتی ہیں ان کا شمار آئین حساب سے باہر ہے۔ عوام تو ایک قسم کے بار احسان سے گرا نیا رہیں، لیکن سلاطین کو اس سرگروہ اجرام سماوی کی ذات سے خاص تعلق ہے اور فسوسرمانہ روایان گیتی اسی حکماں سماوی کے تربیت یافتہ وزیران ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ قبلہ عالم آتش کی تعظیم چراغ کی نگہداشت میں بھی خاص اہتمام فرماتے ہیں اور آتش ہو یا چراغ، تمام روشن چیزوں کو آفتاب عالم تاب کے حسن کا پر تو خیال فرماتے ہیں۔

کم عقل ظاہر پرست جو تعلیم کا دلدادہ نہیں، حضرت پرست کے اس فعل کو آتش پرستی و آفتاب مہبودی سمجھ کر طعنہ زنی کرتا ہے لیکن ہم ایسے اشخاص کی نادانی پر

خندہ زنی کرتے اور خاموش رہتے ہیں۔

قبلہ عالم جاں آزاری و دل شکنی کے درپے نہیں ہوتے بلکہ دلنوازی فرماتے رہتے ہیں اسی وجہ سے جہاں پناہ گوشت کھانے سے پرہیز کرتے ہیں اور چینیے گزر جاتے ہیں کہ حضرت ہاتھ سے گوشت کو مس بھی نہیں فرماتے۔ ظاہر ہے کہ ایسے جہاں پسند محبوب کی اس درجہ صاف و نورانی دل میں کیونکر جگہ ہو سکتی ہے۔

قبلہ عالم کی بلند فطرت ظاہری لذات پر بہت کم مائل ہے۔ شب دروڑ میں اکثر ایک ہی مرتبہ خاصہ تہا دل فرماتے ہیں اور اپنا تمام وقت ہی ضروری ناگزیر کاموں میں صرف فرماتے ہیں۔

شبانہ دروڑ میں بہت کم سوتے ہیں۔ اگرچہ حضرت کا خواب بھی عین بیداری ہے لیکن اس پر بھی شب کو جی کم اور دن میں قلیل وقت خواب میں صرف ہوتا ہے۔ حضرت کی بہترین عادت شب زندہ داری ہے۔ بادشاہ بیدار دل خلوت خانہ خاص میں شیریں کلام حکماء و فضلا اور آئینہ باطن صوفیہ کی ہم نشینی میں شب صرف فرماتے ہیں اور ان میں سے ہر فرد اپنی اپنی جگہ ٹھیکتا اور دلاویز گفتگو سے مجلس کو گرم کرتا ہے۔

جہاں پناہ جو فطرتا ہر سر حقیقت سے آگاہ و واقف اور ہر سخن کو میزان صداقت میں تولتے ہیں اور قدیم آئین از سر نو تازہ ہوتے ہیں اور ان پر جدید تحقیقات کی جلادی جاتی ہے۔

نوعمر ہونہاران حقائق سے مسرت و سعادت داریں حاصل کرتے اور بادشاہ کی تعظیم و توقیر کو عبادت الہی سمجھتے ہیں۔

ضعیف العمر اشخاص جو انصاف و حق طلبی کے ولدادہ میں زندان غم سے نجات پا کر کتب حقائق میں از سر نو تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

اس عمل صفائے خوش بیان تاریخ داں گروہ حاضر ہوتا اور عبرت انگیز قدیم افسانے بیان کرتا ہے۔ بادشاہ ذی انہم ان حکایات سے عجیب و غریب شکات اخذ فرماتے اور ان کو زبان سے ارشاد فرماتے ہیں۔

اکثر اوقات اس مجلس مبارک میں ملکی و مالی معروضات بھی پیش ہوتے ہیں اور

اور ہر کام کی عقدہ کشائی کا فیصلہ ہوتا ہے۔ جب ایک پاس شب باقی رہتی ہے تو ہر ملک کے ارباب نشاط حاضر ہوتے ہیں اور اپنے ساز و نغمہ میں ثنا گری سے اہل مجلس کے ہوش و حواس کو گم کر دیتے ہیں۔

جب چار گھنٹی رات باقی رہ جاتی ہے تو قبلاً عالم خلوت کدے میں تشریف فرما ہو کر ظاہر کو ہمزنگ باطن بناتے اور دریائے حقیقت میں شناوری فرماتے ہیں، (یعنی عبادت الہی میں مصروف ہوتے ہیں)۔

رات ختم ہونے کے بعد تمام عالم کے بہترین افراد اہل سیف و اہل قلم، اہل پیشہ و اہل حرفت حاضر ہو کر ویدار اندوزی کے اشتیاق میں دست بستہ استاد ہوتے ہیں۔ طلوع آفتاب کے کچھ دیر بعد غنظر گروہ سعادت کو رنش سے پہرہ اندوز ہوتا ہے۔

کورنش کے بعد جہاں پناہ دولت خانے کے اندر تشریف لے جاتے ہیں۔ اہل حرم آداب کو رنش سجالاتے اور بیشمار دینی و دنیاوی کام انجام پاتے ہیں۔ اس کے بعد خلوت کدہ خاص میں آرام فرماتے ہیں۔

قبلاً عالم کے بہترین خصائل اس قدر بیشمار ہیں کہ زبان قلم ان کے بیان کرنے سے عاجز ہے۔ ان عادات کو تفصیل کے ساتھ بیان کرنا تو درکنار ان کی عدد شماری بھی محال ہے۔



آئین (۷۰)



بار



یہ آئین عالم ظاہر کی بہترین آرائش وزینت ہر سہ آبادی کا محافظ اور حوادث روزگار کے لئے جائے پناہ ہے۔ گلشن سلطنت اس کی آبیاری سے سرسبز و شاداب ہے اور امید و تمناؤں کی کھیتی اس کے ابر کرم سے بابرگ و بار ہے۔

اقبال مند شہر یار شہانہ روزیں دو مرتبہ بحجاب روفی افزہ ہوتے ہیں اور شاقان دیدار کے گروہ کے گروہ دیدہ و دل کو روشن و منور کرتے ہیں۔

کوشش کے بعد صبح کو قبلہ عالم پر دے سے باہر آمد ہو کر خاص دعام کو شرف دیدار سے بہرہ اندوز فرماتے ہیں اور ہر طبقے کا آرزو مند بلا چوہداروں کی مانعت اور چاؤشوں کی دورباش کے خداوند مجازی کے دیدار سے سعادت اندوز ہوتا ہے۔ اس شرف دید کو عرف عام میں درشن کہتے ہیں۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ علاوہ دیدار نصیبی کے دیگر کاربائے سلطنت بھی انجام پاتے ہیں، بعد ازاں دولتخاند اقبال میں جلوہ فرما ہو کر مخلوق خدا کو شاد کام فرماتے ہیں۔ یہ بایرانی اکثر ایک پردن گزرنے کے بعد اور گاہ گاہ دن کے تمام ہونے کے بعد

شام کو حاصل ہوتی ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ قبلہ عالم دولتخانے کے دربار میں روفی افزہ ہوتے ہیں

اور ہر داخواہ بلا کسی درسیانی واسطے کے اپنا درد دل بیان کرتا اور مالک کے انصاف سے بہرہ ور ہوتا ہے۔

کارپردازان مملکت مختلف مقامات ملکی و مالی حضرت کے حضور میں پیش کرتے اور ہر شخص کو جواب باعواہب عطا ہوتا ہے۔ جہاں پناہ اپنے انتہائی جذبہ حق پرستی اور مزاج زمانہ کی کامل واقفیت کی وجہ سے سلاطین سابق کے برخلاف انسانی ہستی کو آئینہ خدا نما سمجھ کر کسی کام کو حقیر نہیں خیال فرماتا اور ہر فریضہ حکمرانی کو اہم سمجھ کر مخلوق کی راحت و مسرت کو خود اپنی آرام و آسائش سمجھتے ہیں اور کثرت کار سے کبیدہ خاطر نہیں ہوتے۔

قاعدہ یہ ہے کہ دیدار اندوڑی کی اطلاع کے لئے ایک نقارہ بجایا جاتا ہے اور خدا کی حمد سرائی کر کے تمام رعایا کو یاد شاہ کے برآمد ہوئے کی اطلاع دی جاتی ہے۔
فرزندان عالی گھر و دیگر عالی نسب افراد و امراء سے عظام و دیگر حاضرین دربار کو رش بجالتے ہیں اور ہر شخص اپنے مقام پر اتار دیا جاتا ہے۔

اہل دانش و منتخب روزگار و پیشہ ور صاحبان صفت و شاہجہاں لائے ہیں اور کار آموز داروغہ و انجام اندیش کیچی اپنے معروضات پیش کرتے ہیں اور قسملہ عالم ایشی اعلیٰ ترین فراست سے تمام معروضات کی تہ کو پہنچ کر گزارش کا بہترین جواب ادا فرماتے ہیں اور ہر کام نہایت خوبی کے ساتھ انجام پاتا ہے۔

تیز دست شمشیر یار و ہر خط و ملک کے پہلوان فرمائش کے انتظار میں تعمیل احکام کے لئے درست بستہ استادہ رہتے ہیں۔

ازرباب و شاد و حکم و انتظام کرتے ہیں اور میراث انکسیر شہید و بازو گیر اپنے اظہار کمال کا موقع تلاش کرتے ہیں۔ قبلہ عالم درست نیست و آزاد دل و نیاز منطبعیت و بند نیست و عالی فطرت و کشادہ پیشانی و شکستہ رو بہر مختلف اقسام کے دراندیشان راہ کو خیم فراست کی تعلیم دیتے ہیں اور اپنی خدا و طاقت سے بہترین علیہ الہی سے شرب نگاہ دنیا میں راحت و آرام و مسرت و مسرت فرماتے ہیں اور سپاہ و رعیت کو اطمینان دولت و حکومت کو ترقی اور سعادت و نیک بختی کو گرم یا زاری عطا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ صاحب کرمیت کو سادیر سلامت باکرامت رکھے۔

آئین (۷۱)

کورنش و تسلیم

ظاہر پرست افراد انصاف پسند فرما کر دنیاوی پریشانیوں کو رفع کرنے والا اور سرشتیہ اطمینان خیال کرتے ہیں لیکن حقیقت شناس و روشن ضمیر انسان کا عقیدہ ہے کہ عالم باطن کی درستی و آرائش بھی بلا امداد اُس طبقے کے جو سایہ خدا مالک مجازی ہے ممکن نہیں ہے۔

حقیقت پرست حضرات کو بخوبی معلوم ہے کہ انسان کے قلب سے خود بینی کے نقش کو مٹا کر اُس کو نیاز مند ہی کی محراب کے سامنے سرسجود کرنا بغیر اس کے ممکن نہیں ہے۔ کہ انسان فرمانروایان دادگر کے دربار میں حاضر ہو۔

یہی وجہ ہے کہ حکمران طبقے کے ہر فرد نے اپنی رسائی طبیعت کے موافق اظہار نیاز کے مختلف قواعد وضع کئے ہیں۔ اکثر سلاطین نے سر جھکانے کا حکم دیا اور بعض نے دوزخ و آداب سبب سے کو اظہار تعظیم کا ذریعہ بنایا لیکن جہاں پناہ کا حکم ہے کہ حاضرین دربار دست راست کی ہتھیلی کو پیشانی پر رکھ کر اپنے سر جھکائیں۔ اس طریقے کو عرف عام میں کورنش کہتے ہیں۔

کورنش کی قراردادیں یہ ہیں کہ انسان اپنے سر کو جو محسوسات و معقولات کا خزانہ ہے اپنے نیاز مند ہاتھ میں لے کر محفل اقدس پر قربان کرے اور اس طرح

فرماں برداری کا مقرر ہو کر جاں سپاری کے لئے آمادہ و تیار رہے۔

(قاعدہ یہ ہے کہ محنت طلب بندگان درگاہ پشت دست راست کو زمین پر رکھ کر اطمینان و آرام کے ساتھ اس کو اٹھاتے ہیں اور سیدھے کھڑے ہو کر دست راست کی مہتابی کو سر پر رکھتے ہیں اور اس بہترین طریقے پر اپنے نفس کو مالک کے ماتھے فروخت کرتے ہیں۔ اس طریقے کو عرف عام میں تسلیم کہتے ہیں۔ جہاں پناہ نے ایک روز فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت جنت اشیا نے کلاہ خاص مجھ کو محنت فرمائی میں نے ٹوپی کو اپنے سر پر رکھا چونکہ ٹوپی بڑی تھی میں نے اس کو ماتھے سے پکڑ کر مذکورہ بالا طریقے کے مطابق اظہار شکر کیا۔ بادشاہ کو یہ جدید روش بھی پسند آئی اور حضرت نے اسی طریقے پر کورنش و تسلیم کے آداب مقرر فرمائے۔

دستور ہے کہ بندگان درگاہ سفر کو جاتے ہوئے یا منصب و جاگیر و عہدہ واسپ و انعام و فیصل کی عطیات کے مواقع پر تین تسلیم سجالاتے ہیں اور باقی مراتب و ادوار میں اور نیز دیگر غنایاں است کے حصول کے موقع پر ایک ہی تسلیم پر اکتفا کی جاتی ہے۔ ہر نوکرا اپنے آقا کے حضور میں اسی طرح آداب و تعظیم سجالاتا ہے اور ان قواعد کی بجا آوری کو اپنی بہبود کا ذریعہ سمجھتا ہے۔) خاص مریدان عقیدہ متندان آداب کے علاوہ سجدہ تعظیم کرتے اور اس کو حقیقتاً سجدہ ایزدی خیال کرتے ہیں حضرت کی ذات اقدس قدرت پروردگار کی ایک نمونہ اور آفتاب وجود کا ایک خاص پرتو ہے۔ جہاں پناہ کے حضور میں سجدہ تعظیم سجالانا ایک ایسی قبول عبادت ہے کہ اس کی خوبی اور اس کے صلے کی حقیقت کو سمجھ کر عایا و مخلوق کے گروہ کے گروہ سادست حال کرتے اور دینی و دنیاوی برکات سے مالا مال ہوتے ہیں۔

چونکہ کچھ رائے تیرہ دل افراد اس رسم کو انسان پرستی خیال کرتے ہیں قباۃ عالم اپنی مرتبہ شناسی سے ان اشخاص سے باز نہیں فرماتے اور دربار عام میں منتظران خاص کو بھی اس تعظیم سجالانے سے منع فرماتے ہیں۔ انھن خاص میں چونکہ صرف خوش نصیب و روشن ستارہ پسند سگان درگاہ سعادت قدوسی سے فیضیاب ہوتے ہیں یہ عقیدہ متند گروہ اپنی پیشانی نیاز کو سیرہ تعظیم کے انوار سے روشن و درخشاں کر کے سعادت و اندوہ نہ ہوتا ہے۔

عقیدہ متندان خاص کو حکم بجا آوری سے اور عوام کو ممانعت کرنے سے قباۃ عالم سے ہر طبقہ کو اس کی حیثیت کے مطابق کامیاب و دلشاد فرمایا اور تہذیب ظاہری و باطنی کے زمین کی ہر شخص کو تعلیم دے کہ ہر گروہ کو سرفراز فرمایا۔

آئین (۷۲)

استاد و شست

جس طرح کہ باطنی حکمرانی کے فرائض قلب کی صفائی اور جلا پذیری و سیر
 حرص و غضب کو قابو میں رکھنے سے انجام پاتے ہیں اسی طرح ظاہری فرماں روائی
 کی شان و شوکت و جسمانی زیب و زینت و بندگان درگاہ کی قدر شناسی و سیر
 داد و دہش کی گرم بازاری سے دو بالا ہوتی ہے۔ بادشاہ کی گرامی ذات باطنی محاسن
 سے آراستہ ہوتی ہے اور اس کے فرائض جہانداری و منصب راہنمائی میں
 یگانگت پیدا ہوتی ہے۔ ہر دو شعبے آباد و معمور ہوتے ہیں اور مختلف دنیاوی کام
 خدا پرستی کے پیرائے میں انجام پاتے ہیں۔

جو شخص ان کھلیات کو عملی جامہ پہن کر دنیا میں رونما ہوتا ہوا دیکھتا ہے
 اُس کو چاہیے کہ قبلہ عالم کے ادقات شبانہ روزی پر نگاہ کرے اور دیدہ دل کو داکر کے
 حضرت کے حیرت انگیز توازن کی حقیقت کو پہچانے اور خلوص کے ساتھ قلب و زبان
 سے حضرت کی تعریف و ثنا کرے

قبلہ عالم تحت حکومت پر رونق افروز ہوتے ہیں اور خوش نصیب حاضرین دربار
 کو فرش کی رسم بجالا کر دست بردست اپنے اپنے مقام پر استادہ ہوتے ہیں۔ حاضرین حضرت کے
 دیدار سے امراض روحانی سے شفا یاب ہوتے اور خدمت گزاروں کے انتظاریں

دولت جاوید حاصل کرنے کے خواہشمند ہوتے ہیں۔

شاہزادہ ولی عہد ایک گز سے زیادہ قریب اور چار گز سے زیادہ دور نہیں استاد ہوتے اور نشست کی حالت میں دو گز سے زیادہ قریب اور آٹھ گز سے زیادہ دور نہیں رہتے۔

شاہزادہ دوم ڈیڑھ گز سے زیادہ قریب اور چھ گز سے زیادہ دور حالت قیام میں اور تین گز سے آگے اور بارہ گز سے پیچھے حالت نشست میں نہیں رہتے۔

شاہزادہ سوم اسی نسبت سے استاد رہتے اور بیٹھتے ہیں۔
کبھی شاہزادہ خروبر اور دوم سے نزدیک تر رہتے ہیں اور کبھی ہر دو برابر برابر قیام پذیر ہو کر خدمت بجالاتے ہیں۔

خود سال شاہزادگان اپنے سن و سال کے لحاظ سے زیادہ قریب رہتے ہیں۔
آمرائے اول جو دیگر بندگان درگاہ کے رہنما و قبیلہ عالم کے خاص ارجمند ہیں
حالت قیام میں تین سے پندرہ گز تک اور حالت نشست میں پانچ سے بیس تک
کھڑے ہوتے اور بیٹھتے ہیں۔

آمرائے دوم امیران اول سے ہر حالت میں تین گز دور کھڑے ہوتے اور
بیٹھتے ہیں۔

سوم مرتبے کے امیر و نیز تمام امرائے دربار اولیں امرائے دس یا بارہ گز
دور تر رہتے ہیں۔

دیگر افراد معقوف افواج میں جگہ پاتے ہیں۔

دو یا ایک بندگان خاص عام حاضرین سے زیادہ نزدیک خدمتگزاری پر آمادہ
رہتے ہیں۔



آئین (۷۳)

دیدن مردم

قبلہ عالم کے ہر روزہ فرائض چانداری بیتیاریں جن کا معرض تحریر میں لانا دشوار ہے لیکن سعادت اندوزی کو مد نظر رکھ کر چند ضروری مشاغل کا ذکر یہیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

محصل داد و دہش میں ہر طبقے کے اہل حاجت بکثرت حاضر ہوتے ہیں یہ حاضر دربار کی قدر شناسی و عزت افزائی اور بخشش و انعام کی گرم بازاری ہوتی ہے۔ اکثر اشخاص ارادتمندوں میں داخل ہونے کے لئے حاضر ہوتے ہیں اور ایک گروہ امراض سے شفا یاب ہونے کے واسطے سعادت دارین حاصل کرتا ہے۔

کچھ لوگ مذہب کی مشکلات حل کرنے کے لئے قدوسی حاصل کرتے ہیں اور ایک گروہ بعض دنیاوی مصائب سے نجات حاصل کرنے کے لئے زمین بوس ہوتا ہے۔

غرضکہ ان واقعات کا مفصل ذکر معرض تحریر میں لانا دشوار ہے لہذا ان امور کی تفصیل کو قلم انداز کر کے مشاغل ضروری کے ذکر پر کفایت کی جاتی ہے۔

ایرانی و تورانی رومی و فرنگی ہندی و کشمیری غرضکہ ہر ملک کے اہل حاجت جمع ہوتے ہیں اور آئین گزشتہ کے مطابق کارپردازان سلطنت ان کی ماہوار تنخواہ

مقرر کرتے ہیں بجٹشی ان کو حضور میں حاضر کرتے ہیں۔ بیشتر ایک زمانے تک دستور تھا کہ اسپ و سامان بھی درگاہ میں حاضر کیا جاتا تھا لیکن اب سوا اٹھویں کے گھوڑے کے کوئی جانور پیش نہیں کیا جاتا۔

قرار داد تنخواہ میں کمی و زیادتی ہوتی ہے۔ لیکن اکثر ایسا ہوتا ہے کہ انعام و عطایا و نیز ماہوار تنخواہ و رقم روزینہ میں اضافہ ہوتا اور داد و دہش کی گرم بازاری میں ترقی ہوتی ہے۔

حاضرین و اہل حاجت کی تعداد کی کمی و زیادتی کے لحاظ سے ہر روز چند دردمند حاضری سے شرفیاب ہوتے ہیں۔

جو سوار کہ ہفتے میں ملا خطے میں نہیں پیش ہو سکتے وہ دو شنبے کے روز حضور میں حاضر ہوتے ہیں قبلہ عالم ان کے جوش خدمتگزاری کو بڑھاتے اور حسن عقیدت میں ترقی پیدا فرمانے کا خیال مد نظر رکھ کر فی سوار دو دو دام کے حساب سے انعام عطا فرماتے ہیں۔

تینکچیان خاص احدیوں کو بھی اسی طریقے پر ملا خطے میں پیش کرتے ہیں اور اسی گروہ کی برآورد میں بھی اضافہ منظور فرمایا جاتا ہے۔

چونکہ قاعدہ یہ ہے کہ احدی خود سواری کا گھوڑا خریدتا ہے اس لئے وہ سوار جن کے جانور ضائع ہو چکے ہیں حضور میں پیش ہوتے ہیں اور گھوڑے کی قیمت ماہوار تنخواہ میں اضافہ کر دی جاتی ہے اور سوار انعام سے بہرہ اندوز ہو کر رخصت ہوتا ہے۔

اراکین دولت نیز دیگر امرا اپنے ملازمین کو منصب عطا فرمانے کی درخواست کرتے ہیں اور قبلہ عالم کے حضور میں ہر شخص کی حیثیت کے مطابق اس کے عہدہ و مرتبہ کا تعین ہوتا ہے اور منصب عطا کیا جاتا ہے۔

مقررہ مناصب پچاس روپے سے کم نہیں قرار پاتے۔ اسی محفل میں سرکار خانہ شاہی کے ملازمین کی ماہوار تنخواہ کا تعین کیا جاتا ہے اور بندگان درگاہ کو ملک کی مختلف خدمات بھی سپرد کی جاتی ہیں۔

آئین (۷۴)



رہنمونی



جب پروردگار عالم کی مشیت یہ ہوتی ہے کہ انسانی جوہر فطرت جلوہ نمائی کرے اور اہل علم کشادہ نظری و سست ہمتی سے آشنا ہوں تو انسانی نگاہ دورنگی کے غبار سے آلودہ ہو جاتی ہے اور ہر شخص ایک نیارین اپنے لئے منتخب کر کے اپنی جدید دنیا میں زندگی بسر کرتا ہے۔ ہر جماعت کے کاروائے دارین جدا جدا ہو جاتے ہیں اور ایک گروہ دوسرے کی مذمت و توہین میں اپنا وقت صرف کرتا ہے۔ بدامیشی و کوتاہ نظری کی گرم بازاری ہوتی ہے اور قدر شناسی و مہراندوزی گرا نمایہ ہو کر تقریباً معدوم ہو جاتی ہیں۔

درنہ ظاہر ہے کہ کسی دین و مذہب میں کوئی خاص خصوصیت نہیں ہے۔ ایک ہی دلائل و حسن ہے جو مختلف طریقے پر جلوہ آرائیاں کر رہا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ وجود کی ایک ہی وسیع چادر پھیلی ہوئی ہے جس پر طرح طرح کے نقش و نگار بنائے گئے ہیں۔ ایک شخص نفس کی توہین کو اپنا مسلح نظر جانتا ہے اور دوسرا اہل عالم کی نگہبانی کو خود اپنی حفاظت خیال کرتا ہے۔

اسی طرح مختلف گروہ اپنے اپنے عقائد کی گرم بازاری کرتا اور خواب و خیال میں مسرور و شادماں نظر آتا ہے۔

لیکن جب انسان اپنی ان عادات کو ترک کرتا ہے اور اس پر یک رنگی کی ہر انگیزش عین پڑتی ہیں تو اس کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اور تقلید کا شیرازہ بکھر کر تار تار ہو جاتا ہے۔

ظاہر ہے کہ دانائی کی مشعل ہر گھڑی روشن نہیں ہوتی اور ہر دل اس مبارک تنویر سے منور و تاباں نہیں ہوتا۔

اگر اتفاق سے کوئی قلب ان رموز و اسرار سے آگاہ ہوتا ہے تو وہ جاہل و بد وقت افراد سے ٹھٹھاتا اور اپنی جان کے خوف سے اُن حقائق کو زبان پر نہیں لاسکتا۔

اگر کوئی درویش قلب مجبوراً ان اسرار کو ظاہر کرتا ہے تو کم فہم سادات پلیر افراد تو اس کو دیوانہ سمجھ کر اس کے قول کا اعتبار نہیں کرتے اور بد شرشت تالاف اس کو کافر و ملحد کہہ کر اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیتے ہیں۔

لیکن جب بنی نوع انسان کی بلندی طالع کا وقت آتا ہے اور مشیت الہیہ ہوتی ہے کہ زمانہ حق پرستی کے مبارک آثار و برکات سے مستفید ہو تو فرماؤ اے وقت کو اسرار یک رنگی سے آشنا کیا جاتا ہے اور یاد شاہ کی ذات ظاہری حکمرانی کے علاوہ باطنی رہنمائی بھی کرتی ہے۔

بغیر کسی ممکن واسطے کے نورِ گاہی کی شمع فرماؤ اے قلب میں روشن ہو جاتی ہے اور حقیقتِ دل سے دوائی کے نقوش حرف باطل کی طرح مٹ جاتے ہیں۔

اس عالم میں پہنچ کر یہ بلند پایہ ہستی کثرت میں وحدت کا جلوہ دکھیتی اور شادی و غم رنج و مسرت کے جذبات سے مبرا ہو کر عجیب خوشگوار و باوقار زندگی بسر کرتی ہے۔

ہمارے عصر کے فرماؤ اور ہمارے بادشاہ عالی جاہ کی مبارک زندگی زکوٰۃ بالاسفہات کا ایک صحیح و کامل مرقع ہے۔ آثار پیشانی سے صاحب پیشانی کی رفعت و منزلت کا اندازہ کرنے والے ابتداء ہی سے حضرت کی قلبی وسعت و عالی فطرت سے آشنا ہو کر ازاں حقیقت سے مسرت و شادمانی کی سرگوشیاں کر رہے تھے۔

بادشاہ حقیقت شناس نے ایک عرصے تک اپنی ذات کو غریب بیگانہ کے پردے میں خفی رکھا اور اپنے کو اس اہم ترین خدمت کا مستحق نہ ظاہر ہونے دیا لیکن جو فعل خدا کی مرضی سے ظہور میں آنے والا ہوا اسے کون روک سکتا ہے۔

ابتداء میں حضرت سے خود بخود ایسے حقائق و معارف کا ظہور ہونے لگا کہ زمانہ و اہل زمانہ حیرت و تعجب میں مبتلا ہو گئے یہاں تک کہ صفت راہنمائی نے پورا جلوہ دکھایا اور اسرار الہی قلب مبارک سے نکل کر زبان پر آئے اور حقیقت انگریز کلمات و ہدایات نے دنیا کو تازہ ہدایت و رونق بخشی۔

حضرت کے قلب مبارک میں ہدایت و راہنمائی کی لہریں اٹھیں اور بادشاہ حقیقت شناس نے اب عاجز ہو کر منصب پیشوائی اختیار کرنا مرغی الہی سمجھی اور ہدایت کا دروازہ ہر خاص و عام پر واکر کے حقیقت طلب تہن لبوں کو سیراب فرمانے لگے۔

بادشاہ کار آگاہ نے بعض حقیقت طلب افراد کو حراں نصیبی سے اور بعض کو کامیابی سے سعادت دارین کے اعلیٰ مقصد تک پہنچایا۔

اکثر مخلص و صادق جو یائے حقیقت حضرت کے فیض و نور بصیرت سے قلبیل مدت میں عرفان کی اُس منزل تک پہنچ گئے جہاں دیگر روحانی مجاہدین برسوں کی پلہ نشینی سے بھی قدم نہیں رکھ سکے۔

اور رفتہ رفتہ ہر قسم کے فقیر ستاسی و جوگی و سیولہ و قلندر و حکیم و صوفی اور ہر طرح کے اہل سیف و اہل قلم سوداگر کسان و پیشہ ور حاضر ہونے لگے اور ان کی آنکھیں نور آگاہی سے روشن ہو جاتی ہیں۔

ہر قوم و قبیلہ کے افراد ترک و تاجیک و غیرہ خرد و بزرگ، آشنائے و بیگانہ دور و نزدیک سے اپنے حل مشکلات کے لئے حضرت کے دیدار کی منت مانتے اور کامیاب ہو کر حاضر ہوتے ہیں اور در دولت کی جہہ سالی سے سعادت دارین حاصل کرتے ہیں۔

بیشتر اشخاص دوری راہ و آستانہ مبارک کے ہجوم کی وجہ سے غائبانہ اپنی نذر پوری کر کے حضرت کے الطاف و عنایت کے مشکور ہوتے ہیں۔

جب کبھی کہ جہاں پناہ انتظام ملک و تخیرو لایت یا سیر و شکار کے لئے سفر فرماتے ہیں تو ہر قصبہ و ہر گاؤں میں گروہ کے گروہ حاجت مند شکر و سپاس کرتے ہوئے در دولت پر حاضر ہوتے ہیں اور اپنی دستگیری و امداد کی داستانیں بیان کرتے ہیں۔

یہ شمار اشخاص سعادہ دارین و خوش کرداری، صحت و تندرستی، بینائی چشم، تنقائے اولاد، ملاقات اقارب، و رازی عمر، وسعت رزق، ترقی جاہ و غیرہ تنائوں کی بادشاہ فیض بخش سے آرزو کرتے ہیں اور جہاں پناہ حقیقت شناس ہر درد مند کو اس کی حاجت کے مطابق جواب ادا فرما کر اس کے در و دل کا علاج فرماتے ہیں۔ شاید ہی کوئی دن ایسا گزرتا ہوگا کہ اہل حاجت کے گروہ کوڑے میں پانی لے کر ہادی دارین کی خدمت میں حاضر نہ ہوتے ہیں اور بادشاہ مسیحائے نفس سے پانی کو دم کرنے کی درخواست نہ کرتے ہوں۔

جہاں پناہ اپنے انوار باطن سے ہر شخص کے مددگارے دلی سے واقف ہو جاتے ہیں اور نیاز مند گروہ کے ہاتھ سے کوڑہ آب لے کر آفتاب کی روشنی میں رکھتے اور اس کی درخواست کو قبول فرماتے ہیں۔

اکثر بیمار جو عاذق اللہ کے معالجے سے بھی اچھے نہیں ہوتے اس طلسم الہی سے شفا یاب ہو جاتے ہیں۔ ایک دفعہ ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔

واضح ہو کہ ایک آزاد منش اہل حاجت نے اپنی بریدہ زبان آستانہ والا پر رکھ دی اور کہا کہ اگر خدائے برتر نے مجھ کو سعید و مخلص پیدا فرمایا ہے اور میرا عقیدہ صحیح ہے تو میری حسن نیت سے میری زبان درست ہو جائے گی۔ خدا کی قدرت کا کرشمہ دیکھئے کہ قلیل ہی مدت میں مریض کی تمنا برآئی۔

جو شخص بادشاہ دین پناہ کی خدا شناسی و حق پرستی سے واقف ہو جاتا ہے وہ ان عجائب کو اہمیت نہیں دیتا لیکن جو افراد حضرت کی انصاف دوستی دہراندوزی کا مشاہدہ کرتے ہیں ان کو حضرت کے افعال میں کوئی امر باعث تعجب نظر نہ آتا۔ عرصہ مند بادشاہ اپنی خوبیوں پر بہت کم نگاہ رکھتے ہیں اور جو شخص ارادہ مندوں کے گروہ میں داخل ہونا چاہتا ہے جہاں پناہ اس کے معروضے کو قبول فرماتے ہیں قدر سے تاخیر کرتے ہیں۔

قبیلہ عالم نے بار بار فرمایا ہے کہ میں خود کمال سے بغیر دیگر بنی نوع انسان کی کیونکر پہچانی کر سکتا ہوں۔ اگر کسی طالب صداق کی پیشانی پر نشان راستی بخوبی نمودار ہوتے ہیں اور اس کے قلب میں آتش طلب روز بروز زیادہ مشتعل ہوتی جاتی ہے تو

یہ در و مند اپنی مراد کو پہنچا یا جاتا ہے اور کیشنے کے روز آفتاب عالم تائب کی روشنی میں منزل مقصد تک پہنچ جاتا ہے۔

حضرت کے اس قدر اغراض و نیز اس درجے دشوار پسندی کے باوجود بھی لاکھوں انسان طبلان عقیدت کو دوش پر رکھ کر سلسلہ ارادت میں داخل ہوتے اور سعادت دارین حاصل کرتے ہیں۔

سلسلہ ارادت میں داخل ہوتے وقت طالب صادق اپنی دستار کو ہاتھ پر رکھ کر سر نیاز حضرت کے قدموں پر رکھتا اور زبان حال سے عرض کرتا ہے کہ میں نے اپنے طالع کی یاوری اور ستارہ اقبال کے عروج سے خود غرضی و ریاکاری سے جو تمام برائیوں کی جڑ ہے کنارہ کشی کی اور حضرت کے عقیدت مندوں میں داخل ہوا اور دوائے زندگی کی تلاش میں حیات جاوید حاصل کی۔ بادشاہ توفیق یافتہ اپنے دست مبارک سے ارادتمند کا سر اٹھا کر دستار اس کے سر پر رکھتے ہیں جس کا مدعا یہ ہے کہ عالی ہمت فرماں روا نے طالب صادق کی دستگیری فرمائی اور ہمت نہایتی نے اب حقیقی ہستی کو قبول کیا۔

اس ارشاد کے بعد ارادتمند کو زنجار یا انگشتیری خاص جس پر اسم اعظم و نقش اللہ اکبر کندہ ہوتا ہے عطا فرماتے ہیں۔

بندگان در گھاہ جہاں پناہ کے عجائب و غرائب حالات کو دیکھ کر رہنمائی حاصل کرتے ہیں اور انواع و اقسام کے رہبردارین اخراج کو زبان خاموشی سے قبول کر کے چشمہ فیض الہی سے سیراب ہوتے ہیں۔ ارادتمندوں کی آنکھوں میں دوسرے ہی عالم کے انوار سما جاتے ہیں اور افعال و کردار میں شمع سعادت کی جھلک نمودار ہوتی ہے۔

جہاں پناہ بعض حوصلہ مند ارادتمندوں سے متعالیٰ بھی فرماتے ہیں اور ان کے مرتبے کے مطابق گراں مایہ اقوال و حکم سے ان کو مستفید فرماتے ہیں۔ دراندگان راہ کی حاجت روائی و شدید امراض کے رنجور و شفا کی کیفیت علاج اور ان کے مطالبے کا ذکر اس مختصر دفتر میں نہیں ہو سکتا لیکن اگر زلمے نے فرصت دی اور عمر نے وفا کی تو ان واقعات کو جدید تصنیف میں

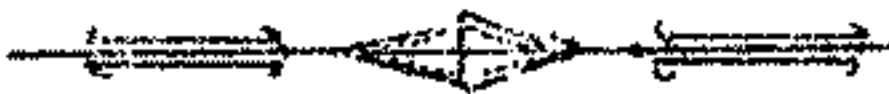
واضح کیا جائے گا۔

دیدار کے وقت ارادتمندوں کا عام دستور ہے کہ ایک شخص اللہ اکبر کہتا ہے اور دوسرا اُس کے جواب میں جل جلالہ زبان پر لاتا ہے۔
قبلہ عالم کا اس قاعدے کی پابندی سے مقصد یہ ہے کہ بنی نوع انسان سرچشمہ ہستی کو فراموش نہ کریں اور ہر وقت ذکر الہی سے سیراب دل و تر زبان شیریں کام رہیں۔
نیز یہ کہ بادشاہ حق آگاہ و سر دفتر عارفان کا حکم ہے کہ جو خیر و خیرات کہ عام طور پر مرنے کے بعد کی جاتی ہے وہ یہ ارادتمند اپنی زندگی میں سجالائیں اور اس طرح سفر آخرت کا سامان سفر کرنے سے پیشتر ہی کر لیں۔

نیز یہ کہ مرید ہر سال اپنی ولادت کے روز ایک دعوت کریں اور دسترخوان پر انواع اور اقسام کی نصتیں چنیں تاکہ اس طرح جو دوسخا کی گرم بازاری ہو اور دور دورا سفر کے لئے زاد راہ ہوتا ہو جائے۔
ارادتمند اشخاص آئین مقدس کے مطابق گوشت خواری سے حتی الامکان پرہیز کرتے ہیں بلکہ اکثر مریدان با اخلاص دعوت میں بھی دوسروں کو تو گوشت کھاتے ہیں لیکن خود اس ذائقے سے آشنا نہیں ہوتے۔

یہ مخلص و پختہ ارادت، مرید دعوت میں تو گوشت کو ہاتھ سے چھوتے اور انکھ سے دیکھ بھی لیتے ہیں لیکن اپنی ولادت کے مہینے میں گوشت کے گرد بھی نہیں پھٹکتے۔
یہ اشخاص نہ اپنے ذہن کے قریب جاتے ہیں اور نہ اس کے کھانے کی رغبت کرتے ہیں۔

ارادتمند افراد قصاب و ماہی گیر، شکار و (چڑھی مار) وغیرہ کے ساتھ ہم پیالہ و ہم نوالہ نہیں ہوتے اور حاملہ عورت و ضعیف العمر اشخاص و عقیقہ و نابالغ لڑکیوں سے میل جول نہیں رکھتے۔



آئین (۷۵)

دینیل

چوپایوں کے معائنے کی رسم کی ابتدا عام طور پر اسی عجیب و غریب جانور کے ملاختے سے کی جاتی ہے۔ ہر روز بیشتر خاصے کا ایک ہاتھی سازدوسا مان سے آراستہ پیشگاہ حضور میں لایا جاتا ہے۔ ہر ماہ الہی کی پہلی تاریخ دس ہاتھی پیش کئے جاتے ہیں اور اس کے بعد مہلتوں کے ہاتھی اسی تعداد میں پیش ہوتے ہیں۔

دو شہنہ کے روز دس سے ہیں ہاتھیوں تک کا معائنہ ہوتا ہے۔
خاصے کے ہاتھیوں کو پیش کرتے وقت تکیج چپند امور عرض کرتا ہے۔
(ہاتھیوں کی تعداد پانچ ہزار سے زائد ہے اور ہر جانور کا جدا گانام ہے جہاں پناہ کو ہاتھیوں کے نام و ہاتھی کی تقسیم کے مطابق یاد ہیں۔ بادشاہ نے دس دس جانوروں کی ایک دہائی مقرر فرمائی ہے اور ہر دہائی ایک ہوشیار مہلتوں کے سپرد فرمائی ہے) کہ جانور کس طریقے پر چم چنچا یا گیا۔

جانور کی قیمت۔

اس کی خوراک کا اندازہ

جانور کی عمر۔

جنگ میں ان کا کیا مرتبہ ہے۔

کتنی مرتبہ جہاں پناہ کی سواری کے لئے پیش کیا گیا۔

کئے بار قبلہ عالم جانور پر سوار ہوئے۔

کس سال اور کس ماہ میں جانور شاہی فیل خانے کے ہاتھیوں میں داخل ہوا۔
کئے بار مختلف حلقوں میں رہا۔

اس کے دانت کس زمانے میں نمودار ہوئے۔

اس کے علاوہ تیمارداروں کا حال اور محافظوں کے امیر کا نام بھی بتاتا ہے۔
فیل خانے کے علاوہ دوسرے ہاتھیوں کی بابت آٹھ امور کا عرض کرنا

ناگزیر ہے۔ یعنی

نام۔

جانور کے جسم کی صفائی۔

صفائی کی تکرار۔

قیمت۔

جانور کے داخلے کی کیفیت۔

سواری کے لائق ہے یا بار برداری کے۔

جانور کا کیا پایہ ہے سادہ ہے یا غیر سادہ۔

فوجدار نے جانور کا کیا مرتبہ قرار دیا ہے۔

آئین یہ ہے کہ دید بان اپنے ہاتھیوں کو دو دم و سوم و چہارم مراتب کے مطابق
چار گروہ میں تقسیم کرتا ہے۔ بہترین و بدترین جانور ایک دوسرے سے علو و کد لئے جاتے ہیں
اور نگہبان اس امر کا اندازہ کرتا ہے کہ آیا یہ جانور اُسی کے تحت رہیں گے یا کسی دوسرے
فوجدار کے سپرد کئے جائیں گے

ہر روز پانچ تحویلی ہاتھی شناخت کرنے والے کے سپرد کئے جاتے ہیں۔

قاعدہ یہ ہے کہ جب نئے جانور سرکار میں داخل ہوتے ہیں تو پچاس پچاس

سوسو ہاتھیوں کی ایک ایک جماعت شناخت مراتب کے لئے آزمودہ کا فیل شناس افراد
کے سپرد کی جاتی ہے۔ انھی جانوروں کو تحویلی ہاتھی کہتے ہیں۔

ان کی شناخت کے بعد جانور جہاں پناہ کے حضور میں پیش کیا جاتا ہے

اور وہاں جانور کا پایہ و مرتبہ طے پاتا ہے جس کے بعد وہ اس نوع کے ہاتھیوں میں داخل کر دیا جاتا ہے۔

یکشنبے کے روز ایک ہاتھی بخشش کے لئے حضور میں پیش کیا جاتا ہے اور کسی بندہ خاص کو بطور انعام مرحمت ہوتا ہے۔

ہاتھیوں کے چند حلقے انعام و بخشش کی غرض سے علاحدہ کر دئے گئے ہیں۔ خاصہ کے ہاتھیوں میں پیشتر جانوروں کو پیشی کی تعداد کے اعتبار سے اول درجہ شمار کرتے تھے لیکن اب تعداد سواری کے لحاظ سے تقدیم و تاخیر کے قواعد پر عمل کیا جاتا ہے۔

حلقے کے جانوروں میں پیشی و پسینی کا لحاظ قیمت کی کمی و زیادتی پر منحصر ہے۔ اس طرح خاصہ کے جانوروں کا ملاحظہ ختم ہونے کے بعد بار دربار کی باری آتی ہے اور ہر روز دس جانور جہاں پناہ کے ملاحظہ میں پیش ہوتے ہیں۔ اکثر اوقات شاہزادگان نامور اپنے جانوروں پر خود سوار ہو کر حضور کے سامنے سے گزرتے ہیں اور ان کے بعد حلقوں کے ہاتھی ملاحظہ عالی میں پیش ہوتے ہیں۔ چونکہ جانوروں کے حلقے ان کی قیمت کے لحاظ سے ترتیب دئے گئے ہیں اس لئے ہر ملاحظہ میں کمی و زیادتی میں تفاوت ہوتا ہے اور جانور ایک گروہ سے خارج کر کے دوسرے حلقے میں داخل کیا جاتا ہے۔

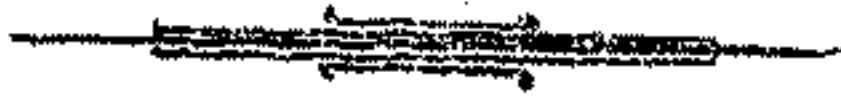
اسی بنا پر اکثر فوجدار حلقوں کے پر کرنے کے شائق و خواہشمند رہتے ہیں اور ہاتھیوں کے گزرنے کے وقت جانوروں کے مشتاق صف بستہ کھڑے ہوتے اور عطیے کا انتظار کرتے ہیں۔ قبلہ عالم اپنی مرضی کے مطابق فوجدار کو ہاتھی عطا فرماتے ہیں۔

اگر آزمائش و پیشی میں کسی فوجدار کے جانوروں کی تعداد صحیح ثابت ہو جاتی ہے تو چند دوسرے جانوروں کا بھی اس کی تحویل میں اضافہ کیا جاتا ہے کیونکہ اس قسم کے ملازمین بہتر و درجہ اول کے فوجدار سمجھے جاتے ہیں۔

جن فوجداروں کے جانور لاغر ثابت ہوتے ہیں وہ خانہ چری کرنے میں ان ملازمین پر مقدم خیال کئے جاتے ہیں جن کے جانوروں کی تعداد میں کمی واقع ہوتی ہے۔

فیضان نامزدگی کے شمار دغانہ پڑی کے بعد مقررہ مشرف جائے نگہداشت کو قلمبند کرتا ہے۔

امرا کے جانور اگر چہ نامزدگی میں داخل نہیں ہیں لیکن شاید ہی کوئی روز ایسا گزرتا ہو کہ چند جانور ملاحظہ میں نہ لائے جاتے ہوں اور قبلہ عالم ان کے مراتب مقرر فرما کر خاص نشان سے ان کو نقش اندوز فرما کر شرفیاب نہ فرماتے ہوں۔ اسی طرح سوداگروں کے ہاتھی بھی ملاحظہ اللہ میں پیش ہوتے ہیں اور ان کے مراتب کا اندازہ کر کے قیمت کا تعین کیا جاتا ہے۔



آئین (۷۶)

دیدن اسپ

ملاحظے کی ابتدا چھل گانی جانوروں سے ہوتی ہے۔ ان کے بعد شاہزادوں کے گھوڑے پیش ہوتے ہیں اور اس کے بعد راہوار خاصہ و خانہ زاد و دیگر طویلوں کی نوبت آتی ہے۔

وہ مہری جانوروں کے ختم ہو جانے کے بعد گوٹ و قیراقی و ستوران حصہ و باربرداری کے جانوروں کو پیش کرتے ہیں۔ جانوروں کی تقدیم و تاخیر کا قیمت کی کمی و زیادتی پر انحصار ہے اور مساوی قیمت جانوروں کے مراتب و تاریخ داخلہ کے اعتبار سے مقرر کئے جاتے ہیں۔

ملاحظہ عالی میں پیش ہونے کے بعد تیز نظر اسپ شناس جانوروں کو لئے جاتے ہیں اور نرخ کا جدید تعین ہوتا ہے اور جانوروں کے مراتب اول و دوم و سوم قرار پاتے ہیں۔

اگر جانور موٹا یا لاغر ہو جاتا ہے تو بہترین طریقے سے خارج کر کے ہمسر جانوروں میں داخل کیا جاتا ہے۔

سوم مرتبے کے جانوروں کے جداگانہ طویے مقرر کئے گئے ہیں اور یہ گھوڑے انعام و بخشش کے لئے مخصوص ہیں جن گھوڑوں کی قیمتیں اضافہ کیا جاتا ہے

وہ ان ملازمین کے سپرد کئے جاتے ہیں جن کے طویلیے میں کمی نہیں ہوتی یا یہ کہ ان کے صرف دو جانور ضائع یا بیکار ہوتے ہیں۔

طویلوں کے معائنے میں لاغر و مریض جانوروں کی خانہ پوری روزانہ کی جاتی ہے اور طویلیے کی تعداد تمام ہونے کے بعد جانور سابقہ ملازم کے سپرد کر دئے جاتے ہیں۔

اگر خانہ پوری مکمل نہیں ہوتی تو جانوروں کو علیحدہ کر کے اس کی تکمیل ہونے تک کسی دوسرے نگہبان کے حوالے کرتے ہیں۔

ہر روز میں جانور ملا حظے میں پیش ہوتے ہیں۔

اس جانور کے ملا حظے کی ابتدا ایک شنبے سے ہوتی ہے اور اس روز اس تعداد سے دو چند پیش ہوتے ہیں۔

ہمیشہ چند جانور در دولت پر حاضر رہتے ہیں شہادت چہری سے چیل مہری تک ایک ایک جانور کا حاضر رہنا ضروری ہے۔ سی مہری سے وہ مہری تک بھی ایک ایک جانور موجود رہتا ہے۔ آخری قسم کے گھوڑے بطور خشک و جو و تنخواہ عطا کئے جاتے ہیں۔

سوداگروں کے جانوروں کے ملا حظے میں گورنے کا دستور یہ ہے کہ ان کی آمد کے لحاظ و نرخ کی کمی و زیادتی ان کی تقدیم و تاخیر کا باعث ہوتی ہے اور گھوڑوں کی کمی و زیادتی کے اعتبار سے ہر روز میں سے لے کر سو جانور تک ملا حظہ عالی میں پیش ہوتے ہیں۔

ملا حظے میں پیش ہونے سے قبل تجربہ کار کار پر داز جانوروں کا نرخ مقرر کرتے ہیں۔ ملا حظے میں پیش ہونے کے بعد اکثر نرخ میں اضافہ بھی ہو جاتا ہے۔

تیس مہری سے زائد قیمت کے جانوروں کی قیمت کا تعین پیشی مبارک میں کیا جاتا ہے۔

خزانہ دار بارگاہ عام میں مع رقم کے حاضر رہتا ہے اور سوداگروں کو بلا تکلیف انتظار رقم فوراً وصول ہو جاتی ہے۔

خریدنے کے بعد جانور پر فاس داغ لگایا جاتا ہے اور اس طرح تعمیر و تبدل کا اندیشہ رفع ہو جاتا ہے۔

سوداگروں کے کثیر منافع کے لحاظ و نیز انتظام و نگہداشت کے سسرشتوں کے

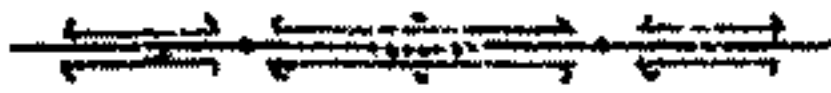
اجزاجات کو مد نظر رکھ کر عراقی و عجمی و تازی جانوروں میں جو دیگر مالک سے آتے ہیں

فی اس میں روپے محصول وصول کیا جاتا ہے۔

ہر ترکی و تازی جانور پر جو قندھار کی راہ سے آتا ہے۔ ڈھائی روپے اور

ہو ایسے جانور پر جو کابل و ہندوستان سے آتا ہے دو روپے وصول کئے جاتے ہیں۔

آئین (۷۷)



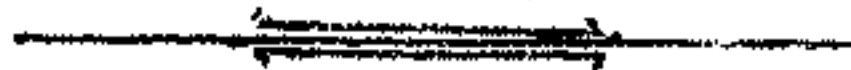
دین



معائنے کا آغاز خانہ زاد جانور سے ہوتا ہے ہر روز پانچ قطاریں پیش کی جاتی ہیں۔
پیشتر پانصدی ملازم اپنے جانور حضور میں پیش کرتے ہیں۔ قدیم ملازم بعد کے
ملازم پر مقدم سمجھا جاتا ہے۔ بزرگ داروغہ کو حکم ہے کہ ایک قطار بہترین بھیدی یا
جماڑے کی پیش کرے۔

بعد ازاں بھیدی حضور میں لائے جاتے ہیں اور ان کے بعد جماڑہ و گھرو لوگ
و دیگر جانور ترتیب وار پیش ہوتے ہیں۔

پچھلے کے روز اونٹوں کا ملاحظہ شروع ہوتا ہے اور اونٹ قبلہ عالم کے
سامنے سے گزرتے ہیں۔ ان کی تقدیم و تاخیر قیمتوں کی کمی و زیادتی پر منحصر ہے۔



آئین (۷۸)

دیدن گاؤ

قیمت کے لحاظ سے دس یوٹر ملا جٹے میں پیش ہوتے ہیں۔ چہار شعبے کے روز
 اسی گائے کے ملا جٹے کی ابتداء ہوتی ہے اور دو دو برابر پیش ہوتی رہتی ہیں
 دیوالی کے روز جو ہندوستان کا قدیمی یوتم جشن ہے، اہل ہند گروہ کے گروہ اس
 جانور کی پوجا کرتے ہیں اور اس کی تعظیم و تکریم بجالاتے ہیں۔
 قبلہ عالم کے حکم سے چند شاہی جانور آراستہ و پیراستہ کر کے اس روز ملاحظہ شاہی
 میں پیش کئے جاتے ہیں جن کو دیکھ کر تماشائیوں کے قلوب شکار ہوتے ہیں۔

آئین (۷۹)

دین آ

پنجشنبے کے روز اس جناش جانور کے ملا خطے کی ابتدا کی جاتی ہے اور پھروں کی چھ قطاریں قیمت کی ترتیب کے لحاظ سے پیش ہوتی ہیں۔ سالی میں ایک مرتبہ سے زیادہ ان کا ملا خطہ نہیں ہوتا۔

بیشتر جانوروں کا معائنہ مذکورہ بالا ایام و ترتیب سے ہوا کرتا تھا لیکن اس ہر ایک کے لئے ایک جدا دن مقرر کر دیا گیا ہے۔

یکشنبہ ملا خطہ اسب کے لئے۔

دوشنبہ، شتر و خچر و گاؤ۔

سہ شنبہ معائنہ سپاہ کے واسطے۔

چار شنبہ درگھن دیوان وزارت (معاونہ و محاسن و شہر)

پنجشنبہ، دادخواہ (یعنی مقدمہ است و دیوانی کی سماعت)۔

جمعہ، شہستان اقبال میں بسر فرماتے ہیں۔

شنبہ ملا خطہ فیل

آئین (۸۰)

پاؤ گوشت

قبیلہ عالم تے کار آموزی میں جدت پیدا کی اور بہترین قانون وضع فرمایا۔
 جہاں پناہ دے جن کے وضع کردہ قوانین جانوروں کے نگہبان نیت کے محافظ
 راستی کے معلم، قدر شناس اور افزائش محنت و جفاکشی کا ذریعہ ہیں۔ اس زمانے کی
 نگاہ بصیرت کو روشن اور نفع کے متلاشی اور نقصان سے خائف گروہ کو اطمینان و مواقع
 عطا فرمائے۔

قبیلہ عالم نے ہر جانور کی غذا کا صحیح اندازہ فرمایا اور اس کی تومندی و صحت
 کے اسباب فراہم کر کے اپنی عمیق نظر و دور بینی و نیز اپنے حسن تعلیم سے غلط کاریوں
 کے مدارج قرار دیے۔

ہر چہ کہ کبھی ایک کار شناس ان جانوروں کے طولوں پر بات اور اپنی وضاحت نظر
 سے ان کی لاغری و فربہ کی اندازہ کرتا ہے۔ نیز یہ کہ حضور میں پیش کرتے وقت
 پیش کرتا ہے۔ چنانچہ کار شناس ہر جانور کی لاغری و فربہ کے مدارج مقرر کر دیتے ہیں لیکن
 جہاں پناہ کی دور بینی کا یہ عالم ہے کہ پیشی کے وقت ان مقرر کردہ مدارج میں بھی
 کمی و زیادتی ہوتی ہے اور کسی پر بازیافت کا عملدرآمد ہوتا ہے اور نگہبان پر جرمانہ
 کیا جاتا ہے۔

اگر کسی وجہ سے جانور کے دانے اور اس کی گھاس کی رقمیں کمی کی جاتی ہے تو بازیافت میں اس رقم کے مناسب جبرانے ہی کو شمار کرتے ہیں فیل کی لاغری کے تیرہ مدارج مقرر کئے گئے ہیں۔

(۱) ششہ ونیم پا۔ آٹھ حصوں میں سے سات باقی رہ گئے ہیں اور ایک حصہ کم ہو گیا ہے۔

(۲) سد یا شش حصہ..... (۳) دو ونیم پا.....

(۴) پنج ونیم پا ونیم گوشت..... (۵) چار ونیم گوشت.....

(۶) چار ونیم پا کم نیم گوشت..... (۷) سد ونیم یک ونیم پا.....

(۸) سوا پا..... (۹) دو ونیم پا گوشت.....

(۱۰) دوپون پا..... (۱۱) یک ونیم پا.....

(۱۲) یک پا و پا نیم..... (۱۳) سد ٹانگ.....

فیل کے علاوہ دوسرے جانوروں کے اندازہ فرہی دلاغری کے چھ مدارج مقرر فرمائے گئے۔ مذکورہ بالا مدارج میں سے دوم سوم پنجم ہفتم نہسم اور دہم منتخب کر لئے گئے ہیں۔

چونکہ قاعدہ یہ ہے کہ جب حلقہ ہائے قیل لاخطے میں پیش ہوتے ہیں تو فوجدار اپنے اندازے کے موافق بہترین حلقے کو علیحدہ کر کے اسے پیش کرتا ہے۔ اسی طرح بدترین حلقہ بھی جدا کر لیا جاتا ہے۔ لاغری اور فرہی کے اندازہ کرنے والے چوپایہ اول حلقے کا قرار دیتے ہیں اسی حساب سے وہ بہت رقم بازیافت کی جاتی ہے اور سب سے بدتر حلقے میں نصف رقم پر بازیافت کا عملدرآمد کیا جاتا ہے۔

۱۔ نوٹ۔ ان کسور و نیز لاغری کے مختلف مدارج کا جو آل کتاب میں مرقوم ہیں مفہوم سمجھ میں نہیں آتا اور نیز یہ کہ جانور کی فرہی دلاغری کے اندازہ کرنے کا طریقہ کیا تھا آیا جانوروں کا محیط ناپ کر اندازہ کرتے تھے یا یہ کہ اُن کا وزن کیا جاتا تھا۔ پاؤ گوشت کے لفظی معنی گوشت کا ٹپ ہو سکتے ہیں۔ یہی نام اس آئین کا مقرر کیا گیا۔ قیاس یہ کہتا ہے کہ بادشاہ نے صحیح جانور کی فرہی کا ایک درجہ قرار دیا تھا اور اس عمدہ خوراک کا بھی جو اس فرہی کو قائم رکھے ایک مرتبہ قرار دیا گیا تھا انہیں ہر دو مراتب کے لحاظ سے اس امر کا اندازہ کیا جاتا تھا کہ باوجود خوراک کے صحیح درجہ کے فرہی کے مقررہ مرتبے میں کس قدر کمی ہوئی اور اسی کمی کے مختلف مدارج قائم کئے گئے۔ (مترجم)

اگر فوجدار نے داروغہ سے سازش کر لی ہے اور روزنامچے میں ہر دو ملازمین کی مہربیں موجود ہیں تو جانور کی پہ خوراک داروغہ ادا کرتا ہے اور بقیہ فوجدار سے وصول کی جاتی ہے۔

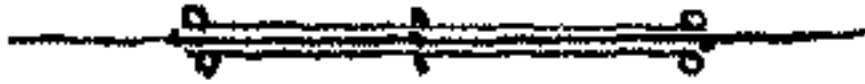
ضعیف العمر جانور کے شمارہ لاغری پر اس تمام حلقے کی کیفیت خرابی کا انحصار ہے جس حد تک کہ جانور ضعیف العمر میں خرابی معلوم ہوتی ہے وہی نقصان تمام حلقے میں شمار کیا جاتا ہے۔

اصطبل میں سائیس و سقہ و خاکروب کی تنخواہیں بھی ایک چوتھائی وضع کر لی جاتی ہیں۔

لشتر خانے میں دانے کا نقصان داروغہ سے پورا کرایا جاتا ہے اور گھاس کی قسط کا ساربان جواب دہ ہوتا ہے۔

بہل خلتے میں دانے اور گھاس کے ایک حصے کا جواب وہ داروغہ ہے عرابچی بانہ پیرس سے محفوظ ہے۔

بارکشی کے عرابوں میں جرمانے کی نصف رقم مسترد کر دی جاتی ہے۔



آئین (۸۱)

جانوروں کے کشتی لڑنے اور اس پر شہر طاکانے کا

بادشاہ کی خواہش یہ ہے کہ طرح طرح کے اشخاص اتفاق و اتحاد کے دلچسپ کن مکان میں عیش و عشرت کے ساتھ زندگی بسر کریں اور اس طرح دوستی و یکدلی کی محفل آراستہ ہو۔ اس خواہش کا مقصد یہ ہے کہ تمام کام شائستگی کے ساتھ انجام پائیں اور انتظام میں استحکام پیدا ہو۔ ہر شخص کی عقل حقیقت تک نہیں پہنچتی اور واقعیت کی داستان سے ہر کان آشنا نہیں ہوتا اس لئے بادشاہ نے حصول مرستہ کا بازار گرم کیا۔ اور بے شمار اشخاص کو اس کام میں لگایا۔ خیالات کی آبادی سے طبیعت کا خواہش مند میدان حقیقت کا جلوہ گاہ بن گیا اور اپنی ذات کی خوبیوں کو سمجھنا اور اپنی ہستی کو آراستہ کرنا خدا کے برتر کی عبادت کا سرمایہ قرار پایا۔ ظاہر پرست اور صورت کے شیدائیوں کو دبستگی اور سرگرمی کے گوہر مقصود ملے آئے اور اس لگاؤ سے یہ افراد نیک بختی کی راہ طے کرنے لگے۔

ہرن کی لڑائی۔ ہرن کا تنگ اور اس کی چال دلنشین ہوتی ہے اور اس کی رفت و خیز دیکھنے والوں کے دلوں کو خوش کرتی ہے۔ بادشاہ اس جانور پر بجد توجہ فرماتے ہیں اور اس وحشی جانور کو رام کر کے اس کی طبیعت میں محبت پیدا کرتے ہیں۔

ایک سو ایک ہرن خاصے کے ہیں اور ان میں سے ہر جانور کسی نہ کسی نام و صفت سے موسوم ہے۔ ہر دس جانوروں پر ایک پاسبان مقرر ہے۔ ان جانوروں کی تین قسمیں ہیں (۱) ایک قسم کے جانور پالو اور جنگلی دونوں قسم سے خوب لڑتے ہیں (۲) دوسری قسم کے جانور پلے ہوئے ہرنوں سے جنگ کرتے ہیں (۳) تیسری قسم وہ ہے جو کسروائی جانوروں سے خوب لڑتی ہے۔

ان جانوروں کی لڑائی بھی تین قسم کی ہوتی ہے۔ پہلا طریقہ یہ ہے کہ ہرن آپس میں ایک دوسرے سے اس طرح لڑتے ہیں کہ پہلی قسم دوسری قسم کے ساتھ اور تیسری قسم چوتھے گروہ کے جانور کے ساتھ اور اسی طرح سب جانوروں کی باری آتی ہے جب دوسری قسم بازی جیت لیتی ہے تو پہلا گروہ تیسرے کے ساتھ اور دوسرا چوتھے کے ساتھ لڑایا جاتا ہے اور اس طرح برابر دورہ ہوا کرتا ہے۔ اور جو جانور مذکورہ بالا طریقہ جنگ میں بھاگ جاتا ہے وہ مرتبے میں آخری نمبر کا ہرن شمار ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی جانور تین بار حریف کے سامنے سے منہ موڑ لیتا ہے تو اسے خاصے کے گروہ سے علیحدہ کر دیا جاتا ہے۔ ان ہرنوں کی لڑائی میں شرط بھی لگائی جاتی ہے اور بازی کی رقم پانچ دام سے زیادہ نہیں ہوتی۔

دوسرا طریقہ جنگ کا یہ ہے کہ خاصے کے جانور شاہزادوں کے ہرنوں سے جنگ کرتے ہیں۔ خاصے کے پانچ جوڑے پہلے ایک دوسرے سے لڑتے ہیں اس کے بعد شکار خاصہ کے دو جوڑے آپس میں جنگ کرتے ہیں اس لڑائی کے بعد خاصے کے دوسرے پانچ جوڑے ایک دوسرے سے برسرِ پیکار ہوتے ہیں اور اس کے بعد شکار خاصہ کے دو جوڑے ایک دوسرے کے مقابلے میں لائے جاتے ہیں۔ اور پھر خاصے کے پانچ جوڑے شاہزادہ بزرگ کے پانچ ہرنوں سے مقابلہ کرتے ہیں اور اس کے بعد خاصے کے چودہ جوڑے آپس میں لڑتے ہیں اور آخر میں اسی قدر ہرن شاہزادوں کے جانوروں سے جنگ کرتے ہیں۔ یہ مقابلہ اُس وقت تک باقی رہتا ہے جب تک کہ شاہزادوں کے ہرن ختم نہ ہو جائیں (۴) خاصے کی لڑائی کے بعد شاہزادوں کے ہرن ایک دوسرے سے لڑتے ہیں۔ اس لڑائی میں بازی کی رقم ایک گھر سے زیادہ نہیں بڑھتی۔

تیسرا طریقہ جنگ یہ ہے کہ خاصے کے ہرن دوسرے درباریوں کے جانوروں کا مقابلہ کرتے ہیں۔ بادشاہ نے اپنے ہمنشینوں میں سے بیایس ممتاز شخص کو منتخب کیا ہے۔

اور ہر دو امیروں کا ایک حریفانہ جوڑ مقرر کیا۔ اس طرح کہیں جوڑ بازی لگانے والے حریفوں کے تیار ہو گئے۔ پہلی جوڑ میں ہر شخص کو تیس تیس ہرن عنایت ہوتے ہیں۔ اس کے بعد ایک ایک کم ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ سب سے اخیر والے جوڑ کو گیارہ گیارہ ہرن عطا ہو جاتے ہیں۔ ہر جوڑ کو ایک نل ایک بھینس ایک گائے ایک بینڈھا ایک بکری اور ایک مرغ عنایت ہوتا ہے۔ قدیم زمانے میں گائے اور بکریوں کی لڑائی کا کم پتا چلتا ہے۔

اس سے پہلے کہ لڑائی کا بازار گرم ہوا خاصے کے دو ہرن آدھارستہ کر کے لائے جاتے ہیں اور مذکورہ بالا جوڑوں کے دو ہرنوں سے ان کی جنگ ہوتی ہے۔ پہلے یہ ہنگامہ آرائی منصبداروں کے سامنے اور اس کے بعد بادشاہ کے حضور میں ہوتی ہے۔ اگر دربار عام ہوتا ہے تو بھی جانوروں کی لڑائی کا تماشا ہوتا ہے۔ بشرطیکہ ہرن بھی ایک ہزاری امیر کی ملکیت ہو۔ خاصے کے ہرن پر جو بازی لگائی جاتی ہے ان کی رتھ عموماً آٹھ چہر ہوتی ہے اور امیروں کے ہرن کی بازی انکل پر پانچ چہر اور آئین پر چار چہر کی لگائی جاتی ہے۔

چونکہ تمام جانور طاقت و جنگی اہمیت میں برابر نہیں ہوتے اس لئے بازی لگانے والوں کے لئے یہ قاعدہ مقرر کر دیا گیا ہے کہ وہ باری باری سے اپنے جانوروں کو منتخب کریں اور ان میں ایک ایک کر کے جنگی باڑھ میں مقابلے کے لئے لے جائیں۔ انہی ہرنوں کو آئین کہتے ہیں۔ جب کوئی امیر اس طرح اپنے جانور کو باڑھ میں لاتا ہے تو وہ سطر عنایت اپنے نژاد مقابل کے جانور کی طاقت کا اندازہ کر کے اپنا ہرن ان کے مقابلے میں لے کر آتا ہے۔ اس طرح کے جانور کو انکل کہتے ہیں۔ نل کی بازی پانچ چہر پر اور بھینسوں اور مرغوں کی بازی چار چہر پر لگائی جاتی ہے۔ ان کے علاوہ گائے جنگلی بندھے اور بکروں کی اڑھیت دو چہر پر لگائی جاتی ہے۔

ایک ہزاری امیر کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ خاصے کے ہرن پر چھ ہتھیار لگائے اور اپنے ہتھیار امیر کے مقابلے میں انکل پر چھ ہتھیار اور آئین پر چھ ہتھیار لگائے اور بھینسوں اور مرغ پر بھی بازی لگاسکتا ہے۔ لیکن گائے جنگلی بندھے اور بکروں پر اسے دو چہر سے زیادہ بازی لگانے کا اختیار نہیں ہے۔ نو صدی امیر خاصے کے ہرن پر

پچاس روپے اپنے ہم پلہ امیر کے انگل پر سو اکیس روپے اور آئین پر پچیس روپے،
گل پر ۳۱ روپے اور مرغ پر ۳۱ روپے اور دوسرے جانوروں پر ۱۰ روپے اور ہر کی بازی
لگانے کا مجاز ہے۔

آٹھ صدی امیر خاصے کے ہرن پر اڑتالیس روپے اپنے ہم پلہ امیر کے انگل پر
تیس روپے آئین پر چوبیس روپے گل پر ۳۱ روپے اور مرغ پر ۳۱ روپے اور
دوسرے جانوروں پر ۱۰ روپے اور ہر کی بازی لگا سکتا ہے۔

ہفت صدی امیر خاصے کے ہرن پر چالیس روپے اپنے ہم پلہ امیر کے انگل پر
۲۴ روپے اور آئین پر پانیس روپے کی بازی لگاتا ہے اور اسے گل اور دوسرے
جانوروں پر آٹھ صدی امیروں کی طرح بازی لگانے کا اختیار ہے۔

چھ صدی امیر خاصے کے جانور پر چالیس اور اپنے حریف کے انگل پر پچیس اور
آئین پر دس روپے اور دوسرے جانوروں پر ہفت صدی امرا کی طرح ارجیت مقرر
کر سکتا ہے۔

پانچ صدی امیر خاصے کے جانور پر ۲۴ روپے اپنے ہم پلہ حریف کے انگل پر
۳۱ روپے اور آئین پر دو روپے کی بازی مقرر کر سکتا ہے۔ دوسرے جانوروں پر وہی رقم لگا سکتا ہے
جو چھ صدی امیر کے حالات میں بیان کی جا چکی ہے۔

چار صدی امیر خاصے کے ہرن پر چونتیس روپے اور اپنے مد مقابل امیر کے انگل پر
۲۱ روپے اور آئین پر ستر روپے کی ارجیت مقرر کر سکتا ہے اور گل پر ۲۱ روپے اور مرغ پر ۲۱ روپے اور
دوسرے جانوروں پر ایک روپے اور ہر کی بازی لگاتا ہے۔

سہ صدی امیر خاصے کے ہرن پر تیس روپے اور اپنے ہم پلہ امیر کے انگل پر
۱۸ روپے اور آئین پر پندرہ روپے گل پر ۱۰ روپے اور دوسرے جانوروں پر چار صدی
امیروں کی رقم کے برابر بازی مقرر کر سکتا ہے۔

دو صدی امیر خاصے کے ہرن پر چوبیس روپے اور اپنے ہم پلہ حریف کے
انگل پر پندرہ روپے اور آئین پر بارہ روپے اور دوسرے جانوروں پر تین صدی
امیروں کی طرح بازی لگاتا ہے۔

ایک صدی امیر خاصے کے ہرن پر دو روپے اور اپنے ہم پلہ حریف کے

انگل پر ۱۰ اٹھرا اور آئین پر ایک مہر کی رقم لگا سکتا ہے۔ دوسرے جانوروں پر اُسے وہی اختیار ہے جو دوسری امیروں کو حاصل ہے۔

ہشتاد سو ارا میر خا صے کے جانور پر سولہ روپے اور اپنے ہم مرتبہ امیر کے انگل پر دس اور آئین پر آٹھ روپے اور مل پر سترو روپے بھینسے اور مرغ پر ۱۰ اٹھرا کی بازی لگا سکتا ہے۔ دوسرے جانور پر اُسے وہی اختیار ہے جو ایک صدی امیر کو حاصل ہے۔ چھل سوار امیر خا صے کے ہرن پر بارہ روپے اور اپنے حریف کے انگل پر ۱۰۔ اور آئین پر چھ روپے کی بازی لگاتا ہے۔ دوسرے جانوروں پر اُسے ہشتاد سو ارا امیروں کی طرح اختیار حاصل ہے۔

بست سواری امیر خا صے کے ہرن پر دس روپے اور اپنے حریف کے انگل پر ۶۔ اور آئین پر پانچ روپے کی بازی لگاتا ہے۔ دوسرے جانوروں پر اُسے بھی وہی اختیار ہے جو چھل سواری امیروں کو حاصل ہے۔

دہ سو ارا میر خا صے کے جانور پر آٹھ روپے اور اپنے ہم مرتبہ امیر کے انگل پر پانچ اور آئین پر چار روپے کی رقم مقرر کر سکتا ہے۔ دوسرے جانوروں کی نسبت وہی قاعدہ ہے جو بست سواری امیروں کے لئے مقرر ہے۔

جو اشخاص منصبدار نہیں ہیں وہ خا صے کے جانور پر چار روپے کی اور اپنے ہم مرتبہ حریفوں کے انگل پر ۲ روپے اور آئین پر دو روپے کی بازی لگا سکتے ہیں۔ دوسرے جانوروں پر انہیں بھی وہی حق حاصل ہے جو دہ سواری اور بست سواری منصبداروں کو حاصل ہے۔

اگر کسی جوڑ میں ایک حریف دوسرے سے کم مرتبہ ہوتا ہے تو باندی کی وہی رقم مقسور کی جاتی ہے جو عالی مرتبہ حریف اپنے ہم پلہ امیر کی آئین پر لگا سکتا ہے جب آخری جوڑ مقابلے کے لئے آتا ہے تو جنگ ہر جگہ ہرن کی ہوتی ہے۔ مل کی لڑائی میں جو رقم جیتنے والوں کو ایک دوسرے سے ملتی ہے اس کا چوتھائی حصہ اس کشتی گیر کو دیا جاتا ہے جو سب پر فتحیابی حاصل کرتا ہے۔

جو انعامات کہ خود بادشاہ کی طرف سے اس موقع پر عطا کئے جاتے ہیں ان کا کوئی اندازہ اور کوئی حد نہیں ہے۔

عام قاعدہ یہ ہے کہ ہر شخص جو بازی کے جانور پالتا ہے وہ ہر مہرے کی چودھویں رات کو ایک ہرن مقابلے کے لئے لاتا ہے۔ اس محلے کا ناظم ان ہرنوں میں آدھے جانوروں کو انکل کے گروہ میں اور آدھے کو آئین کے طبقے میں داخل کرتا ہے۔ اس کے بعد انکل کے جانوروں کے نام کاغذ کے پرچوں پر لکھ کر کاغذ کو لپیٹ دیتا ہے اور بادشاہ کے حضور میں پیش کرتا ہے۔ بادشاہ ان پرچوں سے ایک اٹھا لیتا ہے اور جس جانور کا اس پر نام نکلتا ہے وہ آئین کے ہرن سے مقابلہ کرتا ہے۔ چونکہ ہر ماہ کی چودھویں رات روشن ہوتی ہے اس لئے جانوروں کی لڑائی عام طور پر اسی رات مقرر کی جاتی ہے۔

ان ہرنوں کے علاوہ دو قسم کے ہرن اور موجود ہیں جن کو قتل اور سیم کو قتل کہتے ہیں۔ ہر قسم کی تعداد معین ہے۔ اگر خالصے کے ہرن کم ہو جاتے ہیں تو قتل سے خالصے کی تعداد پوری کی جاتی ہے اور اگر قتل کی تعداد میں کمی ہو جاتی ہے تو نیم قتل کے ہرنوں سے کمی پوری کر دی جاتی ہے۔ قتل کا بھی ایک جوڑا ہمیشہ آزمائش کی خاطر مقابلے کے لئے لایا جاتا ہے۔ شکاری ہمیشہ جنگلی ہرن لایا کرتے اور بادشاہ کے حضور میں پیش کرتے ہیں۔ بادشاہ ان جانوروں کی قیمت مقرر فرماتے ہیں۔ خوبصورت فریب ہرن کی قیمت دو ہزار اور لاغر کی ایک ہزار روپے تک دی جاتی ہے۔ اوسط درجے کے فریب ہرن کی قیمت بارہ روپے اور لاغر کی آٹھ روپے ادا کی جاتی ہے۔ تیسرے درجے کے فریب ہرن کی قیمت سات روپے اور لاغر کی پانچ روپے مقرر ہے۔ چوتھے درجے کا فریب ہرن چار روپے میں اور لاغر ڈھائی روپے سے دو روپے تک میں خریدا جاتا ہے۔

ان کی حفاظت اور خوراک کے لئے مندرجہ ذیل قواعد ہیں۔
 خاصے کے ان ہرنوں کو جو بادشاہ کے سامنے لڑنے کے لئے منتخب کئے جاتے ہیں دو سیر غلہ دو سیر آٹا جو پک کر روٹی کی شکل اختیار کرتا ہے۔ پون سیر گھی اور ایک دام کی گھاس دی جاتی ہے۔ جو جانور بادشاہ کی شکار گناہ میں پالے جاتے ہیں ان میں سے اور ہر کو قتل اور دیگر لڑنے والے جانور کو پونے دو سیر غلہ اور اسی قدر دوسری چیزیں ملتی ہیں جو خاصے کے جانوروں کو دی جاتی ہیں۔ گھاس ہر پاسبان خود دہیا کرتا ہے۔

خاصہ۔ خانہ زاد کو تل اور شکار گاہ خاص کے جانوروں میں سے ہر ہرن پر ایک آدمی مقرر کیا جاتا ہے۔ لڑائی کے ہرنوں میں ہر چوڑ پر ایک نگہبان ہوتا ہے اور اگر اس طرح کوئی ہرن تنہا رہ جاتا ہے تو اس کے لئے ایک جدا پاسبان مقرر کیا جاتا ہے لیکن گھاس کے لئے اُسے کوئی رقم نہیں دی جاتی۔ فریہ کرنے کے لئے جو ہرن کسی پاسبان کے سپرد کیا جاتا ہے اُسے پونے دو سیر دانہ اور نصف دام گھاس کے لئے دیا جاتا ہے۔ اور ایسے ہر چار جانوروں پر ایک پاسبان مقرر کیا جاتا ہے۔ نو گرفتار ہرن کے لئے سات دن تک خوراک کا کوئی انتظام نہیں کیا جاتا اور اس طرح ایک مہینہ گزرنے کے بعد دو مہینے تک روزانہ آدھ سیر دانہ دیا جاتا ہے۔ اور اس کے بعد ایک سیر۔ اور اسی طرح ایک مہینہ گزرنے کے بعد ڈیڑھ سیر دانہ دیا جاتا ہے۔ ہرن خانے میں منصبہ اڑا حدی و دیگر سپاہی ملازم ہیں۔ پیادوں کی تنخواہ چار سو دام سے زیادہ اور استی دام سے کم نہیں ہوتی ہے۔

اس طرح اعلیٰ قسم کے بارہ ہزار ہرن پلے ہوئے ہیں اور ان کے مختلف گروہ ہیں اور ہر گروہ کے لئے خاص قاعدے مقرر ہیں۔ ہرنوں کا ایک باڑہ ایسا بھی ہے جہاں نئی نسل حاصل کی جاتی ہے۔ بڑی ہرنی کو ڈیڑھ سیر دانہ اور نصف دام کی گھاس ملتی ہے۔ نو زائیدہ بچہ دو ماہ تک اپنی ماں کا دودھ پیتا ہے اس کے بعد اُسے پاؤ سیر دانہ دیا جاتا ہے اور ہر دو ماہ بعد پاؤ بھر دانے کا اضافہ ہوتا جاتا ہے اور اس طرح دو برس بعد بچے کی خوراک اپنی ماں کے برابر ہو جاتی ہے۔ گھاس کے لئے ساتویں مہینے سے دسویں مہینے تک نصف دام دیا جاتا ہے۔ نہ بچوں کا بھی دو مہینے کے بعد دودھ چھڑا دیا جاتا ہے اور اس کے بعد انھیں ڈیڑھ پاؤ دانہ دیا جاتا ہے اور ہر دو ماہ بعد اسی قدر اضافہ ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ دو برس میں انھیں سوا دو سیر دانہ ملنے لگتا ہے۔ پانچویں مہینے سے آٹھویں مہینے تک پاؤ دام کی گھاس دی جاتی ہے اور اس کے بعد نصف دام کی گھاس پاتا ہے

میں نے جانوروں کی لڑائی کا مختصر حال کہہ دیا ہے۔ میرا بیان خود بادشاہ کے ان احکام کے موافق ہے جو مجمع کے لئے جاری ہوا کرتے ہیں۔ بادشاہ ایسے مجملوں کو دن میں یکجا ہونے کا حکم صادر فرماتا ہے۔ جب کبھی کہ دن میں کوئی اور ضروری عبادت کرنی ہوتی ہے

تو یہ عیسے رات کے وقت منعقد ہوا کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ بادشاہ کو ہر وقت یاد خدا کا خیال رہتا ہے۔

بادشاہ ان کاموں کو سرانجام دینے میں گرمی اور سردی کا خیال نہیں کرتے۔ یہ حقیقت شناس فرماں روا ان اوقات میں جبکہ دوسرے لوگ آرام کرتے ہیں رعایا کی بہبودی میں مشغول رہتا ہے اور ہمیشہ محنت کو آرام و آسائش پر ترجیح دیتا ہے۔



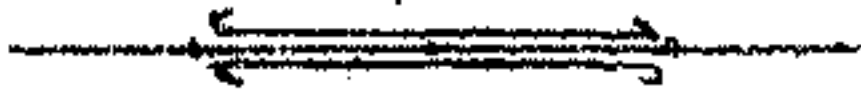
آئین (۸۲)

عمارت

عمارتوں کے تعمیر کرانے کے لئے قواعد و احکام جاری کرنا عام طور پر ضروری ہے۔ تعمیر عمارت فوج کی آسائش میں اضافہ اور سلطنت کی شان و شوکت کا سرچشمہ ہے۔ جن اشخاص کو دنیا کے کاروبار سے تعلق ہے وہ شہروں میں جمع ہوتے ہیں۔ اگر بلند عمارتیں نہ ہوں تو ملک میں کسی طرح کی ترقی و رونق نہیں ہو سکتی یہی وجہ ہے کہ بادشاہ بھی شاندار عمارتیں تعمیر کرانے میں اپنے دل و دماغ کی عظیم الشان قوت کو عملی جامہ پہنا کر دنیا میں رونما کرتا ہے۔ اسی بنا پر مضبوط اور سرسبز ملک، قلعے تعمیر کرانے لگتے جن سے کمزوروں کو اطمینان حاصل ہو، باغیوں کی سرکوبی اور فرماں برداروں کے دلوں کو خوش کریں۔

دلکش عمارات سے شہر کو زیب و زینت حاصل ہوئی اور روح افزا منظر قائم ہوئے۔ یہ عمارتیں گرمی اور سردی کی آفتوں سے بچاتی ہیں اور حرم کی شاہزادیوں کو ان سے آرام و آسائش حاصل ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ان عمارتوں سے اس عظمت و شان کا پتہ لگتا ہے جو دنیاوی شان و شوکت قائم رکھنے کے لئے بچہ ضروری ہے۔ ہر جگہ سرزمین تعمیر کرائی گئیں جو مسافروں کی جائے امن اور غریب الوطن اور ناداروں کے پناہ لینے کی جگہ ہیں۔ ملک میں ہزاروں کنوئیں اور تالاب کھودے گئے ہیں

جن سے رعایا کو فائدہ اور کاشت کی زمین کو سیرابی حاصل ہوئی۔ مدر سے ایر ریاضت خانے تعمیر کرائے گئے اور علم کی مقدس محراب نئی زیب و زینت سے آراستہ کی گئی ہے۔
 دانشمند فرماں روا کو اس محکمے کے رطب و یابس سے جس کا انتظام بھیجی شکل اور جس کے اخراجات بہت زیادہ ہیں کامل واقفیت و نگاہی حاصل ہے اور اس سررشتے کا حسن انتظام برقرار رکھنے کے لئے بہت سے آئین و قوانین بنا کر چراغ راہی کو روشن کیا اور نادار اور ناتجربہ کار رعایا کے دامن کو علم و عمل کے جواہر است سے بھر دیا۔



آئین (۸۳)



نرخ



بیشمار اشخاص مکان بنانے کے خواہشمند ہیں لیکن دیانت و راستی سے اس زمانے میں کام کرنا کمیاں ہے۔ خاص کر سوداگروں میں تو یہ دونوں باتیں تقریباً ناپید ہیں۔ جہاں پناہ نے سوداگروں کے نفع و نقصان کی پوری تحقیق کی اور عمارت کے مسالے کی قیمت مزدوروں کی اجرت کی شرح وغیرہ کے لئے ایسے آئین و قوانین بنائے اور ہر چیز کی ایسی قیمت مقرر کر دی کہ خریدنے والے دونوں بالکل مطمئن و آسودہ حال ہو گئے۔

سنگ سرخ۔ اس کی قیمت فی من تین دام ہے۔ یہ دار الحکومت فتح پور کی پہاڑیوں سے لایا جاتا ہے۔ اس کی سلیں جس قدر لانی اور چوڑی درکار ہوتی ہیں پہاڑیوں کی چٹانوں سے کاٹ لی جاتی ہیں۔ ہوشیار سنگ تراش ان سلیوں کو اس سلیقے سے تراشتے ہیں کہ بڑھتی لکڑیوں کو اس خوبی سے نہیں بنا سکتے۔ ان سنگ تراشوں کا کام مرقع مانی کے نقش و نگار سے بھی بڑھ جاتا ہے۔

سنگ گھولہ کے ٹکڑے جو چٹانوں سے مختلف وضع کے کاٹے جاتے ہیں پتھری کے حساب سے بکتے ہیں۔ اس میں مٹی کی آمیزش نہیں ہوتی اور ہر پتھری تین گز لانی ڈھائی گز چوڑی اور ایک گز اونچی ہوتی ہے اور اس کا وزن

ایک سو بہترین اور قیمت دو سو پچاس دام ہوتی ہے۔

اینٹیں۔ اینٹیں تین قسم کی ہوتی ہیں۔ پختہ، نیم پختہ، خام۔ پختہ اینٹیں بہت بیماری بنائی جاتی ہیں لیکن عموماً ایک اینٹ کا وزن تین سیر سے زائد ہوتا ہے اور تیس دام فی ہزار کے حساب سے بکتی ہیں۔ دوسری قسم کی قیمت چوبیس دام فی ہزار اور تیسری دس دام فی ہزار مقرر ہے۔

لکڑی۔ آٹھ قسم کی لکڑی عام طور پر استعمال کی جاتی ہے۔ (۱) شیشم۔ یہ لکڑی خوبصورتی اور پائیداری میں بے مثل ہے۔ شیشم کا ایک لٹھا ایک گز لانا اور سات آٹھ ٹکڑے مسوج چوڑا اور اونچا ہوتا ہے اور ۱۵ دام کو ملتا ہے۔ اگر اس لٹھے کی اونچائی پانچ یا چھ ٹکڑے مسوج ہوتی ہے تو اس کی قیمت ۱۱ دام ہوتی ہے۔ دوسرے عرض و طول کے لٹھے کی قیمت اسی شرح سے دی جاتی ہے۔

(۲) مانرو (چڑا) جسے ہندی میں جیڈہ کہتے ہیں ایک شہیر دس ٹکڑے مسوج چوڑی اور اونچی پانچ دام پونے چودہ جیل فی گز کے حساب سے بکتی ہے اور نصف شہیر کی لکڑی کی قیمت سات سے نو ٹکڑے مسوج اونچی اور چوڑی ہوتی ہے پانچ دام پونے چار جیل فی گز مقرر ہے۔

(۳) دسنگ (دکری) ایک لٹھا تین ٹکڑے مسوج چوڑا اور چار گز لانا پانچ دام ساڑھے سترہ جیل کو ملتا ہے۔

(۴) تیر۔ ایک دھتھی ایک ٹکڑے مسوج چوڑی اور اونچی اور چار گز لانی پانچ دام پونے اٹھارہ جیل کو خریدی جاتی ہے۔ تو تیر کی لکڑی بھی اسی شرح سے بکتی ہے۔
(۵) سفیلاں (بھول) ایک لٹھا تین ٹکڑے مسوج چوڑا اور چار گز لانا پانچ دام کو بکتا ہے۔

(۶) تیسری کے بھی مندرجہ بالا عرض و طول والے لٹھے کی قیمت دس دام ادا کی جاتی ہے۔

(۷) ریان کے اسی لانی اور چوڑائی رکھنے والی اول تیر کی قیمت آٹھ دام سوا بائیس جیل مقرر ہے۔ یہ لکڑی دوسرے تیر کی اسی عرض و طول کی دس دام چار جیل کو فروخت ہوتی ہے۔

(۸) یکاوند۔ یہ لکڑی بھی مسدوجہ بالا عرض و طول کی پانچ دام دوپٹیل کو کہتی ہے۔

گچ شیریں۔ اس کی کان بھیرہ کے قریب ہے۔ جب سوداگر اس کو لے کر

آتے ہیں تو یہ روپیے کاتین من خرید جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے ذاتی ملازموں کو

سالانہ کے لئے بھیجتا ہے تو ایک من کے لئے ایک دام داکر ناموتا ہے۔ قلعہ شکیں ایک من سات دام اور پانچ ج

صدفی کی قیمت پانچ دام اور چوٹے کی دو دام فی من ہے۔ چونہ زیادہ ترکانگر

سے پکا کر بنایا جاتا ہے۔ کانگر ایک قسم کی مٹی ہے جو سختی میں پتھر کے قریب قریب

ہوتی ہے۔ آہنی جامہ۔ اگر یہ قلعی دار ہے تو تیرہ عدد اٹھارہ دام کو خرید جاتا ہے

اور اگر سادہ ہے تو یہی تعداد چھ دام کو ملتی ہے۔

حلقہ زنجیر۔ (دروازے کی زنجیر یا گندئی) ایرانی و نوزانی قلعی دار بڑے

فی جوڑ آٹھ دام اور چھوٹے فی جوڑ چار دام کو، ہندوستانی قلعی دار کلاں ساڑھے پانچ دام

کو اور ساڑھے چار دام خرد کو ملتے ہیں۔

گل میخ۔ لابی سلاح اور چوڑے سرے والی بارہ دام فی سیر۔ گوگہ۔ چھوٹے

سلاح والی قلعی دار اول نمبر سات دام فی سیکڑہ، دوم نمبر پانچ دام فی سیکڑہ اور

سب سے چھوٹی چار دام فی سیکڑہ کہتی ہیں۔ زما دے جو خاص کردروازوں اور

صندوقوں میں لگائے جاتے ہیں قلعی دار بارہ دام فی سیر اور سادے ساڑھے چار دام

فی سیر کہتے ہوتے ہیں۔

کھپرٹل۔ یہ عموماً ایک ہاتھ لانبے اور دس انگل چوڑے ہوتے ہیں۔

کھپرٹل آگ میں پکائے جاتے ہیں اور مکان کی چھتوں پر گرمی اور سردی سے

بچنے کے لئے بچھائے جاتے ہیں۔ سادے کھپرٹل چھپاسی دام فی ہزار کہتے ہیں۔

اور رنگین نمیس پینتیں کو دس عدد ملتے ہیں

قلا بے۔ تین عدد دو دام میں ملتے ہیں۔

پانس۔ یہ نے اور نیزہ بنانے کے کام میں آتے ہیں۔ پانس کوڑی

کے حساب سے کہتے ہیں۔ قسم اول کی قیمت پندرہ دام۔ دوم کی بارہ اور سوم

کی دس دام مقرر ہے۔

بعض قسم کے بانس گراں قیمت ہوتے ہیں یہاں تک کہ بہت نادر بانس کا ایک عدد آٹھ اشرفی کو ملتا ہے اس قسم کے بانس شاہی تخت تیار کرنے میں استعمال کئے جاتے ہیں لیکن عام طور پر ایک بانس ایک روپے کو ملتا ہے۔ پتل (ایک قسم کی پٹائی) ان کنڈوں سے تیار کی جاتی ہے جن سے عام طور پر قلم بنائے جاتے ہیں۔ پتل سے چھت بنائی جاتی ہے۔ قسم اول کی صاف پتل ڈیڑھ دام فی مربع گز اور دوسری قسم کی ایک دام مربع فی گز بکتی ہے۔ بعض اوقات دو دام میں دو گز لانی اور ڈیڑھ گز چوڑی چٹائی مل جاتی ہے۔

سرکی۔ قلم کی نئی یعنی سینٹے سے پتلی خوش رنگ اور زیادہ صاف ہوتی ہے۔ سرکی کی چٹائی فی جوڑ سو اسی کو ملتی ہے اور ہر عدد ڈیڑھ گز لانی اور چودہ گز چوڑی ہوتی ہے۔ مکان کی چھت اور دیواریں اس سے ڈھانکی جاتی ہیں۔
خس۔ خس ایک قسم کی گھاس کی خوشبودار جڑ ہے جو دریا کے کنارے اگتی ہے۔ گرمی کے موسم میں اس کی ٹٹیاں بنائی جاتی ہیں۔ یہ ٹٹیاں دروازوں پر لٹکائی جاتی ہیں اور ان پر پانی چھڑکا جاتا ہے اور اس ترکیب سے ہوا ٹھنڈی اور خوشبودار ہو جاتی ہے۔ خس فی من ڈیڑھ روپے کے حساب سے فروخت ہوتا ہے۔
کاہ چھیر۔ جسے ہندی میں پولا کہتے ہیں، گٹھے کے حساب سے بکتا ہے ایک گٹھے کا وزن ایک سیر اور قیمت سو دام سے دس دام تک ہوتی ہے۔
بھوسہ۔ کہنگل کے کام میں آتا ہے اور فی من تین دام کے نرخ سے بکتا ہے۔
کاہ ڈاہہ۔ یہ مکان کی چھت پر بچھایا جاتا ہے اور فی من تین دام کو فروخت ہوتا ہے۔

موسج۔ یہ سینٹے کی چھال ہے۔ اس سے رستیاں بنائی جاتی ہیں اور ان رسیوں سے چھتر کے بند باندھے جاتے ہیں۔ اس دام فی من کے حساب سے لیتی ہے۔
سن۔ یہ ایک قسم کا پودا ہے۔ کسان اس سے چھوٹے سے گارے میں ملاتے ہیں اس کی رسیاں بھی بنائی جاتی ہیں جس سے کنویں سے ڈول کھینچے جاتے ہیں۔ اس کی قیمت تین دام فی من ہے۔
گم۔ ادنیٰ درجہ کا چھوٹے سے گارے میں ملایا جاتا ہے اور فی من پندرہ دام کے

حساب سے ملتا ہے۔

سریش کاہی۔ اسے پلاستر و چونے میں ملاتے ہیں اور فی من چار دام اسس کی قیمت ہے۔

لک۔ سرکنڈے کے بالوں کے گچھے کو کہتے ہیں جو چٹائی بنانے میں استعمال کیا جاتا ہے جو شمع کی طرح جلتا ہے، چونے اور قلعی میں ملایا جاتا ہے فی من ایک روپے کو بکتا ہے۔

سجکیل (نقرئی مٹی) یہ ایک سفید اور چکنی مٹی ہے جو فی من ایک دام کے حساب سے فروخت ہوتی ہے۔ یہ دکانوں کو قلعی کرنے میں استعمال کی جاتی ہے۔ اس سے مکان ٹھنڈا اور خوش منظر ہوتا ہے۔

گل سرخ۔ جسے ہندی میں گیر و کہتے ہیں فی من چالیس دام کو بکتا ہے۔ گوالیار کی ہاٹریوں میں گیر و کی ایک کان ہے۔ شیشے۔ کھڑکیوں میں استعمال کئے جاتے ہیں۔ سوا سیر شیشے کی قیمت ایک روپیہ ہے۔ نیز یہ کہ چار دم میں ایک ٹکڑا ملتا ہے۔

مزدوروں کی شرح اجرت

گل کار (چنائی کا کام کرنے والا) اعلیٰ درجے کے گل کار کی اجرت سات دوسرے درجے کی چھ اور تیسرے درجے کی پانچ دام مقرر ہے۔ سنگ تراش۔ پتھر پر نقاشی کرنے والے کو چھ فی گز اور سادہ کام کرنے والے کو پانچ دام فی گز کے حساب سے اجرت دی جاتی ہے۔ کان کنوں کو ایک من وزنی پتھر توڑنے کی اجرت بیس دام دو پیتل ادا کی جاتی ہے۔ بڑھئی۔ اول درجے کے بڑھئی کی اجرت سات دوسرے درجے کی چھ، تیسرے درجے کی چار چوتھے درجے کی تین اور پانچویں درجے کی اجرت دو دام ہے۔ سادے اور معمولی کام کرنے والے بڑھئی کی اجرت فی گز ایک دام سترہ پیتل مقرر ہے اور دوسرے درجے کے بڑھئی کو ایک گز کام کرنے پر

ایک دام چھ پیتل دئے جاتے ہیں۔

پنجارہ غیر معمولی دو گز کمتر کام کرنے والے اول نمبر کے پنجارے کو اڑتالیس دام اور نمبر دوم کو چالیس دام دئے جاتے ہیں۔

آرہ کش۔ آرہ کش کو اجرت پر کام کے لئے شیشم کی لکڑی کی اجرت فی گز ڈھائی دام اور آڑو کی لکڑی کی فی گز دو دام دی جاتی ہے۔ جو مزدور کہ تمام دن کے لئے لگائے جاتے ہیں ان کو دو دام اجرت دی جاتی ہے۔ ہر آرے کے لئے تین آدمی مقرر کئے جاتے ہیں۔ ایک شخص اوپر اور دو نیچے مل کر آرے کو چلاتے ہیں بعض کے لئے صرف دو کافی ہوتے ہیں۔

بیلدار۔ اول نمبر کے بیلدار کو ساڑھے تین دام دوسرے درجے کے بیلدار کو تین دام روزانہ دئے جاتے ہیں۔ جو بیلدار قلعے کے کنکرے بتانے کے لئے مقرر کئے جاتے ہیں انہیں ایک گز دیوار بنانے کی اجرت چار دام ادا کی جاتی ہے اور نیو رکھنے والوں کو ایک گز کے لئے ڈھائی دام اور دوسری دیواریں بنانے کے لئے دو دام دئے جاتے ہیں۔ خندق کھودنے والے بیلداروں کو ایک گز زمین میں کام کرنے کی اجرت نصف دام ملتی ہے۔ ان مزدوروں کا گز بائیس مسوج کا ہوتا ہے۔

چاہ کن۔ اول نمبر کے چاہ کن ایک گز کھدائی کی اجرت دو دام پاتے ہیں۔ اور دوسرے تیسرے درجے کے چاہ کن کو ایک گز کے لئے ڈیڑھ دام ملتے ہیں۔ غوطہ خور۔ کنویں میں غوطہ لگانے والے۔ یہ لوگ کنویں صاف کرتے ہیں سردی کے زمانے میں چار دام اور گرمی کے موسم میں ۳ دام روزانہ ادا کئے جاتے ہیں۔ اگر یہ کام ٹھیکے پر کرایا جاتا ہے تو ایک گز گہرائی کے صاف کرنے کی اجرت دو روپے دئے جاتے ہیں۔

خشت تراش۔ اینٹ تراشنے والے۔ کھیریل بنانے والا۔ نتوانے کھنے کھیریل بنانے کی اجرت آٹھ دام مقرر ہے۔

تبادل تراش (جالی تراشنے والے) فی گز سو دام اُسے دئے جاتے ہیں۔

بائس تراش۔ دو دام فی روزانہ اس کی اجرت ہے۔

چھپر بند۔ تین دام روزانہ کے حساب سے اجرت پاتا ہے۔ اگر یہ کام ٹھیکے پر کرایا جاتا ہے تو سو گز چھپر بارہ گز یعنی کی اجرت چوبیس دام ادا کی جاتی ہے۔
 پاتل بند۔ چار گز کام کرنے کی اجرت ایک دام مقرر ہے۔
 لکھنچہ لکڑی کی چیزوں پر لاکھ چڑھاتے ہیں۔ ان کی اجرت دو دام روزانہ مقرر ہے۔

آبکش۔ آول درجے کے آبکش کو تین دام اور دوسرے درجے کو دو دام دئے جاتے ہیں۔

جو آبکش کہ معماروں کو چونہ اور گکارا بنانے کے لئے دئے جاتے ہیں انھیں روزانہ دو دام ادا کئے جاتے ہیں۔

مکان تعمیر کرانے کی شرح اور اس کا اندازہ

پتھر کی عمارت۔ بارہ گز کے لئے ایک پھری پتھر اور پچتر من چونہ خرچ ہوتا ہے۔ اگر دیواروں پر سنگ سرخ چڑھاتے ہیں تو ایک گز کے لئے تیس من چونہ زائد صرف ہوتا ہے۔

خشتی عمارت۔ ایک گز تعمیر میں دو سو پچاس اینٹیں صرف ہوتی ہیں۔ ہر اینٹ کا وزن تین سیر کا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ آٹھ من چونہ اور دس سائیں سیر اینٹ کا چورہ خرچ ہوتا ہے۔

گلی عمارت۔ ایک گز تعمیر میں تین سو کچی اینٹیں لگائی جاتی ہیں۔ ہر اینٹ میں ایک سیر مٹی اور آدھ سیر پانی صرف ہوتا ہے۔

استرکاری۔ ایک گز استرکاری کرنے میں ایک من چونہ دس سیر قلعی چودہ سیر سرخی اور پائو بھر من خرچ ہوتا ہے۔

سفید کاری۔ ایک گز سفید کاری کرنے میں دس سیر قلعی کا خرچ ہوتا ہے۔ کچ کاری۔ دیواروں اور چھتوں کے کچ کرنے میں دس سیر مٹی گز اور چینی خانے میں چھ سیر اور باورچی خانے میں دس سیر چونہ صرف ہوتا ہے۔ کھڑکیوں میں چوبیس سیر چونہ

دھائی سیریشہ اور چار سیر کا ہی سریش خراج ہوتی ہے۔

دیواروں پر کیگل چڑھانے اور چھتوں اور فرش زمین میں دس گز کے لئے اور اندرونی چھتوں اور دیواروں میں پندرہ گز کے لئے ایک من بھوسہ اور بیس من مٹی صرف ہوتی ہے۔

لاک۔ لاک اگر جع پر چڑھائی جاتی ہے (جج سے مراد جو ایازنی ہے) اگر سرخ رنگ کی ہوتی ہیں تو فی گز چار سیر لاک اور ایک سیر خجرف خراج ہوتی ہے اور اگر اس کا رنگ زرد ہوتا ہے تو چار سیر لاک اور ایک سیر ہڑتال صرف ہوتا ہے۔ اور اگر سیاہ رنگ سے رنگی جاتی ہے تو چار سیر لاک اور آٹھ سیر نیل صرف میں آتا ہے۔

تراشے کا اندازہ۔ ایک گزیں چوبیس طسوج ہوتے ہیں اور ایک طسوج چوبیس تسوانسہ کا اور ایک تسوانسہ چوبیس خام کا اور ایک خام چوبیس ڈرے کا ہوتا ہے۔ جس قدر مقدار میں لکڑی خرچ ہوتی ہے اس میں نیم سوائی تراشہ سمجھا جاتا ہے۔ شیشم کی لکڑی میں $\frac{1}{4}$ ۲۶ سیر پندرہ ٹانک میں ایک طسوج۔ بیول $\frac{1}{4}$ ۲۳ سیر پانچ دام۔ تسر $\frac{1}{4}$ ۲۱ سیر و پندرہ ٹانک، آزد میں سیر بیر میں $\frac{1}{4}$ ۲۸ سیر۔ دیال میں سیر میں ٹانک۔

مختلف قسم کی لکڑیوں کا وزن

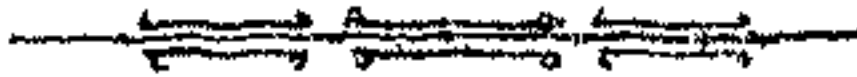
جہاں بنیاد کی عمدہ گیر گوہر افزائی، شناسائی، قوت عملی نے پیشمار دانشندانہ خیالات کی بنا پر مختلف قسم کی لکڑیوں کے وزن کا اندازہ کرنے پر توجہ فرمائی اور اس طرح دنیا کے بازاریں ایک نئی سرگرمی اور زیب و زینت پیدا کر دی۔ ہر قسم کی سوکھی لکڑی کا ایک گز لانا اور ایک گز چوڑا تختہ علیحدہ علیحدہ ترازو پر رکھ کر تو لاگیا۔ سب سے بھاری خنجاک کا ٹکڑا اور سب سے ہلکا سفیدار کا پایا گیا۔ بہتر قسم کی ایک مکعب گز لکڑی کا وزن جو تعمیر کے کام میں آتی ہے، مندرج ذیل ہے۔

نام	من	سیر	ٹانک	نام	من	سیر	ٹانک
۱۔ خنجاک	۲۵	۱۴	۰	۲۔ اعلیٰ	۲۴	$۸\frac{3}{4}$	۲۵

نام	من	سیر	طائک	نام	من	سیر	طائک
۳۔ زیتون	۲۱	۲۴	۰	۲۶۔ سال	۱۵	$۴\frac{۲}{۳}$	۷
۴۔ بلوط	۲۱	۲۴	۰	۲۷۔ آبنوس	۱۴	$۳۶\frac{۱}{۲}$	۱۰
۵۔ کھیر	۲۱	۱۶	۰	قبلہ عالم اس لکڑی کو شاہ آلو کہتے ہیں اور ولایت میں یہ لکڑی ابرو بالو کے نام سے موسوم ہے۔			
۶۔ کھرنی	۲۱	۱۶	۰				
۷۔ پرسدہ	۲۰	۱۴	۱۷	۲۸۔ کیلاس	۱۴	$۳۵\frac{۱}{۲}$	۰
۸۔ آبنوس	۲۰	۹	۲۰	۲۹۔ نیب	۱۴	$۳۲\frac{۱}{۲}$	۳۱
۹۔ سین	۱۹	۳۲	۰	۳۰۔ ڈارہرہ	۱۴	$۳۲\frac{۱}{۲}$	۱۹
۱۰۔ یقم	۱۹	$۲۱\frac{۱}{۲}$	۱۰	۳۱۔ مین	۱۴	$۲۲\frac{۳}{۴}$	۰
۱۱۔ کھرہر	۱۹	$۱۱\frac{۱}{۲}$	۲۵	۳۲۔ بیول	۱۴	$۲۲\frac{۳}{۴}$	۰
۱۲۔ جھوہ	۱۸	$۳۲\frac{۱}{۲}$	۲	۳۳۔ ساگون	۱۴	۱۰	۲۰
۱۳۔ چندنی	۱۸	$۲۰\frac{۱}{۲}$	۱۰	۳۴۔ بجی سار	۱۳	۳۴	۰
۱۴۔ پھلاہری	۱۸	$۲۰\frac{۱}{۲}$	۱۰	۳۵۔ پیلو	۱۳	۳۴	۰
۱۵۔ صندل سرخ	۱۸	$۴\frac{۱}{۲}$	۱۰	۳۶۔ توت	۱۳	$۲۵\frac{۱}{۲}$	۱۵
۱۶۔ چھری	۱۸	۲	$۷\frac{۱}{۲}$	۳۷۔ وحامن	۱۳	۲۵	۲۰
۱۷۔ چھری	۱۷	$۱۶\frac{۱}{۲}$	۰	۳۸۔ یان براس	۱۳	۱۰ سیریں	۲۹ کم
۱۸۔ عناب	۱۷	۵	۴	۳۹۔ سرس	۱۲	۳۲	۲۱
۱۹۔ سیون پتنگ	۱۷	$۱\frac{۳}{۴}$	۲۷	۴۰۔ سیسون	۱۲	$۳۴\frac{۱}{۲}$	۵
۲۰۔ ساندن	۱۷	۱	۲۸	۴۱۔ فندق	۱۲	۲۶	۴
۲۱۔ شمشاد	۱۶	۱۸	۲۵	۴۲۔ چھوکر	۱۲	$۱۷\frac{۱}{۲}$	۲۲
۲۲۔ دھو	۱۶	۱	۱۰	۴۳۔ ردھی	۱۲	$۱۷\frac{۱}{۲}$	۲۲
۲۳۔ آنولہ	۱۶	$۱\frac{۱}{۲}$	۱	۴۴۔ ہلدی	۱۲	$۱۳\frac{۱}{۲}$	۳۰
۲۴۔ کول	۱۶	۱	۱۰	۴۵۔ کیم	۱۲	$۱۲\frac{۱}{۲}$	۳۰
۲۵۔ صندل	۱۵	۱۷	۲۰	۴۶۔ جاسن	۱۲	۸	۲۲

نام	من	سیر	ٹانک	نام	من	سیر	ٹانک
۴۷- فراسی	۱۲	۸	۲۲	۶۰- پینیل	۱۰	$10\frac{1}{2}$	۲۱
۴۸- برٹ	۱۲	$3\frac{1}{2}$	۲۵	۶۱- کمنٹل	۱۰	$4\frac{1}{2}$	۲۳
۴۹- کمنٹل	۱۱	۲۹	۰	۶۲- گروین	۱۰	$4\frac{1}{2}$	۳۳
۵۰- پینار	۱۱	۲۹	۰	۶۳- لیسیرا	۱۰	۷	۳۰
۵۱- چار مغز	۱۱	$4\frac{1}{2}$	۱۷	۶۴- پلاس	۹	۳۲	۱۰
۵۲- چمپا	۱۱	$4\frac{1}{2}$	۱۷	۶۵- سرخ بید	۸	۲۵	۲۰
۵۳- بیر	۱۱	۴	۰	۶۶- آگ	۸	$19\frac{1}{2}$	۲۵
۵۴- انیب	۱۱	۲	۲۰	۶۷- پینیل	۸	۱۳	۳۳
۵۵- پاپری	۱۱	۲	۲۰	۶۸- ابکاش	۸	۹	۳۰
۵۶- دیار	۱۰	۲۰	۰	۶۹- لیسوٹرا	۸	۹	۲۰
۵۷- بید	۱۰	۲۰	۰	۷۰- پدماکھ	۸	۹	۲۰
۵۸- کمنٹل	۱۰	$19\frac{1}{2}$	۲	۷۱- اند	۷	۷	۳۱
۵۹- چمپا	۱۰	$19\frac{1}{2}$	۲	۷۲- سفیدار	۶	سیریں	$22\frac{1}{4}$ کم

مذکورہ بالا اوزان میں ایک سیر ۲ دھم کا سمجھا گیا ہے۔



دفتر دوم

در سپاہ آبادی

آئین (۱)

شاہی فوج کے مختلف مدارج اور سپاہ کی تقسیم

جہاں پناہ اپنی بہترین رائے و عمدہ شور سے شاہی فوج کی رہت مائی فرماتے رہتے ہیں اور مختلف طریقوں سے ان میں تا فرمانی کا مادہ پیدا نہیں ہونے دیتے۔ دولت آرائی فوج کی کثرت کی وجہ سے قیاد عالم نے اس طریقے کو مختلف مدارج میں تقسیم فرما کر فتنہ انگیز دنیا کو سکون و امان کی برکات سے مستفید فرمایا۔

فوج کے بعض حصے راست بادشاہ سلامت کی نگرانی میں رہتے ہیں جن سے وہ بہت زیادہ خدمت نہیں لیتے اور بے شمار وحشی قبائل کو تہذیب و نیک سبستی کی راہ پر لے آئے ہیں

مالک محروسہ کے حریف زمینداروں کی فوج کی تعداد چار لاکھ چار سو سے کچھ زائد ہے جیسا کہ بعد میں بیان کیا جائے گا۔ فوج کے چند رسالوں کے گھوڑوں پر

شاہی داغ لگائے گئے۔ قبلہ عالم نے ان دستوں کو مختلف مدارج میں تقسیم فرمایا اور چہرہ نویسی کا قانون جاری فرما کر تازہ رونق بخشی

سپاہیوں کا ایک گروہ ایک ہی افسر کی ماتحتی و اطاعت گزاری میں رکھا گیا۔ چونکہ یہ جماعت خوش اسلوب و بہتتی کے لئے بید موزوں ہے اس لئے مذکورہ جماعت کے افراد احدی کے نام سے موسوم کئے گئے۔ قبلہ عالم نے ایک گروہ میں سرداری کی قابلیت دیکھ کر ان کو افسر و حاکم مقرر کیا۔

بے شمار اشخاص فوجی خدمتوں کے لائق تھے، لیکن مفلسی و ناداری کی وجہ سے یہ کام انجام نہ دے سکتے تھے۔ قبلہ عالم نے ان کی سواری کے اخراجات کا انتظام کیا اور ان کے مصارف کے لئے زمینیں عطا کیں اور یہ سوار گھوڑوں پر شاہی داغ لگانے سے مستثنیٰ کئے گئے۔

ایرانیوں اور تورانیوں کو پچیس روپے اور ہندوستانیوں کو بیس روپے ماہوار عطا کئے گئے۔ جو اشخاص خالصہ کی خدمت پر مامور کئے گئے ان کو پندرہ روپے ماہوار مرحمت ہوئے اور ان فوجیوں کا نام برآوردی رکھا گیا۔

بعض افسروں کے لئے سپاہیوں کا جمع کرنا مشکل و تکلیف دہ کام تھا ایسے حکام کو نقش پذیر سپاہی عطا کئے گئے اور یہ گروہ داخلی کے نام سے موسوم کیا گیا۔ دس ہزاری امیروں کی ماتحتی میں ایک ہزاری تک اور ہشت ہزاری کی ماتحتی میں آٹھ صدی تک اور ہفت ہزاری کی ماتحتی میں سات صدی تک اور پنج ہزاری کی ماتحتی میں پانچ صدی تک اور پنج صدی کی ماتحتی میں ایک صدی امراتک فوجی خدمات انجام دینے کے لئے مقرر کئے گئے۔ مذکورہ بالا امیروں سے کم مرتبہ منصبدار اعلیٰ امیر نہیں سمجھے جاتے۔ بعض منصبداروں کو امدادی سپاہی عطا ہوئے اور یہ سوار کمکی کے نام سے موسوم ہوئے۔ آجکل داغ اندوزی کا بہت رواج ہے اور جو سپاہی داغ شدہ گھوڑوں پر سوار ہوتے ہیں انھیں کو فقیست دی جاتی ہے اور یہی سوار لشکر کے بہترین سپاہی سمجھے جاتے ہیں۔

جہاں پناہ کی اصل غرض یہ ہے کہ سپاہی گھوڑوں کو نہ عاریت دے سکیں اور نہ ان کو کسی کم دوسرے مرتبہ جانور سے بدل سکیں اور نیز یہ کہ شاہی گھوڑوں کی پوری خدمت

اور ان کی حفاظت کریں۔

قبلہ عالم کو معلوم ہے کہ طمع انسان کو اس قدر اندھا کر دیتی ہے کہ وہ نقصان کو نفع سمجھنے لگتا ہے۔ جہاں پناہ کے ابتدائی عہد حکومت میں جبکہ قبلہ عالم عام طور پر رعایا کے سامنے جلوہ فرمانہ ہوتے تھے، ہمیشہ ارشاد ہی ملازمین نے خیانت سے بے ایمانی کو اپنا شعار بنا رکھا تھا، خدام پر کوئی نگرانی نہ تھی اور شاگرد پیشہ ملازمت میں داخل ہونے کے بعد ہر قسم کی نگرانی اور نقصان کے خوف سے آزاد رہ کر بدکردار بن جاتے تھے۔ کمینہ و طمع دار اشخاص اپنے عمدہ گھوڑے فروخت کر کے یا تو پیادوں میں شامل ہو کر زندگی بسر کرتے تھے یا عمدہ جانور کے عوض کم مرتبہ گھوڑا جو بظاہر خیر معلوم ہوتا تھا خرید کر لاتے اور سواروں میں شامل ہو جاتے تھے۔

یہ اشخاص بے وفائی میں کامل اور تنخواہ طلب کرنے میں سید لقا و بیہودہ گو تھے، یہاں تک کہ بعض وقت معاملہ اس قدر بڑھ جاتا کہ یا تو اپنی ناخوشی کا اظہار کرتے یا جنگ آزمائی کے لئے تیار ہو جاتے تھے۔

جہاں پناہ نے آئین چہرہ نویسی جاری کیا اور اسی قاعدے کی بنیاد پر تنخواہوں کا ادا کرنا منحصر رکھا۔ اس آئین نے نافرمانی و خود غرضی کو دور کیا اور فوجی کاروبار میں تنظیم پیدا ہوئی۔

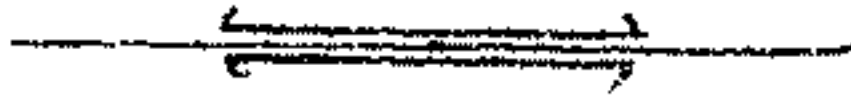
پیشتر جانوروں کی داغ اندوزی کا آئین نہ تھا کیونکہ لوگ اپنی نادانی کی وجہ سے داغ دہی کو جانوروں کی آنہ اور رسائی سمجھتے تھے۔

قاعدہ ہے کہ حریص و طمع دار اشخاص نیک و بد میں تمیز نہیں کر سکتے۔ ان افراد میں نہ خود داری پائی جاتی ہے اور نہ ان کو مالک کی عزت اور اس کے ساتھ وفاداری کا خیال ہوتا ہے، اس طرح کے انسان اپنے ذاتی اغراض کو مد نظر رکھ کر ہر بد کام کو اس طرح رونق دیتے ہیں کہ وہ ترقی دراصل تباہی ثابت ہوتی ہے۔ اسی بنا پر بعض شامت نہ وہ اشخاص نے بڑی عادات اختیار کر کے کچ روئی کو اپنا شعار بنایا جس کی وجہ سے فوج میں بد انتظامی و بے قاعدگی پیدا ہو گئی۔ اور گھوڑوں کو عاریتاً ایک دوسرے کو دینا سواروں کا عام مشغلہ ہو گیا۔

جہاں پناہ نے یہ حال دیکھ کر چہرہ نویسی کے علاوہ داغ اندوزی کا قانون بھی

جاری فرمایا۔ نادان دگم کردہ راہ افراد کو حقیقت کا راستہ ملا اور اس طرح یہ اشخاص بھی انجام بین و عاقبت اندیش ہو گئے۔ کسینہ خصلت افراد کو خود داری کی تسلیم دی گئی اور ان میں انسانیت و مہر و محبت پیدا ہوئی۔ افسردہ دل حریص لوگ تو نگین گئے فوج میں حب و ریاضت ہوئی اور شاہی خزانہ بھی معمور ہوا۔ یہ ہیں وہ نتائج جو ہسم و فراست اور قوت عمل کے ذریعے سے پیدا کئے جاتے ہیں۔

گھوڑوں کو داغنا بڑا ہر توان کے لئے تکلیف دہ معلوم ہوتا ہے لیکن اس کے فوائد پر غائر نظر ڈالنے سے عقلمند افراد کے دل و دماغ کو سکون و مسرت حاصل ہوتی ہے۔



آئین (۲)

لشکر کے جانور

سنہ جلوس کے اٹھارھویں سال جہاں پناہ نے داغ اندوزی کا طسرتھ جاری فرمایا۔ مختلف اشخاص کے مراتب میں پسندیدہ امتیاز پیدا ہوا اور جانوروں کے مدارج مقرر کئے گئے۔ ہر جاندار کی ضروریات زندگی کی فہرست مرتب کی گئی۔ اور بہترین قانون اس بارے میں نافذ ہوا۔

قبلہ عالم نے ہر شے کی گرانی و ارزانی کو پیش نظر رکھ کر ہر امر میں مسیبت نہ روی اختیار کی حساب و کتاب کی باضابطہ نگرانی شروع ہوئی اور اس کے لئے عمدہ قوانین وضع فرمائے گئے۔ فوج کے بخشی سفارش کے گراں بوجھ سے آزاد ہو گئے۔ اور ہر طرف چین و آرام کا دور دورہ ہوا۔

گھوڑے سات قسموں میں تقسیم کئے گئے اور ہر قسم کی روزانہ خوراک مقرر کی گئی۔ گھوڑوں کی سات قسمیں مندرج ذیل ہیں۔
عربی، عراقی، مجنس، ترکی، یالو، تازی اور جنگلہ۔

ہمسلا و رجبہ عربی گھوڑوں کا یا ان جانوروں کا ہے جو رفتار و نزاکت و قد و قامت میں عربی گھوڑوں کی مثل ہیں۔ ان کی اخراجات کے لئے ۷۲۰ دام ماہوار مقرر کئے گئے۔ ان گھوڑوں کو پھر سیردانہ روزانہ دیا جاتا ہے (ہر جانور کی برآوردہ خوراک میں

دانے کی قیمت فی من بارہ دام لکھی گئی) ۲۰ دام گھی کے لئے۔ ۲ دام شکر کے لئے۔ اور تین دام گھاس کے لئے مقرر کئے گئے۔ اس کے علاوہ جل، ارتک، ایال پوشش، تنگ، جسے یہاں پناہ (قراخی) کہتے ہیں گدی، تختہ بند، قیصر، جسے عام لوگ قانزہ کہتے ہیں، منور چیل، تولیہ، پائے، بند و تیغ وغیرہ کے لئے ستر دام ماہوار کا خرچ منظور ہوا۔ یہ رقم خرچ یراق اسب کے نام سے درج کی گئی۔ ۶۰ دام ہر مہینے زین و لگام کے لئے اور ہر دوسرے مہینے دھچی و نعل بندی کے لئے، دام ماہوار ادا کرنے کا حکم ہوا۔ سائیس کی تنخواہ ۶۳ دام ماہوار مقرر کی گئی۔ لیکن اگر کوئی شخص دو گھوڑوں کی خدمت کرتا ہے تو اسے دگنی تنخواہ ملتی ہے۔ اس گھوڑے کے اخراجات میں جملہ ۴۷۹ دام خرچ ہوتے ہیں۔

اس کے بعد جہاں پناہ نے سپاہیوں کی فارغ البالی اور ان کے اطمینان پر نظر فرمائی اور تنخواہوں میں ۸ دام کا مزید اضافہ فرمایا جس زمانے میں کہ روپے کی قیمت ۳۵ دام ہو جاتی ہے اور شاہی حکم سے اس کی قیمت وہی چالیس دام سمجھی جاتی تھی تو ۸ دام کا اضافہ اور منظور کیا جاتا ہے۔ یہ چاندی کا سکہ قلعے کے لین دین میں ہمیشہ چالیس دام کا سمجھا جاتا ہے۔ اس کے بعد ہر قسم کے گھوڑے کے لئے اخراجات میں دو روپے اتنی دام کا اور اضافہ کیا جاتا ہے۔ اس اضافے سے جنگلے کی قسم محروم رہتی ہے اور اس زمانے میں جنگلہ گھوڑوں کے حساب و کتاب کا داخلہ ہی نہیں ہوتا۔

دوسری قسم کا گھوڑا عراقی عجم سے آتا ہے اس گھوڑے کو عراقی کہتے ہیں عراقی گھوڑے یا ان سے رفتار و صورت میں مشابہ جانور کے اخراجات کے لئے ۸۰ دام ماہوار عطا ہوتے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

اس رقم میں چار سو اٹھاون دام کے ضروری اخراجات ہیں۔ یہ رقم عراقی گھوڑے کی رقم سے ۲۱ دام کم ہے۔ اس طرح پرکہ ۱۰ دام کی کمی یراق میں ہے اور دس دام زین و لگام اور ایک دام نعل بندی میں کم ہے۔ پہلا اضافہ ۶۷ دام کا دوسرا ۷۵ دام اور قیصر ۸۰ دام کا منظور ہوا۔

قیصری قسم گھوڑوں کی مجلس ہے۔ یہ جانور قد و قامت وغیرہ میں عراقی گھوڑوں کے

مشابہ ہوتے ہیں ان میں سے اکثر ترکی و عراقی نسل کے میل سے تیار ہوتے ہیں۔
 ان کا ماہوار خرچ ۵۶۰ دام ہے۔ اس رقم میں ۳۵۸ دام ضروریات زندگی کے لئے ہیں۔
 ان گھوڑوں کے اخراجات میں عراقی جانوروں کے مصارف سے تو دام کی
 کمی ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ تیس تیس دام شکر اور زین و لگام میں کم ہیں اور
 پندرہ دام کی روغن میں اور تین دام کی سائیس کی تنخواہ میں دو دام کی نعل بندی میں
 کمی ہے۔ ان جانوروں کے لئے ۲۷ دام کا پہلی مرتبہ اور پچاس دام کا دوسری بار
 اور ۸ دام کا تیسری بار اضافہ منظور کیا گیا۔

چوتھی قسم ترکی۔ اس قسم کے گھوڑے تو ران سے لائے جاتے ہیں۔
 ترکی گھوڑے اگرچہ طاقتور و بلند قامت ہوتے ہیں لیکن پھر بھی مجنس جانوروں
 کے ہم پلہ نہیں ہوتے۔ اس گھوڑے کا ماہوار خرچ ۴۸۰ دام ہے جس میں
 ۲۹۸ دام مایحتاج زندگی کے لئے ہیں۔ مجنس جانوروں کے ماہواری مصارف
 سے یہ رقم ۶۰ دام کم ہے، یعنی تیس تیس دام کی شکر اور لگام میں کمی ہے اور دو دام
 یراق کے اخراجات میں چار دام زین و لگام میں دو دام نعل بندی اور گھی میں کم ہیں۔
 لیکن ان جانوروں کی خوراک میں دوسیر غلے کا اضافہ کیا گیا ہے جس سے ۸ دام
 ماہوار کا خسرج بڑھ گیا ہے اور شکر میں کمی کر دی گئی ہے۔

مصارف میں پہلا اضافہ ۵۲ دام کا، دوسرا پچاس دام کا اور تیسرا ۸ دام کا

منظور ہوا ہے۔

پانچویں قسم یا بوبکی ہے۔ یہ گھوڑے بھی تو ران میں تیار کئے جاتے ہیں۔
 لیکن وہ طاقت اور قد و قامت میں مجنس سے کم رتبہ ہوتے ہیں اور ان کے
 حرکات و سکنات بھی اکثر خراب ہوتے ہیں۔ یہ گھوڑے ترکی و عراقی نسل سے
 کم مرتبہ مادہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس گھوڑے کے ماہواری اخراجات میں
 ۴۰۰ دام صرف ہوتے ہیں جن میں سے ۲۳۹ دام ضروریات زندگی کے لئے
 ناگزیر ہیں اس کے اخراجات ترکی گھوڑے کے مصارف سے ۵۴ دام
 کم ہوتے ہیں یعنی اٹھائیس دام کی کمی گھی میں اور پندرہ دام کی سائیس کی تنخواہ میں
 اس کے علاوہ یراق میں دس دام اور زین و لگام میں چھ دام کم ہوتے ہیں۔

اس گھوڑے کے مصارف میں اول مرتبہ ۱۴ دام کا، دوسری دفعہ چالیس دام اور تیسری بار ۸۰ دام کا اضافہ منظور کیا گیا۔

چھٹی اور ساتویں قسمیں ہندی نژاد ہیں جس میں سے بہترین کوتازی، متوسط کو جنگلہ اور سب سے کم مرتبہ جانور کو ٹوٹہ کہتے ہیں۔

عمدہ گھوڑیاں تازی جانوروں میں شمار کی جاتی ہیں اور دوسری قسم کی گھوڑیاں جنگلے کی قسم میں داخل کی جاتی ہیں۔

تازی کا ماہوار خرچ ۳۲۰ دام ہے جس میں سے ۱۸۸ ماہیاج کے لئے ہیں اس کے مصارف یا تو سے ۱۵ دام کم ہیں یعنی ۱۸ دام کی غلے میں اس لئے کہ ان کی خوراک کی قیمت فی دام چھ پیر ہے پندرہ دام کی گھاس میں دس دام کی گھی اور شکڑ میں اور آٹھ دام کی یراق میں کمی ہے۔ اس کا پہلا اضافہ ۲۲ دام کا اور دوسرا تیس دام اور تیسرا اسی دام کا منظور فرمایا گیا۔

جنگلہ کے مصارف میں ۲۴۰ دام ہر ماہ صرف ہوتے ہیں جن میں سے ۱۲۵ دام ضروریات زندگی کے لئے لازمی ہیں۔ اس گھوڑی کے مصارف میں تازی جانور کے اخراجات سے ۱۲۲ دام ماہوار کی کمی ہے یعنی (پانچ پیر دانہ اُسے روزانہ دیا جاتا ہے) گھاس میں پندرہ دام، دانے میں نو دام، گھی اور گڑ میں چھ دام۔ ساز و سامان میں ۱۲۰ دام اور نعل بندی میں دو دام کم ہیں۔ اس جانور کا پہلا اضافہ ۲۹ دام اور دوسرا پچیس دام کا اور تیسرا چالیس دام کا منظور کیا گیا ہے۔ پہلے زمانے میں خچر تازی گھوڑوں میں شمار کئے جاتے تھے لیکن اب انہیں جنگلے میں داخل کر دیا گیا ہے۔ ٹٹو کا ماہوار خرچ ۶۰ دام ہے لیکن اب یہ قسم قطعاً نظر انداز کر دی گئی ہے۔

ہاتھی۔ داغ اندوزی کے لحاظ سے شاہی ہاتھیوں کی سات قسمیں ہیں۔ مست، شیرگیر، سادہ، منجھولہ، کرہ، چنڈرکیہ، موکل۔

فیل خانے سے زیادہ کسی دوسرے شاہی سررشتے میں جانوروں کی اس قدر شاخ در شاخ قسمیں نہیں ہیں۔

مست۔ اس جانور کا ماہوار خرچ ۱۳۲۰ دام ہیں، اس کو روزانہ

دھائی من غلہ دیا جاتا ہے۔ کسی ہاتھی کی خدمت کے لئے تین سے زیادہ ملازم مقرر نہیں ہیں یعنی مہاوت بھوئی اور میٹھ۔ مہاوت کی تنخواہ ۱۲۰ دام ماہوار ہے اور بھوئی اور میٹھ دونوں کو نوے نوے دام ہر مہینے دئے جاتے ہیں۔ اس جانور کے اخراجات میں ۱۲۰ دام کا اضافہ منظور کیا گیا ہے۔ شرمع میں ہاتھی کو داغ دیا جاتا تھا لیکن آجکل اس آئین میں تغیر کر دیا گیا ہے۔

شیرگیر۔ اس ہاتھی کے مصارف میں ۱۱۱۰ دام ماہوار خرچ ہوتے ہیں۔ یہ رقم اول قسم کے مصارف سے ۲۲۰ دام کم ہے۔ شیرگیر کو دو من غلہ روزانہ دیا جاتا ہے جس سے ۸۰ دام ماہوار کا خرچ کم ہو جاتا ہے اسی طرح مہاوت اور بھوئی وغیرہ کی تنخواہوں میں بھی پندرہ پندرہ دام کی کمی ہے۔ جہاں پناہ نے اس جانور کے اخراجات میں ۱۲۰ دام کا اضافہ منظور فرمایا ہے۔

سادہ۔ اس جانور کا ماہوار خرچ ۸۰۰ دام ہے جو شیرگیر کے اخراجات کی رقم سے ۳۰۰ دام کم ہے۔ سادہ ہاتھی کو ۱۲ من غلہ روزانہ دیا جاتا ہے جس سے ۸۰ دام کی ہر مہینہ بچت ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ۳۰ دام میٹھ کی تنخواہ میں اور پندرہ پندرہ داموں کی بھوئی اور مہاوت کی تنخواہوں میں کمی ہے۔ اس کے اخراجات میں ۵۰ دام کا اضافہ منظور ہوا ہے۔

منجھولہ۔ اس جانور کے اخراجات ۶۰۰ دام ماہوار ہیں۔ منجھولہ ہاتھی کو ایک من غلہ روزانہ دیا جاتا ہے۔ منجھولہ اور سادہ ہاتھیوں کے اخراجات میں کمی و بیشی کا وہی معیار ہے جو سادہ اور شیرگیر کے درمیان قرار دیا گیا ہے۔

کرہہ ہاتھی۔ اس کے اخراجات ۴۲۰ دام ہیں اور اس کی خوراک ۳۰ سیر روزانہ ہے۔ اس لئے اس کے اخراجات میں منجھولہ ہاتھی کے مصارف سے ۳۰ دام ماہوار کی کمی غلے میں اور پندرہ دام کی کمی مہاوت کی تنخواہ میں ہے۔ کرہہ کے لئے بھوئی مقرر نہیں کیا گیا ہے۔ اس جانور کے مصارف میں ۶۰ دام ماہوار کا اضافہ منظور کیا گیا ہے۔

پھنڈر کیہ۔ اس کا خرچ ۳۰۰ دام ماہوار ہے اور اس کو پندرہ سیر غلہ روزانہ دیا جاتا ہے جس سے ۱۳۵ دام ماہوار کی کمی ہوتی ہے۔ اس جانور کی خدمت کے لئے

ہرقت ایک ملازم مقرر ہے جسے ۶۰ دام ماہوار دئے جاتے ہیں۔ اس کے اخراجات میں ۱۰۵ دام کا اضافہ منظور ہے۔

موتل پہلے کسی شمار میں نہ تھے، لیکن اب یہ بھی ماتحتی کے مختلف مدارج میں داخل کرنے کے لائق سمجھے جاتے ہیں۔ ان کے اخراجات میں ۲۸۰ دام ماہوار صرف ہوتے ہیں۔

ماتحتیوں کے عام مصارف اور اخراجات دام میں شمار کئے جاتے ہیں۔ اور روپے سے حساب و کتاب نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ شمار و تعداد میں کسی طرح کی کمی نہیں واقع ہوتی۔

اونٹ۔ ہر اونٹ کا ماہوار خرچ ۲۴۰ دام ہیں اور چھ سیر غلہ روزانہ دیا جاتا ہے۔ گھاس کے لئے ایک دام ساز و سامان کے لئے ۲۰ دام اور شتر بان کی تنخواہ کے لئے ۶۰ دام کی منظوری ہے۔ اس کے اخراجات میں ۵۸ دام کا اضافہ کر دیا گیا ہے اور جب روپے کی قیمت ۴۰ دام ہو جاتی ہے تو ۲۰ دام کا مزید اضافہ منظور کیا جاتا ہے۔

بیل۔ اس کا ماہوار خرچ ۱۲۰ دام ہے اور چار سیر روزانہ غلہ دیا جاتا ہے۔ گھاس کے لئے ایک دام اور ساز کے واسطے چھ دام مقرر ہیں۔ اس کے اخراجات میں ۳۸ دام کا اضافہ منظور کیا گیا ہے۔ جب روپے کی قیمت بڑھ جاتی ہے تو ۱۰ دام اور زیادہ کر دئے جاتے ہیں۔

عراہ (بیل گاڑی یا چمکڑا) ہر عراہے کا ماہوار خرچ ۶۰۰ دام ہے۔ یعنی ۸۰ دام کی چاریلیوں کے لئے منظوری دی گئی ہے اور ۲۰ دام مصالح اور گاڑی کی مرمت و آسائش کے سامان کے لئے منظور کئے گئے ہیں۔ ماتحتی اور عراہے سوا منضیداروں کے اور کسی شخص کو نہیں دئے جاتے۔

بقیہ جدول مناصب

منصب	پہلے درجہ	دو درجہ	تیسرا درجہ	چوتھا درجہ	پنجم درجہ	ششم درجہ	ہفتم درجہ	آٹھواں درجہ	نواں درجہ	دسواں درجہ
عراقی	۲۹	۲۸	۲۸	۲۷	۲۷	۲۷	۲۷	۲۷	۲۷	۲۷
مجنس	۲۸	۲۷	۲۷	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
ترکی	۵۹	۵۸	۵۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷
یابو	۵۹	۵۸	۵۸	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷
تازی	۵۸	۵۷	۵۷	۵۶	۵۶	۵۶	۵۶	۵۶	۵۶	۵۶
جنگلہ	۵۸	۵۷	۵۷	۵۶	۵۶	۵۶	۵۶	۵۶	۵۶	۵۶
شیرگیر	۱۷	۱۷	۱۷	۱۷	۱۷	۱۷	۱۷	۱۷	۱۷	۱۷
سادہ	۲۷	۲۷	۲۷	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
منجھلہ	۱۹	۱۹	۱۹	۱۸	۱۸	۱۸	۱۸	۱۸	۱۸	۱۸
کریہ	۱۷	۱۷	۱۷	۱۶	۱۶	۱۶	۱۶	۱۶	۱۶	۱۶
پچند کریہ	۷	۷	۷	۶	۶	۶	۶	۶	۶	۶
مشر	۳۷۹	۳۷۹	۳۷۹	۳۷۹	۳۷۹	۳۷۹	۳۷۹	۳۷۹	۳۷۹	۳۷۹
خجہ	۱۸	۱۸	۱۸	۱۷	۱۷	۱۷	۱۷	۱۷	۱۷	۱۷
عراہ	۱۳۹	۱۳۹	۱۳۹	۱۳۹	۱۳۹	۱۳۹	۱۳۹	۱۳۹	۱۳۹	۱۳۹
اول	۲۳۹۰۰	۲۳۹۰۰	۲۳۹۰۰	۲۳۹۰۰	۲۳۹۰۰	۲۳۹۰۰	۲۳۹۰۰	۲۳۹۰۰	۲۳۹۰۰	۲۳۹۰۰
دوم	۲۳۹۰۰	۲۳۹۰۰	۲۳۹۰۰	۲۳۹۰۰	۲۳۹۰۰	۲۳۹۰۰	۲۳۹۰۰	۲۳۹۰۰	۲۳۹۰۰	۲۳۹۰۰
سوم	۲۳۹۰۰	۲۳۹۰۰	۲۳۹۰۰	۲۳۹۰۰	۲۳۹۰۰	۲۳۹۰۰	۲۳۹۰۰	۲۳۹۰۰	۲۳۹۰۰	۲۳۹۰۰

بقیہ جدول مناصب

[illegible]

بقیہ جدید و مل مناصب

[illegible]

بقیہ جدول مناصب

مناصب		میرزا بشی	چهارمینی	سہمینی	پنجمینی	دوہمینی	ترکشی بند	نہمینی	وہ ہاشمی
اسپیش	عراقی	۲	۲	۱	۱	۱	۰	۰	۰
	مجنس	۲	۱	۱	۱	۲	۱	۱	۰
	ترکی	۲	۲	۲	۲	۲	۱	۱	۲
	یابو	۲	۲	۲	۲	۱	۲	۱	۲
	سمازی	۲	۱	۱	۱	۱	۱	۲	۰
نیل	جنگلہ	۰	۱	۱	۱	۱	۱	۰	۰
	شہرگیر	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
	سادہ	۱	۰	۰	۰	۱	۰	۰	۰
	منجھولہ	۱	۱	۱	۱	۰	۰	۰	۰
	کریمہ	۱	۲	۱	۱	۰	۱	۱	۰
بارہ ہزار	پندرہ کریمہ	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
	شتر	۲ قطار	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۰
	خیر	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
	عربہ	۵	۳	۲	۲	۱	۱	۱	۰
	اول	۴۰۰	۴۱۰	۳۰۱	۲۵۰	۲۲۳	۱۴۵	۱۳۵	۱۰۰
سالانہ	دوم	۴۰۰	۳۸۰	۲۸۵	۲۲۰	۲۰۰	۱۶۵	۱۲۵	۸۲
	سوم	۵۰۰	۳۵۰	۲۴۰	۲۳۰	۱۸۵	۱۵۵	۱۱۵	۷۵

آئین (۴)

احدی

جہاں پناہ اپنے ذاتی تجربے سے بعض جبری و قابل قدر اشخاص کو منصب داری کا عہدہ نہیں دیتے، لیکن ان افراد کو دوسروں کی ماتحتی سے بھی سبکدوش فرما دیتے ہیں۔ یہ سوار صرف شاہی فرماں بردار ہوتے ہیں اور اس طرح اپنی خاص خدمت کی وجہ سے دوسرے ملازموں میں ممتاز نظر آتے ہیں یہ اشخاص انکی خدمات کے لحاظ سے انھیں تعلیم دی جاتی ہے اور ان کی استعداد و قابلیت کی جانچ کی جاتی ہے۔ چونکہ بادشاہ کا مقصد یہ ہے کہ ظاہر بھی باطن کی طرح جلوہ نما ہو اس لئے ان ملازمین کو احدی کا خطاب دیا گیا ہے۔ ان سواروں کے لقب سے خدا کے واحد کی یاد ہر وقت دلوں میں تازہ رکھی گئی اور مرتبہ شناسی کے لئے ایک تازہ قانون نافذ ہوا۔

احدیوں کی نگرانی کے لئے دیوان بخشی جدا مقرر کئے گئے اور ایک عالی مرتبہ امیر ان کا سردار مقرر ہوا اور ایک ہوشیار افسر کا تقرر اس لئے عمل میں آیا کہ وہ اس فوج میں داخل ہونے والے امیدواروں کو بادشاہ کے ملاخطے میں پیش کرے۔ یہ اہلکار بلا کسی قسم کی رشوت ستانی و احسان کے چند امیدواروں کو روزانہ جہاں پناہ کے حضور میں لاتا ہے اور قبلہ عالم ان اشخاص کی آزمائش کرتے ہیں۔

جب ان امیدواروں کی حالت سے اطمینان ہو جاتا ہے تو یادداشت اور تعلیقہ ہونے کے بعد چہرہ نویسی دیر آدھ کی نوبت آتی ہے۔ ان تمام مراتب کے طے ہونے کے بعد بخشی ان امیدواروں سے ضمانت لیتا ہے۔ اور انھیں دوبارہ بادشاہ کے حضور میں پیش کرتا ہے۔

جہاں پناہ امیدواروں کی مانا تہ خواہ میں ہر مرتبہ کچھ نہ کچھ اضافہ کرتے ہیں جو جو تصانی و نصف تہ خواہ تک ہو جاتا ہے لیکن زیادہ تر سات روپے سے دس تک کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ اکثر احدیوں کی تہ خواہ پانچ سو روپے ماہوار سے بھی زیادہ ہے۔

ان سواروں کے گھوڑوں پر ۹ کے ہند سے سے داغ ڈالا جاتا ہے۔ ابتدائی زمانہ حکومت میں اکثر گھوڑوں پر داغ ڈالنے کی ضرورت ہو جاتی تھی یعنی ایک سوار آٹھ گھوڑوں تک رکھ سکتا تھا، لیکن اب پانچ سے زیادہ پر داغ نہیں پڑتا۔ اپنے سرخط کی بنا پر ہر شخص ایک پروانہ حاصل کرتا ہے جسے دیکھ کر افسر خزانہ تمام سال سوار کو تہ خواہ دیتا رہتا ہے۔ ہر چوتھے مہینے احدیوں کا چہرہ نویسی کے لئے مجمع ہوتا ہے۔ اس جلسے میں ایک سند جس پر دیوان اور بخشی کے دستخط ثبت ہوتے ہیں خزانے کے اہلکار کو دی جاتی ہے اور وہ اس سند کی بنا پر جسے معطلات میں تصدیق کہتے ہیں، ایک رسید لکھتا اور اس پر اپنے دستخط کرتا ہے، اسکے بعد رسید وزیر سلطنت کی تہر سے مہین کی جاتی ہے اور خزانچی اس رسید کو اپنے پاس رکھ کر رقم ادا کر دیتا ہے۔ قبل اس کے کہ چار ماہ کی مدت ختم ہو احدی کو ایک مہینے کی تہ خواہ پیشگی دی جاتی ہے۔ پورے سال میں اسے مانا تہ خواہ کی ۱۹ رقم دس مہینے تک ہر ماہ ادا کر دی جاتی ہے۔ ان دس مہینوں کی بچت اور بقیہ دو ماہ کی پوری تہ خواہ کی مجموعی تعداد گھوڑے اور دیگر ضروری مصارف میں صرف کی جاتی ہے۔

ملازمت میں داخل ہونے کے وقت احدی عموماً اپنا گھوڑا آپ لاتا ہے لیکن اس کے ضائع ہونے کے بعد سرکار سے اسے گھوڑا دیا جاتا ہے۔ گھوڑے کے مرنے کے بعد وہ متعلقہ غمدہ دار کی سند پیش کرتا ہے جسے اصطلاح میں سقط نامہ کہتے ہیں۔ اس کے مطابق اس کی تہ خواہ جاری کی جاتی ہے۔ کیونکہ جب تک

اس قسم کی سند پیش نہیں ہوتی اُس کی تنخواہ جاری نہیں ہو سکتی۔ اگر سوار سقط نامہ پیش نہیں کرتا تو ما قبل کی چہرہ نویسی سے لے کر اس وقت تک کے گھوڑے کے اخراجات کی رقم اُسے مطلق نہیں دینی جاتی۔

جن سواروں کو گھوڑے کی ضرورت ہوتی ہے وہ برابر بادشاہ کے حضور میں پیش ہوتے رہتے ہیں اور قبلہ عالم ان اشخاص کو بطور انعام یا بطور جستہ و تنخواہ گھوڑے عنایت فرماتے ہیں۔ اگر گھوڑا جو و تنخواہ کے معاوضے میں عطا کیا جاتا ہے تو گھوڑے کی نصف قیمت انعام کی بد میں مہری ہو جاتی ہے، اور نصف رقم چار قسطوں میں وصول کی جاتی ہے۔ اگر سپاہی قرضدار ہے تو بجائے چار کے آٹھ قسطوں میں رقم وصول کی جاتی ہے۔

آئین (۵)

دوسری قسموں کے سوار

منصبداروں اور اعدیوں کے مختصر حالات معرض تحریر میں لانے کے بعد تیسرے درجے کے سواروں کا بھی کچھ ذکر کیا جاتا ہے تاکہ ناظرین کو اس سررشتے سے کامل واقفیت ہو جائے۔

گھوڑے کی نوعیت خود سوار بیان کرتا ہے اور بخشی نہایت احتیاط کے ساتھ جانور کی جانچ پرتال کرتا ہے۔ اس آزمائش کے بعد چہرہ نویسی ہوتی ہے۔ اگر سوار کے پاس ایک سے زیادہ جانور ہیں تو اس کے حساب میں علاوہ گھوڑے کے ایک گائے یا اونٹ کے اخراجات کا بھی داخلہ ہوتا ہے۔ اس مزید داخلے کے لئے سوار کو اس مقدار کی نصف رقم ملتی ہے جو اول درجے کے سوار کو گھوڑے کے مصارف کیلئے دی جاتی ہے۔ اگر یہ اضافہ نہیں دیا جاتا تو مقررہ رقم کا $\frac{1}{2}$ حصہ اصل مقدار پر بڑھا دیا جاتا ہے۔ ایک اسپہ سوار کو حسب ذیل شرح سے رقم ادا کرتے ہیں۔

عراقی گھوڑے کے لئے تیس روپے۔
مجنس کے لئے پچیس روپے۔
ترکی کے لئے بیس روپے۔

بابو کے لئے اٹھارہ روپے۔

سازی کے لئے پندرہ روپے۔

جنگلہ کے لئے بارہ روپے۔

خالصہ کے عمل گزاروں کو ایک گھوڑے کے لئے پچیس روپے ملتے تھے

لیکن اس میں صرف پندرہ روپے ملتے ہیں۔

ان سواروں کو پہلے چار گھوڑوں تک رکھنے کا حکم تھا لیکن اب

تین سے زیادہ جانور رکھنے کا دستور نہیں۔ ہر وہ باشی امیر کے رسالے میں دو

چار اسپہ، تین سپہ، تین دو اسپہ اور دو ایک اسپہ سوار رہتے تھے (دس سوار

اور ۲۵ گھوڑے) اور دوسرے منصبدار بھی اسی تناسب سے سواروں اور

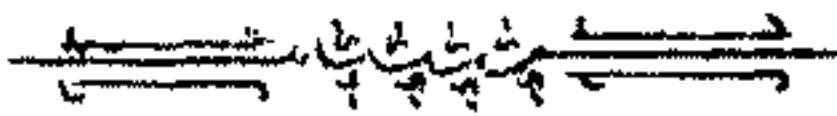
گھوڑوں کے سردار مقرر ہوتے ہیں۔ لیکن اب دو یا تین اسپہ کی ماتحتی میں

تین سپہ، چار دو اسپہ اور تین ایک اسپہ سوار رہتے ہیں (یعنی دس سوار

اور بیس گھوڑے)۔



آئین (۶)



پیادہ فوج



سواروں کا مختصر حال لکھنے کے بعد پیادہ فوج کا بھی کچھ ذکر کیا جاتا ہے۔ پیادوں کی مختلف قسمیں ہیں اور یہ گروہ بھی قابل قدر خدمتیں انجام دیتا ہے۔ جہاں پیاد نے اپنی قدردانی سے ان کے مختلف مدارج کے لئے بہترین قانون وضع اور نافذ کئے ہیں جن کی بنا پر اس طبقے کا ہر خاص و عام آرام و آسائش کے ساتھ اپنی خدمتوں کے انجام دینے میں مصروف ہے۔ چونکہ ادارہ نویس کا گروہ بھی اپنی خدمات کی وجہ سے اہمیت رکھتا ہے اس لئے پیادوں کے زمرے میں شامل ہے۔ ان پیادوں کے کئی مدارج ہیں۔ درجہ اول کے ملازم پانچ سو دام ماہوار پاتے ہیں۔ درجہ دوم کے پیادوں کو ۴۰۰ روپے درجہ سوم کے ملازموں کو ۳۰۰ روپے اور درجہ چہارم کے نوکروں کو ۲۵۰ دام ماہوار ملتے ہیں۔

بند و چکی۔ بارہ ہزار بند و چکی شاہی ملازم ہیں جو ہر وقت خدمت کے لئے کمر بستہ رہتے ہیں۔ اس گروہ کی آسائش کے لئے ایک تجربہ کار شکیج، ایک ایماندار خزانچی اور ایک جفاکش داروغہ بھی مقرر کئے گئے ہیں۔ اگرچہ یہ جدا عہدے ہیں لیکن اکثر تینوں عہدوں پر ایک ہی شخص مامور ہوتا ہے۔ ان میں جو اشخاص تجربہ کار و متعلم ہیں ان کو دوسروں کا سردار مقرر کیا جاتا ہے۔ ان تمام انتظامات کا

مقصود یہ ہے کہ تمام اشخاص ایک ہی رنگ میں رنگ جائیں اور کام سمجھدار ہی اور حسن و خوبی کے ساتھ انجام پائے۔

افسر کی تنخواہ کے چار مدارج ہیں ۳۰۰، ۲۸۰، ۲۷۰ اور ۲۶۰ دام۔
افسروں کے علاوہ دوسرے بند و فچیوں کے پانچ مدارج ہیں۔ اور ہر درجے میں تین شاخیں ہیں۔ اول درجے کے بند و فچی ۲۵۰، ۲۴۰ اور ۲۳۰ دام
ماہوار پاتے ہیں دوسرے درجے کے ملازمین کو ۲۲۰، ۲۱۰ اور ۲۰۰ دام ماہوار ملتے ہیں۔
تیسرے درجے کے بند و فچیوں کو ۱۹۰، ۱۸۰ اور ۱۷۰ دام دئے جاتے ہیں۔
چوتھے درجے کے ملازموں کو ۱۶۰، ۱۵۰ اور ۱۴۰ دام ماہوار ملتے ہیں۔ اور پانچویں طبقے کو ۱۳۰، ۱۲۰ اور ۱۱۰ دام ماہوار دئے جاتے ہیں۔

دربان۔ ایک ہزار ہوشیار اور مستعد دربان کمر باندھے شاہی آستانے کی پاسبانی کرتے ہیں۔ ان کے میر دھے کی تنخواہ کے پانچ مدارج ہیں۔ پہلا درجہ ۲۰۰ کا ہے دوسرا ۱۶۰ کا اور تیسرے تین مدارج ۱۴۰، ۱۳۰ اور ۱۲۰ دام کے مقرر کئے گئے ہیں۔ غرض کہ دوسرے دربانوں کو عام طور پر ۱۳۰ دام سے زائد اور سو دام سے کم ماہوار نہیں دیئے جاتے۔

خدمتہ۔ یہ گروہ بھی پیادہ فرج میں شمار کیا جاتا ہے۔ یہ بھی تعداد میں ایک ہزار ہیں۔ یہ اشخاص محل شاہی کے قریب وجوار اور اس کے اطراف میں پیرہ دیتے ہیں اور راستوں کی نگرانی احکام کی تعمیل کرتے ہیں۔
ان میں پنجابی سے لے کر دہلی تک ۲۰۰ دام ماہوار پاتے ہیں اور وہ باشیوں کو ۱۸۰ سے لے کر ۱۴۰ دام تک ماہانہ دئے جاتے ہیں۔ دوسرے خدمتی ۱۲۰، ۱۱۰ اور ۱۰۰ داموں تک تنخواہ پاتے ہیں۔

یہ گروہ بیشتر چوری اور ڈاکہ زنی میں شہرہ آفاق تھا۔ قدیم فساد رواں کو راہ راست پر نہ لاسکے لیکن جہاں پناہ کے نتیجہ خیز احکام نے ان اشخاص کو دیانتدار اور راست باز بنا دیا ہے یہ اشخاص پیشتر ماوی کہلاتے تھے جہاں پناہ کے عہد عدالت میں ان کا سردار خدمت رائے کے خطاب سے سرفراز کیا گیا ہے جو اپنے تقرب کی وجہ سے آرام و آسائش کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے اور

اس کے ماتحت اب خدمتہ کے نام سے موسوم ہیں۔

میوڑہ۔ یہ گروہ میوات کا باشندہ ہے جو اپنی تیز رفتاری میں بمشکل دشمنوں سے بچتا ہے۔ یہ اشخاص دور و دراز فاصلے سے ہر مطلوبہ شے پیدا و احتیاط و ہوشیاری سے لے آتے ہیں۔

میوڑے بہترین جاسوس بھی ہیں جو بیدار و بیدارہ فرافض کو انجام دیتے ہیں۔ ان کی تعداد بھی ایک ہزار ہے جو بروقت خدمات کی بجا آوری کے لئے تیار رہتے ہیں۔

ان کی ماہوار تنخواہیں خدمتیوں کے مساوی ہیں۔

شمشیر باز۔ اس سرفروش گروہ کے بھی مختلف مدارج ہیں۔ یہ پیادے عجیب و غریب قابل قدر خدمتیں انجام دیتے ہیں۔ حریف سے مقابلہ کرتے ہیں بڑی پھرتی اور ہاتھ کی صفائی سے کام کرتے ہیں اور پتھر بادلے میں مشافی اور اور بہادری کے جوہر دکھاتے ہیں۔ ان میں ایک گروہ سپر بھی اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو لالٹھیوں کو استعمال کرتے ہیں۔ ان جاں بازوں کو لکڑایت کہتے ہیں۔

بعض شمشیر باز ایسے ہیں جو ایک ہاتھ خالی حریف سے مقابلہ کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو ایک ہاتھ کہتے ہیں۔

پیادہ گروہ مشرقی ممالک کے باشندے ہیں۔ ان کی ڈھال معمولی سپر سے کچھ چھوٹی ہے، جسے یہ لوگ چھڑو کہتے ہیں۔ جو شمشیر باز اضلاع دکن کے رہنے والے ہیں ان کی سپر اس قدر لانی ہوتی ہے کہ ایک سوار ان کی آڑ میں چھپ جاتا ہے۔ دکنیوں کی سپر کو تلوار کہتے ہیں۔ دوسرا گروہ پھڑایت کہلاتا ہے۔ ان کی سپر اتنی بڑی نہیں ہوتی جو ایک سوار کو چھپا سکے بلکہ صرف ایک گز چوڑی ہوتی ہے۔

بعض پائانتیٹ کہلاتے ہیں۔ ان کی تلوار بہت لانی ہوتی ہے جس کا قبضہ ایک گز سے زیادہ لانی ہوتا ہے۔ یہ گروہ دونوں ہاتھوں سے تلوار کو پکڑ کر عجیب و غریب ہنر اور کرتب دکھاتا ہے۔

اسی طرح پنگولی گروہ بھی شہرہ آفاق ہے۔ پنگولی ایک قسم کی خاص تلوار استعمال کرتے ہیں جو سرے پر خنجر لیکن قبضے کے قریب بالکل سیدھی ہوتی ہے۔ یہ گروہ سپرنٹینڈنٹ استعمال کرتا۔ ان کی ہنرمندیاں حد بیان سے باہر ہیں۔ بعض شمشیر باز ایسے ہیں جو طرح طرح کے خنجر اور چھپرے بناتے ہیں، اور ان ہتھیاروں سے نادرہ روزگار رہنما اور کرتب دکھاتے اور عجیب و غریب کام انجام دیتے ہیں۔ اس گروہ کے مختلف طبقے ہیں اور ہر طبقہ ایک خاص نام سے معروف ہے۔ ہر طبقے کے ہنرمند بھی دوسرے طبقے والوں کے کرتبوں سے بالکل مختلف ہیں۔ ان کے کام اور ان کی ہنرمندیوں کو مفصل بیان کرنا تقریباً ناممکن ہے اور نہ صرف سننے سے ان کے تیر اور کمال کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ یہ اشخاص تعداد میں ایک لاکھ سے زائد ہیں جن میں ایک ہزار شمشیر باز ہر وقت آستانہ شاہی پر کمر بستہ موجود رہتے ہیں۔ ان کا ایک صدی افسر اصدی کے عہدے پر یا اس سے بھی بڑے مرتبے پر فائز ہے۔ ان کی تنخواہ اسی دام سے ۶۰۰ دام تک مقرر ہے۔

پہلوان۔ بیشمار ایرانی اور تورانی کشتی گیر اور مشت زن، آستانہ باز، سنگ انداز، ہندوستانی بازگیر اور گجرات کے اہل ہنر جن کو مل کہتے ہیں اور دوسرے لڑنے والے کثیر تعداد میں آستانہ شاہی پر ملازم ہیں۔ ان کی تنخواہیں ستر دام سے لے کر ۵۰ دام تک مقرر ہیں ہر روز ایک جوڑے مثل پہلوانوں کی کشتی لڑتی ہے اور طرح طرح کے انعام ان لڑنے والوں کو دئے جاتے ہیں۔ اس زمانے کے بہترین پہلوانوں کے نام حسب ذیل ہیں:- میرزا جان گیلانی، محمد علی تبریزی (جسے جہاں پناہ شمشیر حملہ کے نام سے یاد فرماتے ہیں) صادق بخاری، علی تبریزی، مراد ترکستانی، محمد علی تورانی، فولاد تبریزی، قاسم تبریزی، مرزا اکبر سوار تبریزی، شاہ قلی گروہ، بلال حبشی، سدھو، دیال، علی، سری رام، کنھیا، منلوک، گنیش، اینانا، ناٹکا، بلیمہدر و بھرناتھ۔

چیلہ۔ جہاں پناہ اپنی مذہبی پابندی و جذبہ خدا پرستی کی وجہ سے پناہ گرفتہ غریب الوطنوں کو بندہ یا غلام کہنا لے ادبی خیال کرتے ہیں۔ بادشاہ کا خیال ہے کہ

کہ انسان کا حقیقی مالک خالق عالم ہے اور اسی کو یہ لقب دیا ہے۔ اسی خیال سے یہ افراد چیلے کے نام سے مشہور ہیں۔

ہندی زبان میں عقیدہ مند مرید کو چیلہ کہتے ہیں۔ جہاں پناہ کی مہربانی سے ان میں سے اکثر اشخاص اس مرتبے پر فائز ہو کر سعادتمندی سے بہرہ اندوز ہوئے۔

(بندے کے مختلف معنی مراولے گئے ہیں اور ہر معنی کے اعتبار سے ایک گروہ موسوم ہے۔ پہلا مفہوم وہی ہے جو عام اشخاص سمجھتے ہیں۔ بعض افراد غیر قوم و مذہب کے کمزور اشخاص پر غلبہ حاصل کر کے انھیں بیچتے اور خریدتے ہیں اور یہ غریب افراد بندے یا غلام کہلاتے ہیں۔ عقیدہ طیفہ اس طریقے کو قطعاً ناپسند کرتا ہے۔

اس لفظ کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ ایک شخص خود غرضی و نفس پرستی کو چھوڑ کر اطاعت شکاری اختیار کرتا ہے اور عقیدہ مندوں کے ساتھ روحانی تعلیم حاصل کرتا ہے۔ تیسرے معنی وہ ہیں جو اولاد کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں جو تھے معنی یہ ہیں کہ قاتل مقتول کے وارث کا غلام ہو جاتا ہے یا پانچویں یہ کہ چور اپنے ناشائستہ افعال سے توبہ کر کے صاحب مال کی خدمتگزاری اختیار کرتا ہے۔ چھٹوں یہ کہ قاتل جس کا جرم روپے کے ادا کرنے سے عاف کیا جاتا ہے اور اپنے محسن کا جوا سے رہائی دلاتا ہے بندہ اور غلام ہو جاتا ہے۔ ساتویں جو شخص اپنی خوشی سے آزاد زندگی پر غلامی کو ترجیح دے کر بندہ کہلائے۔)

(ان ملازمین کے لئے ایک روپے سے ایک دام روزانہ تک مقرر ہے۔ جہاں پناہ نے چیلوں کے مختلف گروہ بنائے ہیں اور ہر گروہ کو ایک تجربہ کار اور جفاکش افسر کی ماتحتی میں دے دیا ہے۔ ہر افسر اپنے گروہ کو مختلف ہنروں کی تعلیم دیتا ہے اور اس طرح یہ اشخاص علم حاصل کرتے اور شائستگی و تہذیب و انسانیت سیکھ کر خدا سے انجام دیتے ہیں۔)

جہاں پناہ اپنی جوہر شناسی سے ملازمین کے حسن کارگزاری کی قدر فرماتے ہیں اور بیشمار اشخاص سپاہیوں کے مختلف گروہ میں داخل کئے جاتے ہیں جن میں سے اکثر ملازم سپاہی کی خدمت سے امارت کے مرتبے تک ترقی کر جاتے ہیں۔

کہا ہے۔ یہ ملازم بھی ایک قسم کے پیادے ہیں جو حساس ہندوستان میں

پائے جاتے ہیں۔ کہا رہی بوجھ اپنے کاندھوں پر اٹھاتے ہیں اور اونچے نیچے ہر طرح کے راستوں کو طے کرتے ہیں۔ یہ لوگ پاکی سنگھاسن، چوڑا دل اور ڈولی اپنے کاندھوں پر اٹھا کر اس خوش رفتاری سے چلتے ہیں کہ سوار کو کوئی جھٹکا محسوس نہیں ہوتا۔ اس ملک میں کہا بہت ہیں لیکن ان میں بہترین لوگ دکن اور بنگالے کے باشندے ہیں۔ شاہی آستانے پر کئی ہزار کہا رہتے ہیں۔ ان کے سردار کی تنخواہ تین سو پچوڑا سی دام سے زیادہ اور ایک سو بانوے دام سے کم نہیں ہوتی۔ مہولی کہا ایک سو بیس سے لے کر ایک سو ساٹھ دام تک ماہوار تنخواہ پاتے ہیں۔

پیادہ داخلی۔ ان ملازمین کی ایک کثیر تعداد امر کے سپرد کی جاتی ہے لیکن ان کو تنخواہ خالص سے ادا کی جاتی ہے۔ چہرہ نویسی کے دفتر میں یہ اشخاص شاہی حکم کے موافق نیمچہ سوار لکھے جاتے ہیں۔ داخلی پیادوں کا چوتھائی حصہ بندو قچیوں کی خدمت پر مامور ہے باقی تیر انداز ہیں۔

بڑھئی، لوہار، ہشتی اور بیلدار بھی اسی گروہ میں شامل سمجھے جاتے ہیں بندو قچیوں کے سردار کو ایک سو ساٹھ دام اور ماتحتوں کو ایک سو چالیس دام ماہوار دئے جاتے ہیں۔ تیر اندازوں کے میردھہ کو ایک سو بیس سے لے کر ایک سو اسی دام تک ماہوار ملتے ہیں اور دوسرے ماتحت سو سے لے کر ایک سو بیس دام تک ماہوار پاتے ہیں۔ ان پیادوں کا تفصیلی بیان بھی بطویل ہے۔ ان کے خاص خاص طبقوں کا اس جگہ مجمل تذکرہ کر دیا گیا ہے۔ ان پیادوں کا قدرے حال مولف نے کارخانوں کے حالات میں بھی بیان کیا ہے۔



آئین (۷)

جانوروں کی داغ دہی کے قوانین

جہاں پناہ نے سپاہیوں کے مختلف درجے مقرر فرما کر جانوروں کی نوعیت اور ان کے حالات سے بھی کامل واقفیت حاصل کی اور چند راستیاں نیکبختوں کو مقرر کیا تاکہ وہ چہرہ نویسی کی بابت ان کے لئے خاص خاص علامات بھی مقرر کریں۔ اس طرح ہر ملازم کی عمر اس کے باپ کا نام اس کی ذات اور اس کی سکونت تحریر کی جاتی ہے۔ حالات سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے ایک داروغہ کا تقریبی عمل میں آیا تاکہ وہ اس امر کی نگہداشت کرے کہ لوگ بلاوجہ امید و بیم میں گرفتار نہ رہیں۔ ان اہلکاروں کو حکم ہے کہ ایسی خدمات انجام دینے میں رشوت و محنتانے کی طلب میں گرفتار نہ ہوں۔

ہر شخص جو فوجی ملازمت کا آرزو مند ہوتا ہے بادشاہ کے حضور میں لایا جاتا ہے۔ بادشاہ کے سامنے امیدوار کی ملازمت کی نوعیت قرار دی جاتی ہے اور اس کے بعد ملازمین سرشتہ تعلیقہ لکھتے ہیں۔ داخلی سوار اپنے سردار کے دستخط سے سند حاصل کرتے ہیں۔ جہاں پناہ نے اس سرشتہ کی نگرانی کے لئے پانچ تجربہ کار اور انجام اندیش افسروں کو مقرر کیا ہے تاکہ یہ اشخاص سپاہیوں اور گھوڑوں کے حالات معلوم کر کے تنخواہ مقرر کریں

داخلی پیادے بادشاہ کے حکم سے ایک کھلے میدان میں جسے ہوتے ہیں۔
چہرہ نویسی کے کاغذات شاہی ملاحتے میں پیش کئے جاتے ہیں اور سپاہی مع اپنے
گھوڑوں کے مقررہ پانچ عہدہ داروں کے سپرد کردئے جاتے ہیں۔ فرد چہرہ نویسی
کے اخیر میں سپاہی کی تنخواہ کی تعداد لکھی جاتی ہے اور اس کے بعد ہر عہدہ دار کا متعلقہ کے
دستخط کرا لئے جاتے ہیں۔ اس کا رروائی کا مقصد یہ ہے کہ حالات متعین میں کسی طرح کی
تبدیلی نہ ہو اور ہر نوشتہ قابل اعتبار سمجھا جائے۔ اس کے بعد تحریر داروغہ کے پاس
جانچ کے لئے بھیجی جاتی ہے۔ داروغہ اسی طریقے کے مطابق جیسا کہ مذکور ہوا، شاہی
ملاحتے میں پیش کرتا ہے۔ قبلہ عالم ہر شخص کے مناسب حال تنخواہ میں کمی یا اضافہ
فہرما تے ہیں۔

جہاں پناہ ہر شخص کی اصلیت اور اس کے جوہر فطرت کا پیشانی کے خطوط
سے اندازہ فرما لیتے ہیں اور اسی انداز سے کے مطابق ہر سپاہی کی تنخواہ میں کمی و بیشی کا
حکم صادر ہوتا ہے۔ بادشاہ چہرے کے خط و خال سے پیشہ وروں اور سپاہیوں میں
تمیز کر کے ایک گروہ کو دوسرے سے بالکل علیحدہ کر دیتے ہیں۔ جہاں پناہ کی اس
قیادہ شناسی سے بڑے بڑے تجربہ کار حیران ہوتے ہیں اور اس شناخت کو بادشاہ
کی کرامت و روشن ضمیری پر محمول کرتے ہیں۔ جب فرد تقرر کی اس طرح توثیق ہو جاتی ہے
تو واقعہ نویس سرعین اور سردار کشاک بھی دستخط ثبت کر دیتے ہیں اور اسی سند کی بنیاد پر
سررشتہ نقش پذیر کی کا داروغہ جانوروں کو داغ دیتا ہے۔

ابتداءً جب داغ ڈالنے کا رواج ہوا تو گھوڑے کی گردن کی داہنی جانب صرف
تین کے دندانوں کی شکل کا ایک نقش بنادیا جاتا تھا۔ بعد ازاں تھوڑے زمانے تک
نشان کی شکل دو آفتوں کی ہوتی تھی جو ایک دوسرے کو زاویہ قائمہ پر قطع کرتے تھے
(۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰)
الٹ کے سرے ملی ہوتے تھے اور یہ نشان جانور کی داہنی ران پر ڈالا
جاتا تھا۔ اس کے بعد نشان ایک کمان کی شکل کا بنایا گیا جس کا چلہ انرا ہوا ہوتا تھا
لیکن اخیر میں راستی کی تعلیم دینے کے لیے ہندوؤں سے داغ ڈالنے کا طریقہ جاری کیا گیا۔
لوہے کے ہند سے تیار کئے گئے اور اس طرح کسی شک و شبہ کے واقع
ہونے کی گنجائش باقی نہ رہی۔ یہ نشانات بھی گھوڑے کی داہنی ران پر لگائے گئے۔

پہلی مرتبہ جانور کے داغ لگنا نے میں ایک کے ہند سے کا نشان گھوڑے کی ران پر بنایا جاتا تھا اور دوسری مرتبہ دو کے ہند سے سے داغ دیا جاتا تھا اور اسی طرح جس قدر داغ ڈالے جاتے اُسی اعتبار سے ہندسوں میں بھی اضافہ ہو جاتا تھا۔ لیکن اب بادشاہ نے انجام اندیشی اور مہربانی سے حکم دیا کہ شہزادوں شاہی قراہداروں سپہ سالاروں اور دیوسرے درباریوں کے مختلف طبقوں میں سے ہر طبقے کے جانور جدا جدا نشانات سے داغے جائیں۔ جس ہوشیاری سے یہ کام انجام دیا جاتا ہے اُس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ گھوڑوں کی موت کے حالات معلوم ہونے لگے۔ عام طور پر داغ مکر کے وقت اگر سوار بدلا ہوا گھوڑا لاتا تھا تو سوار تو اس بات کی درخواست کرتا تھا کہ اُسے آخری تنخواہ پانے کے بعد سے گھوڑا لانے کے وقت تک کی کل بقایا رقم دی جائے اور بخشی سوار کو دوسرا گھوڑا لانے کے وقت سے تنخواہ دلانے کی سفارش کرتا تھا جس زمانے سے کہ داغ اندوزی کا یہ طریقہ جاری کیا گیا۔ یہ قرار پا گیا کہ سپاہی مردہ گھوڑے کی بجائے جو نیا جانور لائے تو اُس کی چہرہ نویسی کر کے نئے جانور کو اُسی نشان سے داغ اندوز کریں جو مردہ گھوڑے کے لگایا گیا تھا اور داغ مکر کے موقع پر بخشی اسی داغ و چہرہ نویسی کے مطابق عملدرآمد کریں۔ سواروں کا یہ بھی دستور تھا کہ چہرہ نویسی کے وقت کرائے کے جانور لے آتے تھے لیکن اب چونکہ جانوروں کی داغ اندوزی باضابطہ سیاری ہے کرائے کے جانور بے داغ ہونے کی وجہ سے پہچان لئے جاتے ہیں۔

اس طریقے نے خیانت کا خاتمہ کیا اور سواروں کو راستبازی کی تعلیم دی گئی۔

آئین (۸)

داغ مکرر

جہاں پناہ کے تمام عقیدہ مند خدام ہر تیسرے سال نقش پذیری کی تحب دید کرتے اور اس طرح فوج کی آرائش اور زیبائش کو برقرار رکھتے ہیں۔ ان امر کی تقلید میں بے اصول افراد اس رسم کو تازہ رکھ کر راہ راست پر چلنے کی ہدایت حاصل کرتے رہتے ہیں۔ اگر کوئی عہدہ دار اپنے جانوروں پر داغ ڈالوانے میں تاخیر کرتا ہے تو اس کی جاگیر کا دسواں حصہ ضبط کر لیا جاتا ہے۔

پیشتر جب داغ پذیری مکرر کی جاتی تھی تو نقش پذیری کے مرتبے کے موافق ہندسے کا جانور کی ران پر بنا دیا جاتا تھا مثلاً اگر داغ دہی مکرر کی جاتی تھی تو ۲ کا ہندسہ بنا دیا جاتا تھا اور اسی طرح داغ پذیری کے ساتھ ہی ساتھ ہندسوں میں بھی تغیر و تبدل ہوتا رہتا تھا۔ مگر اب جبکہ ہر طبقے کے لئے ایک خاص نشان مقسوس کر دیا گیا ہے تو جب کبھی کہ تازہ داغ دہی عمل میں آتی ہے تو اسی خاص نشان سے جانور کو مکرر داغ دے دیتے ہیں۔

احدی سپاہیوں کے لئے دہی پر اپنا قاعدہ اب تک مستقل ہے۔ بہت سے تہیکچی اور جہاں پناہ کے وہ ملازم جن کو اپنی جاگیر کے کام انجام دینے کی مہلت نہیں ملتی، اور اپنی ماہوار سرکاری خزانے سے نقد وصول کر لیتے ہیں۔ ڈیڑھ برس کے بعد

اپنے جانوروں کو بار و گز نقش پذیر کراتے ہیں۔ جو امیر کہ دارالخلافہ سے دور ہیں بارہ برس کے اندر داغ کی تجدید کر لیتے ہیں۔ لیکن اگر نقش پذیر ہی کو مسلسل چھ سال گزر جاتے ہیں تو جاگیر کا سوال حصہ ضبط کر لیا جاتا ہے۔

(اگر کسی امیر کے منصب میں اضافہ ہوتا ہے اور اس کے جانوروں کی نقش پذیر کو تین برس گزر چکے ہوتے ہیں تو اس امیر کی ذاتی تنخواہ میں تو اضافہ کر دیا جاتا ہے لیکن اس کے اضافہ شدہ سوار و سپاہیوں کی تنخواہیں داغ پذیر کے بعد جاری کی جاتی ہیں) اس داغ پذیر کے بعد ترقی یافتہ امیر کے نئے اد پرانے ملازم اپنی مقررہ قسم وصول کرتے ہیں۔ اگر تجدید کے وقت کوئی سوار کسی نقش پذیر جانور کے عوض دوسرا عمدہ گھوڑا لاتا ہے تو نیا جانور بادشاہ کے ملاخے میں پیش ہوتا ہے اور شاہی حکم کے موافق قبول کر لیا جاتا ہے۔

————— پی پی پی —————

آئین (۹)

کیشک (چکی)

کیشک کو آجکل کی اصطلاح میں چوکی کہتے ہیں۔ چوکی کی تین قسمیں ہیں۔ فوج کے مدارج سات شعبوں میں تقسیم کئے گئے ہیں اور ہر طبقے کو ایک دن کی خدمت دی گئی ہے۔ ایک مستبر اور کارکردہ امیر ہر گروہ کا سردار مقرر کیا گیا ہے اور ایک دوسرا امیر جو شاہی بارگاہ کے تمام آداب و قواعد سے واقف ہے، میر عرض کے عہدے پر مامور ہے۔ جہاں پناہ کے تمام احکام انہی کے ذریعے سے دوسروں تک پہنچتے اور تعمیل کئے جاتے ہیں۔

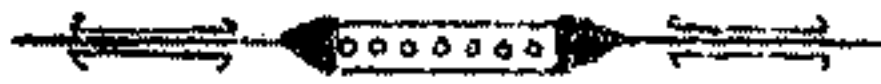
یہ دونوں عہدہ دار دن رات شاہی آستانے پر موجود اور تعمیل ارشاد کے لئے کمر بستہ تیار رہتے ہیں۔ شام کے وقت شاہی قور باد شاہی مجلس میں حاضر کیا جاتا ہے۔ نئے سواروں کا دستہ داہنی جانب کھڑا ہوتا ہے، اور جو گروہ خدمت سے سبکدوش کر دیا جاتا ہے وہ دوسری جانب صف بستہ کھڑا ہوتا ہے۔ جہاں پناہ ان دستوں کا خود معائنہ کر کے سواروں کی حاضری یا غیر حاضری کا بخوبی اندازہ فرما لیتے ہیں۔ داہنے اور بائیں دونوں جانب کے سوار آداب و کورنش سجالاتے ہیں۔ اگر جہاں پناہ کسی خاص ضرورت کی وجہ سے کسی دن ان سواروں کو ملاحظہ نہیں فرماتے تو کوئی شاہزادہ ان دستوں کے معائنہ کرنے کے لئے نامزد کیا جاتا ہے۔

قبیلہ عالم ان سپاہیوں کی وقاداری خدمتگزاری اور اپنی گورنمنسی و نیز خوبی انتظام کو مد نظر رکھ کر اس طبقے پر بہت زیادہ توجہ فرماتے ہیں۔ جو سوار کسی عسکر لنگ یا کاہلی کی وجہ سے پرے پر حاضر نہیں ہوتا تو اس کی ایک ہفتے کی تنخواہ ضبط کر لی جاتی ہے، بلکہ کبھی کسی ایسے غافل ملازم کو آئندہ ہوشیار رہنے کے لئے مناسب سزا بھی دے دی جاتی ہے۔ شاہی فوج بھی بارہ گروہ میں تقسیم کی گئی ہے اور ہر دستہ ایک ماہ مسافرت کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ اس انتظام سے دور نزدیک ہر مقام کے رہنے والے سپاہیوں کو شاہی حضور میں حاضر رہنے کا موقع مل جاتا ہے اور اس طرح فوج کا ہر طبقہ شاہی نوازش سے سرفراز ہوتا ہے۔ شاہی فوج کا وہ حصہ جو سرحد کی حفاظت یا کسی خاص مہم پر مامور ہوتا ہے اپنی حقیقت سے آگاہ کرتا رہتا ہے اور جو حکم ہوتا ہے اس پر کار بند رہتا ہے۔

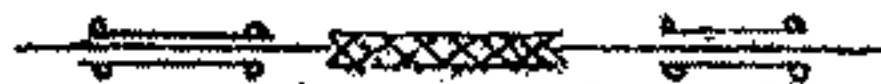
ہر شمسی چھینے کی پہلی تاریخ ان سپاہیوں کے دستے ہفتہ واری طریقے کے موافق آداب بجا لانے کے لئے حاضر حضور ہو کر قبیلہ عالم کی عنایتوں سے مستانہ و سرفراز ہوتے ہیں۔ اسی طرح فوج شاہی کے بارہ حصے اور بھی کئے گئے ہیں اور ہر حصہ ایک سال خدمت کرنے پر مامور کیا گیا ہے۔ ہر گروہ اپنے مقررہ سال پر شاہی آستانے پر حاضر ہوتا ہے اور بادشاہ کی حضور میں اپنی خدمتیں انجام دیتا ہے۔



آئین (۱۰)



واقعہ نویسی



واقعات سلطنت کو قلمبند کرنا نہ صرف ملک و دولت کی ترقی اور انتظام برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہے، بلکہ ہر طبقے اور ہر مجلس کی رونق بحال رکھنے کے لئے بھی لازمی ہے۔ اگرچہ قدیم زمانے میں بھی اس طریقے کا کچھ پتا چلتا ہے، لیکن اس کی اصل حقیقت سے اہل زمانہ کو اسی مبارک عہد میں آگاہی ہوئی۔ قبلہ عالم نے چودہ جفاکش دیانت شعار و تجربہ کار شیخی مقرر کئے ہیں جن میں سے ہر روز نو بہت بہ نوبت دو شخص اس خدمت کو انجام دیتے ہیں اس طرح چودہ دن کے بعد ایک شیخی کی باری آتی ہے۔ قبلہ عالم نے اپنی دوراندیشی سے ان کے علاوہ چند دیگر اشخاص بھی متعین فرمائے ہیں جو اس خدمت کو منصرمانہ انجام دیتے ہیں۔ ان میں سے ہر شخص ایک روز کام کرتا ہے۔ اگر مقررہ شیخی کسی خاص ضرورت سے خدمت پر حاضر نہیں ہو سکتا تو کوئی منصرم اس کی خدمت انجام دیتا ہے۔ ان منصروں کو کوتل واقعہ نویس کہتے ہیں۔

جہاں پناہ کے احکام و حضرت کے روزانہ معمولات و کارمائے ضروری اور نیز کارپردازان سلطنت کے معروضات کو قلمبند کرنا ان کا فریضہ منہی ہے۔

واقعہ نویس قبیلہ عالم کے خور و نوش کی نوعیت، حضرت کی بیداری و خواب و نیز جہاں پناہ کے محل سرا میں قیام فرمانے کے اوقات، دربار خاص و عام میں برآمد ہونے کی کیفیت، جہاں پناہ کی صید افگنی کے حالات، جانوروں کے فوج ہونے کی کیفیت، حضرت کے کوچ و مقام کے واقعات، بادشاہ کی روحانی پیشوائی و نیز اس صیغے میں نذر و غیرہ گزرنے کے واقعات، حضرت کے ارشادات، جہاں پناہ کا صحیفہ کو پڑھنا، قبیلہ عالم کی روزانہ و ماہانہ ورزش، حضرت کے التعمام عطا فرمانے اور عطیات مرحمت کرنے کی تفصیل، جہاں پناہ کے روزینہ، سالانہ و ماہانہ وظائف عطا فرمانے کی کیفیت، جاگیر و منصب، افواج کا تذکرہ، ارماس و سپورغال کی نوعیت، محاصل کی کمی و زیادتی کے تقریر، معاہدات، خرید و فروخت، تحویل، پیشکش، تحائف و انعامات کی روانگی، قربان مبارک کے صدور و نیز اس کے ہر مبارک سے مزین ہونے کے حالات، عراقین کا یارگاہ عالی میں پہنچنا، معروضات کا جواب ادا ہونا، عہدہ داروں کا ملازمت حاصل کرنا، امر کا یارگاہ عالی سے رخصت ہونا، کاروائے سلطنت کے انصرام کی مدت کا تعین، رسالہ محافظہ و چوکیداروں کا معائنہ جنگ و فتح و صلح کی تفصیل، جانوروں کی آویزہ کشی اور اس پر شہرہ لگانے کی کیفیت، گھوڑوں کی موت، قبیلہ عالم کی سیاست و سزا دہی، مجرموں کے قصور معاف فرمانے کی کیفیت، دربار عام کا جلوس، شادی و سیاہ و نیز ولادت وغیرہ کے حالات، چوگان بازی، چوڑ، نزد، شطرنج اور گنجفہ بازی کے مفصل حالات، غیر معمولی واقعات کا ظہور، سال کی فصل کی کیفیت اور واقعات کا حضرت کے حضور میں عرض کیا جانا وغیرہ امور کو بھی روزنامے میں درج کرتا ہے۔

اس کے بعد ایک خاص ملازم شاہی روزنامے کی صحت کرتا ہے اور کاغذ قبیلہ عالم کے حضور میں پیش کرتا ہے، جہاں پناہ روزنامے کو منظور فرماتے ہیں۔ تب تکھی ہر واقعے کی ایک نقل کر لیتا ہے اور اس پر اپنی ہر کرتا ہے اور جو اشتیاق اس کو بطور سند حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کو دیتا ہے ایسی صورت میں کاغذ پر پیر و اپنی اور میر سرسبز کی بھی مہر لگی جاتی ہیں اور اس کے بعد جس ملازم نے جہاں پناہ سے روزنامے کی منظوری لی ہے وہ اپنی مہر ثبت کرتا ہے۔

ان تمام مراحل کے طے ہونے کے بعد نوشتہ یادداشت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

جہاں پناہ نے ایک جداگانہ شیریں قلم انشا پر از خوشنویس مقرر فرمایا ہے۔ یادداشت مذکور اس خوشنویس کے حوالے کی جاتی ہے۔

خوشنویس یادداشت کا خلاصہ اپنی زبان میں قلمبند کرتا ہے اور یادداشت کو اپنے پاس محفوظ رکھ کر خلاصہ واقعہ نویس کے حوالے کر دیتا ہے۔

اس خلاصے پر واقعہ نویس رسالہ دارالمیہ عرض اور داروغہ کی تہریں ہوتی ہیں اور اب خلاصے کو تعلیقہ اور اس کے قلمبند کرنے والے کو تعلیقہ نویس کہتے ہیں۔

ان مراحل کے طے ہونے کے بعد جس طریقے پر کہ مذکور ہوا تعلیقے پر دوسرے عہدہ داران سلطنت کی تہریں ہوتی ہیں اور نوشتہ مکمل ہو جاتا ہے۔

جہاں پناہ کا مقصد یہ ہے کہ ہر فریقہ حسن و خوبی کے ساتھ انجام پائے اور کسی سررشتے میں ناروا اضافہ و ناجائز کمی نہ واقع ہو۔

معتبر اشخاص کی قدر افزائی ہو اور جفاکش خدام درگاہ اطمینان کے ساتھ اپنے فرائض منصبی انجام دیں اور بدگمان و فراموش کار اشخاص کی نگہداشت و چارہ چہنی کی جائے۔



آئین (۱۱)

سرانجام سند

داد و ستد کا ہر معاملہ اُسی وقت اطمینان کے ساتھ طے ہو سکتا ہے جبکہ فریقین اپنے مدعا کے قلمی کو دل سے زبان تک لائیں اور زبان کی ادا کردہ تفسیر قلم کی ادا سے معروض تحریر میں آئے اور متعلقہ راستباز عہدہ داروں کے دستخط سے درست ہو۔ اس قسم کی تحریر کو سند کہتے ہیں اور اسی کے ذریعے سے لوگ اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل کرتے ہیں۔ سند ہی کے ذریعے سے خزانچی اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہوتا ہے اور اسی کی بنیاد پر اہل احتیاج اپنے مقاصد میں کامیاب ہوتے ہیں۔

قاعدہ یہ ہے کہ تجربہ کار و امانتدار اشخاص جن کی پیشانی انوار راستی سے منور و تاباں ہے۔ طرفین کے حالات اور اق و صفحات پر تحریر کرتے ہیں تاکہ فیصل شدہ معاملات گوشہ خاطر سے فراموش نہ ہوں۔ انہی اوراق و صفحات کے مجموعے کو دفتر (رجسٹر) کہتے ہیں۔

قبلہ عالم نے اس سررشتے کے معاملات سے بخوبی واقفیت حاصل کی اور سررشتے کو باقاعدہ نظام کے تحت میں داخل فرمایا۔
دیانتدار و تجربہ کار و راستباز و شیرشیم افراد کا اس سررشتے میں تفسر و فرما کر

دفتر کا انتظام سبے غرض انصروں کے سپرد فرمایا اور ان کے حالات سے خود آگاہ رہتے ہیں

دفتر درجہ تین قسم کے ہیں۔

(۱) ابواب المال۔ ممالک محروسہ کی آمدنی کی تعداد محال میں کمی یا زیادتی کی تفصیل و نیز ہر شعبے کی آمدنی میں کمی و زیادتی واقع ہونے کا مفصل تذکرہ اسی میں موجود و مکمل رہتا ہے۔

(۲) ابواب التماويل۔ اس دفتر میں حرم سرانے شاہی کے تمام اخراجات کا اندراج ہوتا ہے اور نیز یہ کہ خزانہ داروں کے داخل کردہ حسابات کی تنقیح اور روزانہ خرید و فروخت کے خرچ و آمدنی کا سیاہہ اسی حصے سے متعلق ہے۔

(۳) توجیہ۔ اس دفتر میں فوج کے تمام مصارف کا اندراج ہوتا ہے اور نیز یہ کہ ان کی داد و ستد کا کیا انتظام ہے۔ بعض اسناد پر صرف نثر شاہی ثبت کی جاتی ہے۔ بعض اسناد ارکان دولت کی مہروں سے مکمل ہونے کے بعد نثر مبارک سے مزین کی جاتی ہیں اور اکثر ایسی ہیں جن پر صرف اعیان سلطنت کی مہر کا کافی خیال کی جاتی ہیں۔ اس اجمال کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

فرمان بختی۔ یہ فرمان تین اغراض کے لئے صادر ہوتا ہے۔

(۱) اعلیٰ تقررات۔ تقرر وکیل سلطنت و اتالیق شاہزادگان، تقرر امیر الامرا و صوبہ دار (ناچینی) تقرر و ذرا و بخشی، تقرر مشرف و صدارت۔

(۲) عطائے جاگیر یا خدمت فوج، نو مفتوحہ ملک کا مالک محروسہ میں شمول اور ان پر حکام کا تقرر اور عطیہ مملکت۔

(۳) سیورغال و روزانہ اخراجات کے عطیے و نیز مقامات تبرکہ کے مصارف کے لئے عطیات۔

تعلیقہ کی تکمیل کے بعد دیوان جاگیر عطیہ کی رقوبات ادا کرتا ہے۔ اگر جاگیر فوجی خدمات کے صلے میں دی گئی ہے اور فرمان مبارک کا منشأ یہ ہے کہ گھوڑے بھی چہرہ نویسی کے لئے حاضر کیے جائیں تو تعلیقہ کی تنقیح کے لئے

بخشیوں کے پاس بار دربار روانہ کیا جاتا ہے۔

عہدہ دار تعلیقہ کی پشت یا اس کے حاشیے پر یہ عبارت تحریر کر دیتے ہیں۔
 ”خاصہ مردم برآورد نمایند کار گزاران آئین شغل چہرہ نویسی کنند“ (یعنی تختہ آہ کی برآورد
 تیار کی جائے) حکام متعلقہ چہرہ نویسی کے لئے آمادہ رہیں)

گھوڑوں کی داغ اندوزی کے بعد بخشی بزرگ تعلیقے کو اپنے پاس محفوظ رکھتا ہے اور اس کے عوض ایک نوشتہ دیتا ہے جس میں نامانہ تختہ آہ کا اندراج ہوتا ہے۔ نوشتہ مذکور بخشی کے دستخط اور اس کی ہرے ہوتن ہوتا ہے۔ اس نوشتہ کو عرف عام میں سرخط کہتے ہیں۔

یہ سرخط تمام ماتحت بخشیوں کے دفاتر میں داخل ہوتے ہیں اور مختلف نشانات سے متمايز کئے جاتے ہیں۔

دیوان سرخط کو اپنے سامنے رکھ کر ایک تختہ تیار کرتا ہے جس میں سالانہ دما نامہ تختہ آہ کا تمام حساب سرخط کی رو سے درج کر کے اپنا تیار کردہ تختہ بادشاہ کے حضور میں پیش کرتا ہے۔

اگر قیام عالم باگیر عطا فرمائے گا حکم صادر فرماتے ہیں تو کاغذ کی پیشانی پر فقیر سر تحریر کیا جاتا ہے ”تعلیقہ تن قلمی نمایند“ (یعنی تعلیقہ تن (تختہ آہ کی سند) تحریر کیا جائے۔ یہ حکم تب بھی بطور سند کے اپنے پاس رکھ لیتے ہیں اور اس ضمن کے مطابق ایک مسودہ تیار کرتے ہیں۔

دیوان اس مسودے کی تصحیح کرتا ہے اور اس مسودے پر الفاظ ”ثبت نمایند“ (دفتر میں داخل کیا جائے) لکھ کر مسودے کی تصدیق کرتا ہے۔

اس کے بعد نوشتے پر نشان دفتر بنایا جاتا ہے اور دیوان بخشی و مشرف دیوان کی مہربان ترتیب وار لگائی جاتی ہیں اور حاشیے پر شاہی عطیے کی نوعیت لکھ کر نوشتے کو تکمیل کے لئے دیوان کے پاس روانہ کرتے ہیں اور دیوان اس پر دستخط کر دیتا ہے۔

صاحب توجیہ (مشرف فرج) تعلیقہ آخر کو اپنے پاس رکھ لیتا ہے اور تعلیقہ کے تمام تفصیلی واقعات فرمان کے متن میں لکھ کر دستخط اور اپنی مہر لگاتا ہے۔

اس کے بعد فرمان مسدونی کے ملاحظے میں آتا ہے اور وہ اس پر اپنے دستخط اور مہر

ثبت کرتا ہے۔

مستوفی کے بعد ناظر و بخشی اپنی اپنی مہروں لگاتے اور دستخط کرتے ہیں اور سب کے آخر میں فرمان مذکور دیوان و وکیل و مشرف کی مہروں سے مزین ہوتا ہے۔ اگر فرمان نقدخواہ کے متعلق ہوتا ہے تو اسی طریقے کے مطابق پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے اور اس قسم کے فرمان کو عام طور پر برات کہتے ہیں۔

معاملہ متعلقہ کی انجام دہی کے واقعات فرمان کے ذیل میں تفصیل کے ساتھ لکھے جاتے ہیں۔

ناظر کے بعد دیوان بیوتات اپنی دستخط اور مہر ثبت کرتا ہے اور بخشوں اور دیوان کی مہروں کی تکمیل کے بعد نوشتے پر خانہ سال کی مہر چھتی ہے۔

کار خراجات شاہی کے اخراجات اور اس کی رسیدیں، تحویل و ملائم جن کی نقدخواہ کی ادائیگی (جن میں فوج اور فیل خانہ و اصطلیل و عرابہ خانہ کا عملہ بھی داخل ہے) کی تمام کارروائیاں برات نامے کے ذریعے سے انجام پاتی ہیں۔

ہر سر نوشتے کا مشرف سال میں دو بار برات تیار کرتا ہے۔ ایک برات فرودین سے شہر پور تک اور دوسری مہرے ہفتہ اتر تک بنائی جاتی ہے۔ مشرف اس کا خدیں دانہ و گھاس وغیرہ کی قیمت و مقدار جنس اور نیز خدمتگاروں کی ماہوار نقدخواہ وغیرہ کی تمام رقوم کا اندراج کر کے نوشتے پر اپنی مہر کرتا اور اس کو آگے بڑھاتا ہے۔ مشرف کی مہر و دستخط کے بعد دیوان بیوتات نوشتے کی تصدیق کرتا اور ادائی رقوم کے احکام صادر کرتا ہے اور کمی و زیادتی کی صورت میں ہر رقم کی بخوبی تفتیش کرتا ہے اور نوشتے پر یہ فقرہ تحریر کر دیتا ہے: ”از تحویل فلانی برات نویسد“ (یعنی فلاں برات نے فلاں فلاں مشرف رقم ادا کریں)۔

دیوان بیوتات کی ہدایت کے مطابق مشرف متعلقہ اس نوشتے پر کار بند ہوتا ہے اور احکام ادائی و رسائد لکھ کر ان پر اپنے دستخط و مہر ثبت کرتا ہے۔

نقد ادائی کی صورت میں ایک ربع قسم مہنا کر لی جاتی ہے جس کے لئے دوسری سند دی جاتی ہے۔

دیوان بیوتات نوشتے پر ثبت نمائند (یعنی توثیق کی جائے) کے الفاظ تحریر کرتا ہے۔

اس کے بعد مشرف اس حکم کی تعمیل کرتا ہے اور برات و رسید پر اپنی مہر و دستخط کرتا ہے۔

اس مرحلے کے بعد برات پر صاحب توجیہ و مشرف ناظر دیوان بیوتات، دیوان کل، خانساں اور مشرف دیوان اور کیل اپنے اپنے دستخط کرتے اور گھڑ گاتے ہیں۔ ہر صورت اور ہر مرحلے میں برات کے ہمراہ بر آور دی بھی رہتی ہے تاکہ رقم میں شک و شبہ نہ واقع ہو۔

ان تمام کارروائیوں کے بعد برات نامہ ہر مبارک کے نشان سے مزین و آراستہ کیا جاتا ہے اور بعد ازاں مشرف اس کی رسید لکھتا ہے جو مذکورہ بالا طریقے کے مطابق مختلف دفاتر میں داخل ہوتی ہے۔ ادائی رقم کی تفصیل اور اس کا طریقہ نوشتے کی پشت پر تحریر کیا جاتا ہے جس کی ترتیب حسب ذیل ہے۔

ایک ربع رقم اشرفیوں میں نصف رقم روپیوں میں اور ایک ربع دام میں ادا کی جاتی ہے۔ رقم کی ادائی میں ہر سیکے کی مقرر قیمت کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ فرمان منصب بھی اسی طریقے کے مطابق تحریر و اجرا ہوتا ہے لیکن اس کے کاغذات صرف خاص مبارک کے عہدہ داروں کے پاس نہیں جاتے۔

سیور خاں کی صورت میں فرمان مشرف کے دستخط کے بعد دیوان سعادت کے دفتر میں داخل ہوتا ہے اور صدر الصدور دیوان کل کی مہر و دستخط کے بعد فرمان پر اپنے دستخط و مہر ثبت کرتا ہے۔

بعض اوقات فرامین کے عنوان طغریٰ میں لکھے جاتے ہیں اور ایسی صورت میں پہلی دو سطریں دیگر طور سے چھوٹی ہوتی ہیں اس فرمان کو اصطلاح عام میں پیرہہ یا سنجہ کہتے ہیں۔

پیرہہ عام طور پر چوائین حرم و نیز شاہزادگان کی مقررہ تنخواہوں کے اجرا کرنے کے لئے جاری ہوتے ہیں بیگمات اور شاہزادوں کے علاوہ احدی اور چیلوں کی تنخواہیں اور بارگیر گھوڑوں کے اخراجات کی ادائی کے لئے بھی عموماً پیرہہ صادر ہوتے ہیں۔

خزانچی ہر سال نئے اسناد نہیں طلب کرتے بلکہ صرف رسائند کے داخلے پر جو وزراء کے سلطنت کی مہروں سے مرتب ہوتی ہیں رقم ادا کر دیتے ہیں۔ مشرف رسائند لکھتا ہے اور ان رسیدوں پر صاحب تحویل اپنے دستخط کرتا ہے اور اس کے بعد رسائند اجرائے احکام کے لئے دیوان کے پاس روانہ کر دی جاتی ہیں۔ اس مرحلے میں رسائند پر مشرف مستوفی ناظر بیرونی، دیوان گل خانساں اور مشرف دیوان کے دستخط لئے جاتے اور مہر ثبت ہوتی ہیں اور رسائند مکمل ہو جاتی ہیں۔

جو پروانچے کہ احدیوں کی اجرائی تنخواہ کی بابت صادر ہوتے ہیں۔ ان پر مستوفی دیوان اور بخشی کی مہروں اور دستخط کے بعد احدی باشی کی منظوری اور اس کی مہر اور دستخط بھی ضروری خیال کی جاتی ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ قبلیہ عالم نے ازراہ نوازش شائمانہ و نیز اس خیال سے کہ ادائی رقوم میں زیادہ تاخیر نہ ہو، پروانچوں کو اپنے ملاحظے کی شرط سے بری فرمایا ہے۔ پروانچوں کے علاوہ سرخطوں اور خرید و فروخت کی رسیدوں اور نرخ ناموں، عرض ناموں (رقومات کی تفصیلی یادداشت جو قافلے کے تحصیلدار و ناظم رقوم کے ہمراہ روانہ کرتے ہیں) قرار نامیات (وہ نوشتہ جس کے محاصل جمع کرنے والوں کی فراہم کردہ رقوم کی تصریح و توثیق ہوتی ہے) اور مقالے (تختہ حساب جو تنقیح کے بعد تحویلدار مستوفی سے وصول کرتا ہے) پر بھی شاہی مہر نہیں لگائی جاتی۔



آئین (۱۲)

پائین نگین

(مہروں کے مراتب و مدارج)

قرآن، پروانچہ اور برآت کے کاغذات چن ہوں میں موڑے جاتے ہیں۔
 موڑ کی ابتدا صفحے پہلے کے آخر سے ہوتی ہے۔ پہلی تہ دوسری تہوں سے کم چوڑی ہوتی ہے۔
 اس تہ کے کنارے پر جہاں کہ کاغذ قطع کیا جاتا ہے، وکیل اپنی مہر ثبت کرتا ہے۔ وکیل
 کی مہر کے مقابل مگر قدرے اُس سے نیچے مشرف دیوان کی مہر ہوتی ہے۔ اس
 مہر کا ایک حصہ دوسرے پر ثبت ہوتا ہے۔ اسی طرح مگر اس سے کچھ نیچے
 صدر کی مہر ہوتی ہے لیکن شیخ عبدالبنی اور سلطان خواجہ اپنی مہر وکیل کی مہر
 کے مقابل ثبت کرتے تھے۔

اس تہ کے وسط میں اُس شخص کی مہر ہوتی ہے جس کا مرتبہ وکیل کے
 عہدے سے زیادہ قریب ہوتا ہے جیسا کہ متمم خاں اور آدم خاں کے زمانے
 میں اٹکہ خاں کا حال تھا۔

میرال، خانساں، ویرہ، رنجی وغیرہ دوسری تہوں میں اپنی مہر ثبت
 کرتے ہیں اس طرح کہ مہروں کا قلیل حصہ پہلی تہ پر ثبت ہوتا ہے۔ دیوان اور بخشی
 کی مہر دوسری تہ کی سطح سے کم و بیش نہیں ہوتیں۔

دیوان جرم اور نجشئی جزو اور دیوان میوات تیسری تہ پر اپنی مہسریں
ثبت کرتے ہیں۔

چوتھی تہ پر مستوفی اور پانچویں تہ پر صاحب توجیہ کی مہسریں ہوتی ہیں۔
جہاں پناہ کی مہر سطر طغرا کے اوپر فرمان کی پیشانی پر ثبت کی جاتی ہے۔
تعلیقہ کی پیشانی پر شاہزادوں میں سے بھی ایک کی مہر لگائی جاتی ہے۔



تائیں (۱۳)

فرمان بیاضی

ملک کے اکثر اہم معاملات ایسے ہوتے ہیں کہ نہ تو ان میں تاخیر کی گنجائش ہوتی ہے اور نہ وہ ہر خاص و عام پر ظاہر کئے جاسکتے ہیں۔ اس قسم کے امور کی بابت جو فرامین جاری ہوتے ہیں وہ صرف مہر مبارک شاہی سے مرتب کئے جاتے ہیں اور انہیں فرمان بیاضی کہتے ہیں۔

ان فرامین کو لپیٹ کر ان کے دونوں سروں کو باہم ملا دیتے ہیں۔ کاغذ کی ایک گرہ سروں میں دے کر گرہ پر لاکھ کی مہر کر دیتے ہیں۔ اس سے فرمان کے سرے ایسے باہم جڑ جاتے ہیں کہ مضمون نظر نہیں آتا۔ لاکھ کتنا بڑا اور پیکل وغیرہ کے گوند سے بنائی جاتی ہے۔ یہ موم کی طرح آگ میں نگھل جاتی ہے اور ٹھٹھکی ہو کر بستہ و سخت ہو جاتی ہے۔

مہر کردہ فرمان زریں خریطوں میں رکھے جاتے ہیں اس لئے کہ قبیلہ عالم طلبہ ہر تہذیب افزائی کو بھی پرستش الہی کا ایک ضمیمہ خیال فرماتے ہیں۔ اس فرمان کو منصبدار و احدی و پیادے مکتوب الیہ تک پہنچاتے ہیں۔

جب بند گمان ستمنا دہندہ کے پاس فرمان پہنچتا ہے تو وہ

استقبال کے لئے آتا اور منشور شاہی کی تعظیم و تکریم بجا لا کر اس کو سر پر رکھتے اور
 سجدہ شکر بجالاتے ہیں۔ فرمان پہنچانے والے شاہی عطیہ و نوازش کے
 مناسب حال یا اپنی حیثیت کے مطابق انعام و اکرام پاتے ہیں۔ قبیلہ عالم کے
 حکم سے فرمان کی طرح خرطیوں پر بھی لاکھ بندی کی گئی جس کی وجہ سے مضمون میں
 کمی و بیشی کی گنجائش نہیں رہی اور اس جدت طرازی سے بشمار تکالیف و انواع و اقسام
 کی بے عنوانیوں کا سد باب ہو گیا۔



آئین (۱۴)

برگرفتن مواجب (طریقہ وصولیائی تنخواہ)

جو شخص اپنی خوش نصیبی سے فوج میں داخل ہوتا ہے اور جب گھوڑے کی داغ اندوزی ہو جاتی ہے تو بغیر کسی انتظار کی تکلیف برداشت کئے و نیز بلا کسی خرچ کے اُسے سہل جاتی ہے۔

تنخواہوں کے تمام حسابات دام میں کئے جاتے ہیں۔

برآوردگی تیاری میں نصف تنخواہ روپے میں ادا کی جاتی ہے۔ ہر روپیہ اڑتالیس دام کا ہوتا ہے۔ اور بقیہ نصف کے دو حصے کئے جاتے ہیں۔ ایک حصہ اشرفیوں میں ادا کیا جاتا ہے اور ہر اشرفی نو روپے کے برابر ہوتی ہے۔ دوسرا حصہ یعنی کل تنخواہ کا رابع دام میں ادا کیا جاتا ہے۔ جب روپیہ چالیس دام کا قرار پایا تو جہاں پناہ کی شانہ نوازش سے سواروں کو تنخواہ بھی اُسی حساب سے ملنے لگی۔

ہر سال ایک ماہ کی تنخواہ گھوڑے و نیز ساز و سامان کے معاوضے میں منہا کی دہائی ہے۔ گھوڑے کی قیمت اصل قیمت سے دس پندرہ روپے زائد قرار دی جاتی ہے۔ لیکن چونکہ گھوڑوں کی خریداری میں بے حد تسلیات

کام لیا جاتا ہے اس لئے قیمت میں اس قلیل اضافے سے سواروں کا کوئی مالی نقصان نہیں ہوتا۔

اس کے علاوہ اصدی سوار ضروری امور سلطنت کے انصرام و نمپینڈ جہاں پناہ کے احکام و فرامین پہنچانے میں ہمیشہ مصروف رکھے جاتے ہیں۔ ان سواروں کو مکتوب الیہ ان کے حسن خدمت کے لحاظ سے انعام عطا کرتے ہیں۔ اگر سوار خدمات کو بخوبی جانتے ہیں تو انعامات کی تمام رقوم اصدیوں کو عطا ہوتی ہے ورنہ اس انعام کا ایک حصہ ماہوار تنخواہ میں محسوب ہوتا ہے۔

جہاں پناہ نقش کاہلی کو مٹانے اور فرائض خدمات کی تعلیم دینے کی عرض سے سواروں پر غیر حاضری کی صورت میں جرمانہ عائد فرماتے ہیں۔ سزا یا پکی صورت میں اصدی پر نصف ماہ کی تنخواہ اور دیگر سواروں پر ایک ہفتے کی تنخواہ کے مساوی جرمانہ کیا جاتا ہے۔

تاہن باشی کو اختیار ہے کہ اپنے سواروں کی تنخواہ کا بیسواں حصہ ہمیشہ اپنے پاس رکھے اور ضرورت کے وقت اس رقم میں سے اخراجات کو پورا کرے۔



آئین (۱۵)



مساعدت

(فوجی عہدہ داروں کو مالی امداد)



جاگیردار و ماہوار تنخواہ یاب عہدہ داروں کو اتفاق سے مالی مشکلات سے سامنا کرنا پڑتا ہے اور اس صورت میں ان لوگوں کو یہ سزاوار نہیں ہے کہ وہ کسی شخص سے تحفے یا ہدیے کے خواستگار ہوں۔

قبیلہ عالم نے اس پریشانی کو رفع کرنے کی غرض سے ایک خزانچی جداگانہ مقرر فرمایا ہے اور ایک میر عرض کا تقرر بھی عمل میں آیا ہے۔

جو اشخاص ضرورت کے وقت قسرض لینا چاہتے ہیں وہ بلا کسی

توہین و تکلیف انتظار کے اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ سال اول

قرض کی رقم میں مطلق اضافہ نہیں ہوتا۔ دوسرے سال قسرض میں ۱۰ کا اور

تیسرے سال ۱۰ چوتھے سال ۱۰ کا اور پانچویں سال سے ساتویں سال تک

۱۰ صدی اور آٹھویں سال سے دسویں سال تک ساڑھے تیسرے

۱۰ صدی کا اور دس کے بعد قرضے کی کوئی مقدار وصول کی جاتی ہے

اس مدت کے گزرنے کے بعد مزید اضافہ نہیں ہوتا۔

جہاں پناہ کا منشا اس سرشت کے قیام و نیز اس کے آئین احکام سے

یہ ہے کہ داد و ستد میں راستبازی پیدا ہو ورنہ ظاہر ہے کہ تجارتی کاروبار کی نوعیت انسان میں باری مساوات نیز باہمی قدر شناسی کے چند پائے کو ترقی نہیں دے سکتی۔ اس آئین سے خائن سود خواروں کو راہ راست کی رہنمائی ہوئی اور ملک میں بہترین انتظام رائج ہوا۔



آئین (۱۶)

انعام

قبلہ عالم نئی نوع انسان کی عادات اور ان کی مختلف طبائع سے بخوبی واقف ہیں۔ جہاں پناہ انہی امور کو مد نظر رکھ کر مختلف طریقوں پر انعام و اکرام عطا فرماتے ہیں۔ ظاہر میں بھی عطا کرتے ہیں اور پوشیدہ طور پر بھی بخشش کرتے ہیں۔ بعض مرتبہ قرض کے نام سے بھی انعام عطا ہوتا ہے، وہ واپس نہیں لیا جاتا۔ دور و نزدیک دولت مند و محتاج ہر طبقہ جہاں پناہ کے انعام و بخشش سے فیضیاب ہوتا ہے۔

قبلہ عالم علاوہ اللہ کے اس پھیل و نیز گریز قیمت اشیاء بطور انعام عطا فرماتے ہیں۔ ہر روز بخشیاں بارگاہ چوکیداروں اور دوسرے سواروں کے نام کی فہرست پڑھتے ہیں اور جن اشخاص کو ہنوز بخشش و انعام عطا نہیں ہوئے بیشتر انہی کا نام لیتے اور انکو ملا خط عالی میں پیش کرتے ہیں۔

جہاں پناہ ان کو گھوڑے بھی عطا فرماتے ہیں۔

جو سوار کہ انعام میں گھوڑا پاتے ہیں وہ تاریخ انعام سے ایک سال تک عطاے بخشش کے لئے قبلہ عالم کے حضور میں نہیں پیش کئے جاتے۔

آئین (۱۶)

خیرات

جہاں پناہ محتاج و تہی دست افراد کو نقد رقم و نیز دیگر ضروریات زندگی عطا فرماتے اور اس طرح خفیہ و علانیہ ہر طریقے پر اپنی بخشش سے قلوب انسانی کو اپنا گرویدہ بناتے ہیں۔

بیشمار اشخاص روزینہ، ماہانہ اور سالانہ نقد و انعام پاستے اور بغیر انتظاری کی تکلیف برداشت کئے ہوئے کامیاب ہوتے ہیں۔

حاضرین بارگاہ کے معروضات کے مطابق جس قدر رقم و امانت الٰہیہ عطا ہوتی ہے وہ حد حساب سے باہر ہے جو تحریر میں نہیں آسکتی۔ اور جو رقم کہہ دو تہ اند فقر کو بطور خیرات و نیز محتاج خانوں کے اخراجات طعام کے لئے دی جاتی ہے اس کو تفصیل بہ مرض بیان میں لانا دشوار ہے۔

ایک جداگانہ خزانچہ ہمیشہ جہاں پناہ کے حضور میں حاضر رہتا ہے اور جو تہی دست ملاحظہ عالی میں پیش ہوتا ہے اسی وقت کامیاب و دلشاد و اچھے آتا ہے۔

آئین (۱۸)

وزن مقدس

عظم و شان کو برقرار رکھنے اور نیز تہی دست اشخاص کو عطیہ بخشش سے فیضیاب فرمانے کی غرض سے جہاں پناہ مکے تو لینے کی رسم سال میں دو بار ادا کی جاتی ہے اور ہر قسم کی جنس اور اشیاء ترازو میں رکھی جاتی ہیں۔ اول باریک آبان کو جہاں پناہ کی شمسی سالگرہ کا روز ہے۔

اس مرتبہ قبلہ عالم مندرجہ ذیل بارہ چیزوں میں بارہ دفعہ تولیے جاتے ہیں۔
سونا، چاندی، ابریشم، خوشبو، تانبہ، روح، توتیا، گھی، لہو، دودھ، چانول، سات قسم کا آماج اور نمک۔ وزن میں تقدیم و تاخیر ان اشیاء کی قیمت پر منحصر ہے، جو شے زیادہ گراں قیمت ہے وہ وزن میں کم قیمت شے سے اول تولی جاتی ہے۔

اس کے علاوہ جہاں پناہ کی عمر گرامی کا جو سال ہوتا ہے اسی تعداد میں بکرے، بکریاں اور مرغیاں مفلس اشخاص کو (جو ان جانوروں کو پالتے اور ان کی نسل بڑھا کر فائدہ اٹھاتے ہیں) دی جاتی ہیں اور ہیشمار پر ہر شخص سے اڑا دئے جاتے ہیں۔ دوم پانچویں جب کو (جو جہاں پناہ کی قسمی سالگرہ کا روز ہے) قبلہ عالم

آٹھ چیزوں میں جداجدا تولیے جاتے ہیں۔
چاندی، رانگ، پارچہ، سیسہ، میوہ، شیرینی، روغن، کنجد، سبزی۔

شمسی و قمری دونوں سالگرہ میں تولد کی رسم کے علاوہ عظیم الشان جشن سالگرہ منعقد ہوتا ہے اور بادشاہ کی ہمہ گیر بخشش سے اہل عالم فیضیاب ہوتے ہیں۔
شاہزادگان بلند اقبال اور ان کے فرزند ان سعادتمند سال میں ایک بار یعنی شمسی سالگرہ کے روز تولد جاتے ہیں۔

شاہزادوں کی رسم دو برس کے سن سے شروع ہوتی ہے اور پہلی مرتبہ وہ حیرت انگیز ایک ہی چیز سے تولد جاتے ہیں۔ ہر سال ایک شے کا اضافہ ہوتا رہتا ہے۔
جوان ہونے کے بعد سات یا آٹھ اشیا میں تولد تک نو بہت آتی ہے لیکن بارہ سے زائد چیزوں میں کبھی نہیں تولد جاتے۔ شاہزادوں کی سالگرہیں بھی اسی طرح جانور صدقے میں دئے جاتے ہیں۔

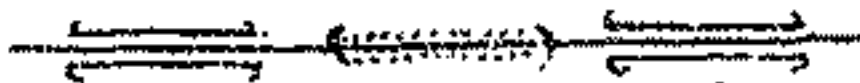
ایک خزانچی اور ایک محاسب اس سررشتے کے لئے بھی جدا گانہ مقرر ہیں تاکہ سررشتے کے اخراجات میں بدعنوانی نہ ہونے پائے۔



آئین (۱۹)



سیورغال



قبلہ عالم اپنی روشن ضمیری و رعیت نوازی سے بیشمار افسراد کو اپنے عیادت شانہ سے فیضیاب فرماتے ہیں اور اپنی خداوندیہ و فراست سے اس بخشش و عطیہ کو عبادت الہی خیال فرماتے ہیں۔

قبلہ عالم ہمیشہ اس امر پر توجہ فرماتے ہیں کہ ہر نوع انسان کی قدر شناسی و عزت افزائی کے مدارج میں ترقی و تہذیب پیدا ہو۔ بادشاہ رعیت نواز چار طبقوں کو عطیہ زمین اور وظائف سے مالا مال فرماتے ہیں۔

اول حقیقی علوم کے پرستار جنہوں نے دنیا کی ہر شے سے کنارہ کشی کر لی ہے اور شبانہ روز ایکسہی عالم تحقیق و جفاکشی میں زندگی بسر کرتے ہیں۔

دوم وہ کردہ جو تمام عالم سے بے نیاز ہو کر خلوت کردہ عبادت میں اپنے نفس کی آراستگی میں مصروف ہے۔

سوم وہ کردہ جو کمزور و غریب ہیں اور حصول معاش میں کوشش و دوا دوش کرنے سے عاجز و لاچار ہیں۔

چہارم معزز بزرگ زادے جو کئی علم و فراست کی وجہ سے حصول معاش کا کوئی ذریعہ نہیں رکھتے۔

زبان وقت میں نقد عطیہ کو وظیفہ اور عطیہ زمین کو ملک اور مدد معاش کہتے ہیں۔

اس عنوان کے نام سے بھی کروڑ ماروپہ اور بیگے شمار کئے جاسکتے ہیں۔ اور اس پر بھی عطا بخشش کا بازار اُسی طرح گرم ہے۔

چونکہ حاجتمندوں کے حالات کا علم اور اُن کی حاجت روائی ونیسن اُن کی ضروریات کا اندازہ ایک اہم و ضروری کام ہے اس لئے ایک تجربہ کار نیک نیت شخص کا جس کے اقوال و افعال میں راستبازی و دائمی جفاکشی کے آثار روشن و ظاہر ہوتے ہیں اس خدمت پر تقرر فرمایا جاتا ہے اور اسے صدر کہتے ہیں۔ قاضی و میر عدل اس کے ماتحت ہوتے ہیں۔

صدر کو اُس کے فرائض منصبی میں مدد دینے کے لئے ایک تکیجی عطا کیا گیا ہے جو سررشتہ حساب کو درست رکھتا ہے۔ اس شخص کو دیوان سعادت کہتے ہیں۔ جہاں پناہ نے رحم دلی سے ملازمین سررشتہ کو حکم دے رکھا ہے کہ وہ قابل توجہ حاجتمندوں کو حاضر کریں اور اس طرح بیشمار اشخاص اپنی تمناؤں میں کامیاب ہوتے ہیں۔

جہاں پناہ نے جب اس سررشتہ کے حالات کی تفتیش کی تو قدیم صدر رشوت ستانی اور خیانت کے مجرم ثابت ہوئے۔

قبیلہ عالم نے اپنے مقرب اراکین کے مشورے کے شیخ عبدالبتی کو عہدہ صدارت پر مامور کیا۔

جو زمینیں کہ افغانوں اور چودھریوں کے قبضے میں تھیں وہ ضبط کر کے خالصے میں داخل کر دی گئیں۔

ان کے علاوہ دیگر اشخاص جو مدد معاش کے عطیات سے سرفراز تھے اُن کے اسناد کی تصدیق و تصحیح کی گئی اور اس کے مطابق اُن کی املاک و اگزاشرت کی گئیں۔

قلیل مدت کے بعد قبیلہ عالم کے حضور میں اس مضمون کا ایک معروضہ پیش ہوا کہ جو افراد مدد معاش کے عطیات سے سرفراز کئے گئے ہیں اُن کی زمین ایک ہی قصبے اور ایک ہی سلسلے میں واقع نہیں ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ کمزور و کم طاقت افراد

جن کی زمین خالصہ یا کسی منسبتار کی جاگیر کے قریب واقع ہے زبردست حریف کی زور آوری سے بچد تکلیف اٹھاتے اور طرح طرح کی پریشانیوں میں گرفتار ہوتے ہیں۔ قبیلہ عالم نے حکم دیا کہ ایسے اشخاص مدد و مدد اش کی نشینیں ایک ہی مقام پر منتخب کر سکتے ہیں۔ تنخواہ ایسی اراضی پر اتار دی جائے جو ایک ہی جگہ واقع ہو اور ہر دیگر وہ کا اطمینان کیا جائے۔

کارپردازان سلطنت نے اس حکم کی بنا پر چند قریے اس غرض کے لئے جدا کر دیئے۔

سعادت مند ناتوان گروہ کو آرام نصیب ہوا اور بد طینت لوگوں کو دست درازی کرنے کا موقع نہ رہا۔

زمانے نے اپنی دیرینہ عادت کے مطابق بار و گریہ درمی کی اور موجودہ صدر کے افسانے بھی جہاں پناہ تک پہنچے قبیلہ عالم نے فرمان صادر فرمایا کہ جو اشخاص پانچ سو بیگے سے زائد کے معافی دار ہیں وہ اپنی اسناد بذات خود جہاں پناہ کے ملا حظے میں پیش کریں جو معافی دار احکام شہادی کی تعمیل نہ کریں گے ان کی زمین ضبط کر لی جائے گی۔ ان احکام کے باوجود بھی معافی داروں کے اعمال و کردار قبیلہ عالم کی مرضی کے مطابق درست نہ ہوئے اور جہاں پناہ نے حکم صادر فرمایا کہ ایک سو بیگے سے زائد کی زمینوں میں اگر اضافے کی تصریح فرمان میں نہیں کی گئی ہے تو اضافے کا سچ حصہ خالصہ مبارک میں شامل کر دیا جائے۔ ایرانی و تورانی عورات ان احکام سے بری سمجھی گئیں۔

بعد میں قبیلہ عالم کو معلوم ہوا کہ بعض حریفوں و گستاخ معافی دار اپنی قبیلہ زمینوں کو چھوڑ کر ان کی بجائے نئی زمین حاصل کرتے ہیں۔ جہاں پناہ نے حکم دیا کہ جو شخص اس فعل کا مرتکب ہو اس کی معافی کا سچ حصہ ضبط کر کے اس کو از سر نو سند عطا کی جائے۔ قبیلہ عالم کو یہ بھی معلوم ہوا کہ قاضی رشوت ستانی کیے ہوئے ہو گئے ہیں اور معافی داروں سے رشوت و معمول کر کے اپنی جیب گرم کرتے ہیں جہاں پناہ نے رقتائے الہی کا حاصل کرنا مقدم خیال فرمایا اور ان ظالم و رعامہ بند و دراز آستینیں جھپوٹ کر اور کوتاہ شکل اشخاص سے بدظن ہو گئے۔

قبیلہ عالم نے معاملات کی از سر نو تحقیق کی اور جزا ان تمام اشخاص کے جو سلطان خواجہ کے عہد صدارت میں قاضی مقرر ہوئے تھے، یقینہ قاضیوں کو برطرف فرما دیا۔

ایرانی و تورانی عورات بھی خائن ثابت ہوئیں۔ لہذا حکم ہوا کہ ان میں سے جو عورت سو سے زائد بیگوں کی معافی دار ہے وہ از سر نو اپنی اسناد کی تجدید کرے۔

عسند اللہ میر فتح اللہ شیرازی کے عہد صدارت میں مندرجہ ذیل حکم صادر ہوا۔ اگر کوئی معافی دار مدد معاش کی زمین پر کسی دوسرے فرد کا شریک ہے اور فرمان مبارک میں ہر دو ذریعہ کے حصوں کی صراحت نہیں ہے تو کسی شریک کی وفات کی صورت میں تا وقتیکہ متوفی کے ورثہ بذات خود جہاں پناہ کے حضور میں حاضر نہ ہوں صدر بخیر کسی مزید تقشیش کے زمین تقسیم کرے اور اس نصف کو خالصے میں شامل کر لے۔ جدید صدر کو اختیار دیا گیا کہ وہ صرف پندرہ بیگے زمین اپنے اقتدار سے عطا کرے اور اس سے زائد کے لئے جہاں پناہ کے حضور میں حاضر نہ ہوں صدر بخیر کسی کے قبیلہ عالم کی منظوری حاصل کرے۔

چونکہ ملک امن و امان کی برکات سے محصور و مرفہ احوال ہو رہا ہے اس لئے معافی داروں نے اپنی زمینوں کے بیشتر حصوں میں باغات نصب کر کے بیشمار فائدہ حاصل کیا۔ سلطنت کے ممالک کو کفایت شعاری اور سلطنت کے مفاد کا خیال پیدا ہوا اور انھوں نے سیور غال کے منافع کا اندازہ لگا کر معافی داروں سے محاصل طلب کئے۔

عمال کا یہ فعل جہاں پناہ کو پسند نہ آیا اور قبیلہ عالم نے حکم دیا کہ اس قسم کے منافعوں میں کسی طرح کی دست اندازی نہ کی جائے۔

بعد میں جب یہ ثابت ہوا کہ سو بیگے بلکہ اس سے کم کے معافی دار بھی خیانت کے مجرم ہیں تو میر صدر جہاں کو حکم ہوا کہ وہ ان اشخاص کو قبیلہ عالم کے حضور میں پیش کرے۔

آخر کار یہ طے پایا کہ صدر جہاں راقم المحروف کے مشورے سے عطیات میں زیادتی و کمی کرے اور اسی بنا پر فی الحال مندرجہ ذیل اصول پر عملدرآمد

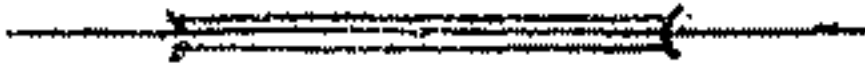
ہوتا ہے۔

معافی کی زمین نصف مزرعہ اور نصف قابل کاشت ہونی چاہیے
اور اگر نصف آخر بھی مزرعہ ہو تو کل زمین کا ایک رجب ضبط کیا جائے اور بقیہ
کے لئے جدید اسناد اجراء کئے جائیں۔

مختلف قصبات میں ایک پیگے کا محصول مختلف ہے لیکن کسی

مقام پر ایک روپیہ سے کم نہیں ہے۔

جہاں پناہ کے عقل و دانش سکھانے اور رعایا کو جفاکشی کا عادی بنانے کی
بنا پر اس سررشتے پر خاص توجہ فرماتے ہیں اور بے لوث دیے غرض اشخاص کو
صداست کل و جہد کے عہدوں پر مقرر فرماتے رہتے ہیں۔



آئین (۲۰)

گردون گرداں

(جہاں پناہ کے ایجاد کردہ چرخ اور گھاڑیاں)

قبلہ عالم نے اپنی بہترین دوراندیشی سے ایک عجیب و غریب گھاڑی ایجاد فرمائی ہے۔ اس جدت طرازی سے اہل عالم کو بید آرام و آسائش حاصل ہے۔ گھاڑی سفر میں سواری یا بارکشی کے لئے استعمال کی جاتی ہے اور اسی کے ساتھ چکی کا کام بھی دے سکتی ہے اور نالاج کا آٹا تیار ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک دوسری بڑی گھاڑی تیار کرانی جس کو ایک ہاتھی کھینچتا ہے۔ گھاڑی میں اس قدر وسعت ہے کہ اس میں مختلف حمام بنے ہوئے ہیں گویا کہ یہ گھاڑی خود ایک سفری حمام ہے جس سے بید آرام و نشاط حاصل ہوتا ہے۔ تعجب یہ ہے کہ اس گھاڑی کو بیل بھی آسانی کے ساتھ کھینچ سکتے ہیں۔ اونٹ اور گھوڑے بھی گھاڑیوں کے چلانے میں استعمال کئے جاتے ہیں جن سے بنی آدم کے آرام و آسائش میں ایک معتد بہ اضافہ ہو گیا ہے۔ عمدہ اور سبک گھاڑی کو بہل کہتے ہیں۔ یہ گھاڑی ہموار زمین پر چلتی ہے اور چند اشخاص اس میں بیٹھ کر آرام سے سیر و تفریح کر سکتے ہیں۔ پانی کے چرخ اور دولابے بھی

ایجاد فرادے جو زمین کی انتہائی گہرائی سے بھی پانی کھینچتے ہیں۔

چار چرخ کو دو میل اور وہ چرخ کو ایک میل آسانی سے چلاتا ہے۔
ایک دوسری مشین ایسی تیار فرمائی جو ایک ہی وقت میں دو کنوؤں سے
پانی کھینچتی ہے اور اسی کے ساتھ چکی کا بھی کام دیتی ہے۔

آئین (۲۱)

دہ سیری

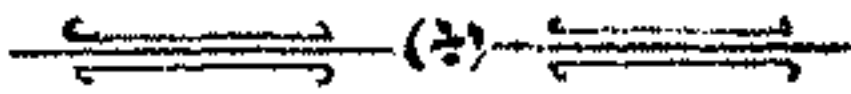
قبلہ عالم نے خدا داد فہم و فراست کی بنا پر ابتداء سے یہ قاعدہ مقرر فرمایا کہ ممالک محروسہ میں ہر مقام پر ایک بیگہ ضرورہ کی پیداوار میں سے دس سیر غلہ بطور حق شاہی سسکار میں جمع کیا جائے۔

اس حکم کی بنا پر ملک میں ہر جہاں طرف غلے کے انبار کے انبار لگ گئے۔ سسکاری چوپایوں کی خوراک کا بہترین انتظام ہوا اور غلہ بازار سے خریدنے کی لوہٹ نہ آئی۔ سسکاری گودام (غلہ خانے) رعایا کے لئے بھی یہی مفید ثابت ہوئے اس لئے کہ غریب کسان کشتکاری کے لئے سسکار سے بہ آسانی غلہ حاصل کر سکتے ہیں اور قحط کے زمانے میں رعایا انہی گودام سے غلہ ارزاں قیمت پر خرید کرتی ہے لیکن غلہ خریدار کی ضرورت سے سے زائد نہیں دیا جاتا۔ علاوہ انہیں یہ ذخیرہ کار فیض میں صرف ہوتا ہے۔

قبلہ عالم نے ممالک محروسہ میں اکثر مقامات پر طعام خانے قائم کئے ہیں جہاں غریب و محتاج رعیت کو کھانا تقسیم ہوتا ہے۔

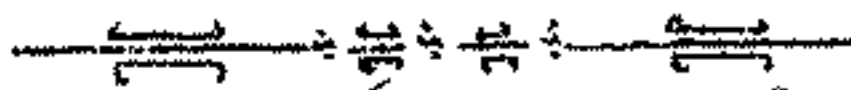
جہاں پناہ نے جا بجا تجربہ کار ملازمین کا تقرر فرمایا اور ان کے علاوہ جفاکش داروغہ اور مویشیاری بھی مقرر فرمائے جو آمد و خرچ کا حساب مرتب کرتے ہیں۔

آئین (۲۲)



جشن آرائی

(مختلف تہواروں کا آئین)



بادشاہ قدر شناس گزشتہ زمانے کے رسوم کی نوعیت پر غور فرماتے اور اہل رسوم کے ذاتی حالات سے قطع نظر کر کے خود ان رسوم کی نیکی و بدی کا اندازہ فرما کر جو رسم عمدہ ہوتی ہے اس کو گراں سے گراں مصارف کے باوجود اختیار فرماتے ہیں۔

بادشاہ سلامت لوگوں کی پرورش کی طرف خاص توجہ فرماتے ہیں اور خوشتر کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ بہانہ تلاش کر لیتے ہیں۔

اسی بنا پر جب قیامہ عالم کو جشن جمشیدی اور پارسی تہواروں کا حال معلوم ہوا تو حضرت نے بلا تاخیر ان رسوم کو اختیار فرمایا اور داد و دہش اور جو د و عطا کی گرم بازار کا ہونے لگی۔

پہلا جشن جشن نوروزی کے نام سے موسوم ہے جب آفتاب سال کا دورہ تمام کر کے برج حمل میں داخل ہوتا اور اپنی برکات سے اہل عالم کو مستفید کرتا ہے تو انیس روز کامل عشرت و نشاط کی ہنگامہ آرائی ہوتی ہے

اس زمانے میں دور و زعید کا تہوار منایا جاتا ہے اور میٹھا نقد و طح طرح کی اشیاء بطور عہدہ حقہ اور تحفے اور ہدیے کے تقسیم کی جاتی ہیں۔

یکم فروردین اور آئیس فروردین جو یوم شرف ہیں عید کے لئے مخصوص ہیں۔
پارسیوں کا دستور ہے کہ ہر ماہ کے اُس روز جو ماہ کا ہمنام ہوتا ہے بچہ مبارک
خیال کرتے ہیں اور اس روز جشن عشرت منعقد کر کے بچہ نوازی و سامان ضیافت وغیرہ
کرتے ہیں۔ قبلہ عالم نے بھی اس رسم کی تقلید کی اور ہر شمسی ماہ ایک خاص جشن کے لئے
مخصوص ہو گیا۔ ان آیام کی فہرست مندرج ذیل ہے۔

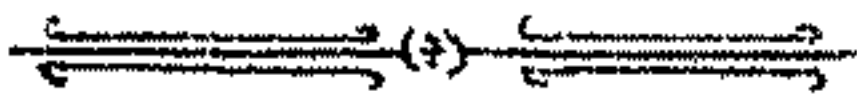
آئیس فروردین تیسری اردی بہشت چھٹی خرداد تیرہ تیرہ ساتویں امرداد
چونہمی شہرورد سولہ ہرزدنل آبان نویں آذر آٹھویں پندھسویں اورمیسیل دسے دوسری بہمن
پانچویں اسفندار

ان آیام میں جشن منعقد ہوتا ہے اور ہر جشن میں انواع و اقسام کی زیب و زینت و آرائش
کی جاتی ہے۔

حاضرین فرط مسرت سے بے اختیار ہو کر نعرہ مارنے نشاط بلند کرتے ہیں۔
ہر ہر کے آغاز پر نقارہ نوازی ہوتی ہے اور ارباب نشاط اپنی نغمہ سرائی اور
اپنے ساز سے ہنگامہ عیش برپا کرتے ہیں۔

پہلے جشن کی تین راتیں اور دوسرے جشن کی ایک رات چہر افغان کے لئے
مخصوص ہے جس سے رونق و نشاط میں اضافہ ہو جاتا ہے۔
اس قسم کے جشنوں کا مختصر حال دفتر اول میں بدیہ ناظرین ہو چکا ہے۔

آئین (۲۳)



نخوش روز

(مینا بازار)



قبلہ عالم دنیا کی عجیب و غریب صنعتوں سے واقفیت حاصل کرنے کی غرض سے
 مانانہ جشن کے تیسرے روز ایک بازار آراستہ کرنے کا حکم صادر فرماتے ہیں۔
 اس بازار میں عورتیں بے حد شوق کے ساتھ سوداگری کے لئے جمع ہوتی ہیں اور
 تمام بلاد و ممالک کی صنعتیں اور ساز و سامان و کافوں میں جمع کئے جاتے ہیں۔
 خواتین حرم و دیگر پردہ نشین مستورات اس بازار میں آتی ہیں اور خرید و فروخت
 عام طور پر کی جاتی ہے۔ دور میں بادشاہ بھی نقاب ڈال کر پہنچ جاتے ہیں اور سامان
 خرید کر کے نرخ سے واقفیت حاصل کرتے ہیں اور اس طرح سلطنت کے متعلق لوگوں
 کے خیال معلوم ہوتے ہیں اور ہر سر شے اور ہر کارخانے کے نیک و بد احوال سے قبلہ عالم کو
 واقفیت حاصل ہوتی ہے۔

قبلہ عالم ان ایام کو خوش روز (یوم نشا) کے نام سے یاد کرتے ہیں حقیقت
 یہ ہے کہ یہ نام قطعاً بامعنی و صحیح ہے۔ اس لئے کہ یہ ایام رعایا کے لئے ہر طرح سرشتہ نشاط و سرور
 زمانہ بازار کے اختتام کے بعد مردوں کے لئے بازار آراستہ ہوتا ہے۔
 مختلف ممالک کے سوداگر اپنا مال فروخت کرتے اور اپنے مقاصد میں کامیاب

ہوتے ہیں۔

جہاں پناہ لین دین کی نگہداشت فرماتے ہیں اور اہل و بار خرید و فروخت سے مسرور و شادمان ہوتے ہیں۔

اس منگامہ عشرت میں اہل بازار قبلہ عالم کو اپنے دروہل کی داستان بھی سناتے ہیں اور اپنے مطالبات کو پیش کر کے مقاصد میں کامیابی حاصل کرتے ہیں۔

اس گروہ کو چاؤش و دربانوں کی ورباش کی زحمت بھی گوارا نہیں کرنی پڑتی۔ یہ سوداگر قبلہ عالم کے حضور میں اسباب پیش کرنے کو عرض حال کا فریضہ بناتے اور اس طرح مسرور و شاد کام ہوتے ہیں۔

نیک و سعادتمند افراد اپنی مراد حاصل کرتے ہیں اور بد بخت و نسیہ کار اشخاص اپنے افعال بد کی سزا پاتے ہیں۔

جہاں پناہ نے خرید و فروخت کے کاروبار کو بحسن و خوبی انجام پانے کی غرض سے ایک جداگانہ خزانچی اور ایک خاص مشرف کا تقرر فرمایا ہے جس کی وجہ سے سوداگر فروخت کردہ اسباب کی قیمت بلا تاخیر وصول کر لیتے ہیں اور اس طرح انھیں بچہ فائدہ پہنچتا ہے۔

آئین (۲۴)

کشدائی

ظاہر ہے کہ اس عجیب و غریب پیوند زندگانی کی نگہداشت کرنا حقیقت بقائے انسانی کو بحال و محفوظ رکھنا اور دنیا کی ترقی و آبادی میں اضافہ ہونے کے ذرائع کو فراہم کرنا ہے۔ یہ رشتہ بُرے جذبات نفس کا محافظ و نگہبان اور خانہ آبادی کا بہترین سرایہ ہے۔ قبلہ عالم چونکہ ہمہ تن خیر ہیں اور حضرت کا فیض تمام عالم کے لئے یکساں ہے جہاں پناہ ہر خاص و عام کی دستگیری فرماتے ہیں اور امیر و غریب ہر طبقے کے حالات سے باخبر ہیں۔

۱ قبلہ عالم رشتہ عقد و مناکحت میں فریقین کے حسب و نسب میں مساوی و ان کی ہمسری و غیرہ کا بیحد لحاظ فرماتے ہیں اور اس رشتے کے مساوی تعلقات کا کوئی پہلو فروگزاشت نہیں فرماتے۔ عورت و مرد ہر دو فروع کے قبل بلوغ نکاح کو جہاں پناہ ناپسند فرماتے ہیں۔ اس رشتے سے کوئی شرہ نہیں ہاھل ہوتا بلکہ قبلہ عالم کی رائے میں ایسا قبل از وقت رشتہ دائمی مضرت و نقصان کا باعث ہوتا ہے۔ اس لئے کہ جب زن و شو جوان و صاحب ہنم ہو جاتے ہیں تو اکثر اوقات ان میں باہمی اتفاق نہیں ہوتا اور بجائے آبادی کے خانہ ویرانی ہو جاتی ہے۔

ہندوستان کے ایسے حیا پرور ملک میں جہاں کہ عقد بے پیشتر شوہر و زوجہ

ایک دوسرے کی صورت نہیں دیکھ سکتے، قبل بلوغ کی شادی اور بھی زیادہ نقصان رساں ہے۔
قبیلہ عالم کا خیال ہے کہ عقد سے پیشتر نوشہ و عروس کی رضا مندی اور طرفین کے
ماں اور باپ کی اجازت حاصل کرنا ضروری ہے۔

جہاں پناہ قریبی رشتہ داروں میں عقد نکاح کو مناسب خیال نہیں فرماتے۔
حضرت نے اکثر زبان مبارک سے ارشاد فرمایا ہے کہ قیوم زمانے کی طرف یہی ایک رسم
کہ لڑکی تو اہم برادر کو نہیں دی جاتی بچہ بچہ نقل پرست افراد کی زبان بند کرنے کے لئے کافی ہے۔
جو لوگ کہ دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے پابند ہیں ان کو حقیقی بنی اہل میں شادی دیا
کرنا مارا اور بھی نہیں نظر آتا حالانکہ اس رسم کی پابندی کا مشاہدہ ہے کہ گویا مذہب کی ابتدا افریقہ میں
ابتداء سے مشابہ ہے۔ مہرین گراں قدر رقم مقرر کرنا جہاں پناہ کی رائے میں بہتر نہیں ہے اس لئے
کہ ایسی رقم کم تراد ہوتی ہے اور عقد کے وقت دروغ بیانی سے کام لیا جاتا ہے اسی کے ساتھ
قبیلہ عالم یہ بھی فرماتے ہیں کہ گراں قدر مہر سے ایک فائدہ یہ ضرور ہے کہ رشتہ نکاح حید
نہیں ٹوٹ سکتا اور طلاق آسانی سے نہیں دی جاسکتی۔

جہاں پناہ ایک سے زائد عورت کو نکاح میں لانے کے سخت مخالف ہیں۔
حضرت کا خیال ہے کہ اس سے انسان کی عدت خراب اور اس کی خیریت دار رہی
درہم دہرہم ہو جاتی ہے۔

قبیلہ عالم کی رائے میں بوڑھی عورت کا جوان سے شادی کرنا شرم و حیا کے دور
اور ناشائستہ فعل ہے۔ جہاں پناہ نے دو صاحب فہم ویلے لوٹ اشخاص کا عقد ستر
فرمایا ہے جن میں سے ایک نوشہ کے ذاتی و خاندانی حالات دریافت کرتا ہے اور
دوسرا عروس کی شکل و صورت اس کے مزاج نیز اس کی خاندانی وجاہت کے متعلق
معلومات حاصل کرتا ہے۔

ان ملازمین کو تو می بیگی کہتے ہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک ہی شخص طرفین کے
حالات معلوم کر لیتا ہے۔

جہاں پناہ اس دریافت حال کے معاوضے میں بطور نذر شکریہ ایک رقم وصول
فرماتے ہیں۔

اس رقم کا ادا کرنا مبارک خیال کیا جاتا ہے۔

تین ہزاری سے ہزاری امراتک دس اشرفیاں اور ہزاری سے پانچ صدی تک
چار اشرفیاں اور پانچ صدی سے دو صدی تک دو اشرفیاں اور دو صدی سے دو سیتی تک
ایک اشرفی دو سیتی سے دہ باشی تک چار روپے بطور نذر شکر سرکاریں داخل
کرتے ہیں۔

دیگر دولت مند اشخاص سے چار روپے، متوسط طبقے سے ایک، روپیہ اور عوام
سے ایک دالم وصول کیا جاتا ہے۔ اس رقم کی وصولیابی میں عروس کے باپ کے حالات
اور اس کی حیثیت کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔

آئین (۲۶)

منہجی پری

یہ سررشتہ فوج کی کارگزاری اور کامیابی اور ملک کے عام فوائد کی ترقی حاصل کرنے کے لئے بجد ضروری ہے اس کے ذریعے سے کاشتکار اپنی کامیابی کا سامان بہتیا کر لیتے اور اس طور سے جملہ آبادی کی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔

جہاں پناہ اس سرچشمہ اقبال کو چار چیزوں سے سیراب فرماتے اور اس خدمت کو خدا کی عبادت خیال فرماتے ہیں اول یہ کہ قبلہ عالم نے اس قدر بڑی کشتیاں تیار فرمائی ہیں جن پر مانگی آسانی سے جا سکتے ہیں۔ بعض کشتیاں ایسی مستحکم اور اس وضع کی بنائی گئی ہیں جو قلعوں کے محاصرے میں کام آتی ہیں اور ان کی مدد سے مضبوط ترین حصار فتح ہو جاتے ہیں۔

جو لوگ عادی ہیں وہ ان جہازوں کو بطور مکان کے استعمال کرتے ہیں اور مغرب میں جو خاص طور پر ترک افریقہ اور عیسائی ممالک کی طرف ہوتا ہے استعمال کرتے ہیں۔ ممالک محروسہ میں ہر چار طرف جہاز بکثرت پائے جاتے ہیں لیکن بنگال، کشمیر اور ٹمہ میں تو اس قدر کثرت ہے کہ ان صوبوں کی تجارت کا دار و مدار ہی جہازوں پر ہے۔ جہاں پناہ نے اکثر کشتیوں کے مختلف جانوروں کی شکل کے تیار کرائے ہیں اور اس طرح خوف و نشاط کو بیکجا کر دیا ہے۔

غرض کہ بلند و عالی شان گنبد و دلکش عمارات و معمور و آباد بازار و سبز و زار سلط و دریا پر نمودار ہو گئے ہیں۔ ہندوستان کے مشرق و مغرب و جنوب کی سمت ساحل سمندر پر عظیم الشان جہاز لنگر انداز رہتے ہیں جو دریائی سفر کرنے والوں کے لئے ایسے نشاط و آرام پر بندر گاہوں میں جدید و نئی پیدا ہوئی اور ملاحوں اور جہازرانوں کے تجربات و واقفیت میں بیکار اضافہ ہوا۔ جہاں پناہ نے الہ آباد و لاہور میں دریا کے کنارے جہازوں کا ذخیرہ فراہم کیا اور ان مقامات سے جہاز براہ راست ساحل سمندر کو روانہ ہوتے ہیں۔

کشمیر میں ایک نمونے کا جہاز تیار ہوا جس کو دیکھ کر سب کو حیرت و استعجاب ہوا۔ دوم قبیلہ عالم نے تجربہ کار جہازرانوں کو مقرر فرمایا ہے۔ یہ ملازمین سمندر کے مدد و جزاؤں کی گہرائی، مختلف موسمی ہواؤں کی نوعیت اور ان کے اوقات یاد مراد و یاد دلوفانی کے فوائد و نقصانات سے بخوبی آگاہ و واقف ہیں۔

جہازران سمندروں کے سوا اہل کی نوعیت اور ہر سمندر و دریا کے نشیب و فراز کی شناخت میں بھی باہر و کامل ہیں۔ اپنے پیشے میں کامل ہونے کے علاوہ ہر جہازران کو صحیح و تندرست و قوی و مضبوط، نیک مزاج، جفاکش، محنتی و بردبار ہونا بھی ضروری ہے۔ مختصر یہ کہ ان ملازمین میں تمام عمدہ صفات کا پایا جانا لازمت کے لئے اولین شرائط میں داخل ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسے کامل فن و پسندیدہ صفات اشخاص کا میسر آنا بیک وقت طلب ہے لیکن جہاں پناہ کی ہمہ گیر واقفیت اور حضرت کی قدر افزائی نے ان اشخاص کو کثیر تعداد میں آستانہ والا پر جمع کر دیا ہے۔

بہترین جہازران و ملّاح ملک ملابار کے باشندے ہیں۔

دریاؤں اور بڑی ندیوں اور نہروں میں بھی کشتیاں چلتی ہیں اور تجربہ کار ملّاح مسافروں و نیز ضروری سامان کو ایک ساحل سے دوسرے ساحل تک یہ آسانی پہنچا دیتے ہیں۔

کشتیوں اور جہازوں میں ملازمین کی تعداد ان کی وسعت و ساخت پر منحصر ہے۔

بڑے جہازوں میں بارہ اقسام کے ملازم کار گزار ہیں۔

(۱) ناخدا یعنی تاجہ جہاز، ناخدا کا لفظ ناؤ خدہ کا محقق ہے

جہازوں کی سمت سفر و راہ کو متعین کرنا اسی ملازم کی رائے پر منحصر ہے۔

(۲) معلم، شخص سمندر کے نشیب و فراز سے بخوبی واقف اور علم نجوم کا ماہر ہوتا ہے۔ یہی شخص جہاز کو ہر سمت چلاتا اور اُس کو خطرناک راستوں سے گزرنے نہیں دیتا۔

(۳) تندیل، خلاصیوں کا سردار، جہازوں کی اصطلاح میں ملّاح کو خلاصی اور خاروہ کہتے ہیں۔

(۴) ناخدا، مختے خشب، شخص مسافروں کو لکڑی اور آگ بہم پہنچاتا ہے اور جہاز کو خالی کرنے میں مدد دیتا ہے۔

(۵) سرمنگ، جہاز کو لنگر انداز کرنا اور اُس کا لنگر اٹھا کر جہازوں کو ساحل سے روانہ کرنا، اسی شخص کے فرائض منصبی میں داخل ہے۔ سرمنگ اکثر اوقات معلم کی خدمات بھی بجالاتا ہے۔

(۶) بھنڈاری، جہازی ضروریات کے ذخیرے اس شخص کے سپرد کئے جاتے ہیں۔

(۷) کرائی، جہاز کے تمام اخراجات کو لکھتا اور مسافروں کو پانی بہم پہنچانا اس کا کام ہے۔

(۸) سکان گیر، معلم کی ہدایت کے مطابق جہازوں کی سمت بدلتا رہتا ہے۔ جہازوں پر ان کا ایک گروہ ہوتا ہے اور کبھی کبھی ان کی تعداد بیس سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔

(۹) پنجرہئی، جہاز کے مستقل پرٹھیٹا اور راہ کی حفاظت کرتا ہے اور ساحل کے نمودار ہونے کی دوسرے جہاز کی آمد اور باد طوفان کی برہمی وغیرہ سے اطلاع دیتا ہے۔

گنہشی، یہ شخص ایک قسم کا خلاصی ہے جو جہاز سے اُس پانی کو نکالتا ہے جو جہاز کے سوراخوں کے ذریعے سے اندر آ جاتا ہے۔

(۱۰) توپ انداز، یہ شخص بحری جنگ میں اپنی خدمات بجالاتا ہے۔ ان کی تعداد کی قلت و کثرت جہازوں کی وسعت و ساخت پر منحصر ہے۔

(۱۲) خاروہ، متعدد اشخاص ملازم رکھے جاتے ہیں۔ بادبان کو کھینچنا اور اس کو باندھنا انھیں کے سپرد ہے۔ بعض اشخاص سمندر و دریائی تہ تک غوطہ لگا کر جہازوں اور کشتیوں کے سوراخ کو بند کرتے اور زرواندہ لنگر کو کھولتے ہیں۔

جہازانوں کی تنخواہیں ہر سفر میں جسے اصطلاح میں کوش کہتے ہیں مختلف ہوتی ہیں۔ مختلف بندرگاہوں کے ملازمین کی تنخواہیں حسب ذیل ہیں۔

بندرگاہ سات گائوں (چنگائوں) ناخدا کی تنخواہ چار سو روپے ماہوار مقرر ہے۔ اس رقم کے علاوہ اس کو جہاز میں چار ملیخ یعنی حجرے بھی دئے جاتے ہیں۔ ناخدا ان کو ٹھہریوں میں طرح طرح کے اسیاب جمع کرتا اور ان کو فروخت کر کے بیشمار فوائد حاصل کرتا ہے۔

(دہر جہاز کو آدمیوں اور سامان کے لحاظ سے مختلف حصوں میں تقسیم کر دیتے ہیں اور ہر ایسے حصے کو ملیخ کہتے ہیں۔

اس بندرگاہ میں مسلم کو دو سو روپے ماہوار دئے جاتے ہیں اور دو ملیخ اس کے لئے مخصوص ہیں۔

تندیل کی تنخواہ ایک سو بیس روپے ماہوار ہے اور ایک ملیخ اس کے سپرد ہے۔ ناخدا اسے خشک کو قیس روپے، سرنگ کو پچیس سسکان گیر، پجری اور بھٹاری کو پندرہ پندرہ روپے، خاروہ کو چالیس اور گنمتی کو دس روپے ماہوار دئے جاتے ہیں۔

خاروہ کو تنخواہ کے علاوہ روزانہ خوراک یا اس کا بوقتہ بھی دیا جاتا ہے۔ دیگر انداز (بادرچی) کی تنخواہ دس روپے ماہوار مقرر ہے۔

بندرگاہ کنیا بیت (کیسے) میں ناخدا کی تنخواہ آٹھ سو روپے ماہوار مقرر ہے۔ دیگر ملازمین کو بھی اسی مناسبت سے تنخواہیں دی جاتی ہیں۔

لاہری میں ناخدا کو تین سو روپے ماہوار دئے جاتے ہیں اور اسی مناسبت سے دیگر ملازمین کی تنخواہیں مقرر کی گئی ہیں۔ جنوبی بندرگاہوں کے ملازمین کی تنخواہ اگر دس ہے تو بندرگاہ آچی کے ملازمین کی پندرہ اور بندرگاہ پرنگال کے ملازمین کی پچیس روپے اور ملاکا (ملاکہ) کے ملازمین کی بیس ہے (یعنی جنوبی بندرگاہ آچی)

پرتگال اور ملاکا کے ملازمین کی تنخواہوں میں حسب ترتیب دس، پندرہ، پچیس اور تیس کی مناسبت ہے۔ پیگو اور دھنا سری کے ملازمین کو بندر گنپایت کے ملازمین سے ڈیوڑھی تنخواہ دی جاتی ہے۔

اسی طرح مقام و طول مسافت کے لحاظ سے ملازمین کی تنخواہوں میں اختلاف ہوتا ہے جس کی تفصیل بشوار ہے۔ ملاحوں کو دریائوں اور بندیوں میں کشتی بانی کی اجرت ایک ماہ میں پانچ سو دھام سے زائد اور ایک سو دھام سے کم ادا نہیں کی جاتی۔ سوم جہاں پناہ نے ایک تجربہ کار شخص کو دریائوں کی نگہداشت پر مقرر فرمایا ہے۔

یہ شخص بلند قامت، وجیہ، باوقار، بلند آواز، جفاکش، ہوشیار، کار گزار، مہر پرور، سفروست و شناور (تیرنے میں مشاق) ہوتا ہے۔

چونکہ یہ شخص زمانہ شناس ہوتا ہے اس لئے گزرگاہ (دگھاٹ) کی تمام مشکلات کو آسانی سے حل کر دیتا ہے اور اس اسر کا لحاظ رکھتا ہے کہ نہ تو گزرگاہوں پر زیادہ مجمع ہو اور نہ گزرگاہوں کا راستہ تنگ و ناہموار و غلیظ رہے۔

ہر کشتی میں وہ مسافروں کی تعداد مقرر کرتا ہے اور بقیہ مسافروں کو گزرگاہ پر روک کر ان کا وقت زیادہ ضائع نہیں کرتا۔ اس کا یہ بھی فریضہ ہے کہ غریب اور اہل احتیاج کو بلا محصول آسانی سے دریا یا نہر سے عبور کرا دے۔

اہل مجمع کو تیرنے کی اجازت نہ دے اور اسباب کو سوا گزرگاہوں کے اور کسی مقام پر اُترنے نہ دے اور مسافروں کو سوا شدید ضرورت کے رات کے وقت دریا کو عبور کرنے سے باز رکھے۔

چہارم معافی محصول، جہاں پناہ نے بیشتر محاصل جن کی مجموعی رقم دیگر ممالک کی آمدنی کے برابر ہے، اپنی شانانہ نوازش سے معاف فرما دئے ہیں۔

قبلہ عالم نے صرف اسی قدر محصول مقرر فرمایا ہے جو بحری ملازمین کی تنخواہوں کو کفایت کر سکے۔

سرکاری محاصل ہیچ قلیل ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔
بند گاہوں پر ۱۲ فی صدی محصول سے زائد نہیں لیا جاتا یہ رقم قدیم محال کے مقابلے میں

اس قدر قلیل ہے کہ سوداگر اس رقم کا وجود عدم برابر خیال کرتے ہیں۔

دریاؤں کے محال حسب ذیل ہیں۔

ہر کشتی پر جس میں ایک ہزار روپے کا بوجھ ہو فی کوس ایک روپیہ محصول مقرر ہے بشرطیکہ کشتی اور اس کا بار ایک ہی شخص کی ملک ہوں۔

لیکن اگر کشتی کرائے کی ہے اور کشتی کا تمام مال و بار دوسرے شخص کا ہے جس نے کشتی کرائے پر لی ہے تو ڈھائی کوس کی مسافت پر ایک روپیہ محصول لیا جاتا ہے۔
گزرگاہوں کے محاصل کی تفصیل حسب مندرج ذیل ہے۔

فی ہاتھی دس دام، لد ہوا چھکڑا یا گاڑی چار دام، خالی گاڑی دو دام، لد ہوا اونٹ ایک دام، خالی اونٹ لد ہوا گھوڑا و بیل نیم دام، خالی چوپائے سپہ دام، دوسرے بار برداری کے جانور یا بوجھ اور گٹھے پر فی عدد پلہ دام۔

میں آدمیوں پر ایک دام محصول لیا جاتا ہے لیکن یہ محصول اکثر مساف بھی کرایا جاتا ہے۔

قاعدہ یہ ہے کہ ان محاصل کا نصف یا ایک تہائی سرکاریں داخل ہوتا ہے۔
جہاں پناہ کے حسن انتظام سے سوداگروں کی تمنا پوری ہوئی اور درآمد مال میں

بیکار اضافہ ہوا۔



آئین (۲۷)

شکار

ظاہر میں دنیا پرست طبقہ جانوروں کی صید افگنی کو ایک مسرت خیز شغل سمجھتا ہے اور اپنی لاعلمی کی وجہ سے اس پر ناز کرتے ہیں لیکن حقیقت شناس افراد صید افگنی کو تحصیل علم کا ذریعہ اور اضافہ معلومات کا واسطہ خیال کر کے اپنے خلوت تکرہ عبادت کو ایک خاص نورانی شمع سے روشن و درخشاں کرتے ہیں۔

حقیقت پرست افراد کا مقصد جہاں پناہ کے مشغلہ صید افگنی سے ظاہر و روشن ہو گیا۔

جہاں پناہ اس مشغلے کو سرمایہ دانش خیال فرا کر بغیر عمل کو مطلق کئے ہوئے شکار کے بہانے سے رعیت و سپاہ کے حالات سے واقفیت حاصل کرتے ہیں اور ناشناسی کا لباس پہن کر مالی ملک کی اور خفا نگاہ واقعات سے آگاہ ہوتے ہیں یہ مظلوم طبقے کی بے سنگینی کرتے اور ظالم افراد کو ان کے افعال پر کی سزا دیتے ہیں۔

جہاں پناہ ان بہترین اعراض کو حاصل کرنے کے لئے صید افگنی کا مشغلہ فرماتے ہیں اور اس شغل میں اس قدر اہتمام ظاہر فرماتے ہیں کہ ظاہر میں طبقہ و حضرت کو صرف جانور کشی کا شیدائی خیال کرتا ہے لیکن ارباب بصیرت اصل مقصد سے

آگاہ ہو کر یہ سمجھتے ہیں کہ قبلہ عالم کا مشغلہ صید افگنی اس سے کہیں زیادہ بلند و بالا مقاصد کے حاصل کرنے کا محض ایک ظاہری واسطہ ہے۔

قبلہ عالم جب شکار کے لئے روانہ ہوتے ہیں تو تیز و چابکدست قسراول شکار گاہ کو ہر چار طرف سے گھیر لیتے ہیں۔ تو شکار گاہ سے تقریباً چار پانچ کوس کے فاصلے پر خدمت کے لئے تیار رہتا ہے۔

امرا کے سلطنت و دیگر اشخاص تو ر کے قریب قیام کر کے حضرت کی تشریف آوری کا انتظار کرتے ہیں۔

جو ملازم کد اشیا کی حفاظت پر مقرر کئے جاتے ہیں وہ اپنے متعینہ مقام پر بیٹھتے اور اپنے فرائض کو انجام دیتے ہیں۔

ان ملازمین سے ایک گز چھپے میر قوزک کمر بستہ رہتا ہے اور ڈیڑھ کوس کے فاصلے پر اکثر ملازمین و درباری حاضر رہتے ہیں۔ اس مقام کی خدمت خدمت گروہ کے سپرد ہے۔ اتنے ہی فاصلے پر ایک ہوشیار اور قابل اعتماد در فادار سردار مع چند ملازمین کے موجود رہتا ہے اور آہستہ آہستہ آگے بڑھتا اور شکار گاہ فاصلہ کی حفاظت کرتا رہتا ہے۔ اس شخص کے عقب میں ایک تجربہ کار افسر تمام معاملات کی نگہبانی کے لئے موجود و حاضر رہتا ہے۔

قبلہ عالم کے چند مقرب ملازمین کو بھی اس مقام پر حاضر رہنے کی اجازت مرحمت ہوتی ہے لیکن ان میں خاصکہ وہی اشخاص ہوتے ہیں جو شکار گاہ کے فرائض کو انجام دے سکیں۔

قبلہ عالم تھوڑی دور چلنے کے بعد چند ہمراہیوں کو ساتھ لے کر آگے قدم بڑھاتے ہیں اور قدر سے فاصلہ طے کرنے کے بعد اکثر تنہا اور بعض اوقات ایک یا دو ملازم کے ہمراہ اور آگے بڑھتے ہیں۔

آرام کے اوقات میں ہر دو ہمراہیوں کا گروہ خدمت مبارک میں حاضر رہتا ہے۔ مشغلہ صید افگنی کی بابت قبلہ عالم کے خیالات و مقاصد و نیز حضرت کے انتظامات شکار گاہ کو معرض تشریف لاسنے کے بعد یہاں پناہ صید افگنی کے مختلف طریقوں اور عجیب و غریب کارگزاریوں کا ذکر بھی کیا جاتا ہے۔

شیر کا شکار

(۱) لوہے کی سلاخوں کا ایک مضبوط پنجرہ شیر کی گزرگاہ میں رکھ دیا جاتا ہے۔ اُس کا دروازہ کھلا رہتا ہے اور اُسی کے اندر ایک بکرے کو اس طرح باندھتے ہیں کہ شیر بکرے کو دیکھ تو سکتا ہے لیکن بغیر اندر جائے اُس پر ہاتھ نہیں ڈال سکتا بخیرہ ذرا سی حرکت میں بند ہو جاتا ہے۔

اس طور سے شیر طمع کا شکار ہو کر قفس کے اندر جاتا اور گرفتار ہو جاتا ہے۔
(۲) ایک زہراؤ تیر کو کمان میں لگا کر درخت کی شاخ سے اس طرح باندھتے ہیں کہ خفیف سی جنبش میں تیر چل جائے۔ شیر اس راہ سے گزرتا ہے اور کمان میں خفیف حرکت ہوتی ہے اور تیر چلنے سے نکل کر جانور کے جسم میں پیوست ہو کر اُسے ہلاک کر دیتا ہے۔

(۳) ایک بکرے کو شیر کی گزرگاہ پر مضبوط باندھتے ہیں اور بکرے کے ہر چاروں طرف تین پر خشک گھاس کے چھوٹے چھوٹے پو لے رکھتے ہیں۔ ان پولوں کو سریش سے بالکل ڈھک دیتے ہیں۔ شیر جھپٹتا ہوا آتا ہے اور پولوں پر پنجہ مارتا ہے سریش اُس کے پنجوں میں چپک جاتی ہے اور وہ اُس کو چھڑانے کی کوشش کرتا ہے۔ جتنا بھی زیادہ وہ سریش کو چھڑانا چاہتا ہے اس قدر وہ اُس کے ہاتھ پاؤں میں زیادہ چپک جاتی ہے۔ اس طور سے وہ پریشان ہو جاتا ہے اور شکاری یا تو اُس کا کام تمام کر دیتے ہیں یا زندہ گرفتار کر کے اُس کو سدھا لیتے ہیں۔
قبائے عالم اپنی صداقت پسندی و راستبازی سے اس قسم کے مکر و فریب سے شکار کرنا پسند نہیں فرماتے اور اس مردم آزار جانور کو تیر یا بندوق سے ہلاک کرنا زیادہ پسند فرماتے ہیں۔

(۴) ایک دلیر و تجربہ کار شکاری بھینسے کی پشت پر سوار ہو کر شیر کے سامنے آتا اور جانور کو شیر سے لڑاتا ہے۔ بھینسا شیر کو اپنی سینگوں پر رکھ لیتا ہے اور اُس کو اس قدر اوپر اُچھالتا اور نیچے گراتا ہے کہ جانور ہلاک ہو جاتا ہے۔ اس طریقہ شکار کا نظارہ اور اُس کا تعجب انگیز منظر حد بیان سے باہر ہے۔
سوار کی دلیری اور اُس کا بھینسے کی برہنہ پیٹھ پر اس طرح جم کر کھڑا رہنا حیرت انگیز ہے۔

ایک مرتبہ یہ معلوم ہوا کہ ایک مردم خوار شیر قصبہ باری میں نمودار ہوا ہے۔
قبلہ عالم ناہر خاں ہاتھی پر سوار ہو کر شیر کے جنگل کو تشریف لے گئے۔
شیر نے نکل کر ہاتھی کی پیشانی پر پنجہ مارا اور اس کا سر زمین پر جمکا دیا۔ بادشاہ نے
زبردست پہلوان کی طرح حملہ کر کے اس قوی میکمل اور چشم الود جانور کا کام تمام کر دیا
جس سے تجربہ کار بہادر بھی حیرت میں رہ گئے۔

دوسرے موقع پر جہاں پناہ نے ٹودہ کے قریب ایک جانور کا شکار کیا۔
شیر نے ایک شخص کو پیچھے میں دبوچا۔ جہاں پناہ نے تاک کر ایسا تیر مارا کہ وہ جانور کے
پیوست ہو گیا اور آدمی اس کی گرفت سے رہا ہو گیا۔
ایک مرتبہ قمرغہ کے شکار میں ایک شیر ہرانکا گیا۔ شیر نے جہاں پناہ پر
حملہ کیا اور بادشاہ قادر انداز نے اپنے کمال جرأت سے جانور کے سر پر ایسا تیر لگایا
کہ وہ وہیں ہلاک ہو گیا۔

ایک بار شیر نے ایک پیادے کو پیچھے میں دبوچا۔ ہر شخص اس گرفتار ہلاکی
زبردگی سے مایوس ہو گیا لیکن قبلہ عالم نے جانور کے جسم پر ایسی گولی ماری کہ جانور
ہلاک ہوا اور پیادہ رہا ہو گیا۔

ایک مرتبہ متھرا کے جنگل میں ایک عجیب و غریب واقعہ پیش آیا۔ ایک شیر
ہانکا گیا اور شجاعت خاں جو بہت آگے نکل چکا تھا، سہم کر واپس ہوا۔ جہاں پناہ اپنی
خداداد ہمت کی بنا پر اپنی جگہ پر مستقل کھڑے رہے، شیر آپ کے قریب آیا اور آپ نے
اسے تیز نظر سے دیکھا اس نگاہ انہری ہمت نے جانور پر ایسا اثر کیا کہ وہ تھرتھاتا ہوا واپس ہوا
اور قلیل عرصے میں تیر کی ضرب سے ہلاک کیا گیا۔

قبلہ عالم کی ذات گرامی یگانہ عصر اور حضرت کے کارنامے انسانی عقل و فہم
سے بالاتر ہیں اور میرے لئے ہندی نثر ادب زبان میں ان کارناموں کا مناسب طریقہ پر
معروض بیان میں لانا ناممکن ہے

شیر ان جہاں شکار کردہ و زبور چہ کسار کردہ

در معرکہ کلبہ شمشیر
از بیم فتادہ ناخن شیر

ہاتھی کا شکار

اس جانور کو شکار کرنے کے مختلف طریقے ہیں۔

(۱) کھینچیدہ، شکاری سوار اور پیادے موسم گرما میں اس عجیب و غریب جانوروں کی چراگاہ میں جاتے اور ڈھول اور بانسری بجاتے ہیں۔ یا بجے کی آواز سے جانور بچد خوف زدہ ہوتا اور بے اختیار دوڑتا ہے۔

ہاتھی اپنی جسامت اور دوڑ دھوپ کی محنت سے تھک کر کسی درخت کے سائے میں پڑ جاتا ہے اس وقت چند تجربہ کار شکاری جانور کے قریب جاتے اور اس کے پاؤں اور گردن میں رستی ڈال کر رستی کو درخت سے مضبوط باندھ دیتے ہیں۔ اس قسم کی رستیاں سن یا کسی درخت کی چھال سے تیار کی جاتی ہیں۔

جانور کو اس طرح مضبوط باندھ دینے کے بعد چند پالو ہاتھیوں کو اس نو گرفتار جانور کے پاس لاتے ہیں۔ اس طرح رفتہ رفتہ نو گرفتار جانور مانوس ہو جاتا ہے۔ گرفتار شدہ ہاتھی کی قیمت کا چوتھائی حصہ گرفتار کرنے والوں کو بطور اجرت دیا جاتا ہے۔

(۲) چور کھیدہ، شکاری ایک پالو ہاتھی کو جنگلی ہاتھیوں کی چراگاہ میں لے جاتے ہیں۔

فیلبان جانور کی پیٹھ سے ایسا چمٹ کر لپٹ جاتا ہے کہ کسی جنبش و حرکت سے اس کا پتا نہیں چلتا۔ جنگلی ہاتھی اس سے آویزہ کشی شروع کر دیتے ہیں اور اس دویان میں فیلبان بیدار احتیاط کے ساتھ اس میں سے ایک کے پاؤں میں رستی ڈال کر اس کو گرفتار کر لیتا ہے۔

(۳) گکاؤ، ہاتھیوں کی گورگاہ میں ایک گہرا گڑھا کھودا جاتا ہے، خت رق کی سطح پر سوکھی گھاس بچھا دیتے ہیں۔

جانور اس گڑھے کے قریب آتا ہے اور شکاری جھاڑیوں کے اندر سے شور مچاتے ہیں۔

ہاتھی شور و غل سے گھبراہٹا ہے جس سے اس کی فطری ہوشیاری زائل ہو جاتی ہے اور چلتا ہوا تیزی کے ساتھ دوڑتا اور گڑھے میں گر پڑتا ہے۔

گرفتار شدہ جانور کو چند روز بھوکا اور پیاسا رکھتے ہیں جس کے بعد وہ رفتہ رفتہ مانوس ہو جاتا ہے۔

(۴) پار ہاتھیوں کی آرام گاہ کے تین طرف گڑھا کھود کر صرف ایک سمت ہموار زمین چھوڑ دیتے ہیں اور اسی جانب ایک دروازہ لگاتے ہیں دروازہ کھلا رہتا ہے لیکن اس کو اس طرح رستیوں سے باندھتے ہیں کہ جب چاہیں بند کر دیں۔ اس دروازے کے اندر اور باہر ہاتھی کی مرغوب غذا رکھتے ہیں۔ جانور اس کو کھانا شروع کرتا ہے اور حرص و طمع میں ایسا گرفتار ہو جاتا ہے کہ بلا کسی خیال کے دروازے کے اندر چلا جاتا ہے۔

ایک بے خوف شکاری جو دروازے کے قریب کسی مقام پر چھپا رہتا ہے رستیاں کاٹ کر دروازہ بند کر دیتا ہے۔

ہاتھی اس حرکت سے چوکتا اور دروازہ توڑنے کی کوشش کرتا ہے ایسی حالت میں شکاری آگ روشن کرتے ہیں اور شور و غل مچاتے ہیں جانور پریشان ہو کر اس قدر ہرچا رہا کہ جانپوڑتا ہے کہ آخر تھک جاتا ہے اور اس میں قوت باقی نہیں رہتی۔ اس کے بعد پالو ہاتھی کے پاس باندھ دیا جاتا ہے اور اس طرح رفتہ رفتہ وہ مانوس ہو جاتا ہے۔

قدیم زمانے سے یہی دستور ہے کہ ہر ہاتھی کو مندرجہ بالا طریقوں سے گرفتار کرتے ہیں لیکن جہاں پناہ نے اپنی جدت طرازی سے ایک نیا قاعدہ بھی ایجاد فرمایا ہے جس کی خوبی حد بیان سے باہر اور تعجب انگیز ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اس جانور کی گرفتاری کا بہترین طریقہ جہاں پناہ کی ایجاد ہے جو حسب ذیل ہے۔

جنگلی ہاتھیوں کے گٹے کو شکاری تین طرف سے گھیر کر ہنکاتے ہیں صرف ایک راہ محفوظ رکھی جاتی ہے اس محفوظ راہ پر چند ہتھکنیاں کھڑی کر دی جاتی ہیں ہاتھی مادہ جانوروں کو دیکھ کر ان کی طرف بڑھتے ہیں اور یہ ہتھکنیاں رفتہ رفتہ آگے بڑھتی ہیں یہاں تک کہ حلقے میں داخل ہو جاتی ہیں اور ہاتھی بھی ان کے ساتھ ساتھ اس حلقے میں مذکورہ بالا طریقے پر گرفتار ہو جاتے ہیں۔

چیتوں کا شکار

یہ جانور جنگل میں تین قسم کی زندگی بسر کرتے اور نہایت ہوشیاری سے رہتے ہیں۔ ایک جگہ شکار کرتے ہیں۔ دوسری جگہ آرام کرتے اور سوتے ہیں اور تیسری جگہ سیر کرتے اور باہم کھیلتے کودتے ہیں۔

چیتے اکثر اوقات پیٹری کی چوٹی پر سوتے ہیں۔

چیتوں کے لئے درخت کا سایہ بہترین نعمت ہے۔ یہ جانور درخت کے پتے سے اپنے جسم کو گھڑتا ہے اور اسی درخت کے گرد غلیظ کرتا ہے جس کو ہندی میں آکھر کہتے ہیں۔

قدیم زمانے میں چیتوں کو گرفتار کرنے کا یہ قاعدہ تھا کہ گہرے گڑھے کا گڑھا بنایا جاتا تھا جس میں گڑھے کے قریب آتے اور ان میں گر پڑتے تھے لیکن اس طرح ان کے دفعہ کرنے سے ان کے پاؤں میں ضرب آجاتی تھی۔ گڑھے میں گرنے کے بعد اکثر جست لگا کر وہ باہر نکل جاتے تھے اور اس طرح کبھی کبھی ایک جانور سے زیادہ گرفتار نہیں ہوتا تھا۔

جہاں پناہ لے لے ان جانوروں کے گرفتار کرنے کا ایک نیا قاعدہ ایجاد کیا گیا جس سے بڑے بڑے نامی شکاری حیرت زدہ ہو گئے۔ قبلہ عالم نے گڑھا کھدوایا جو صرف دو یا تین گڑھا ہوتا ہے اور اس خندق میں ایک چھوٹا دروازہ نصب کیا جاتا ہے جو جانور کے گڑھے میں گر جائے اس کے بعد خود بخود بند ہو جاتا ہے۔ اس طریقے پر جب جانور کے چوٹ نہیں لگتی اور نیز یہ کہ بعض اوقات ایک سے زیادہ جانور گرفتار ہو جاتے ہیں ایک مرتبہ سات چیتے یہ ایک وقت گرفتار کئے گئے۔

موسم سرما میں جو ان جانوروں کی مستی کا زمانہ ہے، ایک مادہ جانور جنگل میں گھوم رہی تھی چھتر چیتے اس کے عقب میں ہمراہ آ رہے تھے۔

اتفاق سے مادہ اس قسم کے ایک گڑھے میں پل گئی اور اس کے غریب تھی اس کی آرزو میں اس کے پیچھے چلے گئے۔ اس گڑھے میں کود پڑے جو درحقیقت ایک عجیب و دلکش نظارہ تھا۔

قبلہ عالم اس جانور کو تمکنا کر بھی اس کا شکار کرتے ہیں جو ہمراہیوں کے لئے
بجیہ نشاۃ انگیز تماشا ہوتا ہے۔ ایک طریقہ اس جانور کو شکار کرنے کا یہ ہے کہ
جس درخت کے سائے میں چیتا آرام لیتا ہے اُس کی جڑ میں زنجیریں باندھتے ہیں
جانور جب اس درخت سے اپنے جسم کو رگڑتا ہے تو زنجیریں اس کے پاؤں میں
پھنس جاتی ہیں قبلہ عالم دار الحکومت میں تیس یا چالیس کوس کے فاصلے پر اس جانور کا شکار کرتے ہیں۔ اس
جانور کا شکار خاص کر بانی آسیا وائی الاپور ستام بھٹنڈا بھٹیر پائن پنجاب قنچور جھنجھانوا ناگور زمیر تھا۔
جود مصبور جھنجھانوا اور امر سسر تائن میں اکھیلا جاتا ہے۔

ان کے علاوہ بعض دیگر دور دراز مقامات پر بھی شکار کیا گیا ہے
کی گئی ہیں۔ جہاں پناہ اکثر مذکورہ بالا مقامات میں سے (خود اول الذکر مقامات پر) تشریف
لے جاتے ہیں اور جانوروں کو جو گڑھے میں گر کر گرفتار ہوتے ہیں اپنے ہمراہ لاتے اور
ان کو یوزبانوں کے سپرد کر دیتے ہیں۔

اکثر اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ بادشاہ سلامت اس جانور کے شوق میں
دور دراز مقامات کا سفر کرتے ہیں اور راہ میں کسی مقام پر آسائش کے لئے قیام
فرماتے ہیں کہ اسی اثنا میں ان جانوروں کی گرفتاری کی خبر کسی دوسرے مقام سے
آتی ہے اور قبلہ عالم پہلا ارادہ ملتوی فرما کر جلد سے جلد دوسری جگہ روانہ ہو جاتے ہیں۔
قدیم زمانے میں شکار ہی نو گرفتار چیتے کو تین ماہ میں شکار خانے کے لئے تیار
کرتے تھے اور بعض اوقات محنت و مشقت کے صرف دو ماہ میں جانور تیار
ہو جاتا تھا لیکن قبلہ عالم کی خاص توجہ کی بنا پر اب یہ جانور بہترین طریقے پر صرف
اٹھارہ روز میں تربیت پذیر ہو جاتے ہیں۔ قدیم و ہوشیار یوزبان حضرت کے ایجاد کردہ
طریقے کو دیکھ کر حیرت زدہ ہو گئے اور قبلہ عالم کی جدت طرازی و پایہ شناسی کی مدح میں
تر زبان ہوئے۔

جہاں پناہ دربار کی تربیت میں اضافہ فرماتے، نیز بہترین خیالات کو
دل و دماغ میں جگہ دے کر کبھی کبھی چیتوں کی پرداخت و تربیت کی اور اس طرح
جانوروں کو تعلیم دی کہ حضرت کے تعلیم کردہ چیتوں کو دیکھ کر بڑے بڑے شیر بہ کار
یوزبان تعجب کر گئے۔

ایک عجیب و حیرت انگیز واقعہ حسب ذیل ہے۔

ایک مرتبہ ایک چیتا گرفتار کیا گیا اور جہاں پناہ سنے اس تو گرفتار جانور کو جو ہنوز تربیت یافتہ نہ تھا، شکار کا اشارہ کیا اور اس جانور نے بہترین تربیت یافتہ چیتے کی طرح خدمت انجام دی۔

تماشائی اس امر کو دیکھ کر بے حد حیران ہوئے اور ان کی چشم حقیقت وا ہو گئی۔ تجربہ کار یوزبان سجدہ عقیدت میں گر پڑے اور حضرت کی تعریف میں رطب اللسان ہوئے۔ قبلہ عالم کے مہر انگیز قلب مبارک کی سحر کاری کا ایک نمونہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ ایک چیتا بلا پتے اور زنجیر کے حضرت کے ہمراہ تھا اور مثل دانا انسان کے حضرت کے اشارے پر چلتا تھا اور ہر شکار میں یہ جانور کمال دکھاتا اور اپنی کارگزاریوں سے دوسروں کو مسرور کرتا تھا۔

خاصے کے چیتوں پر دو سو یوزبان مقرر ہیں اور جانوروں کی تربیت کا باقاعدہ انتظام فرمایا گیا ہے۔



آئین (۲۸)

چیتوں کی خوراک اور یوزبانوں کی تنخواہ

اول درجے کے جانور کو پانچ سیر، دوم کو ساڑھے چار سیر، سوم کو چار سیر، چہارم کو پونے چار سیر، پنجم کو ساڑھے تین سیر، ششم کو سواتین سیر، ہفتم کو تین سیر، ہشتم کو پونے تین سیر گوشت روزانہ دیا جاتا ہے۔

چونکہ یکشنبے کو جانوروں کی قربانی نہیں ہوتی، نیز دو شنبے کو ہر جانور کو دو گنا راتب دیا جاتا ہے۔

پیشتر ہر چھ ماہ کے بعد اور اب سال میں ایک بار چار سیر روغن اور ۱۱ سیر گندھک بدن پر مالش کے لئے دی جاتی ہے تاکہ جانور خارش کے مرض سے محفوظ رہیں۔ ہر چیتے کی خدمت و تیمارداری کے لئے چار ملازم مقرر تھے، چونکہ اب انھیں گھوڑے، گھاڑی اور ڈوڈلی بھی دی جاتی ہیں اس لئے ان کی تعداد دو کر دی گئی ہے۔ یوزبانوں کو تیس روپے سے پانچ روپے تک ماہوار تنخواہ دی جاتی ہے اور گھاڑی کے بیلوں کی نگہداشت بھی انہی کو کرنی پڑتی ہے۔

یوزبان دو مدارج میں تقسیم کئے گئے ہیں اور ہر درجے کے پانچ مراتب ہیں جن کی تنخواہیں حسب ذیل ہیں۔

درجہ اول میں اعلیٰ کو تین سو دھام، دوم کو دو سو ساٹھ دھام، سوم کو دو سو چالیس دھام

چہارم دو سو دام پنجم ایک سو اسی دام
درجہ دوم میں اول کو ایک سو ساٹھ دام دوم ایک سو چالیس دام بمقام ایک سو
بیس دام چہارم ایک سو دس دام پنجم ایک سو دام۔
ظاہری شان و شوکت کو برقرار رکھنے کے لئے چیتوں کے لئے زربفت کی
جھولیں، مرقعہ بنجیریں اور ہر چیتے کی نگہداشت ایک امیر سے متعلق ہے جو اس کی
آرائش و زینت کا ہمیشہ خیال رکھتا ہے۔

ہر چیتے کا اس کی صفات کے لحاظ سے نام رکھا جاتا ہے۔
ہر دس جانور کے ایک گروہ کو مشل یا طرف کہتے ہیں
چیتے اپنے مدارج کے اعتبار سے بھی مختلف اقسام میں منقسم کئے گئے ہیں۔
شاہی شکار گاہ میں ایک ہزار چیتے فراہم کئے گئے ہیں جن کے ایک
عجیب و غریب لشکر تیار ہو گیا ہے۔

درجہ اول کے تین چیتے خاص بادشاہ سلامت کے لئے مخصوص ہیں،
پہلے بارگاہ دولت پر پانچ چیتے حاضر رہتے تھے، تین خاصے کے اور دو
دوسرے۔

چیتوں کی سواری کے لئے دو محافے ایک اٹھتی پر کسے جاتے ہیں، ہاتھی
کے ہر طرف ایک محافہ ہوتا ہے اور ہر محافے میں ایک شکاری چیتا بٹھلایا جاتا ہے۔
جو نہایت غبی سے جانوروں کا شکار کرتا ہے۔

اس طرح محافے اہنٹوں، گھوڑوں، خجروں پر بھی کسے جاتے ہیں۔
چیتوں کی سواری کے لئے گاڑیاں بھی بنائی گئی ہیں جن کو بیل یا گھوڑے
کھینچتے ہیں۔ بعض اوقات گھوڑے کی مٹیہ پر بھی ان کی نشست کا انتظام کیا جاتا ہے
اور کبھی کبھی ان کو کھار ڈولی میں بھی لے جاتے ہیں

بہترین چیتا سمند نامک نام چڈول پر سوار ہوتا ہے، اسے بچہ اہستہ تمام
کے ساتھ سوار کر لیا جاتا ہے اور اس کی سواری کے گرد ملازمین عمدہ پوشاک
پہنے ہوئے دوڑتے ہیں اور سواری کے آگے نقارہ بجاتا ہے۔

بعض اوقات اس جانور کو دو شخص گھوڑے پر لے جاتے ہیں اور چڈول کے

دونوں ڈنڈے گھوڑوں کی گردنوں پر رکھے رہتے ہیں۔
 پشتر ایک چیتے کے لئے دو گھوڑے مخصوص تھے لیکن اب دو چیتوں پر
 تین گھوڑے مقرر ہیں۔ بعض جانوروں کے لئے ڈولی اور بیٹنوں کے لئے بیل گاڑی
 مقرر ہے۔

اکثر جانور ایسے ہیں جو ایک خاص ڈولی میں تنہا سفر کرتے ہیں۔
 بالو اور تربیت یافتہ چیتے کی ڈولی کو دو اشخاص اور دوسرے جانوروں کی
 ڈولوں کو تین کہار اٹھاتے ہیں۔

شکاری چیتے کی چالاکی و تیز دستی

چیتے ہوا کے ساتھ دوڑتے ہیں اور شکار کی بوسو نکھتے اور اس کی آواز
 سنتے ہیں۔

شکار کا پتا چلانے کے بعد جانور کو پکڑنے کا خاکہ تیار کرتے اور شکار ہی کو
 جانور کے مقام سے آگاہ کرتے ہیں
 شکاری چیتوں کو اپنے ہمراہ لے کر شکار پکڑنے کے لئے آگے بڑھتے ہیں چیتوں
 کے ذریعے سے تین طریقوں پر شکار کیا جاتا ہے۔

(۱) اُچھٹا گھٹی شکاری اس مقام کے جانب راست سے جہاں کہ
 ہرن نظر آتے ہیں اپنے چیتے کو ہرنوں پر چھوڑتے ہیں اور چیتا چپکے سے ہرن کو اپنے
 پیچھے میں پکڑ لیتا ہے۔

(۲) رگھنی چیتا ہرن کی نگاہ سے چھپا رہتا ہے۔ شکاری چیتے کو
 دور سے ہرن دکھلاتے ہیں اور یہ مشاقت و حیلہ گر جانور ایک جھاڑی سے دوسری
 جھاڑی کو پہنچتا ہوا ہرن کے قریب پہنچتا ہے اور اس کو پکڑ لیتا ہے۔

(۳) مہرہاری چیتے کو گاڑی سے اتار کر ایک جھاڑی میں چھپا دیتے ہیں
 لیکن ہوا کا رخ چیتے کی طرف ہوتا ہے۔ گاڑی کو مخالف سمت لے جانے میں ہرن
 ہر دو جانب سے مشتبه ہو کر پریشان ہوتا ہے، جانور کو شش در ویکہ کر مٹکا چیتا

جھاڑی سے نکل کر اُس کو گرفتار کر لیتا ہے۔

اس شکاری جانور کی حیاء سازی اور اس کی چالاکی کے حالات زبان و قلم سے ادا کرنا محال ہے اور اُس کی ہوشیاری اور صفائی کو تحریر کے ذریعے سے معرض بیان میں لانا ناممکن ہے۔ نہ کی موجودگی میں مادہ کو شکار نہیں کرتا اور بڑے جانور کے ہوتے ہوئے بچوں کا شکار نہیں کرتا اور ہرنوں کے جھنڈ میں ہمیشہ نہ جانور کو گرفتار کرتا ہے۔

اس جانور کا قاعدہ ہے کہ جب شکار پر دوڑتا ہے تو اپنے ہاتھ اور پاؤں سے مٹی اڑاتا ہوا چلتا ہے تاکہ گرد و غبار میں اپنے کو چھپائے رکھے اور ہرن کو ہوشیار دیکھ کر زمین پر اس طرح لیٹ جاتا ہے کہ اُس کا نام و نشان ہی نظر نہیں آتا۔

قریم زمانے میں چیتے ایک حملے میں تین سے زیادہ جانوروں کا شکار نہیں کر سکتے تھے لیکن اب ایک مرتبہ میں بارہ ہرن تک پکڑ لیتے ہیں۔

قبلہ عالم نے خود ہی شکار کا ایک طریقہ ایجاد فرمایا ہے جس کو چتر مندل کہتے ہیں۔

شکاری ہرنوں کی چراگاہ کے قریب مختلف جھاڑیوں میں چھپ کر بیٹھتے ہیں اور حلقہ بنا کر ہرنوں کو ہر طرف سے گھیر لیتے ہیں اس کے بعد چیتوں کو ہر چار طرف پھوڑتے اور ایک ہی غلے میں متعدد جانوروں کا شکار کر لیتے ہیں۔ یوزمانوں اور تربیت کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کے لئے جانوروں کی تیز دستی و بہترین جملہ انگیزی کے موقع پر انعام دیا جاتا ہے اور اس طرح حسن خدمت کی قدر کی جاتی ہے۔

ہر جانور پر ایک خاص انعام بھی مقرر ہے جس کی تفصیل بعد شوار ہے۔

ہمال پتاد کے جذبہ ہرائگیزی کا ایک عجیب و غریب کرشمہ یہ ہے کہ ایک چیتے اور ایک ہرن میں باہم اس قدر موافقت ہو گئی کہ ہر دو جانور ہر وقت ساتھ رہتے اور ایک دوسرے سے جدا نہ ہوتے۔

تعلیق انگیزانہ ہے کہ یہی چیتا جیسے کہ دو سرور ہرن پر پھوڑا جاتا تو مثل دیگر جانوروں کے اس کا شکار کرتا تھا۔

قریم زمانے میں بعض اس خوف سے کہ جانور اس سرکشی و صغیر پسندی کے غلبے سے بے قابو ہو کر بھاگ نہ جائیں چیتے سرور میں ہی سے باندھ دئے جاتے تھے

لیکن اس مبارک عہد میں قبلہ عالم کے بہترین قوانین کی برکات سے یہ جانور اس قدر مانوس ہو گئے ہیں کہ شام کو بھی کھلے رہتے ہیں اور ان کو جنگل کی یاد نہیں آتی اور ہر طرح فرماں برداری کرتے ہیں۔

قدیم زمانے میں یہ بھی دستور تھا کہ چیتوں کی آنکھوں پر بجز شکار کے موقع کے ہر وقت پٹی بندھی رہتی تھی تاکہ جانور بھڑک کر میتابی کا اظہار نہ کر سکیں لیکن آجکل بے نقاب ہر طرف گھومتے اور آزاد رہتے ہیں۔

خاصے کے چالیس چیتے ایسے ہیں جن پر آزمایازی لگاتے ہیں جس کا چیتا پہلے شکار کرتا ہے وہ دوسروں سے بازی جیت جاتا ہے اور اسی طرح جس کا چیتا تمام جانوروں سے قبل بیٹل ہرن شکار کر لاتا ہے تو وہ دوسروں سے فی کس پانچ روپے وصول کرتا ہے۔

سید احمد بارہہ جو خاصے کے چیتوں کا سردار ہے ہر شرط میں ایک ہر پناہ لیتا ہے۔ اس طرح اس نے بیشمار رقم حاصل کی ہے۔ اگر کوئی امیر بیس سیاہ ہرنوں کے سینک جہاں پناہ کے ملاحظے میں پیش کرتا ہے تو اپنے ہم عصر امرا میں ہر ایک سے ایک اشرفی وصول کرتا ہے۔

اسی طرح قراولوں اور طرفداروں میں بھی باری لگائی جاتی ہے۔ مختصر یہ کہ ہر شخص ہر موقع پر زیادہ سے زیادہ ہرن لاسنے کی کوشش کرتا ہے۔ ہرنوں کی کھالیں غربا کو انعام کے منہن میں عطا ہوتی ہیں۔ حیرت انگیز امر یہ ہے کہ جہاں پناہ ہرنوں کی کھال دیکھ کر فوراً بتلا دیتے ہیں کہ ہرن کس شکار گاہ کا جانور ہے۔

جمعے کے روز قبلہ عالم شکار نہیں کھیلتے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ شاہزادہ ولی عہد بہادر کی ولادت کی بابت جہاں پناہ نے اس قسم کی نذر کی تھی جس کو پورا فرماتے ہیں۔

سیاہ گوش

قبلہ عالم اس کو تاہ قامت مگر جری و بہادر جانور سے شکار کرنا بھی پسند فرماتے ہیں۔

قدیم زمانے میں سیاہ گوش، لومڑی اور غرگوش کا شکار کرتے تھے لیکن اب سیاہ ہرن کو بھی پکڑتے ہیں۔

ہر جانور کو روزانہ ایک سیر گوشت دیا جاتا ہے۔
ہر سیاہ گوش کے لئے ایک خاص ملازم مقرر ہے۔
ہر غرگوش کا کو سو دمام، ہر ارغوانخواہ دی جاتی ہے۔

گئے

جہاں پناہ اس جانور کو اس کی بہترین عادات کی وجہ سے بچہ پسند کرتے ہیں۔
قبلہ عالم مختلف ممالک سے کئے سنگواتے ہیں جن میں بہترین قسم کا جانور
کابل سے لایا جاتا ہے خاص کر اسلایع ہزارہ سے۔

کشتوں کو زیور ات سے آراستہ کرتے اور ان کے مختلف نام رکھے جاتے ہیں۔
کئے ہر قسم کے جانور پر حملہ آور ہوتے ہیں جس میں زیادہ تعجب انگیز امر
یہ ہے کہ بعض اوقات شیر پر بھی حملہ کرتے ہیں۔

بعض کئے دشمن پر حملہ کر کے اس کو خاک و خون میں ملا دیتے ہیں۔
خاصے کے جانوروں میں ہر کئے کو روزانہ دو سیر گوشت دیا جاتا ہے۔
دوسرے کشتوں کے لئے فی جانور چار سیر گوشت مقرر ہے۔ ہر دو تازی جانوروں پر
ایک نگہبان مقرر ہے۔ ہر غرگوش کا کو سو دمام، ہر ارغوانخواہ دی جاتی ہے۔

ہرن کا شکار ہرن سے

یہ فراری ہونے والا جانور بھی مانوس ہو کر الماعت بجاتا ہے۔ شکار کا طریقہ
حسب ذیل ہے۔
ہرن کے سینک پر ایک جال باندھ دیتے ہیں اور اس کو جنگلی جانور کے
مقابلے میں چھوڑ دیتے ہیں۔

دشتی ہرن خوف زدہ ہو کر پالو جانور سے جنگ آزمائی کرتا ہے۔

دوران جنگ میں جنگلی ہرن کے سینک یا پاؤں یا کان حبال میں پھنس جاتے ہیں، شکاری جو جھاڑیوں میں چھپے رہتے ہیں، دوڑ کر گرفتار شدہ ہرن کو پکڑ لیتے ہیں۔

نو گرفتار جانور رفتہ رفتہ مانوس ہو جاتا ہے۔

اگر جال ٹوٹ جاتا ہے یا یہ کہ ہرن اپنے حریف سے جنگ کرتے کرتے تھک جاتا ہے تو اپنی دانائی سے محافظ کے پاس واپس آتا ہے جو یا تو جال کو درست کر دیتا ہے یا دوسرے جانور کو آویزہ کشی کے لئے روانہ کرتا ہے۔

سلطان فیروز خلجی اس طرح کے شکار کو بیحد پسند کرتا اور ہمیشہ اس میں مشغول رہتا تھا، لیکن قبلہ عالم نے شکار کے اس طریقے میں جدت پیدا کی اور اس کو بہتر بنایا۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جنگلی ہرن صبح سے شام تک برابر آویزہ کشی جاری رکھتا ہے اور چار جانوروں تک کو شکست دیتا اور پانچویں ہرن سے گرفتار ہوتا ہے۔ اس زمانے میں ہرن اس درجہ فرماں پذیر بنا دئے گئے ہیں کہ شب کے وقت بھی جنگ آزمائی کرتے ہیں۔ اگر جال ٹوٹ جاتا ہے یا یہ کہ صحرائی جانور بھاگ جاتا ہے تو پالو ہرن اپنے نگہبان کے پاس واپس آتا ہے۔

ایسا بھی ہوتا ہے کہ آواز طلب سن کر جنگ آزمائی سے باز آتا اور نگہبان کے پاس واپس آتا ہے اور دوبارہ جنگ کا اشارہ پاتا ہے تو حریف کے مقابلے میں جا کر جنگ شروع کر دیتا ہے۔

قدیم زمانے میں ہرن شب کو آزاد نہیں کئے جاتے تھے اور یہ خوف رہتا تھا کہ جانور کھلا رہنے سے ممکن ہے کہ جنگل کی راہ لے، اور اگر کبھی آزاد کرتے بھی تھے تو اس کے پاؤں میں ایک وزنی گیند باندھ دیتے تھے تاکہ فرار نہ ہو سکے۔

ہرن کی دانائی اور وفاداری کے بیشمار افسانے زباں زد ہیں۔

زمان حال میں ایک جانور کی حیرت انگیز داستان بیان کی جاتی ہے کہ صوبہ الہ آباد کے ایک ہرن نے جنگل کی راہ لی اور مختلف دریاؤں اور سیدانوں کو طے و عبور کرتا ہوا اپنے وطن یعنی صوبہ پنجاب میں پہنچ کر اپنے قدیم مالک کے در پر

جا کھڑا ہوا۔

قدیم زمانے میں ہرن کے شکاریں ایک دو سے زیادہ اشخاص شریک صید انگلی نہ ہوتے تھے۔ یہ اشخاص بھی ہرن کے رمیدہ مزاجی کے خوف سے بھیس بدل کر جھاڑیوں میں چھپے رہتے تھے اور سوا جنگلی ہرن کے بالوہ نور سے شکار کا کام نہ لیتے تھے جن کو کسی نہ کسی طرح گرفتار کر کے صید انگلی کی تعلیم دیتے تھے۔

قبلہ عالم نے اس زمانے میں ایک ایسا جدید طریقہ شکار ایجاد فرمایا جس میں دو سے زائد اشخاص ایک مرتبہ شکار کھیلنے ہیں۔ صید انگلی کا قاعدہ یہ ہے کہ شکاری چالیس میل سے صکار آہستہ آہستہ آہو زار میں لئے جاتے ہیں اور خود ان کے پیچھے چھپ جاتے ہیں اور قریب پہنچ کر جانوروں کا شکار کرتے ہیں۔

اس زمانے میں اس جانور کی نسل بھی بڑھائی جاتی ہے اور اس طرح خانہ زاد شکاری تیار ہو جاتے ہیں

ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ہرن کے خد شکار خود جھاک جاتے ہیں اور جب انور ان کے عقب سے ان کو پھانڈتا ہے وحشی ہرن یہ خیال کرتے ہیں کہ جانور چھٹی کھارہا ہے اور اس کے قریب آکر لڑتے اور گرفتار ہوتے ہیں۔

قبلہ عالم اس طریق شکار کو ناپسند کرتے ہیں اور مادہ ہرن کے ذریعے سے جنگلی جانوروں کو پا لور ہرن سے آویزہ کشی کراتے ہیں۔

ایک مرتبہ ایک ہرن نے چتے کو گرفتار کیا جس کا پاؤں ہرن کے جال میں پھنس گیا تھا۔ ہر دو جانور کجرات سے قبلہ عالم کے حضور میں لائے گئے جیسا کہ پیشتر مذکور ہوا۔

گھنٹا پیرہ: ایک دوسرے طریقہ شکار کا نام ہے۔

شکاری ایک سپڑ یا ٹوکری کے کوالٹا پکارتے ہیں اور اس کی آڑ میں روشن چولغ رکھتے ہیں اور دوسرے ہاتھ سے گھنٹی بجاتے ہوئے دوڑتے ہیں اور جو اشخاص کی روشنی دیکھ کر اور گھنٹیوں کی آواز سن کر جمع ہو جاتے ہیں اور جو اشخاص تاک میں رہتے ہیں وہ ہرنوں کو تیر سے شکار کر لیتے ہیں، بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ جانور باجے کی آواز سن کر مست و مدہوش ہو کر گرفتار ہو جاتے ہیں۔

بعض شکاری خوش آوازی کے ساتھ گاتے ہیں اور جانور نغمہ سرائی سے
 بہوت ہو کر قریب آ کر کھڑے ہو جاتے ہیں تو سنگ۔ دل شکاری ان کا کام تمام
 کر دیتے ہیں قبلہ عالم نے عرصے سے دونوں طریقوں کو معیوب سمجھ کر ترک فرما دیا ہے۔
 تھانگی، ایک برہنہ سر شکاری جنگلی جانور کے رو برو آتا ہے اور دیوانہ وار
 اپنے سر کو ہلاتا اور مجنونانہ حرکات کرتا ہے، جانور اس شخص کو پاگل سمجھ کر اس کے قریب
 آتا ہے اور متحیر ہوتا ہے، دوسرے شکاری جو چھپے رہتے ہیں، جیسٹ کر اس کا شکار
 کرتے ہیں۔

بوکارہ، چند شکاری تیر و کان ہاتھ میں لے کر دوڑ ویہ ایک دوسرے سے
 کسی قدر فاصلے پر آڑ میں بیٹھ جاتے ہیں اور ہرن اسی سمت ہانکے جاتے ہیں، ہانکنے والے
 اپنے ہاتھ میں سفید چادر لے کر ہوا میں اڑاتے ہیں، ہرن خوف زدہ ہو کر بھاگتے ہیں اور
 شکاریوں کے قریب پہنچ کر اپنی جان کھو بیٹھتے ہیں

ڈواؤن، بوکارہ سے مشابہ ایک قاعدہ ہے، دوکاندار سبز پوش اسی طرح
 کھڑے ہوتے ہیں اور جانور ان تیر اندازوں کی طرف ہانکے جاتے ہیں۔ شکار کا
 یہ طریقہ بجد نشاط انگیز ہے جس میں ہرن پریشان ہو کر گرنا شروع جاتے ہیں۔

آچارہ، شکاری سر سے پاؤں تک سبز رنگ کے کپڑے پہنتے ہیں اور
 تیر و کان کو بھی سبز کپڑوں سے لپیٹ دیتے ہیں اور اس کے بعد آزادی سے آہو زار
 میں جاتے اور جانوروں کا شکار کرتے ہیں۔ یا یہ کہ ہرن کی کھال کی رستیاں بناتے ہیں
 اور رستیوں کو درختوں سے مضبوط باندھ دیتے ہیں۔ یا چکر رستیوں کو درخت کے اوپر
 باندھ کر ان کو اس مقام پر جہاں کہ ہرن ہوتے ہیں لٹکا دیتے ہیں اور ہوا کے رخ حبال
 سمجھاتے ہیں، شکاری ایک طرف سے نمودار ہوتے ہیں اور ہرن ٹھوکر ہو کر اسی مقام
 کی طرف بھاگتے ہیں، جہاں حبال پکھے ہوئے ہیں اور اس طرح حبال میں گرفتار ہو کر
 پکڑ لئے جاتے ہیں۔

بعض اوقات شکاری درخت کی آڑ میں چھپ کر ہرن کی بولی بولتا ہے
 جانور اپنے بچس کی آواز سن کر درخت کے قریب آتا اور گرفتار مصیبت ہو جاتا ہے۔
 بعض شکاری مادہ ہرن کو میدان میں ایک جگہ باندھ دیتے ہیں، یا یہ کہ پالو ہرنوں کو

جنگلی ہرن کی چراگاہ میں چھوڑ دیتے ہیں، جنگلی ہرن پالو جانوروں کے پاس آتے اور گرفتار ہوتے ہیں۔

وہ اٹھلی۔ شکاری دیوانوں کی طرح برہنہ سر دوڑتے ہیں اور ان کے کپڑے پان کی پیک سے اس طرح تر رہتے ہیں کہ گویا جسم زخم آلود ہو گیا ہے، شکاری خود مجنونانہ حرکت کرتا ہے، جنگلی جانور اس خود ساختہ دیوانے کے گرد جمع ہو کر اس کی موت کا انتظار کرتے ہیں اور اس طرح بجا خواہش کی طرح میں گرفتار ہو کر نذر اجل ہو جاتے ہیں۔

شکار نگاہ و میش (بھینسے کا شکار)

اس جانور کے شکار کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک بڑی رستی زمین میں مضبوط دبا دیتے ہیں، اس رستی کا سرا اور پرہتا ہے جس میں پھندا لگا رہتا ہے۔ اس رستی میں ایک دوسری رستی باندھتے ہیں اور دوسری رستی میں ایک مست بھینس کو باندھ کر شکاری چھپ جاتا ہے، جنگلی بھینسا مادہ کو دیکھ کر اس مقام پر آتا اور اس سے بھتی کھاتا ہے۔ ایسی حالت میں شکاری جھاڑی سے نکل کر پھندا بھینسے کے پاؤں میں ڈال دیتا ہے۔

بعض اوقات شکاری بدحواس ہو جاتا ہے اور بھینسے کی ایک ہی لالت میں اپنی جان سے ہاتھ دھوٹا ہے۔

اس جانور کے شکار کرنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ شکاری اُن تالابوں پر جاتے ہیں جہاں جنگلی بھینسے نہانے کے لئے جمع ہوتے ہیں اور تالابوں کے ہر چار طرف جال بچھا دیتے ہیں۔

شکاری پالو بھینسوں پر سوار اُتھ میں نیزے لئے ہوئے پانی میں اُترتے ہیں جنگلی جانور اُن کو دیکھ کر قریب آتے ہیں جن میں سے بعض تو نیزوں سے ہلاک ہو جاتے ہیں اور چند جال میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔

جنگلی بھینسوں کی چپراگاہوں میں بھی جانوروں کو اسی طرح شکار کرتے ہیں۔

پرندوں کا شکار

قبلہ عالم ان بلند پرواز جانوروں کو سجدہ پسند فرماتے ہیں اور ان کے طرح طرح کے شکار سے مسرور و خوش ہوتے ہیں۔

جہاں پناہ اگرچہ بازو شاہین و شاہباز و برگت تمام جانوروں کو پالنے اور ان کی تربیت فرماتے ہیں لیکن آتشہ کو حد درجہ عزیز رکھتے اور اس کو مختلف ناموں سے پکارتے ہیں۔

خاکسار مولف کو تعجب کے ساتھ اس کام کو ختم کرنا ہے اور ظاہر ہے خلاصہ نویسی میں اتنی گنجائش کہاں کہ اس دل آویز داستان کو تفصیل کے ساتھ معرض بیان میں لائے اور ہر جانور کی کارپردازی کے مفصل حالات جداگانہ لکھے۔

مولف اول تو ان جانوروں کی بابت بہت کم واقفیت رکھتا ہے دوسرے یہ کہ فطرۃً جانور کشی سے نفرت رکھتا ہے (۱) وجوہات کی بنا پر مفصل نظر انداز کر کے ناظرین کی واقفیت کے لئے چند سطور میں اس دراز قصبے کو ختم کرتا ہے۔

موسم بہار کے وسط میں پرندے ملاحظہ عالی میں پیش ہوتے ہیں اور اس کے بعد ان کو گریز کے لئے (پر جھڑنا) بتلاتے اور شہروں میں روانہ کرتے ہیں۔

گریز کا وقت ختم ہونے کے بعد جانور بار بار جہاں پناہ کے حضور میں پیش کئے جاتے ہیں۔

معائنے کی ابتدا خاصے کے بازو سے ہوتی ہے اور یہ پرندہ تاریخ خرید کے تقدیم و تاخر کے اعتبار سے یکے بعد دیگرے پیش کئے جاتے ہیں۔ دوسرے بازو اپنے شکار کی تعداد کے لحاظ سے پیش ہوتے ہیں۔

ان کے بعد آتشہ شاہین کھیلا، چپک، آتشہ بھری، بھپہ بھری، شکرہ، چپک، شکرہ، ترمتھا، اکی، بیسہ، دھوتی، پیرغ، چو غیلہ، گار، چوگر، چپک، گرا، ملاحظہ عالی میں ترتیب وارہ پیش کئے جاتے ہیں۔

مولچین یا موچین بھی ملاحظہ عالی میں پیش ہوتا ہے یہ ایک پرندہ ہے جو گویا سے

مشابہ ندرنگ کا ہوتا ہے۔ شاہین کی طرح یہ بھی کلنگ کا شکار کرتا ہے۔ اس کے متعلق یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ پرداز میں کلنگ کے پکتر ڈالتا ہے، یا یہ کہ اس کی آنکھوں کو زخمی کر دیتا ہے لیکن اس روایت کی ہنوز صحت نہیں ہوئی۔

آود پر بھی ایک قسم کا شکاری پرند ہے جو کشمیر سے لایا جاتا ہے۔ جانور نرنگ اور ملوٹے سے کسی قدر چھوٹا ہوتا ہے اس کی چنچ سرخ، سیدھی اور لانی اور دم زیادہ لانی ہوتی ہے۔ یہ ہوا میں اڑتا اور چھوٹے پرندوں کا شکار کرتا اور مالک کے ہاتھ پر آکر بیٹھ جاتا ہے۔

ان کے علاوہ بے شمار اقسام کے پرندوں کو شکار کی تعلیم دی جاتی ہے جن کی تفصیل یہاں طویل ہے مثلاً کونے، کنجشاک، پوند اور سارو کو بھی شکار کرنے کی تعلیم دی جاتی ہے۔

قبلہ عالم اپنی حوصلہ مندی اور اضافہ شان و شمت کے لئے باز کے شکار کو پسند فرماتے ہیں، اگرچہ ظاہر میں افراد یہ خیال کرتے ہیں کہ جہاں پناہ کا منشا صرف جانور کشی ہے۔

اس سرشت میں بھی ہتیار منصیڈاڑا ہدی اور دیگر سوار ملازم ہیں۔ اس سرشت کے پیادے اکثر کشمیری و ہندی ہیں۔ پیادوں کی تنخواہ حسب ذیل ہے۔

کشمیری

درجہ اول میں

(۱) اول رتبے والوں کو ساڑھے سات روپے ماہوار۔

(۲) دوم کو سات روپے ماہوار۔

(۳) سوم کو پونے سات روپے۔

درجہ دوم میں

(۴) دوم اول رتبے والوں کو ساڑھے چھ روپے۔

(۵) دوم کو سوا چھ روپے۔

(۶) سوم کو پونے چھ روپے۔

درجہ سوم میں

- (۷) سوم اول کو ساڑھے پانچ روپے ہفتوار
 (۸) دوم کو پانچ روپے
 (۹) سوم کو ساڑھے چار روپے

ہندی

درجہ اول میں

- (۱) اول کو پانچ روپے
 (۲) دوم کو پونے پانچ روپے
 (۳) سوم کو ساڑھے چار روپے
 درجہ دوم میں۔

- (۴) دوم اول کو سوا چار روپے
 (۵) دوم کو چار روپے
 (۶) سوم کو پونے چار روپے

درجہ سوم میں

- (۷) سوم اول کو ساڑھے تین روپے
 (۸) دوم کو سوا تین روپے
 (۹) سوم کو تین روپے

پرندوں کی خوراک

اگرچہ کشمیر و دیگر بلاد ہندوستان کے چڑیا خانوں میں ان پرندوں کو ایک بار روزانہ گوشت دیا جاتا ہے لیکن قوش خانہ شاہی میں ہر ایک روز میں دو بار گوشت پاتے ہیں، خوراک کا وزن مندرجہ ذیل ہے۔
 بان، سات دام، جترہ، چھ دام، بھجری، لاجپن اور کھیلہ پانچ پانچ دام، باشہ تین دام۔

چپک۔ باشہ و شکرہ چپک۔ شکرہ بیسہ، دھوتی روگیر جانور، دو دام۔
شام کے وقت پرندوں کو کنٹھشاک کا گوشت کھلاتے ہیں جن کی تعداد
مندرج ذیل ہے۔

باز، سات چڑیاں، جڑہ، دھوتی، سات سات چڑیاں، لاجپن پانچ چڑیاں۔ باشہ،
تین چڑیاں، دوگیر جانور، دو چڑیاں۔ اس وقت چرغ و لگر کو بھی گوشت دیا جاتا ہے۔
شکار، شاہیاز و برکت کور و زانہ ایک سیر گوشت کھلایا جاتا ہے۔ شکار
کے روز یہ جانور اپنے صید سے شکم سیر ہوتے ہیں۔

پرندوں کی قیمت

شوقین اپنی خواہش، نیز نا تجربہ کاری کی وجہ سے پرندوں کو گراں قیمت پر
خرید کرتے ہیں۔

قبلہ عالم اگرچہ چڑی ماروں کے منافقہ کا لحاظ فرماتے ہیں لیکن اس کے ساتھ
اپنے عدل و انصاف سے قیمت میں کیسائی بھی پیدا کر دی ہے۔

جہاں پناہ نے پرندوں کا نرخ ایسا مقرر فرمایا کہ بچنے والے نفع سے
فائدہ اٹھاتے ہیں اور خریداروں کو نقصان برداشت کرنا نہیں پڑتا۔ ان کی صفات
کے لحاظ سے قیمتوں کے تین مدارج مقرر فرمائے ہیں۔

(۱) خانہ کریز جانور۔ یہ وہ جانور ہیں جن کے بال و پر شکار آموز ملازمین
کی نگہداشت میں تیار ہوتے ہیں۔

(۲) چوز۔ وہ پرند جن کے ابھی بال و پر نہیں نکلے۔

(۳) تریناک۔ وہ پرند جو جنگل ہی میں تیار ہو چکے ہیں۔

قیمتوں کا تعین

(۱) بہترین باز درجہ اول، بارہ اشرفی۔

بہترین باز درجہ اول میں دوم کی نو اشرفی۔

ایضاً سوم کی چھ اشرفی۔

درجہ دوم میں دوم اول کی دس اشرفی۔

دوم کی سات اشرفی

دوم سوم کی چار اشرفی۔

دوم چارم کی دو اشرفی۔

تیسرے درجے کے باز کی قیمتیں درجہ دوم سے کم ہیں۔

(۲) حجرہ یعنی سفید باز

درجہ اول کی قیمتیں حسب مدارج آٹھ، پانچ، دو، اور ایک اشرفی ہے۔

دوسرے درجے کی قیمتیں حسب مراتب چھ، چار، ڈیڑھ، ایک اشرفی

اور پانچ روپے مقرر ہیں۔

باشہ۔

درجہ اول تین، دو، ایک اشرفی اور چار روپے،

درجہ دوم دو، ایک اشرفی اور پانچ روپے۔

(۳) شاہین ہر دو قسم، تین، دو اور ایک اشرفی۔

(۴) بھری، دو، ڈیڑھ اور ایک اشرفی۔

(۵) بچہ بھری۔ اس کی قیمت جوان پرندوں سے قدر سے کم ہے۔

(۶) چرخ، ڈھائی، دو اور ڈیڑھ روپیہ۔

(۷) چپک باشہ ایک روپیہ، آٹھ آنہ، چار آنے۔

(۸) خیلہ، ڈیڑھ روپیہ، ایک روپیہ، آٹھ آنہ۔

(۹) شکو، ڈیڑھ روپیہ، ایک روپیہ، آٹھ آنہ۔

(۱۰) بیسہ، دو روپیہ، ڈیڑھ روپیہ، ایک روپیہ۔

چپک شکو، لگر، جھگر، ترمٹی اور ریکی کی قیمتوں کے مدارج مقرر

نہیں ہیں۔

قبلہ عالم ہر پرندہ شکار کو اس کی حیثیت کے مطابق انعامات بھی عطا فرماتے ہیں

ہر شکاریں جو رقم بطور انعام مقرر ہے وہ ایک اشرفی سے لے کر ایک دام تک ہی جاتی ہے۔

اگر باز شکار کو مردہ بازندہ پکڑلاتے ہیں تو انعام شکار کی خوبیوں اور شکار کی جسامت کے اعتبار سے دیا جاتا ہے۔

پرنڈ کا خاص ملازم انعام کا نصف حصہ خود لیتا ہے۔
اگر قبایہ عالم خود شکار کرتے ہیں تو انعام پچاس فی صدی کم ہو جاتا ہے۔
اگر پرنڈ بطور پیشکش ملا خطے میں گزرا جاتا ہے تو فی پرنڈ ڈیڑھ روپیہ قوش بگی اور ایک روپیہ محاسب کو عطا ہوتا ہے۔ دیگر جانوروں میں انعامات کی تقسیم حسب ذیل ہے۔

جرّہ کے شکاریں قوش بگی کو ایک روپیہ اور محاسب کو ۱۲ روپیہ۔
باشہ کے شکاریں قوش بگی ۱۲ اور محاسب ۱۲ روپیہ۔
ہر لچہ، چرخ، چرخیدہ، خیلہ، بھری بچہ کے شکاریں قوش بگی ۱۲ اور محاسب ۱۲ روپیہ۔

ہر چپک، باشہ و دھوتی وغیرہ کے شکاریں قوش بگی ۱۲ اور محاسب ۱۲ روپیہ۔
سرکاری چرڈیا خانے میں جانوروں کی کم از کم تعداد مندرج ذیل ہے۔
باز و شاہین، چالیس چالیس۔

جرّہ، بند باز، تیس
باشہ، ایک سو

بھری و چرخ، بیس بیس
لکڑی شکرہ، دس دس۔

مرغابی

اس جانور کا شمار بچہ مسترست خیز ہے۔
اس کے شکار کرنے کا عجیب دل آویز طریقہ یہ ہے کہ ان کا ایک مصنوعی جسم

خود اسی چڑیا کے چڑے سے تیار کرتے ہیں جس میں پرویا زو و چونچ و دم وغیرہ تمام اعضا ہوتے ہیں اور اس مصنوعی جسم میں دوسو راج انگھوں کی بجائے بنا دئے جاتے ہیں۔
شکاری اس جسم میں اپنا سر داخل کر کے پانی میں کھڑا ہوتا ہے پانی اُس شخص کی گردن تک ہوتا ہے۔

شکاری نہایت ہوشیاری کے ساتھ آگے بڑھتا ہوا جانوروں کے پاس جاتا ہے اور ایک ایک کر کے اُن کو غرق آب اور گرفتار کرتا ہے۔ ان میں سے بعض اپنی ہوشیاری کی وجہ سے اڑ کر نکل بھی جاتے ہیں۔

کشمیر میں باز کو ایسا سدھاتے ہیں کہ وہ اُس کو تیرنے کی حالت میں پکڑتا اور شکاری کے پاس کشتی میں لے آتا ہے یا یہ کہ مرغابی کو پانی کے اندر ڈبو کر خود اُس کی پیٹھ پر بیٹھ جاتا ہے یہاں تک کہ ملاح قریب پہنچ کر اُسے پکڑ لیتا ہے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ بھینسوں کو پانی میں چھوڑ دیتے ہیں اور خود اُن کی آڑ میں چلتے اور قریب پہنچ کر ان کو گرفتار کر لیتے ہیں۔

دراج

اس جانور کا شکار کرنے کے مختلف طریقے ہیں جن میں سب سے زیادہ عجیب و غریب طریقہ یہ ہے کہ دراج کے بچوں کو پکڑتے اور اُن کو شکار کی تعلیم دیتے ہیں۔

پرند تربیت پاکر دوسرے پرندوں سے لڑتا ہے۔ پالو دراج کو ایک قفس میں بند کرتے ہیں اور پنجرے کے قریب جال بچھا دیتے ہیں جانور شکاری کا اشارہ پاکر بولتا شروع کرتا ہے۔

نظر بند دراج کی آواز سن کر دوسرے جانور جذبہ مہر و محبت سے متاثر ہو کر یا یہ کہ اُس سے جنگ کرنے کے لئے اُس کے قریب آتے ہیں اور جال میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔

پودنہ

اس جانور کا شکار کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ شکاری مٹی کا ایک بھوتو بناتا ہے جس کی گردن تنگ ہوتی ہے شکاری رات کو اُس کو بجاتا ہے جس سے اُو کی آواز نکلتی ہے۔

جانور اس وحشی آواز کو سُن کر خوف زدہ ہوتے اور ایک ہی مقام پر جمع ہو جاتے ہیں۔
دوسرے شخصِ خس کا ایک گنگھار روشن کرتا ہے اور اُس کو تیزی کے ساتھ گردش
دیتا ہے اور غریب بے زبان آسانی سے گرفتار ہو جاتے ہیں۔

لکڑا

یہ شکل و صورت میں چرخ سے اور جسامت و قامت میں جڑہ سے مشابہ ہے۔
تربیت شدہ پرند کے جسم کے چاروں طرف جال باندھتے ہیں اور پرندوں
کے پراس کے پنجوں میں دے دیتے ہیں۔ پالو لگا کر اس طرح تیار کر کے ہوا میں
چھوڑتے ہیں۔

دوسرے جانور یہ خیال کر کے کہ پرند کے پنجے میں شکار ہے اُس کے قریب
آتے اور جال میں گرفتار ہو جاتے ہیں اور اس طرح زمین پر گر پڑتے ہیں۔

غوغائی

اہل شکار پالو غوغائی کو اُٹو کے ساتھ ایک صلیب نما لکڑی کے اوپر مضبوط
باندھتے ہیں اور ان کے چاروں طرف بالوں کے جال لگا دیتے ہیں۔
اُٹو مضطرب ہو کر بھڑبھڑاتا ہے، غوغائی یہ سمجھ کر کہ اُس کا ہمنشین آدینہ کشی
کرنا چاہتا ہے چلانا شروع کرتا ہے۔ دوسرے، مجھنس جانور آواز سن کر اُٹو کو آتے اور
جال میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔

غوک (مینڈھک)

اس جانور کو بھی گوربا پکڑنے کی تعلیم دیتے ہیں۔ یہ شکار بچہ لکچپ و خوشنما
ہوتا ہے۔

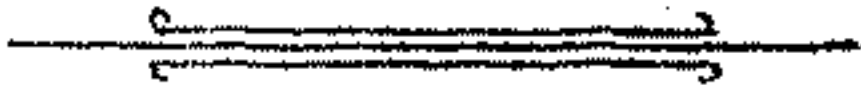
قبلہ عالم کڑویوں کی باہم جنگ آزمائی دیکھنے کے بھی سجد شائق ہیں اچانک
کٹھی اس جانور سے بھاگتی ہے، جہاں پناہ کہیوں کی گریز کی سعی و کوشش اور
اُس کی اچھل کود و پیرائیں کا دشمن سے لڑنا وغیرہ ملاحظہ فرماتے اور خوش ہوتے ہیں۔

پیت

عشق است و صد ہزار تنہا مرا چہ جرم گزوا ہمیشہ کہ دل شہید امر چہ جرم

حقیقت یہ ہے کہ ہمارے ہمارے پناہ کا چیتوں سے اس درجہ مانوس ہونا
حضرت کی محبت کا ایک ادنیٰ کرشمہ اور قلیلہ عالم کی قوت پایہ شناسی کا کم ترین
نمونہ ہے۔

میرے لئے ان مشاغل کی تفصیل بیان کرنا بیحد مشکل ہے، اس لئے
جزئی حالات کو نظر انداز کر کے اس بحث کو ختم کرتا ہوں اور دوسرا عنوان
شروع کرتا ہوں۔



آئین (۲۹)

نشاط بازی

جہاں پناہ نے اپنی غائر نگاہ سے نشاط و مسرت حاصل کرنے کے مختلف ذرائع اختیار فرمائے ہیں۔

قبیلہ عالم مشغایہ نشاط اندوزی کو بھی بنی نوع انسان کے افعال و کردار کے جانچنے کا ذریعہ خیال فرماتے ہیں۔

حصول نشاط کے مختلف طریقے ہیں جن میں سے بعض خاص مناسبات کا ذکر ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

چوگان بازی

ظاہر میں حضرات اس مشغلے کو نشاط اندوزی و اہو و لعب کا ذریعہ خیال کرتے ہیں لیکن ارباب بصیرت اس میں بھی جیتی و چالاکی، استقلال و ثابت قدمی کے جذبات کو مخفی و پنهان پاتے ہیں۔

اس کھیل سے انسان کی قدر و قیمت کا اندازہ اور باہمی محبت کا رشتہ مضبوط ہوتا ہے۔

مضبوط و طاقتور انسان اس کھیل سے مشاق شہسوار ہوتے ہیں اور گھوڑوں میں

اطاعت پذیری و چستی و چالاکی پیدا ہوتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جہاں پناہ اس مشغلے کو پسند فرماتے ہیں۔ قبلہ عالم اس کھیل میں مشغول ہو کر بظاہر تو غفلت و جاہ میں اضافہ فرماتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں بنی نوع انسان کے مخفی خصائل و عادات سے واقفیت و آگاہی حاصل فرماتے ہیں۔ آپ جب میدان کو تشریف لے جاتے ہیں تو ایک خوش نصیب و ماہر فن کھلاڑی حضرت کا دمقابل منتخب کیا جاتا ہے۔

چند چالاک چوگان باز جو تمام تر ایک ہی خیال میں مست رہتے ہیں، حضرت کے ہمراہ جاتے ہیں

ان سواروں کا بالاتفاق یہی ارادہ ہوتا ہے کہ قبلہ عالم کی جانب سے حضرت کے حریف کے مقابلے میں اپنے جوہر چوگان دکھائیں۔

جہاں پناہ اپنی ہر محبت کے اعتبار سے کھلاڑیوں کا لیے وجہ تعین نہیں فرماتے بلکہ قرعہ ڈال کر جوڑ منتخب فرماتے ہیں اور اس کھیل میں دس آدمیوں سے زیادہ اشخاص کو شریک نہیں فرماتے لیکن ان کے علاوہ اور دیگر اراکین میدان سے علیحدہ حکم کے منتظر کھڑے رہتے ہیں۔

ایک گھڑی گورنے کے بعد کھلاڑی آرام لیتے ہیں اور دوسری جوڑ میدان میں آتی ہے۔

چوگان دو طریقے پر کھیلی جاتی ہے۔

پہلا طریقہ یہ ہے کہ گیند کو چوگان کے خم میں لے کر آہستہ آہستہ وسط میدان سے بال تک لے جاتے ہیں۔ اس طریقے کو ہندی میں رول کہتے ہیں۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ گیند کو تاک کر چوگان نور سے مار تے ہیں اور وسط میدان سے دور پھینک دیتے ہیں، کھلاڑی گیند کے ساتھ ہی دوڑتا ہے اور دوسروں سے قبل گیند کے قریب پہنچ کر اس کو بار وگرو وسط میدان کی طرف واپس کرتا ہے۔ اس طریقے کو ہندی میں تیلہ کہتے ہیں۔

تیلہ مختلف طریقوں سے کھیلا جاتا ہے۔ کھلاڑی یا تو اپنے سیدھے ہاتھوں سے چوگان پکڑتا ہے اور گیند پر ضرب دگا کر اس کو داہنی جانب آگے یا پیچھے پھینکتا ہے

یایہ کہ بائیں ہاتھ میں چوگان لے کر یہی عمل کرتا ہے اور یایہ کہ گیند کو گھوڑے کے سینے کے سامنے لاکر اس کو داہنی یا بائیں طرف پھینکتا ہے۔

جانور کے سینے کے علاوہ اس کے پاؤں کے عقب یا اس کے جسم کے نیچے سے بھی گیند اس کی طرف پھینکی جاسکتی ہے۔ اگر گیند گھوڑے کے سامنے نہ ہو تو بھی سوار اس کو آگے پھینکتا ہے یا یہ کہ گھوڑے کی پشت پر کچھ پیچھے ہٹ کر گیند کو آگے بڑھاتا ہے قبلہ عالم گیند پر ہر طرح ضرب لگانے میں مجید مشتاق دیکھتے زمانہ میں جہاں پناہ اکثر اوقات گیند پر اس وقت بھی ضرب لگاتے ہیں جبکہ وہ بالائے ہوا ہوتی ہے۔ قبلہ عالم کی یہ مشتاقی و تیز دستی دیکھ کر ناظرین محو حیرت ہو جاتے ہیں۔ گیند کے بال میں پہنچنے کے بعد دور و نزدیک ہر مقام پر اطلاع دینے کے لئے نقارہ بجایا جاتا ہے۔

اس کھیل کی رونق اور اس کے شوق میں اضافہ فرمانے کے لئے حضرت نے اس میں شرط و بازی لگانے کی بھی اجازت دی ہے۔

حریف باہم ایک دوسرے سے بازی جیتتے ہیں اور جو شخص گین کو بال تک پہنچاتا ہے شرط کی رقم میں اس کا حصہ دوسروں سے زیادہ ہوتا ہے۔ اگر گیند پر بالائے ہوا اس طرح ضرب لگائی جاتی ہے کہ گیند میل کی حد سے باہر گرتا ہے یا گرایا جاتا ہے تو بازی بڑھ بھی جاتی ہے۔ اس موقع پر تیز دست کھلاڑی گیند کے قریب جمع ہو کر اس کو لے جانے کی کدو کاوش کرتے اور عجیب ترین ہنر و کرتب دکھلاتے ہیں۔

قبلہ عالم تاریک شب میں بھی چوگان بازی کرتے ہیں جس کو دیکھ کر ہوشیار کھلاڑی بھی حیرت زدہ ہو جاتے ہیں۔

رات کو روشن گیند استقبال کی جاتی ہے۔ یہ گیند پلاس کی کٹڑی کی بنائی جاتی ہے جو جلد آگ کو بکڑتی اور دیر تک روشن رہتی ہے

غریب و زبنت میں ترقی دینے کے لئے جو جاہ و ثروت کے لئے لازم ہے جہاں پناہ سونے اور چاندی کے گھونگرو چوگان کے سروں پر نصب کراتے ہیں۔ اگر کوئی گھونگرو چوگان سے ٹوٹ کر زمین پر گر جاتا ہے تو جو کھلاڑی اس کو

پاتا ہے وہ اُسی کی ایک خیال کیا جاتا ہے۔ اس کھیل کی نوعیت اور اُس کی خوبیاں
معرض بیان میں نہیں آسکتیں، خصوصاً میرے ایسے ناواقف کے لئے اختصار نویسی بھی
ایک مشکل خدمت ہے

عشق بازی (کبوتر بازی)

قبلہ عالم کبوتر بازی کو عشق بازی کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔
یہ مشغلہ جو اغیار کو عالم بخیری کی سیرکراتا ہے۔ جہاں پناہ کی فہم و فراست
کی وجہ سے حضرت کے لئے بیداری کا سرمایہ ہے۔ قبلہ عالم اس شغل میں بھی بیشمار
ظاہرین و بے اصول اشخاص کو اطاعت پذیری کی تعلیم دیتے اور اس کھیل سے
عالم میں اتحاد و مہر و موافقت کے جذبات پیدا فرماتے ہیں۔

کبوتروں کو اڑانے اور اس بازی گری کے رونما ہونے سے (رقص پرواز سے)
اہل دل کے وجد و سلسلے کا نقشہ نگاہوں کے سامنے پھر جاتا ہے اور اس مشغلے میں
صانع باکمال کی قدرت کاملہ کو دیکھ کر بے اختیار زبان پر اُس کی حمد و ثنا جاری
ہو جاتی ہے۔ غرض کہ جہاں پناہ کا اس معمولی مشغلہ و نشاط میں اس درجہ منہمک ہونا
انہی وجوہ پر مبنی ہے جن کا ذکر اذیر کیا جا چکا۔ اس زمانے میں کبوتروں کی نوعیت و
حالت پائے کمال کو پہنچ گئی۔ ایران و توران کے مخالف آنے لگے اور سوداگروں کے
تافلے ان پرندوں کو لے کر دیوہلت پر حاضر ہوئے۔

جہاں پناہ اپنے بچپن کے زمانے میں کبوتر بازی کے بچہ شائق تھے لیکن
عنقوان شباب میں حضرت نے اس مشغلے سے کنارہ کشی کی۔ اب جبکہ عقل و دانش کا
آفتاب نصف النہار پر پہنچا تو قبلہ عالم نے بار دیگر اس شغل پر پوری توجہ فرمائی۔

ایک تربیت پذیر سبز کبوتری جو خان اعظم کو کلاتاش کی ملکیت تھی حضرت
کے ہاتھ آگئی۔ جہاں پناہ کے زیر تربیت اُس نے اپنے صفات میں عید ترقی کی
یہاں تک کہ تمام جانوروں میں بہترین قرار پا کر مومینہ یا مویہ کے نام سے
مشہور ہوئی۔

اس کبوتری کی نسل سے متعدد اعلیٰ قسم کے جانور پیدا ہوئے جو اشکی۔ الماس

پریزاد اور شاہ غودی کے نام سے مشہور ہیں۔

مذکورہ بالا اقسام کی اولاد بھی بیشمار بڑھی اور یہ جانور تمام عالم کے بہترین کبوتر قرار پائے جنہوں نے عمر شیخ مرزا اور سلطان حسین مرزا کے کبوتروں کی یادوں سے بھلا دی۔

جہاں پناہ کے کبوتر خانے میں جانوروں کو اس درجہ بہتر و عجیب تربیت دی گئی کہ ایرانی و تورانی کبوتر باز حیرت زدہ ہوئے اور انہوں نے اس فن کی تسلیم از سر نو شروع کی۔

قدیم زمانے میں ہر قسم کے جانور باہم جوڑا کھاتے تھے حضرت نے کبوتروں کی رعنائی جس پر دان و غیرہ صفات کے لحاظ سے اُن کے جوڑے منتخب فرمائے۔ حضرت کے انتخاب سے چیدہ و بہترین بچے پیدا ہوئے

قاعدہ یہ ہے کہ بیگانہ نژاد کو پانچ یا چھ روز ایک جگہ رکھتے ہیں، اس زمانے میں دونوں آپس میں ایسے مانوس ہو جاتے ہیں کہ زمانہ دراز کی مفارقت کے بعد بھی ایک دوسرے کو پہچان لیتے ہیں۔

مادہ جفتی کھانے کے بعد کم از کم اٹھویں اور زیادہ سے زیادہ بارھویں روز انڈے دیتی ہے۔ اگر کبوتری چھوٹی یا بیمار ہوئی تو کچھ روز اور زیادہ گزرتے ہیں۔ یہ جانور ہر سے جنتی شروع کرتے ہیں اور فروردین میں ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ انڈے تعداد میں اکثر دو اور کمتر ایک ہوتے ہیں۔ دن کو فرانڈوں کو سیتا ہے اور رات کو مادہ اُن پر بیٹھتی ہے اور اس طرح انڈوں میں گرمی و نرمی پہنچاتے ہیں۔

سر میں اکیس روز میں بچے نکل آتے ہیں اور اگر موسم گرم ہوتا ہے تو سترہ یا اٹھارہ دن میں بچہ برآمد ہو جاتا ہے۔ تقریباً چھ روز بچہ قلمہ کھاتا ہے (یعنی دانہ جس کو ماں باپ پانی کی طرح قوام آسا کر کے بچے کو کھلاتے ہیں) اس مدت کے بعد نژادہ اپنے پر پٹے سے غیر مضمت شدہ دانہ نکال کر بچوں کے منہ میں ڈالتے ہیں۔ ایک ماہ کے بعد بچے دانہ چکے لگتے ہیں اور اس حالت کو پہنچ کر ماں باپ سے علیحدہ کر لئے جاتے ہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک کبوتری کے انڈے دوسرے جانور کے نیچے چھاتے ہیں اور یہی کبوتری بچوں کو نکالتی اور اُن کی پرورش کرتی ہے۔

خانہ پرور جواں بچے تربیت کے لئے منتخب کئے جاتے ہیں۔ بعض ان میں سے تو اپر رکھ کر طاقتور و مقام آشنا کئے جاتے ہیں۔

ان ہر دو مراتب کے طے ہونے کے بعد ان کی معمولی خوراک کا پلہ یا پلہ حصہ دانہ روزانہ دیا جاتا ہے۔

جانور جب بھوک کے کچھ عادی ہو جاتے ہیں تو ان کو اڑنا سکھایا جاتا ہے اور روزانہ چالیس پرواز کرتے ہیں۔ اڑ کر بیٹھنے تک ایک پرواز شمار کی جاتی ہے۔ اس زمانے میں چرخ و بازی پر چنداں لحاظ نہیں کیا جاتا۔

ابتداءً دس پرول کے نکلنے کے بعد کبوتروں کی پرواز شروع ہوتی ہے اور جب آٹھ پر گر جاتے ہیں تو پرواز سے روک لئے جاتے ہیں اور ان کو آرام پہنچایا جاتا ہے۔ اس روک اور آرام رسائی کو اصطلاح میں خوابانیدن کہتے ہیں۔

ایسے جانوروں کے جدید پروا دو ماہ میں نکل آتے ہیں اور اب نسبت پیشتر کے بہت زیادہ طاقتور ہو جاتے ہیں۔ یہی زمانہ ان کی ہنر آموزی کی آزمائش کا سمجھا جاتا ہے اور جب کبوتر چرخ و بازی بخوبی کرنے لگتے ہیں تو قبیلہ عالم کے ملا خطے میں پیش کئے جاتے ہیں اور چار ماہ کامل پرواز کرتے اور چرخ و بازی کے کرشمے دکھاتے ہیں۔

کبوتر کا شوق پرواز اور اس کی حرکت پرواز (جو ایک دورہ تمام کر لیتی ہے) کو چرخ (چکر) کہتے ہیں۔

اگر گردش درست نہ ہوئی تو اس پرواز کو تفتف کہتے ہیں۔ پرواز کی قیسم ناقص خیال کی جاتی ہے۔ بازی سے مراد ”معلق زدن“ ہے یعنی قلا بازی کھانا۔

ایک گروہ کی رائے ہے کہ حالت پرواز میں جانور کے دونوں بازو باہم مل جاتے ہیں اور دیکھنے والے یہ خیال کرتے ہیں کہ جانور قلا بازی کھا رہا ہے۔ قبیلہ عالم نے اس رائے کی آزمائش کے لئے جانوروں کا ایک پر سیاہ رنگوا دیا اور معلوم ہو گیا کہ یہ رائے قطعاً غلط ہے۔

بعض جانور چرخ و بازی کے عالم میں بھی اس درجہ بیخود ہو جاتے ہیں کہ مدھوش ہو کر زمین پر گر پڑتے ہیں۔ اس حالت کو گلولہ کہتے ہیں اور جانور کے عیوب میں شمار کرتے ہیں۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جانور حالت پرواز میں چوٹ کھا کر نیچے آتا ہے لیکن

زمین کے قریب پہنچ کر اس کو اپنے گرنے کا ادراک ہوتا ہے اور اسی عالم میں بارگاہ پرواز کر جاتا ہے۔

خاصے کے کبوتر خانے میں ہر کبوتر پندرہ چکر لگاتا اور ستر قلابازیاں کھاتا ہے جس کو دیکھ کر تداشائی خیرین ہو جاتے ہیں۔

قدیم زمانے میں گیارہ یا اکیس کبوتروں کی جماعت ایک ساتھ اڑانی جاتی تھی، لیکن فی الحال ایک سو ایک جانور تک ایک ساتھ اڑائے جاتے ہیں۔

قبلہ عالم کی قاص توجہ سے جانور اس درجہ تربیت یافتہ ہوتے ہیں کہ رات کو بھی بلند پروازی کرتے اور قلابازیاں کھاتے ہیں۔ ان جانوروں کی یہ حالت ہے کہ سفر و کوچ کے وقت کبوتر بھی ساتھ ساتھ پرواز کرتے ہیں، کھار ان کے آشیانے لاکھ میں لے کر دوڑتے ہیں اور جانور سفر میں بھی پرواز کرتے کرتے نیچے اترتے اور تھوڑی دیر آشیانوں میں آرام لے کر پھر پرواز کرتے ہیں۔

ان کی صحیح تعداد معروض تحریر میں لانا بیحد دشوار ہے لیکن اندازہ یہ ہے کہ کسری کبوتر خانے میں ہیں ہزار سے زائد کبوتر موجود ہیں ان میں سے پانچ سو کبوتر خاصے کے ہیں۔ کبوتر اپنے ہنر و صفات میں بیحد مشہور ہیں اور بیشمار افسانے ان کی بابت زباں زد عوام ہیں۔

قدیم کبوتر باز جانور کے پاؤں کو مروڑ یا یہ کہ شکاف چشم و سوراخ بینی کو دیکھ کر اس کی نوعیت کا اندازہ لگاتے تھے، لیکن اس سے زیادہ خوبی نسل کے نشانات کی شناخت سے محروم تھے۔

قبلہ عالم نے اس قسم کے بے شمار نشانات کا اندازہ فرمایا اور کبوتر کی نوعیت و قیمت کا مقرر کرنا جو قدیم زمانے میں مشکل کام تھا اب قطعاً آسان ہو گیا۔ جہاں پناہ نے قدیم کبوتر بازوں کے نشانات شناخت میں اپنی جدت طرازی سے مختلف قسمیں کر دیں۔

(۱) ہر دو چشم و بالائی و پائین نشانات۔ آٹھ ناخن، چوخی کے دونوں اطراف یعنی بالائی و زیریں ان نشانات کو باہم ایک دوسرے سے ملا کر مختلف مدارج حسن و خوبی کے پیدا کر لئے گئے۔

(۲) یہ کہ قبیلہ عالم نے کیوتروں کے پاؤں کے چھلہ دار گرہوں کے مختلف الوان سے اُن کی صفات اور اُن کی اقسام کی شناخت فرمائی۔ ایک جداگانہ دستہ تیار کیا گیا ہے جس میں یہ نشانات ترتیب وار مندرج ہیں۔

مذکورہ بالا نشانات کی بنا پر قبیلہ عالم نے کیوتروں کے دس مدارج قرار دئے ہیں اور ہر درجے کے جانوروں کے لئے مخصوص کیوتروں کے قائم فرمائے ہیں۔

پہلے کیوتروں کے میں جانوروں کی قیمت مقرر نہیں ہے اور ان کا نرخ بدلتا رہتا ہے۔

بے شمار مفلس افراد بہترین کیوتروں کو تربیت پذیر کر کے دولت مند ہو گئے ہیں۔

اول کیوتروں کے علاوہ دیگر خانوں کے کیوتروں کی قیمت مندرجہ ذیل ہے۔

دوم، ایک جوڑ، تین روپے۔

سوم، ایضاً ڈھائی روپے۔

چارم، ایضاً دو روپے۔

پنجم، ایضاً ڈیڑھ روپیہ۔

ششم، ایضاً ایک روپیہ۔

ہفتم، ایضاً $\frac{3}{4}$ روپیہ۔

ہشتم، ایضاً $\frac{1}{2}$ روپیہ۔

نہم و دہم ایضاً تین اششت۔

معائنہ کے وقت سے پیشتر متوجہ نژاد کیوتروں کو ملاحظہ سے گزرتے ہیں اور اس کے بعد

اشکی خیل

اگرچہ اشکی خیل متوجہ کی نسل سے ہیں لیکن ہر دو قسم میں ایک اعتباری فرق پیدا کر دیا گیا ہے۔

اشکی خیل کے بعد چار زرہی کیوتروں کو ملاحظہ میں پیش ہوتے ہیں (ان کیوتروں کا

باپ حاجی علی ہرقندی کا کسی کیوتروں سے اور ان کی ماں عودی سے ہیں) کے مالک کا نام

مولف کو معلوم نہیں ہے۔ اس جوڑ سے سے بہترین و نامی کیوتروں پیدا ہوئے اور ان کا

ذخیرہ دنیا میں نام اور ثابت ہوا۔

دیگر کیوتروں کی قدر و قیمت اُن کی عمر یا خریداری کے اوقات کی بہت پر مقرر

کی جاتی ہے۔

خاصے کے کبوتروں کے رنگ

گنسی، ذرہ، آمیری زمیری (جہاں ذرہ و امیری) قبیلہ عالم نے اس رنگ کو زمیری کے نام سے موسوم کیا (چینی، تفتی، شفتی، عودی، سرمئی، کشمشی، علوانی، مستندی، جگری، نباتی، دوعی، و شکلی، جیلانی، نیلو فری، ازرق (میان در دو نخودی) جہاں پناہ نے اس رنگ کو ازرق کے نام سے موسوم کیا) آتشی، شفتالو، گل گز، زرد، کاغذی، زاعی، اگرہی (میان نباتی و کشمشی) تھرقی، خضری (میان سبز و عودی) جس کو قبیلہ عالم اس نام سے یاد فرماتے ہیں) آبی، سرگ (میان سرمئی گنسی یہ نام جہاں پناہ کا مقرر کردہ ہے) ان میں سے ہر رنگ کے کبوتروں کے مختلف نام ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

گلر، دم غارہ، یک رنگ، حلقوم سفید، پرتسفید، کلہ، غز غار، ماگھ، باری، آل پر، کلہ پرتھدم، طوق دار، مروارید، مشغلہ دم وغیرہ زمانہ حال میں اکثر کبوتر باز جانوروں کا ایسا نام رکھتے ہیں جن سے ان کے رنگ کا اندازہ ہوتا تھا جہاں پناہ نے ان کے صفات کے اعتبار سے ان کے نام مقرر کئے، چند نام حسب ذیل ہیں۔

بغز قرہ پلاک، ابیاری، پلنگ نگاری و ریختہ پلاک

ان کے علاوہ بے شمار کبوتر ایسے بھی ہیں جو چرخ و بازی تو نہیں کہتے لیکن اپنے دلفریب رنگ و خوش آئند کرشموں کی وجہ سے بچہ محبوب و ہر دل عزیز ہیں ان کبوتروں کے نام و نیز ان کے صفات مندرجہ ذیل ہیں

(۱) کوک کبوتر۔ اس کی آواز سے خدا کی یاد دل میں تازہ ہوتی ہے (یعنی اذان کی آواز سے مشابہہ ہے)

(۲) بگہ۔ یہ جانور عجیب و دلکش آواز سے صبح کو بیدار کرتا ہے۔

(۳) لقان۔ بچہ ناز و کرشمہ کرتا، اپنے سر گردن و دم کو بہترین طریقے پر

حرکت دیتا ہے۔

(۴) لوٹن کیوترباز اس جانور کو گھسیا کر زمین پر پھینک دیتے ہیں اور یہ مرغ تخم میل کی طرح رقص کرنے لگتا ہے۔ بعض جانور کیوترباز کے زمین پر ہاتھ پٹکنے سے اور بعض کا ایک سے باہر نکل کر چوہ مارنے سے بھی یہ تماشا شروع کر دیتے ہیں۔

(۵) کھیرنی۔ اس قسم کے جانوروں میں نر کو مادہ کے ساتھ جیب محبت ہوتی ہے۔ نر اڑتا ہے اور اس قدر بلند ہو جاتا ہے کہ دکھائی نہیں دیتا، مادہ کو ایک قفس میں بند کر کے اس کو دکھاتے ہیں، مادہ پر نگاہ پڑتے ہی بیقرار ہو جاتا ہے اور فوراً زمین پر گر پڑتا ہے جو بہت پہلا معلوم ہوتا ہے۔

بعض جانور دونوں پرکھولے ہوئے اور بعض ایک پر اور بعض دونوں پر دونوں کو بند کر کے زمین پر گر پڑتے ہیں۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جانور انتہائی پرواز میں ایک پر بند کر کے دوسرا کھول دیتا ہے اور اسی حالت میں زمین پر آ جاتا ہے۔

(۶) یہ کیوترباز نامہ بری کی خدمت انجام دیتا ہے۔ کیوترباز کی ہر قسم کو اس قسم کی تعلیم دیتے ہیں اور تربیت یافتہ کیوترباز دراز مقامات پر غلطی لے جاتے اور جواب لاتے ہیں

(۷) نشاوری۔ یہ اپنی ٹاپک کو بخوبی پہچانتا ہے اور آشیانے کے برابر ہی اڑتا ہے، اس قدر بلند پروازی کرتا ہے کہ نگاہ سے چھپ جاتا ہے اور دو ایک روز متواتر اسی عالم میں رہتا ہے، لیکن جب کبھی کہ زمین پر اڑتا ہے تو اپنے ہی آشیانے میں قیام کرتا ہے۔

(۸) پریا۔ اس کیوترباز کے پاؤں بالوں سے ڈھنکے رہتے ہیں اور یہ ٹھنڈی سائیں بھرتا ہے۔

بعض کیوترباز بہت ہی خوبصورت پر و بال اور اپنے رنگ کی خوبی کی وجہ سے پالے جاتے ہیں اور مختلف رنگ کی وجہ سے مختلف قسم کے پالے جاتے ہیں اور ان کے نام مندرج ذیل ہیں۔

(۹) گولہ۔ یہ جنگلی ہیں۔ ان کا خاصہ ہے کہ اگر چند پکڑ لیں جانتے تو دوسرے شیرازی، تشویشی، کاشانی، جوگیہ، ریوہ دہن، گسی، قوسہری

جنگلی کبوتران کے گرد اس قدر کثرت سے جمع ہوتے ہیں کہ ان کی تعداد ہزاروں تک پہنچ جاتی ہے۔

گولہ کبوتر ہر روز جنگل کو جاتے ہیں اور جب آشیانے کو واپس آتے ہیں تو ان کو کھاری پانی پلایا جاتا ہے۔ جس قدر دانہ جنگل میں چلتے ہیں اگل دیتے ہیں جو دوسرے کبوتروں کو دیا جاتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ کبوتر تیس سال سے زیادہ زندہ نہیں رہتا۔

سو پر داز کرنے والے کبوتروں کے لئے چار سیر دانہ کافی ہے۔

سو کبوتروں کو روزانہ پانچ سیر دانہ دیا جاتا ہے۔ اور جتنی شدہ کو ساڑھے سات سیر

روزانہ دانہ دیا جاتا ہے۔ پر داز کرنے والے کبوتروں کو خالص باجرا دیا جاتا ہے

اور دوسروں کو ساتوں اناج ملے ہوئے یعنی چانول، چنا، مونگ، باجرا، ہندو اور جوار

اگرچہ اکثر ملازمان شاہی کبوتروں کی خدمت کرتے اور ان کو تعلیم دیتے ہیں

لیکن چندا شخص نے اس فن میں خاص کمال پیدا کر کے ناموری حاصل کی ہے۔

ان افراد کے نام حسب ذیل ہیں۔

قلی علی بخاری، مستی سمرقندی، ملا زادہ، پور ملا احمد چاند، مقبل خاں چیلہ،

خواجہ صندل چیلہ، موہن ہروی، عبداللطیف بخاری، حاجی قاسم بلخی، حبیب شہر ستری

سکنہ، رچیلہ، آلتو، مقصود سمرقندی، خواجہ بہلول، چیلہ بھیرا نند۔

اس سررشتے کے خدمتگارسپاہیوں کے مد سے خواہ پاتے ہیں۔

پیادوں کو دو روپے سے لے کر اڑتالیس روپے تک ماہوار دئے جاتے ہیں۔

چوڑ بازی (چوسر بازی)

اہل ہند قدیم زمانے سے اس کھیل کے دلدادہ و شیدائی ہیں۔

چوسر ترا سولہ ہرے ہوتے ہیں۔ ان مہروں کی شکل بالکل یکساں ہوتی ہے۔

ہر چار ہرے ایک رنگ کے ہوتے ہیں۔ تمام ہرے ایک ہی طرح کی چالیں چلتے ہیں۔

چوسر پانسوں سے کھیلی جاتی ہے۔ پانے تعداد میں تین اور شکل میں شش پہلو

ہوتے ہیں۔

پانسوں کے چار ٹولانی پہلوؤں پر ایک دو، پانچ، اور چھ نقطوں کے نشانات رہتے ہیں۔

بساط کی شکل دو مستطیل کی ہے جو ایک دوسرے کو زاویہ قائمہ پر قطع کرتے ہیں۔
بساط ہر چار جانب برابر ہوتی ہے اور ہر ضلع میں تین قطاریں اور ہر قطار میں آٹھ خانے ہوتے ہیں۔ درمیان میں ایک چھوٹا مربع چھوڑ دیا جاتا ہے۔
اکثر چار اشخاص اس کھیل میں شریک ہوتے ہیں، دو دو آدمیوں کی دو جوڑ ہوتی ہیں۔

ہر شخص کے پاس چار ہرے ہوتے ہیں اور ہر کھلاڑی اپنے سامنے والے ضلع میں مہروں کو بٹھاتا ہے اس طرح کہ دو ہرے درمیانی قطار کے ساتویں اور آٹھویں خانے میں اور دو ہرے دست راست کی قطار کے خانہ ہفتم و ہشتم میں رکھے جاتے ہیں بائیں قطار خالی چھوڑ دیتے ہیں اور داہنی جانب سے کنارے کنارے چال چلتے ہیں۔

مہرہ اسی طرح داہنی جانب چالیں چلتا اور تمام بساط کی بیرونی قطاروں کو طے کرتا ہوا اور اپنے ضلع کی بائیں قطار میں آتا ہے اور اس قطار کے بھی تمام خانوں کو طے کر کے اپنے ضلع کی درمیان قطار میں داخل ہوتا ہے۔ اس حالت میں مہرے کو بختہ (بچی گوٹ) کہتے ہیں۔

درمیانی قطار کے کسی خانے میں پہنچنے کے بعد کھلاڑی کے لئے ضروری ہے کہ اب ایسا پانسہ پھیلے کہ بختہ مہرہ بقیہ تمام خانوں کو طے کر کے درمیانی مربع میں پہنچ جائے اور اس حالت کو پہنچ کر مہرہ رسیدہ کہلاتا ہے۔

مہرہ بختہ ہو یا رسیدہ ہر صورت میں کھلاڑی کو اختیار ہے کہ اس مہرے سے کھیل کو دوبارہ شروع کرے یا اسی حالت میں عجیب خوش آئند چالیں چلی جاتی ہیں جو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ جب تک کہ کھلاڑی اپنے دو مہروں کو ایک ہی خانے میں رکھتا ہے، حریف اس کے مہروں کو پیٹ نہیں سکتا۔

اگر کھلاڑی چھ کے دو پانسے پھینکتا ہے تو اس کے دونوں پیوستہ مہرے

بارہ بارہ خانے آگے بڑھتے ہیں لیکن اگر کھلاڑی خود چاہے تو ہروں کو صرف
چھ چھ خانے بھی آگے بڑھا سکتا ہے۔

پانچ کے دو پانسے پھینکتے ہیں بھی اسی قاعدے پر عملدرآمد ہوتا ہے۔
اگر تین پانسے چھ، پانچ اور ایک کے پڑتے ہیں تو ان کے مجموعے کو بارہ خام
کہتے ہیں۔ ایسی صورت میں پیوستہ دواہرے تو جو ایک ہی خانے میں ہوتے ہیں تو
چھ خانے آگے بڑھتے ہیں اور تنہا ایک ہرہ بارہ گھر چلتا ہے۔
اگر تین پانسے چھ کے پڑتے ہیں اور تین ہرے ایک جا ایک ہی خانے میں
ہوتے ہیں تو ہر ہرہ بارہ گھر آگے بڑھتا ہے۔

اگر پانسے تین، دو یا تین ایک کے پڑتے ہیں تو بھی یہی قاعدہ برتا جاتا ہے۔
ان کے علاوہ خاص مواقع کے لئے دیگر قواعد اور میں جن کا ذکر طوالت سے
خالی نہیں ہے۔

اگر کھلاڑی اپنے چاروں ہروں کو درمیانی مرتبے میں پہنچا دیتا ہے تو اپنی
چال کے وقت اپنے ساتھی کے لئے پانسے پھینکتا ہے۔ قدیم زمانے میں قاعدہ تھا
کہ ہرہ آخر میں قطار کے آٹھویں خانے کو طے کر کے جب مرتبے میں پہنچ جاتا تھا
اس وقت مرتبے سے نکل کر اپنے کسی حریف کی سچتہ گوط کو پٹیتا اور خام ہرے کی طرح
از سر نو چالیں شروع کرتا تھا، لیکن جہاں پناہ نے یہ قاعدہ اضافہ فرمایا کہ ہرہ آخرین
قطار کے آٹھویں خانے سے بھی اسی طرح جدید کھیل شروع کر سکتا ہے۔

اگر ایک جوڑ کے پانسوں کی تعداد دوسری جوڑ کے پانسوں کے برابر ہے
تو جہاں پناہ اس بازی کو قائم قرار دیتے ہیں۔ قدیم زمانے میں اس قسم کا قاعدہ نہ تھا
اور بازی اس طرح قائم نہیں کی جاتی تھی۔ اگر کسی کھلاڑی کے چاروں ہرے
پختہ ہیں اور اس پر بھی وہ شرط ہارتا ہے تو دوسرے کھلاڑی ایسے شخص سے شرط کی
درگنی رقم وصول کرتے ہیں۔

اگر کوئی کھلاڑی دوران بازی میں کسی ضرورت سے کھیل کو چھوڑتا اور
اپنی بجائے کسی دوسرے شخص کو مقرر کرتا ہے تو بازی کی با حیت کا وہی شخص اول
ذمہ دار سمجھا جاتا ہے جس نے کھیل کی ابتدا کی ہے، لیکن جیت کی صورت میں

قائم مقام کو دو فی صدی رقم دی جاتی ہے اور باقی میں شخص ایک فی صدی رقم ادا کرتا ہے۔

اگر کسی شخص کے ہاتھ سے کوئی مہر گر جائے یا یہ کہ کوئی شخص دیر تک غیر حاضر یا غیر متوجہ رہے تو ان صورتوں میں ایسے اشخاص پر ایک روپیہ جرمانہ کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی دوسرے کھلاڑی کو چال بتاتا یا مہر کے کو اصل چال سے آگے بڑھاتا یا پانسے کو دوبارہ چیتکتا ہے تو ایسے شخص سے ایک اشرفی بطور جرمانہ وصول کی جاتی ہے۔

پیشتر امرا کی ایک کثیر تعداد اس کھیل میں شریک ہوتی تھی یہاں تک کہ بعض موقعوں پر دوسو سے زائد اشخاص کا مجمع ہو جاتا تھا اور ہر شخص پر لازم تھا کہ بغیر سولہ بازیوں کے پورا کئے ہوئے اپنے مکان نہ جائے۔ بعض مرتبہ سولہ بازیوں کے اختتام میں تین ماہ تک گزر جاتے تھے جو شخص نفک جاتا یا یہ کہ اُس کی طبیعت اگتا جاتی وہ ایک جام شراب پی کر تازہ دم ہوتا تھا۔

بظاہر تو اس لہو و لعب سے نشاط انگیزی مقصود ہے لیکن قلیل عالم کا مقصد حصول مسترت سے کہیں بلند و بالا ہے۔ حضرت مختلف اشخاص کے محاسن اور ان کے جوہر طبیعت کا اندازہ فرماتے اور مجمع کو خیر و فیکر کی تعلیم دیتے ہیں۔

چندل مندل

چندل مندل خود جہاں پناہ کی ایجاد ہے جس نے عیش و نشاط کی گرم بازی کی۔ اس کی بساط گول ہے جس میں سولہ متوازی الاضلاع حصے ہیں، ہر ضلع میں تین قطاریں ہیں اور ہر قطاریں آٹھ خانے ہیں اور چونسٹھ مہرے استعمال کئے جاتے ہیں۔ چار پانسے ہیں جن کے چار طولانی پہلوؤں پر ایک ڈو، دس اور بارگاہ نقشے نقش ہیں۔

سولہ آدمی اس کھیل میں شریک ہوتے ہیں۔ ہر شخص کے پاس چار مہرے

ہوتے ہیں۔

مہرے وسط میں جائے جاتے ہیں۔ چوسر کی طرح چندل میں بھی داہنی جانب سے چال شروع کرتے ہیں۔

ہر مہرے کو پوری بساط طے کرنی پڑتی ہے۔

جس کھلاڑی کے مہرے سب سے پیشتر تمام بساط طے کر لیتے ہیں وہ بقیہ پندرہ اشخاص سے شرط کی رقم وصول کرتا ہے اور دوسرا شخص جو کھیل سے فارغ ہو جاتا ہے چودہ اشخاص سے بازی جیت لیتا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اول شخص کو فائدہ ہی فائدہ ہوتا ہے اور آخری شخص سوا نقصان کے فائدے کی صورت ہی نہیں دیکھتا۔ دوسرے کھلاڑی نفع بھی اٹھاتے ہیں اور نقصان بھی برداشت کرتے ہیں۔

قبلہ عالم اس کھیل کو مختلف طریقوں سے کھیلتے ہیں۔ ایک طریقہ جس میں مہرے اس طرح چلے جاتے ہیں جیسا کہ بساط شرطج میں اکثر اوقات کھیلا جاتا ہے۔ چند طریقے اس کھیل کے درج کئے جاتے ہیں۔

کوئی مہرہ دوسرے مہرے کو نہیں مار سکتا بلکہ خود مہرے کے ساتھ ہو کر آگے بڑھتا ہے۔

تہا مہرے پیٹے جاتے ہیں جس کھلاڑی کا مہرہ مارا جاتا ہے وہ اس مہرے سے نئی چالیں شروع کرتا ہے۔

ہر ورقہ اندازی پر دو مہرے ایک ساتھ چالیں چلتے ہیں خواہ بار در بار پانے کھینکے جائیں یا نہیں۔

یہی قاعدہ تین میں اور چار چار مہروں کے لئے بھی عمل میں لایا جاتا ہے۔ پانے چار مرتبہ کھینکے جاتے ہیں اور ہر مرتبہ چار مہرے سے چالیں چلتے ہیں یہ مختلف طریقے بدلتے رہتے ہیں بعض کھلاڑی داہنی جانب سے اور بعض بائیں سمت سے چالیں چلتے ہیں اور بعض اوقات تمام اشخاص ایک ہی سمت سے مہروں کو آگے بڑھاتے ہیں۔

کھلاڑی جب اپنے مد مقابل کے صلے میں اپنا مہرہ پہنچاتا ہے تو عرف کے

ضلع کی درمیانی قطار میں ٹہرہ لے جا کر مرتب میں پہنچ جاتا ہے اور رسیدہ سمجھا جاتا ہے۔
یہ کہ جب کھلاڑی اپنے ٹہرے کو اُس مقام تک پہنچا دیتا ہے جہاں سے اُس کے
بائیں ہمنشین نے شروع کیا ہے تو اسی وقت بازی ختم سمجھی جاتی ہے۔
ہر شخص اپنے ٹہروں کو اپنے سامنے رکھتا اور تین بار پانسے پھینکتا ہے۔

پہلی قرعہ اندازی میں اپنے دو ٹہروں کو آگے بڑھاتا ہے۔ دوسری بار ایک ٹہرہ
اپنا چلتا ہے اور ایک ٹہرہ اپنے دائیں ہمنشین کا آگے بڑھاتا ہے۔ تیسری مرتبہ
اپنا کوئی ٹہرہ آگے بڑھا کر اپنے بائیں ہمنشین کو ایک ٹہرہ چلنے کی اجازت دیتا ہے۔
اس طریقے میں کوئی شخص اپنے ہمنشین کے عوض قرعہ نہیں پھینک سکتا اور جبکہ
بازی پوری طرح ختم جاتی ہے تو ہر شخص اُس ٹہرے کو جو اُس کی قطاریں آجاتا ہے
مہمان سمجھ کر اپنے پانسوں کے عوض چال چلنے کی اجازت دیتا ہے۔

دو پیوستہ ٹہرے دوسرے اسی طرح کے دو ٹہروں کو مار سکتے ہیں
لیکن تنہا ٹہرہ کسی تنہا ٹہرے کو نہیں پیٹ سکتا۔

چار پیوستہ ٹہرے تین پیوستہ ٹہروں کو اور تین اس طرح کے ٹہرے
دو پیوستہ ٹہروں کو اور دو پیوستہ ٹہرے ایک تنہا ٹہرے کو مار سکتے ہیں لیکن
تنہا ٹہرے کسی دوسرے ٹہرے کو نہیں پیٹ سکتے۔

ہر کھلاڑی اپنے پھینکے ہوئے پانسوں کے نقوش کی تعداد کے موافق
چالیں چلتا ہے لیکن اسی کے ساتھ وہ شخص جو اُس کے مقابل میں بیٹھا ہوتا ہے
اُس شخص کے پانسوں کے اُلٹے نقوش کے موافق اور جو شخص داہنی جانب
ہوتا ہے وہ اُن پانسوں کے داہنے نقوش کے مطابق اور جانب چپ کا
ہمنشین پانسوں کے بائیں نقوش کے موافق چالیں چلتا ہے۔

کھلاڑی پانچ پانسے اور چار ٹہروں سے کھیلتے ہیں۔ قرعہ اندازی کے بعد
جو شخص پانسے پھینکتا ہے وہ اپنے اندر خستہ پانسوں کے دوسب سے بڑے
نقوش کے مجموعے کے مطابق اپنے ٹہروں کو چلتا ہے اور جو شخص اس کے
مقابلے میں ہوتا ہے وہ اس کے بعد کے دو بڑے نقوش کے مجموعے کے موافق
اپنے ٹہروں کو آگے بڑھاتا ہے اور دو کمترین نقوش کے موافق اس کے

دست راست و دست چپ کے ہنشین چالیں چلتے ہیں۔

ہر کھلاڑی پانچ ہروں اور پانچ پانسوں سے بازی شروع کرتا ہے۔ ہر قرعہ اندازی میں یہ شخص ایک پانسے کا موقع اپنے ماہنے ہنشین کو دیتا ہے اور بقیہ نقوش کے مطابق خود اپنے ہروں کو چلتا ہے۔

بعض اوقات کھلاڑی قرعہ اندازی سے قبل اُن چار اشخاص کو عین کہتا ہے جن کو وہ چار پانسوں کے نقوش دینا چاہتا ہے اور پانچویں پانسے کو اپنے لئے مختص کر لیتا ہے۔

اگر کھلاڑی کو بختہ ہونے کے لئے صرف چند گھروں کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ اپنی ضرورت کے مطابق نقوش لئے کر بقیہ اپنے اُن ہنشینوں کو دے دیتا ہے جن کے حق میں پانسہ پڑتا ہے۔

چندل مندل میں پندرہ یا اس سے بھی کم اشخاص شریک ہوتے ہیں۔ جتنے کھلاڑی کم ہوتے ہیں اُنسی مناسبیت سے ہرے بھی کم کر دئے جاتے ہیں اور اسی طرح پانسوں کی تعداد میں بھی کمی و زیادتی کر دی جاتی ہے۔

گنجفہ

(گنجفہ مشہور و معروف کھیل ہے جس میں قبلاء عالم نے چند تغیر فرمائے ہیں۔ قدیم استادوں نے بارہ کا عدد اس کھیل کا مقرر قرار دیا ہے اور ہر رنگ میں بارہ پتے مقرر کئے ہیں لیکن ان عقلا نے یہ امر فراموش کر دیا کہ بارہ بادشاموں کو بارہ مختلف اقسام کے فرماں روا ہونا لازم ہے۔

جہاں پناہ مندرجہ ذیل رنگ پتوں سے گنجفہ کھیلتے ہیں۔

(۱) آشوپت (گھوڑوں کا بادشاہ) اس رنگ کے اعلیٰ ترین پتے پر بادشاہ کی تصویر ہوتی ہے جو گھوڑے پر سوار ہوتا ہے۔ یہ بادشاہ فرزند اس کے مہلی کی طرح صاحب تاج و علم و نشان و تقارہ ہوتا ہے۔

اسی رنگ کے دوسرے اعلیٰ پتے پر وزیر گھوڑے پر سوار ہوتا ہے۔

ان دو پتوں کے بعد دس پتے دوسرے ہوتے ہیں جن پر ایک سے لے کر دس گھوڑوں تک کی تصویر بنی ہوتی ہے۔

(۲) گچ پتہ۔ یعنی وہ بادشاہ جس کے پاس ہاتھی بکثرت ہوں، جیسے شاہ اطرسیہ۔ دوسرے گیارہ پتے مثل سابق رنگ کے وزیر کی تصویر اور ایک سے لے کر دس ہاتھیوں تک کے نقوش سے مزین ہوتے ہیں۔

(۳) نرپتہ، یعنی وہ بادشاہ جو اپنی پیادہ فوج کی کثرت و قوت کے لحاظ سے مشہور ہے جیسے شاہ بجاپور۔ اعلیٰ پتے پر بادشاہ کی تصویر ہوتی ہے جو تخت شاہی پر بیدار شان و شوکت کے ساتھ بیٹھا ہے، دوسرا پتہ وزیر کی تصویر سے منقش ہوتا ہے، جو ایک صندلی پر بیٹھا ہوا ہے، بقیہ دس پتوں پر ایک سے لے کر دس پیادوں تک کی تصویریں بنی رہتی ہیں۔

(۴) گدھ پتہ۔ اس پتے پر بادشاہ قلعے کے اوپر تخت نشین ہے۔ دوسرے پتے پر وزیر صندلی پر قلعے میں بیٹھا ہوا ہے اور بقیہ دس پتوں پر ایک سے لے کر دس تک قلعوں کی تصویریں بنی ہوئی ہیں۔

(۵) دھن پتہ۔ یعنی خزانے کا بادشاہ اس کے رنگ اعلیٰ پتے پر بادشاہ تخت پر بیٹھا ہوا ہے اور اس کے روپر و چاندی اور سونے کے انبار لگے ہوئے ہیں۔ دوسرے پتے پر وزیر اس طرح صندلی پر متمکن ہے کہ گویا خزانے کا جائزہ لے رہا ہے۔

بقیہ دس پتوں پر سونے اور چاندی کے ظروف کی ایک سے لے کر دس تک تصویریں نقش کی گئی ہیں۔

(۶) دل پتہ۔ جنگ کا بادشاہ اعلیٰ پتے پر بادشاہ تمام اسلحہ جنگ سے آراستہ تخت پر بیٹھا ہوا ہے اور اس کے گرد سپاہی لباس جنگ پہنے ہوئے کھڑے ہیں۔

دوسرے پتے پر وزیر بکتر پہنے ہوئے صندلی پر متمکن ہے۔ بقیہ دس پتوں پر ایک سے لے کر دس سپاہیوں کی جو لباس جنگ پہنے ہوئے ہیں، تصویریں منقش ہیں۔

(۷) ناؤیت، جنگلی بیڑوں کا بادشاہ، اعلیٰ پتے پر بادشاہ چہاز کے اندر تخت پر بیٹھا ہوا ہے۔

دوسرے پتے پر وزیر چہاز کے اندر صندلی پر بیٹھا ہے اور بقیہ دس پتوں پر ایک سے لے کر دس تک کشتیوں کی تصویریں بنی ہوئی ہیں۔

(۸) ٹی پت۔ اعلیٰ پتے پر ملک تخت پر بیٹھی ہوئی ہے اور اس کی سہیلیاں چاروں طرف کھڑی ہیں۔

دوسرے پتے پر ایک عورت بطور وزیر صندلی پر ٹٹکن ہے اور بقیہ دس پتوں پر ایک سے لے کر دس تک عورتوں کی تصویریں منقش ہیں۔

(۹) سورپت۔ اعلیٰ پتے پر دیوتاؤں کا بادشاہ یعنی راجہ اندر تخت پر جلوس فرما ہے۔

دوسرے پتے پر وزیر صندلی پر بیٹھا ہوا ہے بقیہ دس پتوں پر ایک سے لے کر دس تک دیوتاؤں کی تصویریں بنی ہوئی ہیں۔

(۱۰) آسمرپت۔ جنوں کا بادشاہ، اعلیٰ پتے پر حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک بادشاہ تخت پر جلوس فرما ہے، دوسرے پتے پر وزیر صندلی پر بیٹھا ہوا ہے۔ بقیہ دس پتوں پر ایک سے لے کر دس تک جنوں کی تصویریں منقش ہیں۔

(۱۱) آبن پت۔ جنگلی جانوروں کا بادشاہ، اعلیٰ پتے پر شیر کی تصویر ہے جس کے گرد دوسرے جانور کھڑے ہیں۔ دوسرے پتے پر وزیر نعیمی چیتے کی تصویر بنی ہوئی ہے، بقیہ دس پتوں پر ایک سے لے کر دس تک جنگل کے جانوروں کی صورتیں نقش ہیں۔

(۱۲) آہ پت۔ سانپوں کا بادشاہ، اعلیٰ پتے پر شاہ ماراں اڑدے پر سوار ہے دوسرے پتے پر وزیر بھی ایک سانپ ہے جو اسی قسم کے دوسرے سانپ پر سوار ہے بقیہ دس پتوں پر ایک سے لے کر دس تک سانپوں کی تصویریں نقش ہیں۔

پہلے چھ رنگ پیش بر اور دوسرے چھ کم بر کہلاتے ہیں۔
(قبلہ عالم نے مشہور گنجے میں بھی معقول تغیر فرمائے ہیں سرخ رنگ کے بادشاہ کی تصویر اس طرح بنائی گئی ہے کہ گویا تخت پر بیٹھا ہوا زرافشاہی کر رہا ہے دوسرے

پتے میں وزیر صندلی پر جلوس فرما ہے اور خزانے کا جائزہ لے رہا ہے اور بقیہ دس صفحوں میں عملہ زرد کی مختلف تصویریں بنائی گئی ہیں مثلاً سنار گدازگر، مطلق ساز، وزان، تیکچی، پھر کن، تیکچی دھن، تیکچی، من، خریدار، فروشنده، قرض گیر۔

بادشاہ برسات کی تصویر یہ ہے کہ تخت پر جلوس فرما ہے اور فرامین و اسناد و دیگر کاغذات دفتر کو ملاحظہ کر رہا ہے۔ وزیر صندلی پر بیٹھا ہوا دفتر کا کام کر رہا ہے، بقیہ دس پتوں پر عملے کی تصویریں نقش ہیں مثلاً کاغذگر، چہرہ کش، مسطر کش، نویندہ دفتر، مصور، نقاش، جدول کش، فرمان نویس، سجدہ رانگز۔

بادشاہ تماشاں بید جاہ و جلال کے ساتھ تخت پر رونق افروز ہے اور بیش قیمت مال و اسباب مثلاً زرو جو اہر و ابریشم و ریشمی پارچہ جات کا ملاحظہ کر رہا ہے۔

دوسرے پتے میں وزیر صندلی پر بیٹھا ہے جس نے مال و اسباب کا بیشتر خود معائنہ کر کے اس کو بادشاہ کے ملاحظے میں پیش کیا ہے۔

بقیہ دس صفحات پر بارکش جانوروں کی تصویریں بنی ہیں۔

بادشاہ جنگ تخت پر جلوس فرما ہوا کرشمہ سن رہا ہے، وزیر صندلی پر بیٹھا ہوا اور باب لغمہ کے احوال کی پیش کر رہا ہے، بقیہ دس پتوں پر مختلف مزامیر کی تصویریں بنی ہوئی ہیں۔

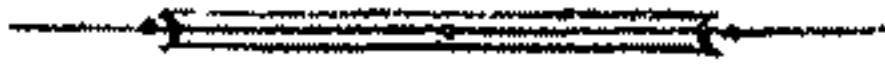
بادشاہ در سفید تخت پر متمکن ہے اور روپیہ اور چاندی مخلوق خدا کو تقسیم کر رہا ہے۔ وزیر صندلی پر بیٹھا ہوا ہے اور اہل حاجت کے احوال کی پیش کر رہا ہے۔ بقیہ دس پتوں پر سرخ رنگ کے پتوں کی طرح عملہ خزانہ کی تصویریں نقش ہیں۔

بادشاہ شمشیر تخت پر جلوس فرما ہے اور تلوار کے لوہے کی جانچ کر رہا ہے۔ وزیر صندلی پر بیٹھا ہوا سلاح خانے کا معائنہ کر رہا ہے۔ بقیہ دس پتوں پر آہن گر و حقیقل گر وغیرہ عملے کی تصویریں نقش ہیں۔

بادشاہ تاج مختلف حکام کو شاہی تمنے تقسیم کر رہا ہے۔ وزیر صندلی پر بیٹھا ہے جو اعلیٰ ترین عطیہ شاہی ہے۔ بقیہ دس صفحوں پر درزی و آٹو کش وغیرہ عملے کی تصویریں نقش ہیں۔

بادشاہ غلام ہاتھی پر سوار ہے اور وزیر گاڑی پر سوار ہے بقیہ دس پتوں پر

ایک سے لے کر دس غلاموں تک کی تصویریں نقش ہیں جن میں بعض مودب کھڑے ہیں،
 اور بعض دوزانوادب سے بیٹھے ہیں اور بعض مست ہیں اور بعض ہوشیار۔
 قبضۂ عالم گنجفہ مشہور و نیز شطرنج صغیر و کبیر سے بھی شوق فرماتے ہیں جہاں پناہ کا
 مقصد صرف یہی ہے کہ بنی نوع انسان کے جوہر طبیعت کا اندازہ فرمائیں اور
 ان میں اتحاد و یک جہتی پیدا ہو۔



بزرگان جاوید دولت

(اعیان سلطنت)



پیشتر میرا ارادہ تھا کہ اعیان سلطنت کے تذکرے میں ان بزرگوں کے وہ کارنامے بھی معرض تحریر میں لاؤں جن کے صلے میں ان کو مراتب عالیہ نصیب ہوئے ہیں۔ اور نیز یہ کہ ان کے پسندیدہ خصائل کا مختصر ذکر کر کے ان کی کاردانی، تجربہ کاری کی نوعیت و کیفیت بھی پر یہ ناظرین کروں۔ لیکن صرف شگرتی دل نے قبول نہ کی۔ اس کے ساتھ ہی قبلاً عالم کے مداح کے قلب میں سوا جہاں پناہ کے کسی فرد بشر کے پاکیزہ خصائل اور اس کی مدح خوانی کے جذبات کی کیونکر سمائی ہو سکتی ہے۔ علاوہ انہیں میری صداقت پرستی نے اس امر کی اجازت نہ دی کہ قابل مدح شے کا تذکرہ کروں اور جو شے مرغوب نہ ہو اس کو نظر انداز کر دوں اور ہر سرد کا تذکرہ کرنا آئین شرم و حیا کے خلاف سمجھا۔ ان وجوہ کی بنا پر میں نے ہر امیر کا صرف نام اور اس کا مشہور خطاب جدول میں تحریر کر کے اس دراز قسطے کو اس طرح ختم و کوتاہ کیا۔

نام منصب داران عہد معزلت

ہشت ہزاری

دو ہزاری

۱۔ شاہزادہ سلطان سلیم فرزند اکبر حضرت جہاں شاہ ۲۔ شاہزادہ مراد فرزند صیبا حضرت جہاں شاہ

ہفت ہزاری

۳۔ شہزادہ وانیال فرزند خرد حضرت جہاں پناہ

بچ ہزاری

۴۔ سلطان خسرو پسر سلطان شاہزادہ سلطان سلیم

۵۔ مرزا سلیمان پسر خان مرزا ابن سلطان محمود

۶۔ مرزا سلطان ابوسعید مرزا۔

۷۔ مرزا ابراہیم پسر مرزا سلیمان۔

۸۔ مرزا شاہ رخ پسر میرزا ابراہیم۔

۹۔ مرزا مظفر حسین پسر سلطان حسین مرزا

۱۰۔ مرزا ہیرام مرزا ابن شاہ اسماعیل صفوی۔

۱۱۔ مرزا ارستم برادر مرزا مظفر۔

۱۲۔ ہیرام خان جن کا رشتہ تین واسطوں سے

میر علی شکر بہارلو سے ملتا ہے۔

۱۳۔ منعم خان پسر ہیرم بیگ۔

۱۴۔ تردی بیگ خان ترکستانی۔

۱۵۔ خان زمان شیبانی۔

۱۶۔ عبداللہ خان اورنگ۔

۱۷۔ اتکہ خان تام شمس الدین محمد۔

۱۸۔ خان کلال تام میر محمد برادر کلال اتکہ خان۔

۱۹۔ مرزا اشرف الدین حسین پسر خواجہ معین۔

۲۰۔ یوسف محمد خان پسر خاں۔

۲۱۔ ادہم خان پسر ماہم اتکہ۔

۲۲۔ پیر محمد خان شہروانی۔

۲۳۔ خان اعظم میرزا عزیز کوکہ پسر اتکہ خان

۲۴۔ بہادر خان شیبانی برادر خان زمان۔

۲۵۔ راجہ بہاری مل پسر پرتھی راج کچھواہہ

۲۶۔ خان جہاں حسین قلی خان پسر قلی بیگ

ذوالقدر۔

۲۷۔ سعید خان پسر یعقوب خاں

بن ابراہیم خاں۔

۲۸۔ شہاب الدین احمد خان جو ساداس

نیشاپور سے ہے۔

۲۹۔ راجہ بھگوان داس ملو پسر راجہ

بہاری مل۔

۳۰۔ قطب الدین خان برادر خرد اتکہ خان۔

۳۱۔ خان خانان سیرزا عبد الرحیم

پسر ہیرام خان۔

۳۲۔ راجہ مان سنگھ پسر بھگوان داس۔

۳۳۔ محمد قلی خان برلاس جو برحق کی اولاد

سے ہے۔

۳۴۔ ترسون خان خواہر زادہ شاہ محمد

سیف الملک

۳۵۔ قیا خان گنگ۔

چار ہزار و پانچ صدی

۳۶۔ زین خان پسر خواجہ مقصود ہروی۔

۳۷۔ مرزا یوسف پسر میر احمد رضوی۔

چار ہزاری

۳۸۔ ہدی قاسم خان

۳۷۔ متظفر خاں تربتی۔

۳۸۔ سیف خاں کوکہ برادر کلاں زین خاں کوکہ۔

۳۹۔ راجہ ٹوڈر مل کھتری۔

۴۰۔ محمد قاسم خاں نیشاپوری۔

۴۱۔ وزیر خاں برادر خواجہ عبد المجید آصف خاں۔

۴۲۔ قلیچ خاں

۴۳۔ صادق خاں پسر باقر ہروی۔

۴۴۔ رائے رائے سنگھ پسر رائے کلیان مل

بریکانیری۔

سہ ہزار و پانصدی

۴۵۔ شاہ قلی محرم بہارلو۔

۴۶۔ اسماعیل قلی خاں برادر خان جہاں۔

سہ ہزاری

۴۷۔ مرزا اجانی بیگ ماکم ٹٹھہ۔

۴۸۔ سکندر خاں اولاد جو سلاطین ازبک

کی اولاد سے۔

۴۹۔ آصف خاں نام عبد المجید پسر شیخ ابوبکر

نایادی۔

۵۰۔ یحیون خاں قاقشال۔

۵۱۔ شجاعت خاں مقیم عرب

۵۲۔ شاہ بداع خاں۔

۵۳۔ حسین خاں خواہر زادہ ہمدی قاسم خاں۔

۵۴۔ مراد خاں پسر امیر خاں مغل بیگ۔

۵۵۔ حاجی محمد خاں سیستانی۔

۵۶۔ فضل خاں خواجہ سلطان علی تربتی۔

۵۷۔ شاہ بیگ خاں پسر ابراہیم بیگ

چریک یا حریک۔

۵۸۔ خان عالم علیم بیگ پسر بہدم مرزا کوکہ۔

مرزا اکامران

۵۹۔ قاسم خاں میر محمد چمن آرا سے خراسانی۔

۶۰۔ باقی خاں برادر کلاں ادہم خاں۔

۶۱۔ میر معز الملک موسوی شہرہی

۶۲۔ میر علی اکبر برادر معز الملک۔

۶۳۔ شریف خاں برادر خود اتک خاں۔

دو ہزار و پانصدی

۶۴۔ ابراہیم خاں شیبانی۔

۶۵۔ خواجہ جلال الدین محمد خراسانی۔

۶۶۔ حیدر محمد خاں اختہ بیگی۔

۶۷۔ اعتماد خاں گجراتی۔

۶۸۔ پایندہ خاں برادر زادہ حاجی محمد خاں کوکہ۔

۶۹۔ جگناتھ پسر راجہ بہاری مل۔

۷۰۔ مخصوص خاں برادر سعید خاں۔

۷۱۔ راقم اقبال نامہ یعنی ابوالفضل پسر شیخ مبارک۔

دو ہزاری

۷۲۔ اسماعیل خاں دولدی۔

۷۳۔ میر ابوس یا بوس الیغور۔

۱۱۴۔ سید خاں اسپر قزاق خاں۔

۱۱۵۔ شاہ ذنائی پسر سپر خانی۔

۱۱۶۔ اسد اللہ خاں تہریزی۔

۱۱۷۔ سعادت علی خاں بدخشانی۔

۱۱۸۔ رویسی پیراگی برادر راجہ بہار علی۔

۱۱۹۔ اعتماد خاں خواجہ سرا۔

۱۲۰۔ یازہا در پسر شجاع خاں۔

۱۲۱۔ مویتہ راجہ نام اودے سنگھ پسر رائے مالک۔

۱۲۲۔ خواجہ منصور شیرازی۔

۱۲۳۔ قلیق قدم خاں اخته بگی۔

۱۲۴۔ علی قلی خاں اندریانی۔

۱۲۵۔ عادل خاں پسر شاہ محمد قلانی۔

۱۲۶۔ خیانت الدین خاں۔

۱۲۷۔ فرخ حسین پسر قاسم حسین۔ اس کا باپ

ازبکان خوارزم سے ہے اور اس کی ماں

سلطان حسین مرزا کی بہن ہے۔

۱۲۸۔ معین خاں فرخودی۔

۱۲۹۔ محمد قلی توقیالی۔

۱۳۰۔ بہر علی خاں سلمہ وز۔

۱۳۱۔ خواجہ ابراہیم بدخشی۔

۱۳۲۔ سلیم خاں کاکر۔

۱۳۳۔ حبیب علی خاں کولالی۔

۱۳۴۔ جگمال برادر خرد راجہ بہار علی۔

۱۳۵۔ الغ خاں بدخشی پروردہ سلطان محمود گجراتی۔

۱۳۶۔ مقصود علی خاں کور۔

۱۳۷۔ قبول خاں۔

نہ صدی

۱۳۸۔ کوچک علی خاں کولالی۔

۱۳۹۔ سید لکھاں نام سنبل غلام حضرت

جنت آشیانی۔

۱۴۰۔ سید محمد میر عدل سادات امر وہہ

سے ہے۔

۱۴۱۔ رضوی خاں نام میرزا میرک سید رضوی

مشہدی۔

۱۴۲۔ مرزا نجابت خاں برادر سید برکہ۔

۱۴۳۔ سید شمس پسر سید محمد محمود بارہہ۔

۱۴۴۔ قازی خاں بدخشی۔

۱۴۵۔ فرحت خاں میر شکار غلام حضرت

جنت آشیانی

۱۴۶۔ رومی خاں نام استاد چلی رومی۔

۱۴۷۔ سماجی خاں قورغوزچہ

۱۴۸۔ شاہ بیگ خاں پسر کوچک علی خاں

بدخشی۔

۱۴۹۔ مرزا حسین خاں برادر مرزا نجابت خاں۔

۱۵۰۔ حکیم زنبیل برادر مرزا محمد طبیب شیرازی۔

۱۵۱۔ خداوند خاں دکھنی۔

۱۵۲۔ مرزا علی خاں پسر محک بیگ

۱۵۳۔ سعادت مرزا پسر خضر خواجہ خاں۔

۱۵۴۔ شمال خاں چیلہ۔

۱۵۵۔ شاہ غازی خاں سید تیریزی۔

۱۵۶۔ فاضل خاں پسر خاں کلاں۔

۱۵۷۔ معصوم خاں پسر حسین خاں فرخودی

۱۵۸۔ توکک خاں قوجین۔

۱۵۹۔ خواجہ شمس الدین خانی

۱۶۰۔ بگت سنگھ پسر کلاں مان سنگھ۔

۱۶۱۔ نقیب خاں میر عبد اللطیف قزوینی۔

۱۶۲۔ میر تقی خاں سید سبز داری۔

۱۶۳۔ شمس پسر خاں اعظم مرزا کوکہ۔

۱۶۴۔ میر جمال الدین سادات انجوائے۔

۱۶۵۔ سید راجو بالہہ۔

۱۶۶۔ میر شریف آملی۔

۱۶۷۔ حسن بیگ شیخ عمری

۱۶۸۔ شیرویہ خاں پسر شیر افغان خاں

۱۶۹۔ نظر بے ازبک۔

۱۷۰۔ جلال خاں پسر محمد خاں بن سلطان آدم

ککڑ۔

۱۷۱۔ مبارک خاں پسر کمال خاں ککڑ۔

۱۷۲۔ تاش بیگ خاں مغل

۱۷۳۔ شیخ عبد اللہ پسر شیخ محمد غوث گوالیاری

۱۷۴۔ راجہ راج سنگھ پسر راجہ اکون کچھواہہ

۱۷۵۔ رائے بھوج پسر رائے سرجن پاڈ۔

ہفت صدی

۱۷۶۔ شیر خواجہ۔

۱۷۷۔ مرزا حرم پسر خاں اعظم میرزا کوکہ۔

ہفت صدی

۱۷۸۔ قریش سلطان پسر عبد اللطیف خاں

ہاکہ کا شغور۔

۱۷۹۔ قرابہادر برادرزادہ مرزا حیدر

پسر مرزا محمود۔

۱۸۰۔ منظر حسین مرزا پسر ابراہیم حسین مرزا۔

۱۸۱۔ قوندوق خاں ازبک برادر بیرام

اوغلان۔

۱۸۲۔ سلطان عبداللہ برادر علائی قریش سلطان

۱۸۳۔ مرزا عبد الرحمن برادرزادہ مرزا حیدر۔

۱۸۴۔ قیا خاں پسر صاحب خاں۔

۱۸۵۔ دربار خاں نام عنایت پسر تکتو خاں

قصہ خوان۔

۱۸۶۔ عبد الرحمن پسر میرید دولہی۔

۱۸۷۔ قاسم علی خاں

۱۸۸۔ باز بہادر پسر شریف خاں۔

۱۸۹۔ سید عبد اللہ خاں پسر میر خواندہ۔

۱۹۰۔ دھارہ پسر ٹوڈرل۔

۱۹۱۔ احمد بیگ کابلی۔

۱۹۲۔ حکیم علی کیلانی۔

۱۹۳۔ گوجر خاں پسر قلب الدین خاں انکہ۔

۱۹۴۔ صدر جہاں مفتی

۱۹۵۔ تختہ بیگ کابلی (سردار خاں)۔

۱۹۶۔ رائے پتر داس کھتری۔

۱۹۷۔ شیخ عبدالرحیم لکھنوی۔

۱۹۸۔ سید فی رائے چوہان۔

۱۹۹۔ میر ابوالقاسم تملکین۔

۲۰۰۔ وزیر بیگ جمیل۔

۲۰۱۔ ظاہر پسر سرف الملوک۔

۲۰۲۔ بابو منکلی۔

شش صدی

۲۰۳۔ محمد قلی خاں ترکمان۔

۲۰۴۔ بختیار بیگ وگودشاہ منصور۔

۲۰۵۔ حکیم مہام پسر مولانا عبدالرزاق گیلانی۔

۲۰۶۔ میرزا انور پسر خان اعظم میرزا کوکہ۔

پانصدی

۲۰۷۔ بالتو خاں ترکستانی۔

۲۰۸۔ میرک بہادر ارغون۔

۲۰۹۔ لعل خاں گولابی۔

۲۱۰۔ شیخ احمد پسر شیخ سلیم۔

۲۱۱۔ اسکندر بیگ بخشی۔

۲۱۲۔ بیگ نورین خاں قوچین۔

۲۱۳۔ جلال خاں قورچی۔

۲۱۴۔ پرمانند کھتری۔

۲۱۵۔ تیمور خاں یکہ۔

۲۱۶۔ ثانی خاں ہروی۔

۲۱۷۔ سید جلال الدین پسر سید احمد بارہہ۔

۲۱۸۔ جگمال پنوار۔

۲۱۹۔ حسین بیگ برادر حسین خان بزرگ۔

۲۲۰۔ حسن خاں تبنی۔

۲۲۱۔ سید چھپو بارہہ۔

۲۲۲۔ منصف خاں نام سلطان محمد ہروی۔

۲۲۳۔ قاضی خاں بخشی۔

۲۲۴۔ حاجی یوسف خاں۔

۲۲۵۔ راول بیگ حبیبی۔

۲۲۶۔ ہاشم بیگ پسر قاسم خاں۔

۲۲۷۔ میرزا فریدون فرزند مرزا قسلی خاں برلاس۔

۲۲۸۔ یوسف خاں حاکم کشمیر۔

۲۲۹۔ نورقلیچ پسر القون قلیچ۔

۲۳۰۔ میر عبدالحی مسر عدل۔

۲۳۱۔ شاہ قلی خاں نارنجی۔

۲۳۲۔ فرخ خاں پسر خان کلاں۔

۲۳۳۔ شادمان خاں پسر خان اعظم میرزا کوکہ۔

۲۳۴۔ حکیم عین الملک شیرازی۔

۲۳۵۔ جانش بہادر مغل۔

۲۳۶۔ میر طاہر موسوی۔

۲۳۷۔ میرزا علی بیگ علم شاہی۔

۲۳۸۔ رام داس کچواہہ۔

۲۳۹۔ محمد خاں نیازی۔

۲۴۰۔ ابوالمنظر پور اشرف خاں۔

۲۴۱- خواجگی محمد حسین میر۔

۲۴۲- ابوالقاسم برادر عبدالقادر اخوند۔

۲۴۳- قمر خاں پسر عبداللطیف قزوینی۔

۲۴۴- ارچن سنگھ پسر راجہ مان سنگھ۔

۲۴۵- بیل سنگھ پسر راجہ مان سنگھ۔

۲۴۶- مصطفیٰ غلزی۔

۲۴۷- نظر خاں نسر زند سعید خاں۔

۲۴۸- رام چند پسر مدد مکر۔

۲۴۹- راجہ ملتمس بھدر رویہ۔

۲۵۰- راجہ رام چندر زمیندار اوڈیسیہ۔

۲۵۱- سید ابوالقاسم پسر محمد مریدل۔

۲۵۲- دلپیت پسر رائے سنگھ۔

چار صدی

۲۵۳- شیخ فیضی فرزند شیخ مبارک ناگوری

۲۵۴- حکیم مصری۔

۲۵۵- ایرج پسر پسر میرزا خاں خانخاناں۔

۲۵۶- سکت سنگھ پسر راجہ مان سنگھ۔

۲۵۷- عبداللہ پسر خاں اعظم میرزا کوکہ۔

۲۵۸- علی محمد اسپ۔

۲۵۹- میرزا محمد۔

۲۶۰- شیخ یازید پسر شیخ سلیمان۔

۲۶۱- غزنی خاں جالوری۔

۲۶۲- کچاک خواجہ پسر خواجہ عبداللہ۔

۲۶۳- شیر خاں غفل۔

۲۶۴- فتح اللہ پسر محمد وفا۔

۲۶۵- رائے منوہر پسر لون کرین۔

۲۶۶- خواجہ عبدالقادر شیریں ظلم۔

۲۶۷- سلیمدی پسر راجہ بھار اہل۔

۲۶۸- رام چند کچھواہہ۔

۲۶۹- بہادر خاں قوردار۔

۲۷۰- باتنگہ کچھواہہ۔

سہ صد و پنجاہی

۲۷۱- میرزا ابوسعید پسر سلطان حسین میرزا۔

۲۷۲- میرزا اسغریہ اور میرزا ابوسعید۔

۲۷۳- علی مردان بہادر۔

۲۷۴- رضا قلی پسر خاں جہاں۔

۲۷۵- شیخ خوبو (قلب الدین چشتی)

فتح پوری۔

۲۷۶- ضیاء الملک کاشی۔

۲۷۷- حمزہ بیگ فراغلی۔

۲۷۸- مختار بیگ پسر آقا ملا۔

۲۷۹- حیدر علی عرب۔

۲۸۰- پیشرو خاں۔

۲۸۱- قاضی حسن قزوینی۔

۲۸۲- میرزا دجینی۔

۲۸۳- میر قاسم بخششی۔

۲۸۴- بندہ علی میدانی۔

۲۸۵- خواجگی فتح اللہ پسر حاجی حبیب اللہ کاشی

۲۸۶- زاہد پسر صادق خاں۔

۲۸۷- دوست محمد اس کا بھائی۔

۲۸۸- یار محمد اس کا بھائی۔

۲۸۹- عزت اللہ غنجدانی۔

صدی

۲۹۰- التون قلیچ۔

۲۹۱- جان قلیچ۔

۲۹۲- سیف اللہ پسر قلیچ خاں۔

۲۹۳- حسین قلیچ اس کا بھائی۔

۲۹۴- ابوالفتح اتالیق۔

۲۹۵- سید بایزید یارہ۔

۲۹۶- بلید صرراٹھور۔

۲۹۷- ابوالمعالی پسر سید محمد میر عدل۔

۲۹۸- باقر انصاری۔

۲۹۹- بایزید بیگ ترکمان۔

۳۰۰- شیخ دولت بختیار۔

۳۰۱- حسین کھلی وال۔

۳۰۲- کیشو داس پسر جمیل۔

۳۰۳- میرزا خاں نیشاپوری۔

۳۰۴- منظر برادر خان عالم۔

۳۰۵- تلسی داس جادو۔

۳۰۶- رحمت خاں پسر سند عالی۔

۳۰۷- احمد قاسم کوکہ۔

۳۰۸- بہادر گوہلوٹ۔

۳۰۹- دولت خاں لودی۔

۳۱۰- شاہ محمد پسر قریش سلطان۔

۳۱۱- حسن خاں میانہ۔

۳۱۲- طاہر بیگ پسر خان کلاں۔

۳۱۳- کیشن داس توڑ۔

۳۱۴- مان سنگھ کچھواہ۔

۳۱۵- میرگدانی پسر میر ابو تراب۔

۳۱۶- قاسم خواجہ پسر خواجہ عبدالباری۔

۳۱۷- نادر علی سیدانی۔

۳۱۸- تیل کٹھہ زمیندار اوڈیہ۔

۳۱۹- غیاث بیگ طہرانی۔

۳۲۰- خواجہ اشرف پسر خواجہ عبدالباری۔

۳۲۱- شرف بیگ شیرازی۔

۳۲۲- ابراہیم قلی پسر اسماعیل قلی خاں۔

دوصد پنجابی

۳۲۳- ابوالفتح پسر منظر منل۔

۳۲۴- بیگ منل توقیانی۔

۳۲۵- امام قلی شقالی۔

۳۲۶- صفدر بیگ پسر محمد خاں۔

۳۲۷- خواجہ سلیمان شیرازی۔

۳۲۸- برخوردار پسر عبدالرحمن دلدی۔

۳۲۹- میر معصوم بھکری۔

۳۳۰- خواجہ ملک علی میر شپ۔

۳۳۱- رائے رام داس دیوان۔

۳۳۲۔ شاہ محمد پیر سعید خاں ککڑ
 ۳۳۳۔ رحیم قلی پیر خان جہاں۔
 ۳۳۴۔ شیر بیگ ایسا دل باشی۔

دو صدی

۳۳۵۔ افتخار بیگ پیر یازید بیگ۔
 ۳۳۶۔ پرتاب سنگھ پیر بھگوانداس۔
 ۳۳۷۔ حسین خاں قزوینی۔
 ۳۳۸۔ یادگار حسین پیر قبول خاں۔
 ۳۳۹۔ کامران بیگ گیلانی۔
 ۳۴۰۔ محمد خاں ترکمان۔

۳۴۱۔ نظام الدین احمد پیر شاہ محمد خاں۔
 ۳۴۲۔ جگت سنگھ پیر راجہ مان سنگھ
 ۳۴۳۔ عماد الملک۔

۳۴۴۔ شریف سردی۔

۳۴۵۔ قرد بھری پیر قراتاق

۳۴۶۔ تاتار بیگ پیر علی محمد اسپ۔

۳۴۷۔ خواجہ محب علی خوانی۔

۳۴۸۔ حکیم مظفر اردستانی۔

۳۴۹۔ عبد الباقی پیر عبد الرحمن دولدی

۳۵۰۔ قاسم بیگ تبریزی۔

۳۵۱۔ شریف پیر خواجہ عبد الصمد۔

۳۵۲۔ تقی شستری۔

۳۵۳۔ خواجہ عبد الصمد کاشی

۳۵۴۔ حکیم لطیف اللہ پیر علاء الدین گیلانی۔

۳۵۵۔ شیر افگون پیر سلیف خاں کوکہ۔

۳۵۶۔ امان اللہ اس کا بھائی۔

۳۵۷۔ سلیم قلی پیر اسماعیل خاں۔

۳۵۸۔ فیل اقلی اس کا بھائی۔

۳۵۹۔ ولی بیگ پیر پائندہ خاں۔

۳۶۰۔ بیگ محمد انیسور۔

۳۶۱۔ میر خاں ایسا دل۔

۳۶۲۔ سرست خاں پیر رستم خاں

۳۶۳۔ سید ابوالحسن پیر سید محمد میر عدل۔

۳۶۴۔ سید عبد الواحد برادر زادہ میر عدل۔

۳۶۵۔ خواجہ بیگ میرزا پیر معصوم بیگ۔

۳۶۶۔ سکر ابرا در پرتاب رانا۔

۳۶۷۔ شادی بے اوڑک بک پیر نذر بے۔

۳۶۸۔ باقی پیر نذر بے۔

۳۶۹۔ یونان بیگ برادر میرزا خاں

۳۷۰۔ شیخ کبیر حشقی۔

۳۷۱۔ میرزا خواجہ پیر میرزا اسد اللہ۔

۳۷۲۔ میرزا شریف پیر میرزا علاء الدین۔

۳۷۳۔ شکر اللہ پیر زین خاں کوکہ۔

۳۷۴۔ میر عبد المؤمن پیر میر سمر قندی۔

۳۷۵۔ لشکری پیر میرزا یوسف خاں۔

۳۷۶۔ آغا ملا قزوینی۔

۳۷۷۔ محمد علی جامی۔

۳۷۸۔ مہر اداس کھتری۔

۳۷۹۔ مہر اداس پیر مہر اداس۔

۳۸۰- میر مراد برادر شاہ بیگ کولانی	۳۹۸- میر ابو القاسم نیشاپوری
۳۸۱- سکاکچوہاہ	۳۹۹- حاجی محمد ارہستانی
۳۸۲- سید درویش پسر شمس بخاری	۴۰۰- محمد خاں ہمشیر زادہ ترسون خاں
۳۸۳- بنیہ مرل	۴۰۱- خواجہ مقیم پسر خواجہ میر کی
۳۸۴- سید ابو اسحق پسر میر زار فیج صفوی	۴۰۲- قادر علی کوکہ میرزا شاہ ہرخ
۳۸۵- فتح خاں حنیہ بان	۴۰۳- فیروز خاں غلام ہمایوں بادشاہ
۳۸۶- مقیم خاں پسر شجاعت خاں	۴۰۴- تاج خاں کتھرہ
۳۸۷- لالہ پسر راجہ میر بہ	۴۰۵- زین الدین علی
۳۸۸- یوسف کشمیری	۴۰۶- میر شہباز کولانی
۳۸۹- جی بیادل	۴۰۷- پہاڑ خاں بلوچ
۳۹۰- حیدر دوست برادر قاسم علی خاں	۴۰۸- کیشو داس راکھور
۳۹۱- دوست محمد پسر بابا دوست	۴۰۹- سید لاڈ بارہہ
۳۹۲- شہرخ دنوری	۴۱۰- نصیر من
۳۹۳- ششیر محمد	۴۱۱- سانگم پنوار
۳۹۴- علی قلی	۴۱۲- قابل پسر عتیق
۳۹۵- شاہ محمد پسر سید علی	۴۱۳- ادو مندر زمیندار اوٹلیہ
۳۹۶- سانول داس جادون	۴۱۴- سندرز زمیندار اوٹلیہ
۳۹۷- خواجہ ظہیر الدین پسر خلیل اللہ	۴۱۵- نورم کوکہ میرزا ابراہیم

قبلہ عالم کے ابتدائے عہد مسدلت سے لے کر سن ۱۰۰۰ الہی تک یعنی جس سال یہ دفتر بحسن و خوبی پایہ تکمیل کو پہنچا یا نقدی سے بلا اثر امرائین متولی و زعمہ دونوں مذکورہ صدر جدول میں شامل ہیں لیکن پانصدی سے دو صدی تک کے امرائین صرف الہی امیروں کے نام جدول مذکور میں مرقوم ہیں جو سن ۱۰۰۰ تک بقید حیات تھے۔ دو صدی سے کم مرتبہ امیروں کی صرف تعداد مندرجہ ذیل ہے۔

۱- عہد پنجابی

۵۳ | ۲- عہد دہشتی

۲۶۰	۴ - دو بیستی -	۲۵۰	۳ - یوزباشی -
۳۹	۸ - ترکش بند -	۹۱	۴ - چار بیستی -
۲۵۰	۹ - بیستی -	۲۰۳	۵ - بیستی -
۲۲۳	۱۰ - ۵۵ باشی -	۱۶	۶ - پنجابی -

شاید ہی کوئی روداد یا گزتا ہو کہ قبیلہ عالم اہل اتفاق و کلام شہزاد کو جدید مناصب نہ عطا فرماتے ہوں اور نیز یہ کہ کم مرتبہ منوبداروں کو اعلیٰ مناصب پر فائز فرما کر قدر اخوانی نہ کرتے ہوں۔ اسی طرح ترک و تاجیک کے گروہ کے گروہ دور دراز مقامات سے آکر شرف آستانہ بوسی حاصل کرتے اور مرتبہ سپہ گری پر پہنچ کر اپنی خواہش کے مطابق کامیاب و نامراد ہوتے ہیں۔ بیشمار قدیم و جدید ملک خواران سلطنت جو ان مناصب پر فائز نہیں ہیں اور ان کو روزیہ اور انعام عطا ہوئے ہیں۔ موجودہ و گزشتہ امرا کا مختصر حال معروض تحریر میں لائے گئے ہیں۔ مناسب یہ ہے کہ گزشتہ و موجودہ ارکان دولت کے نام بھی ہدیہ ناظرین کئے جائیں تاکہ ان کو بھی حیات جاودانی حاصل ہو۔

وزرائے سلطنت

- (۱) میر عزیز اللہ تربتی -
- (۲) خواجہ جلال الدین مسعود خراسانی -
- (۳) خواجہ معین الدین فرخودی -
- (۴) خواجہ عبد المجید آصف خاں -
- (۵) وزیر خاں -
- (۶) مظفر خاں -
- (۷) راجہ ٹوڈرل -
- (۸) خواجہ شاہ منصور شیرازی -

وکلاء سلطنت

- (۱) بیرم خاں -
- (۲) منعم خاں -
- (۳) آگہ خاں -
- (۴) بہادر خاں -
- (۵) خواجہ جہاں -
- (۶) خان خاناں -
- (۷) میرزا خاں -
- (۸) خان اعظم میرزا کوکھ -

(۹) قلیج خاں۔

(۱۰) خواجہ شمس الدین خانی۔

بخشیاں

(۱) خواجہ جہاں۔

(۲) خواجہ طاہر بھستانی۔

(۳) مولانا جی بہزادی۔

(۴) مولانا درویش محمد شہیدی۔

(۵) مولانا عشق مقیم خراسانی۔

(۶) سلطان محمود بدخشی۔

(۷) لشکر خاں۔

(۸) شہباز خاں۔

(۹) رائے پرکھوتم۔

(۱۰) شیخ فرید بخاری۔

(۱۱) قاضی علی بغدادی

(۱۲) جعفر بیگ آصف خاں۔

(۱۳) خواجہ نظام الدین احمد۔

(۱۴) خواجگی فرستج اللہ۔

مرد

(۱) میر فتح اللہ۔

(۲) شیخ گدائی پسر شیخ جمال کنبو۔

(۳) خواجگی محمد صالح بدو واسطہ پسر خواجہ عبداللہ

مردارید۔

(۴) مولانا عبدالباقی۔

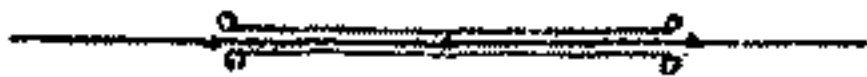
(۵) شیخ عبدالغنی۔

(۶) سلطان خواجہ۔

(۷) صدر جہاں۔

دانش اندوزان جاوید دولت

(علماء و فضلاء ملکوت)



خاکسار موقوف اب علماء و فقرا کے حالات مرض تحریر میں لاتا ہے۔
 واضح ہو کہ ان بزرگان ملک کے حالات قلمبند کرنے میں موقوف فرماتے یا
 مذہب کی پابندی کو نظر انداز کر کے ہر عقیدے اور ہر ملت کے علماء و فقہرا کو ان کے
 علم ظاہری و عرفان باطنی کے لحاظ سے مختلف اقسام میں منقسم کر کے ہدیہ ناطسین
 کرتا ہے۔

قبلہ عالم چونکہ ملک ظاہر و باطن ہر دو عالم کے پیشوا و فرماں روا ہیں حضرت
 پانچ اقسام کے بزرگان ملک کو قابل تعظیم و تکریم و مستحق عنایت و نوازش خیال
 فرماتے ہیں ہر طبقہ کے علماء ان میں سے ہر ایک اپنی رسائی کے مطابق جہاں آرا کے لیے یعنی
 بادشاہ سلامت کے محاسن کے علم سے حیران و متحیر رہتے ہیں۔ ان علماء کے مختلف
 طبقات مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) ایک طبقہ وہ ہے جو اپنی خوش قسمتی سے ظاہر و باطن ہر دو عالم کے
 اسرار سے واقف اور اپنی حوصلہ مندی سے سعادت دارین سے بہرہ ور اور
 اپنے کو بارگاہ شہنشاہی کا فیض گرفتہ اور قبلہ عالم کا خاص ارادتمند خیال کرتا ہے۔

(۲) دوسرا طبقہ وہ ہے جو علوم ظاہر کا تو دلدادہ کم ہے لیکن حقائق و معارف باطنی کا

پرستار اور عرفان الہی کا فریفتہ ہے۔

(۳) تیسرا طبقہ وہ ہے جو صرف علوم ظاہر کا شیدائی اور قدر سے علم کلام سے

بھی واقف و آگاہ ہے۔

(۴) چوتھے طبقے میں وہ افراد شامل ہیں جو علوم نقلیہ کو مشتتبہ سمجھ کر کسی مسئلے کو

بلا دلائل عقلی کے قبول نہیں کرتے۔

(۵) پانچواں طبقہ اُن علما کا ہے جو تقلید کے سنگ راہ سے آگے قدم

بڑھا ناگناہ خیال کرتا ہے اور محض نقل کو معتبر و مسلم خیال کرتا ہے

ہر طبقے کے بے شمار اقسام ہیں۔

فاکسار مولف محاسب کا جامہ پہن کر مخلوق خدا کی عیب جوئی کرنا پسند نہیں کرتا

واقعہ یہ ہے کہ علما کو مختلف طبقات میں تقسیم کر کے اُن کے مختلف نام کا جہد دل

پیش کرنا ہی دل پر بارگراں تھا، لیکن صداقت شعاری و حق نگاری نے فاسے کی

دستگیری کر کے ہمت دلائی اور جہد دل ذیل پایہ تکمیل کو پہنچ گئی۔

جدول دانش اندوزان جاوید دولت اکبری

علمائے ظاہر و باطن

۹۔ مولانا حسام الدین۔

۱۰۔ شیخ عبد الغفور۔

۱۱۔ شیخ میچو سنہجلی۔

۱۲۔ مولانا اسماعیل۔

۱۳۔ مادھو سہستی۔

۱۴۔ مدھودن۔

۱۵۔ نارائن اسہرم۔

۱۶۔ ہری جے سور۔

۱۔ شیخ مبارک ناگوری۔

۲۔ شیخ نظام نارنولی۔

۳۔ شیخ ادھن نام امان اللہ۔

۴۔ میاں وجیہ الدین۔

۵۔ شیخ زکین الدین۔

۶۔ شیخ عبد العزیز دہلوی۔

۷۔ شیخ جلال تھاٹھیری۔

۸۔ شیخ الہدیہ خیر آبادی۔

۱۷۔ دامودھر کھیت۔

۱۸۔ رام تیرتھ۔

۱۹۔ ترنگہ۔

۲۰۔ پرم اندر۔

۲۱۔ ادست۔

اہل باطن

۱۔ شیخ رکن الدین محمود کمان گر۔

۲۔ شیخ امان اللہ۔

۳۔ خواجہ عبدالشہید۔

۴۔ شیخ مولوی۔

۵۔ بابا بلاس۔

۶۔ شیخ علاء الدین مجذوب۔

۷۔ شیخ یوسف ہرکن۔

۸۔ شیخ یرمان۔

۹۔ بابا کپور مجذوب۔

۱۰۔ شیخ ابواسحق فرنگ۔

۱۱۔ شیخ داؤد مجھنی وال۔

۱۲۔ شیخ سلیم چشتی۔

۱۳۔ شیخ محمد غوث گوالیری۔

۱۴۔ رام بھدر۔

علمائے معقول و منقول

۱۔ میر فتح اللہ شیرازی۔

۲۔ میر درغی شیرازی۔

۳۔ مولانا سعید ترکستانی۔

۴۔ حافظ تاشکندی۔

۵۔ مولانا شاہ محمد۔

۶۔ مولانا علاء الدین۔

۷۔ مولانا میر کلال۔

۸۔ غازی خاں بخشی۔

۹۔ مولانا صادق حلوانی۔

۱۰۔ مولانا شاہ محمد۔

۱۱۔ حکیم مصری۔

۱۲۔ مولانا شیخ حسین۔

علمائے معقول

۱۔ مولانا پیر محمد۔

۲۔ مولانا عبد الباقی۔

۳۔ میرزا مفلس سمرقندی۔

۴۔ مولانا رادہ شکر۔

۵۔ مولانا محمد۔

۶۔ قاسم بیگ۔

۷۔ مولانا نور الدین ترخاں۔

۸۔ نارائن۔

۹۔ مادھو بھٹ۔

۱۰۔ بیش ناتھ۔

۱۱۔ سری بھٹ۔

۱۲۔ رام کشن۔

۱۳۔ بلجھدر مصر۔

۱۴۔ یاسین پور مصر۔

۱۵۔ یاسین پور۔

۱۶۔ بدیانو اس۔

۱۷۔ گوری ناتھ۔

۱۸۔ گولی ناتھ۔

۱۹۔ کشن پٹت۔

۲۰۔ بھٹا چارج۔

۲۱۔ بھاگرت بھٹا چارج۔

۲۲۔ کاشی ناتھ بھٹا چارج۔

پزشکان (اطباء)

۱۔ حکیم مصری۔

۲۔ حکیم الملک۔

۳۔ ملا میر طبیب ہروی۔

۴۔ حکیم ابو الفتح گیلانی۔

۵۔ حکیم زنبیل بیگ۔

۶۔ حکیم علی گیلانی۔

۷۔ حکیم حسن گیلانی۔

۸۔ حکیم ارسطو۔

۹۔ حکیم فتح اللہ۔

۱۰۔ حکیم نسیم الملک۔

۱۱۔ حکیم جلال الدین مظفر۔

۱۲۔ حکیم الطیف اللہ۔

۱۳۔ حکیم سیف الملک لنگ۔

۱۴۔ حکیم تمام۔

۱۵۔ حکیم عین الملک۔

۱۶۔ حکیم شفا علی۔

۱۷۔ حکیم نعمت اللہ۔

۱۸۔ حکیم ودالی۔

۱۹۔ حکیم طلب علی۔

۲۰۔ حکیم عبدالرحیم۔

۲۱۔ حکیم روح اللہ۔

۲۲۔ حکیم فخر الدین علی۔

۲۳۔ حکیم اسحق۔

۲۴۔ شیخ حسن پانی پتی۔

۲۵۔ شیخ بینا۔

۲۶۔ بہادیو۔

۲۷۔ حکیم ناتھ۔

۲۸۔ نرائن۔

۲۹۔ سیو جی۔

علمائے منقول

۱۔ میاں حاتم سنبھلی۔

۲۔ میاں جمال خاں۔

۳۔ مولانا عبد القادر۔

۴۔ شیخ احمد۔

۵۔ مخدوم الملک۔

۶۔ مولانا عبد السلام۔

۷۔ قاضی صدر الدین۔

۸۔ مولانا سعد اللہ۔

۹۔ مولانا اسحاق۔

۱۰۔ میر عبد اللطیف۔

۱۱۔ لکھنؤ نور اللہ شہسوری۔

۱۲۔ مولانا عبد القادر۔

۱۳۔ قاضی عبد السمیع۔

۱۴۔ مولانا قاسم۔

۱۵۔ قاضی حسن۔

۱۶۔ ملا کمال۔

۱۷۔ شیخ یعقوب کشمیری۔

۱۸۔ ملا عالم کابلی۔

۱۹۔ شیخ عبد الباقی صدر۔

۲۰۔ شیخ بھیک۔

۲۱۔ شیخ بھیک۔

۲۲۔ شیخ بہاء الدین مفتی۔

۲۳۔ قاضی جلال الدین ملتانی۔

۲۴۔ شیخ ضیاء الدین۔

۲۵۔ شیخ عبد الوہاب۔

۲۶۔ شیخ عمر۔

۲۷۔ میر سید محمد میر عدل۔

۲۸۔ مولانا جمال۔

۲۹۔ شیخ احمدی۔

۳۰۔ شیخ عبد الغنی۔

۳۱۔ شیخ عبد الواحد۔

۳۲۔ صدر جہاں سر۔

۳۳۔ مولانا اسماعیل۔

۳۴۔ ملا عبد القادر بدائی۔

۳۵۔ مولانا صدر جہاں۔

۳۶۔ شیخ جوہر۔

۳۷۔ شیخ منظور۔

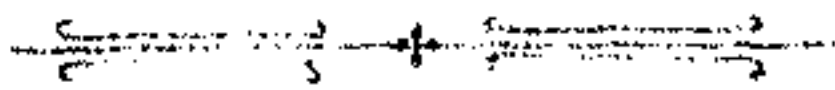
۳۸۔ قاضی ابراہیم۔

۳۹۔ مولانا جمال۔

۴۰۔ بچے سن سور۔

۴۱۔ بیان چند۔

قافیہ سنجان (شعرا)



خاکسار موقوف اب اس معانی طراز کردہ کی جانب متوجہ ہوتا ہے اور یہ مناسب خیال کرتا ہے کہ ان کے مختلف حالات بھی ہدیہ ناظرین کرے۔

یہی وہ افراد ہیں جو عالم خیال کی دشوار گزار راہ میں پروا ذکر کرتے اور اپنے طمیر روشن کو انوار الہی کی مقدس روشنی سے تاباں و درخشاں کرتے ہیں۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ اس طبقہ کے اکثر افراد اپنے اس جوہر قابلیت کی اصل قیمت سے واقف و آگاہ نہیں ہیں اور اس گوہر آبدار کو کھوئے داموں فروخت کرتے ہیں۔ تاہل افسردہ کی توصیف و ستائش میں اپنی عمر بسر کرتے ہیں اور قابل مدح و ثنا حضرات کی مذمت و جھو سے اپنی زبان کو آلودہ کرتے ہیں۔ ورنہ ظاہر ہے کہ مناسب الفاظ کو باہم ربط کرنا ہی عجیب و غریب صنعت ہے، چہ جائیکہ تناسب الفاظ کے ساتھ بہترین طریقے پر معانی بھی پیدا کرنا۔

قطرہ از خون جب گم کند
مہجرہ گریستہ کرات بہت

اں کہ سخن را بسخن ضم کند
ہر کہ سخن را بسخن باز بست

میری مراد صرف ظاہری اتحاد نہیں ہے اس لئے کہ حق و باطل فراست و حاکمت گوہر و خمر ہرہ اگرچہ حقیقت میں ایک دوسرے سے بے حد دور ہیں لیکن قدرے ظاہری مشابہت رکھتے ہیں۔

میرا تمعا اتحاد معنوی ہے اور یہ صورت اتفاق سوا ہمجنس اشیا کے دیگر

موجودات میں ممکن نہیں ہے۔ اس اتحاد و حافی کی شناخت کرنا ہی بے حد مشکل ہے۔
چھ جائے کہ اس کا اندازہ کرنا جو حقیقت مشکل ترین کام ہے۔

قبلہ عالم کو شعرا سے کوئی خاص انس نہیں ہے اور حضرت عالم خیال کی
بلند پروازیوں کو پسند نہیں فرماتے اور یہی وجہ ہے کہ جہاں پناہ اس لطیفے پر خاص توجہ
نہیں فرماتے۔ لیکن باوجود اس کے بھی ہزارا شعرا نے نادر آستانہ مبارک کے
جہہ فرسا اور بارگاہ عالی کے نمک خوار ہیں۔

ان شعرا نے دریا میں اکثر نازک خیال ایسے ہیں جو صاحب دیوان وثنوی
ہو چکے ہیں۔

خاکسار مولف چند بہترین شعرا کے عہد کے اسما اور ان کے مختصر حالات
یہ ناظرین کرتا ہے۔

(۱) شیخ ابوالفیض فیضی

یہ نامور شاعر فطرتاً خوش مزاج، ہمہ دوست، ہوشیار و سحر خیز تھا۔ قبلہ عالم کا
خاص ارادہ مند و صلح کل تھا۔

جہاں پناہ نے شیخ کے کمالات کا اندازہ فرما کے اس کو ایک الشعرا کا
خطاب عطا فرمایا۔ علامہ موصوف نے چالیس سال تک فیضی تخلص کیا اور
اس مدت کے بعد الہامی بشارت کے مطابق بجائے فیضی کے اپنا تخلص فیضی
اختیار کیا، چنانچہ خود وثنوی نل و من میں لکھتا ہے۔

زیر پیش کہ سگہ ام سخن بود
فیضی قسیم نگین من بود
اکنوں کہ شدم بعیش مراض
فت قسیم از محیط فیاض

ابوالفیض کی بہترین عادات نے اس کے فضل و کمال پر چار چاند لگا دیے۔
شیخ فیضی مختلف علوم و فنون کا بہترین ماہر اور بے شمار فارسی و عربی تصنیفات کا
مصنف ہے۔ علامہ موصوف کی تصانیف میں ایک کتاب سوا طع الالہام ہے
جو عربی زبان میں قرآن پاک کی بے نقط تفسیر ہے۔ اس کتاب کا مادہ تاریخ
سورہ اخلاص ہے۔

اس باکمال کا عقیدہ تھا کہ دولت کی کثرت عزیت کی دایہ اور قسمت کی گردش

نشاط و مسرت کا پیرایہ ہے۔ اس کے گھر کا دروازہ دوست و دشمن عزیز و بیگانہ سب کے لئے کھلا ہوا تھا اور اس کا مکان غربا کا ملجا و ماوا تھا۔

اپنی طبیعت کی دشوار پسندی کی وجہ سے علامہ موصوف اپنی فقہ مانیف عوام پر ظاہر نہ کرتا تھا۔ اس عالی ہمت شیخ نے نہ کبھی دست سوال دراز کیا اور نہ کسی صلہ و انعام کا خواہشمند ہوا۔

حقیقتی نے کبھی اپنے کمالات پر نظر نہیں کی اور باوجود اس کے کہ یہ شخص عقل مجسم تھا لیکن نہ شعر گوئی پر زیادہ توجہ کی اور نہ خیال پرستوں کی ہمنشین میں اپنی اوقات بسر کی۔

فن حکمت کی کتابوں کا اکثر مطالعہ کرتا اور اس طرح آنکھوں کی راہ سے دل کو روحانی غذا پہنچاتا تھا۔ فن طب کو بخوبی تحصیل کیا تھا اور غربا کا علاج کرتا تھا۔

(فن شاعری میں اس کا کلام یادگار زمانہ ہے) اگر زمانے نے مہلت دی اور دل کو دنیاوی کاروبار سے وابستگی پیدا ہوئی تو اس یکتائے روزگار شاعر کے کلام کو منتخب کر کے دوستوں کے اصول کے مطابق اس پر دشمن کی نگاہ سے تنقید کروں گا۔

مولف کو براہِ رائے محبت اب راہ تنقید پر قدم فرمائی نہیں کرنے دیتی اور اس لئے اس وقت محبت سے مجبور ہو کر علامہ موصوف کے چند اشعار بطور نمونہ ناظرین کے سامنے پیش کرتا ہے۔

قصائد

زورک فوق المنظر حنک فوق الشا
فکر تو اندیشہ گاہ کنہ تو حیرت فزا
خون تفکر بدر خاک تعقل ہب
لعل حیرت بروئے سیلی جہل از قفا
عالم علم ترا شہر سخن روستا
زہرہ نہ تابو کسوم این مے دانش زوا

یا از لی الظہور یا ابدی الخفا
نور تو بیلش گداز حسن تو دانش گل
ملت علم ترا ہست بفتوائے قدس
بر درت اندیشہ ترا شمع حیرت زند
راہ کمال ترا حرف و لفظ ریگ داشت
پائے نہ تاسر کنم این رہ وانا فریب

اوجہ تقدیس تست پاک ز شمع قسطن
شہر حلال ترا طالب بس کو چہ گد
دانش و پیش ہم یک بہ یک آمین
انچہ طراز و زبان انچہ نگار قسطن
مبتدی و منتہی گرم ہوایت و س
نست دماغ تہی از سر سودا کے تو
بیجگر ہی بچو من کے رسد آن جا کہ شد
لطف تو خواہم شود تنقہ بخشش دماغ
برہنہ پاگرد راہ درو احب کمال تو
کنج ترانہ فلز نیم کف از عیار
سر زمین درست بردن و برداشت
معدہ آزمراغ الیہ جمع طلب

ولہ

در خور اکسیر نیست جو ہر اقلیمیا
ایں نظر پیش میں ایں خرد پیشوا
ابجد عشق تراہست بخشش محبت
آں ہمہ حرف و غل وین ہمہ نقش مفا
مبتدیاں ہرزہ گرد غمہ سیاں ترا ذخا
مغز فلاطول بسوخت از قفسہ مانولیا
غیرت تو دشمنہ راں حبسگر اولیا
ورہنہ شود عاقبت فطرت من مانیا
موزہ کیخت نیست جرد من اثر دما
خوان ترا ہفت بھر یک قدح شوریا
نہ بطریق درست نہ بحقیقت مدوا
وز ہمہ بقسراط عشق گفت مرا احسن

کز آسماں بزرگ تر از خاک کستری
خود میں مشوکہ آئینہ ہفت کشوری
خواہ آسمان و خواہ زمین شو محقری
دانا فریب لعبت ایں ہفت پیکری
آن خاک خود بہیر کہ اکسیر اکسیری
نور تراست از پے ستارہ مشتری
برو ہم دل منہ کہ سفینہ ست مشتری
دل را نزار کردہ زبان را بہ پوری
در قول موسیائی و در فعل مشتری
میزان کل لقب نہی و حشو مشتری
معدوم شو کہ چشم جہاں را نگری
کا قبیل میفروشی و ادبار نمی سوری

اے نقد اصل و فرع نہ دانم چہ گوہری
دل بدکن کہ تیز کنی چار عنصری
بنیان تست مشغلہ نقش علو و سفلی
پوشیدہ چہرگان فلک بر تو فتند اند
ہاں نقد خود بسنج کہ سیزان اعدلی
قیمت شناس گوہر خود باش کا سماں
از عقل کمرش کہ مشیر لیت موہن
با خود چہ دشمنی ست ترا کو کمال نقص
خون است از تو در دل ایام کو نفاق
شرمندہ باش در نظر خود کہ خویش را
ایں ست اگر طاسم و جو و شیر ز تو
اے بخیر نہ سود و زیاں ایں چہ غفلت

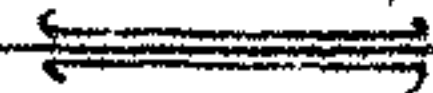
گزهت تو باش کشايد بصيد گاه
خريه مشو که شخص جهان را میال توئی
شرم از سلوک برهنه پایان شوق دار
خوابی بسیر معنی ایشا در رسی
با ابر و کشاده بلار پذیره شو
بر آستان صدق بدر ویشی آورد
نه آنکه خود بگوشه عزلت فرو شوی
پاس نظر بدار که این دزدین دست
در شاه راه قافله تاراج می کنند
جان پدر ستاره طالع بکام تو
بیننده نیست ورنه بر آرم نفس نفس
بهند وستان عالم دل را بمن برسد
این نقش کار نامه یونان خاطرست

یونان غرق گشته بر آمد ز قعر مهند
تو همچنان فتاده در چاه معقری

وله

حریف خلوت من عقل و فتنون منست
اگر به چهره علم تقاسب بردارند
وگرزدین عقل حجاب بگیرند
عجب که حوصله در روزگار برتابد
باعث دل خسر و آل جهان منتظم
قرابه ام ز حقیق رفیق دهر تپیست

فرد تنی ز خساں که بود منت ایم
بسجده اربعم کلک و از گون منست



غزلیات

خیز و در یوزد اقبال کن از حضرت ما
فتح کوین ز جولا نگہ ما جوئے کہ مہست
نظر فیض جو بر خاک نشینان فگنم
حاجبان در ما برہنہ تیغ اندہ ہمہ
سرفرو بردہ بحیب دو چہانے نگیم
دیدہ ما بتماشائے حقیقت بازست

کہ کم از بیچ سپاہی نبود ہمت ما
عشق را دوش گراں از علم دولت ما
مور را منسز سلیمان رسد از ہمت ما
آرزو کیست کہ ہنگامہ کند خلوت ما
عشق از تار نظم دریافت مگر کسوت ما
عقل کل میردا ز کوکہ حیرت ما

فیضی سادہ ضمیرم اگر ت باور نیست
روئے معنی نگرا از آئینہ صورت ما

می کشد شعلہ سرے از دل صد پارہ ما
ہر کسے روز از ل تختہ تعلیم گرفت
دیدہ او بگدا از جبکہ انباشتہ باد

جوش آتش بود امروز بفتارہ ما
عشق مشاطگی آموخت ز نظارہ ما
ہر کہ گوید خبرے از دل آوارہ ما

فیضی از نقد چہاں گر چہ ہی دستانیم
کیسیا ساز بر وزنگ ز رخسارہ ما

بر کہ گذارم و ز تو طرح دل و گزیم

چند ر فوگری کند صبر دل دو نیم را

ولہ

عشق تا پائے ہمیشہ در اندیشہ ما
از قف باد ما بال ملائک بگذاخت

ہمہ معشوق ترا دوزرگ و ریشہ ما
واسے آل روز کہ بر قے جہد از شیشہ ما

ولہ

مرا برا و محبت دو مشکل افتادست
مسافر ان طریقت زمین جہد امشود

کہ خوں گرفته ام و یار قاتل افتادست
کہ در بنیم جوشم بہنزل افتادست

ولہ

من بر اسے میروم کا بنجا قدم نامرست
اگر چہ حیاں بے توبلیب نزدیست

از مقامے حرف می گویم کہ دم نامرست
دور بودن با دسب نزدیکیست

ولہ

وله

کہ بادہ بانگ آسینخند و بدستند
نفس گداخته مغال درین چمن بستند

دریں دیار گرو ہے شکر لبیاں بہشتند
بہ سوزہ شہرہ عشقت عند لب آہند

وله

آگاہ شو کہ قساقلہ ناگاہ می زنند
نہیں رہنماں کہ بر دل آگاہ می زنند
آجاکہ لطمہ بائے ید اللہ می زنند

گویند ہم زبان طریقت کہ اسے رفیق
غافل نیم ز راہ و لے آہ چارہ نیست
روئے کشادہ باید و پیشانی فسرخ

وله

خضر آتشہ این چشمتہ آتش کردند
کہ مسیح و خضر از رشک کشاکش کردند

ساقیاں دست بجام می بخش کردند
این چہ می بود کہ ساقی بقدح ریخت فرو

وله

سودہ الماس در زمہریر ہلال می کنند

نوشداروئے محبت را میریں آخر کہ صیت

وله

آب بقا بنہر ہلال برابریست

در چشم ما محیط بہ ساحل برابریست

وله

این قدر هست کہ از مائدے در پیش هست

فیضی از قافلہ کعبہ رواں بیرون نیست

وله

بمیر قساقلہ عشق ہمہ ہی کردند
کہ محفل دلم از بار غم ہمہ ہی کردند

زہر ہر ماں یکہ نالم کہ کوہی کردند
ہزار بادیریں ناموافتاں پر باد

وله

شراب در محلویم اعتدال می گیرد
مرا زہمہ می خود ملال می گیرد

مہسنم کہ نغمہ بگوشم کمال می گیرد
اگر میرے نہ کستم سوئے بخود دی چہ کنم

وله

کہ پاکنگرہ دل نہادہ برجستند
بشہر حسن کہ آئین خون مابستند

میریں اہل نظر چوں بعرش پیوستند
عسلا زنند تماشا لیان عالم را

آنانکہ در وجود و عدم در نہ بستہ اند
بکشا طلسم گنج کہ کا سا گہاں بخت

وله

طرفے زراحت و دو جہاں بر نہ بستہ اند
اقبال را بسلسلہ زر نہ بستہ اند

وله

سوا و کلاک مرا آفتاب می داند

وله

کر بڑہ ام بہ بیاض حسرتہ دہ را

بصیر طاقت اد کیست در جہاں قضی

وله

کسے کہ از سر کوشش دوبارہ می گردد

طاقت از مجلس مایرونست

وله

چوں بیسائی دل خرسند بیا

بگذر از عشق کہ این کار بساں نشود

وله

آسماں تابع و معشوق بفرماں نشود

بیا کہ روئے بخراب گاہ و نور نہیم
حطیم کعبہ شکست و اساس قبلہ بر تخت

وله

بنائے کعبہ دیگر سنگ طور نہیم
بتازہ طرح یکے قصر بے تصور نہیم

کو عشق کہ زنجیر در کعبہ گدازیم
وین کعبہ کہ تجلج برافراختہ آنرا

وله

وز بہر پرستش صحنے چند بسا زیم
انداختہ چوں ویرا سلسلہ بفرانیم

تا چند دل بعشوہ خواں گریز کونم
فیضی کفہم تہی ورہ عاشقی بہ پیش

وله

ایں دل بسوزم و دل دیگر ز نوںم
دیوان خود مگر بد و عالم گریز نوںم

بلا مست بر زینچا چوں پسندم وہ چہ خوش بود

وله

بیائے کفایریدے گز زبان طعن بد گویاں

نا شکری عشق چوں تو اں کرد

وله

غم پر غم فتنہ ز دمارا

حیران فتنہ از ہی عشقم کہ چناں ست

از دیدہ در دل آید و در سینہ نکلند

وله

گمریز کہ دورانِ فلک عریض و خیرست
آں نیست کہ من ہمنساں را بگزاردم

وله

اشب خبر یا نگر رفتی و گذشتی
آبے کہ بسریزی یحان تو شاید

وله

وردشت آرزو نہ بودیم دام و دود
اے عشق رخصتے ست کہ از دوش آسمان

وله

قیضی من آں بلند نگاہم کہ روزگار
آویختہ اگر ز در کعبہ نکسم غمیر

وله

ساقی دوران گزارد و بیدار سازی
نے مئے دانش ربا کہ منشماں را
نے مئے بد خو کہ در دیباغ رعونت
نے مئے بیباکی دل کہ بر خورد آرد
نے مئے آتش منش کہ در صف مستان
زاں مئے یکرنگ کر تصرف و باطن
زاں مئے صافی کہ عاکفان صوامع
زاں مئے روشن نظر کہ باز نہاید
زاں مئے دریا گہر کہ پاک بشوید

وله

بہار گاہ قیامت کہ اجرا بخشند
بنگر تہائے ہمت قیضی کہ قیاسیاں

وله

آئین حرلیاں ہمہ کثر دار و مرز است
یا آبلہ پایاں بکسبم قافلہ تیز است

فیض از نظر مانہ گرفتنی و گذشتی
از چشم تر یا نگر رفتی و گذشتی

راہیت اینکہ ہم ز تو خیزد بلائے تو
بر دوش خود نہسم علم کبریا کے تو

پیوستہ یافت سامہ فکر ملباق عرش
آویختہ حدیث خود از پیش طاق عرش

ساعز مئے وہ بہ دور اکسیر غازی
ہمچو سپہر آواز دہ سفلہ نوازی
یاد تہور دہد بعبس کہ تازی
ترک ہو سس را ہوائے دست درازی
شہرہ بود گریش تیشہ گوار می
توبہ دہد سپر رخ راز شعبہ بازی
خرقہ تن را از بکتند نوازی
راہ حقیقت بعا شقان محبازی
از دل عارف خیال نقش طرازی

گناہ کعبہ بنجا ک کلیسا بخشند
پیوند کردہ اندر افلاک و منش

وله

عجب ترا ز دل قیفی عمیده ایم طلسم

وله

انچه تعین فی نظر دوست کرد

وله

رو نور و ان طلب زنده بھل نرسند
ناقہ شوق دریں بادیه جنیاں نقیضی

وله

خاک بیزان رو فقر بجائے نروند

وله

در ازل چند نظر آئینه ساز آورده اند
چشم شہر است کہ در زلف بتاں تعبیه شد
گرد لے کم شود از حلقہ عشاق پیرس

وله

از شکلیائی نہ دستم از گریہاں کویت است

وله

گر نہ لیلی ہوں ہم ہر ہی مجنون داشت
آنکہ سیکر مرا میخ پرستیدن بت
عشق صبر و خرد و ہوش ز قیفی بر بود

وله

عشق در بادیه از ریگسازان آئین بست

وله

جز برید شب عید پر مصطفی را
بگیر محضر دیوان فیضی و بنگر

وله

کہ ہم گنزد بود و رسم محید و ہم عیاض

مشکل اگر دشمن جانی کند

تا نیرند دریں بحر بسا حل نرسند
تا کہ منزل طلباں در رسم دل نرسند

گوئی این طائفہ این جا گزریہ یافتہ اند

تا دل و دیدہ مارا بگردان آورده اند
کہ حقیقت دم جہاں رو بجا آورده اند
ہر چہ بزدند ازین قافلہ باز آورده اند

پارہ شد آن گوشت کال را با زغواں پارہ کرد

ناقہ را چہندہ در راہ گرا تیار چہ کرد
در حرم رفته طراف در و دیوار چہ کرد
دزد و رہاں کہ باں قافلہ سالار چہ کرد

کہ بسودا کدہ یار بسنوں آمدہ بود

کہ راست میکنم امشب قصوری شہ را
سخن طرازی رند ہزار ہند ہسبہ را

شدیم خاک ولیکن بویے تربت
تو اں شناخت ز آفا ز فیضی انجاش

تو اں شناخت کریں خاک مرو می خیزد
کہ فرد رفتہ ز کونین و نسرو می خیزد

وله

کعبہ را دیراں مکن اے عشق کا نجا کفش

گہ گہ پس ماندگان راہ منزل می کنند

قطعه

قسمت نگر کہ در خور ہر جوہرے عطاست
ادنی کتد سحائے خود در آئینہ

آئینہ با سکندر و با کسبر آفتاب
ایں می کنند شاہد بحق در آفتاب

رباعیات

شاہی کہ بقتل ذوقنوں خواہیش
ہر چند کہ سایہ خدایند شہر سال

در راہ خدا کے منہنوں خواہیش
ادور خداست سایہ چوں خواہیش

دیگر

خواہی کہ چو من راہ ہدیٰ بشناسی
ایں سجدہ ناقبول سودت ندہد

نشناختہ شاہ را کج بشناسی
اکبر بشناس تا خدا بشناسی

دیگر

از عالم غیب آشنائی نرسید
گردوں جو بہفت جوش از وی ہم

وز قافلہ عدم ندائی نرسید
با ایں سہم ہر ما صدائی نرسید

دیگر

در انجمن ادب خموشاں باشند
در کوچہ عشق چوں رسی گر دکن

در پردہ و راز پردہ پوشاں باشند
کایں جاہمہ تو تیا فروشاں باشند

دیگر

مستان الہی کہ دم خوش زدہ اند
آراش علم و فضل از لیشاں مطلب

بے جام و سبو شراب بے غش زدہ اند
کیں طائفہ در کتاب آتش زدہ اند

دیگر

فیضی قدم چند از خود بر تر نه
بر خوش در دو لخته دیدم یسند

دیگر

فیضی دم پریت قدم دیده بیه
از عینک شیشه هیچ نکشاید هیچ

دیگر

بادست نفس ز سنبلستان سخن
مایم بران تخت سلیمان سخن

دیگر

عاشق که غم از جان خراش نرود
خاصیت سیما بود عاشق را

دیگر

فیضی بکشت گوش دل دیده هوش
نیزنگ زمانه بنگر و لب بربند

دیگر

بر ما چه زیاں اگر صفا اعدا نرود
ماتنیج بر سینه ایم در دست قضا

دیگر

امروز بد هر روزی و صاف منم
عجب به تراز من نه بود بوالعجب

دیگر

ز ان پیش که دند شمار من و تو
فارغ پیشین که کار ساز دو جهان

از خود بدر آور خست خود بر در نه
و انگاه دو صد قفل ز مشکال بر نه

پا از مژه می نمی پسندید هبند
لخته بتراش از دل و بر دیده هبند

واں باد کشیده تخت سلطان سخن
از مال بشوز بان مرغسان سخن

تا جاں بود از تن تب و تابش نرود
تا کشته نگردد اضطرابش نرود

از کار جهان دور کن این دیده و گوش
افسانه دهر بشنو و چشم بپوش

مشته خفاک لطف بر در یازد
شد گشته کسی که خویش را بر مازد

هم دوزخ و هم خلد و هم اعراف منم
در یاسن و گوهر من و صراف منم

بروند ز دست خستیار من و تو
پیش از من و تو ساخته کار من و تو

(۲) خواجہ حسین ثنائی مشہدی۔ یہ نامور شاعر پیشتر قاضی شہر تھا

اس کے بعد شاعری کے میدان میں آیا اور مشہور آفاق ہوا۔ یہ فطرتاً نیک و سادہ مزاج تھا۔ اس کے چند اشعار حسب ذیل ہیں۔

صبح روشن دلان بیان نیست
مسیح تیغ سخن زبان نیست
ظاہر دست از سخن کہ روح قدس
دایہ مریم بیسان نیست
بسکہ معنی قسبہ کرد مرا
نقطہ کلاک من جہان نیست
قصہ کوتہ دین سرائے سپنج
سخنست و سخن از آن نیست
کس بچشہ نگیرد دم دامن
بجز ہوس کو ز کشنگان نیست

ولہ

در روش حسن و ناز ہست بے خوشما
غمزہ لب و دستم عشوہ بزنگ حفا
آں بہتہ بیکانہ را اگر شوم آئینہ دار
نایدش اندر نظر صورت خویش آشنا
گر بمیشل جا کنی در پس آئینہ شخص
بنیہ تمثال خویش یافتہ رواز قضا
آب خور و گر بفرغ خوشہ زیبان تو
دانہ و گرنش کند و ردہ من آسیا

ولہ

اجباب را بلذت درماں برآرست
در دوسے کہ یاد ہمدمی دوستان دہد
من امید دل نہادہ برگ و لاغری
صیاد از بر اسے گریزم اماں دہد

دوستان یاد و ستاں گزنا قیامت خفتہ
از نسیم صبح دم آزار پیکان دیدہ اند

ولہ

حکمت چو قسم پاکیں نویسد
خستہ بہر کہیں نویسد
دشنام دہی تو و براں لب
روح القدس آفریں نویسد
بر روی تو اولیں نگہ را
دل دیر و واپس نویسد
غمسہ تو خداج شادمانی
بر حبان و دل غمیں نویسد

ولہ

اسے اہل ہوش وقت گریباں در نیست
دست مرا بسوئے گریباں کہ می برد

ولہ

قاصدِ شوق دگر قفسِ زناں می آید
شرطِ عشق ست کہ ہم باز بدل نہ پارانہ

ولہ

کہ بدلِ شوق کسے از پئے جاں می آید
سخنِ دوست کہ از دل بزیان می آید

مرا یہ بتکہ جو چوں پیچ بکعبہ بری

ولہ

کہ بازگوں زدہ فطلم سراغِ من غلطست

در حوصلہ نہ فلک از عشق نہ گنجید

ولہ

ہر ذرہ کہ از خاکِ شنائی بہوارفت

چو ہر فلک دیر گر دید

چو خوابِ آتشا روی ہر دید

(۳) حُزنی اصفہانی - یہ شخص عقلیات کا شیدائی اور فلسفیانہ خیالات کا

فریفتہ تھا۔ قدیم شاعری کا ماہر تھا۔ کلام کا نمونہ ہدیہ تاخوین ہے۔ یہ شاعر فطرتاً
آزاد منش و نیک ذات تھا اور ہر پروری کے آثار اس کی پیشانی پر
نمایاں و درخشاں تھے۔

گردِ دلِ گرم و پیغم کہ در و جانی ہست
در چین بود زلیخا و بھسرت میگفت
نا امیدم نہ تو، آما بہ محبت کہ پیغم

ولہ

غم معاذ اللہ اگر نیست تنہائی ہست
یا از ندان کہ در و انجمن آرائی ہست
کہ میان من و او رسمِ تقاضائی ہست

جبریل پر شکستہ راہِ محبت ست

ولہ

ایں قاصدے بہمچو صبائی نمی رسد

گرایا نہ این جا و اگر محمود کا ش بن گیت

ولہ

عشق از یک رشتہ پائے بندہ و آزادیت

ز گرمیِ جگم دو شش چشم بر میوخت
شد از تصرفِ من تو آن زمانِ خسبم

ولہ

چراغِ دیدہ براہ تو تا سحر میوخت
کہ شعلہ در جگر افتاد و بھر میوخت

کہ عاشق کشتہ چشم و فغانِ یار ہم دارد

مرا بر سادہ لوحیہائے حزنی خندہ می آید

ولہ

کہ تاب جلوہ جانسوز آفتاب ندارم

ولہ

غیر ازین عزنی نمیگوید کہ عزنی دوزخیت

ولہ

توسید ردی بروقدیر گرفتاری چہ میدانی

ولہ

بسغنهائے دروغ تو تسلی شد و رفت

مکن کرشمہ کہ آن تشنہ لب گیا ضعیفم

آہ از آن رکش گدگر خود را بر آتش میزنم

شنیدم عزنی از قیدش خلاصی آرزو دارد

عزنی سادہ دل امروز چو ہر روز دیگر

(۳) قاسم کا رہی عرف میاں کالی - یہ شاعر علوم ہر وجہ سے قدر سے

واقف و آگاہ اور قطرتا خوش مزاج بہت سادہ و قناعت پسند تھا۔ امر او دو متمند افراد کی خدمت میں بہت کم حاضر ہوتا۔ اس کی وارستہ مزاجی سے چند کم مرتبہ افراد اس کے گرد جمع ہو گئے تھے جس کی وجہ سے ظاہر میں طبقے نے اس کو ہدف ملامت بنایا

اپنی آزاد پسند طبیعت و نیز قبیلہ عالم کی توجہ سے جہاں پناہ کے ارادتمند حلقے میں داخل تھا اور اکثر آئندہ واقعات کی بابت پیشین گوئی کیا کرتا تھا اس کے کلام کا انتخاب مندرجہ ذیل ہے۔

بست طمع بحضرت بچوں کند دراز

اگر ز عہد شمارند روز بچہ را

شاید کہ رفتہ رفتہ بسا مہرباں شوی

صرف راہ فیل کردم نقد جان خویش را
گر نہ بینم بر سر خود فیلبان خویش را
انکہ بخشد فیل زریں شاعران خویش را

ولہ

ولہ

ولہ

ز خضر عمر فروست عشقباہ را

چوں سایہ ہمرہیم ہر سوراں شوی

تا بفیلان میل دیدم دبستان خویش را
خاک ہر میکم چوں فیل ہر جامی کسم
شاہ فیل افکن جلال الدین محمد اکبر است

ولہ

ہر دم دلت از نور لعلیں پردہ کثاست
حرفی نہ زنی کہ عذر آں باید خواست

اے آنکہ زبانت بعارف گویاست
فکرے نکلی کر آں پشیمان گردی

(۵) غزالی مشہدی۔ یہ شاعر شیریں زبان اور بلند پروازی میں

یکتا ہے روزگار تھا اور فن تصوف کے حقائق کا بہترین ماہر تھا۔ اس کے کلام کا

نمونہ یہ ہے۔

دیدیم کہ باقیست شب فتنہ غنودیم

شور می شدہ از خواب عدم دیدہ کشودیم

ولہ

جرم معشوق و گناہ عاشق بیچارہ چیت

حسن شہرت عشق رسوائی تقاضا می کند

ولہ

ز ہمار کسے آں نہ کنی عیب کہ عیب است

چوں رتوہ قبول ہمہ در پردہ غیب است

ولہ

کہ اگر بدکستم نگو گوید
بچو آئینہ رو بر و گوید

اے غزالی گریزم از یارے
من و آں سادہ دل کہ عیب مرا

ولہ

نے علم و فضل و نے نسب می باید
معشوق غیورست ادب می باید

در عشق نہ جاہ و نے حسبت می باید
ایں واقعہ را کسے عجب می باید

ولہ

صوفی گوید کہ دلق پشیمینہ من
من دانم و دل کہ چیت درینہ من

سلطان گوید کہ نفت گنجبینہ من
عاشق گوید کہ داغ دیرینہ من

ولہ

طاعت عصیان و کعبہ دیرست ترا
مے نوش کہ عاقبت بخیرست ترا

در کعبہ اگر دل سوئے غیرست ترا
در دل بخت بست و ساکن مسکینہ ترا

(۶۷) عرفی شیرازی۔ شائستگی اس کی گفتگو سے اور متانت و خبیثگی اس کے کلام سے نمایاں ہے۔ خود بینی نے اس ہونہار نوجوان کو تباہ و برباد کر دیا جس کی پاداش میں اس کے کمال کا غنچہ بلا کھلے ہوئے مرجھا گیا۔ اس کے چند اشعار مندرجہ ذیل ہیں۔

ہر دل کہ پریشاں شود از نالہ بلبل
در دامنش آویز کہ باو سے خیرے بہت

ولہ

حسدِ تہمت آزا دی مردم بگداخت
کیں مراد بست کہ پر تہمت، اتہم حسد ست

ولہ

کے کہ محرم باد حسد سیاست می داند
کہ با وجودِ غزاں بوسے یا سمن باقیست

ولہ

طاقتِ مرہم عداوتِ سینہ افکار ما
سایہ نگل بر نہ تابد گوشہ دستار ما

ولہ

مدارِ محبت ما بر حدیثِ زیر لپی است
کہ اہل ہوش عوام اند و گفتگو عز می ست
قدم بر دل مشہ از چہل یا فلاطوں شو
کہ در میاں گزینی سراب و تشنہ لپی ست

ولہ

گو کہ نفہ سہو لیاں عشق خاموشند
کہ نفہ نازک و اصواب چنبہ در گوش اند

ولہ

ہر چند دست و پا ز دم آشفتن تر شوم
ساکن شدم میاں در ماکت رشہ

ولہ

امید بہت کہ بیکانگی غسری را
بدوستی خنہائے آشنا بخشد

ولہ

قابلِ رنج محبت کس نیاید در وجود
رنگ روئے خویش را ہر کس بدستانے شکست

ولہ

چناں بانیک و بد عرفی بسر کن کو لپی مرو
مسلمات بزم شویید و ہند و لبوز اند

ولہ

خواہی کہ عیہ ہائے تو روشن شود ترا

وله

یک دم منافقانہ نشیں در کمین خویش

وقت عرفی خوش کہ نکشہ دندچوں در بر خویش

وله

بر در نکشودہ ساکن شد در دیگر نہ زد

انتظار تو بہار از تنگ چشمی لمے باست

وله

ور نہ صد ذوقیست در گلخن کہ در گلزار نیست

دلم چو رنگ زلفی شکست در خلوت

وله

غمم چو تہمت یوسف دویدہ در بازار

روز کے کہ معاطان ہر فن طلبند
آہنگ ہاکہ درودہ جوئے نشانند

وله

حسن عمل از شیخ و برہمن طلبند
وانہا کہ نکشہ بخسین طلبند

اسے از بد و نیک آمدہ در جوش و خروش
مختار مشو تالش دی بیہدہ کوش

وله

کہہ شکر طرازی و گہے شکوہ فردش
کاہ رہ باد باش بار سرودش

عرفی دل خود را بچہ خوش داشتہ
بگذاشتہ ہم از تو دریں نشاۃ است

گرایں دوسہ بیت است کہ بگذاشتہ
برداشتہ بایست چہ برداشتہ

(۷) میلی ہروی ہراتی۔ اس کا اصل نام میرزا قلی ہے۔ یہ شخص قوم کا ترک ہے اور اس نے ہمیشہ عیش پسند افراد کے مجمع میں زندگی بسر کی۔ اس کے کلام کا نمونہ حسب ذیل ہے۔

شدم تا شہرہ در عشقت گریزم ہر گراہیم

وله

کہ می ترسم بقترب من آئی در خیال

میرم و بر زندگانم رشک می آید کہ تو

وله

خوب آں بیداوا دار می کہ با ما کردہ

زدیدن تو دلم یافت لڑتے کہ فلک

نوز بائدہ اگر فسک کہ داشتہ ام کند

نہ آشنا و نہ بیگانہ نمیدانم

کہ اختلاط چہ نہیں را کیسے چہ نام کند

دانستہ کہ ہمد تو با جان نمیدود

کہ خاک کشتگاں گزری سگر اں ہلوز

چوں کہی دورم نگاہے کن کہ بہر احتیاط

رشتہ می بند تدبیر پا مرغ دست آموزا

ورم آخرست دشمن پیش گذار یکدم

کہ بعد ہزار حسرت بتومی گزارم اورا

قرار و صبر بخود دادہ باز ماندم ازو
فراق می کشدم ہر زمان و سیکوید

بدیں امید کہ تن در دہم بہ تنہائی
سزائے آنکہ گشت تکیہ بہشت کیبائی

چہ احتیاج سواست خلق عہد ترا
دلے تو با طلب سائلان خوشی چنداں

کہ بہر گدا شدہ قاروں ز کثرت زرو مال
کہ بہ سبیل خوشی شاید گشتند از تو سوال

(۸) جعفر بیگ قزوینی۔ یہ شاعر بجد عالی ہنم ہے۔ تاریخ سنی الجملہ واقفیت رکھتا ہے اور قدیم افسانے بجد خوبی کے ساتھ بیان کرتا ہے۔ فن ہر باب سے لکرس کو خاص مناسبت ہے

از صبا در شکم ادا دل بدین خوش میکنم

کیں گلستانست نتواں در بر وئے بادبست

شہر گنجائش غمہائے دل با چویداشت

آفرینند برائے دل ما محسرا

آما وہ گشتہ ام دگر امشب نظارہ را

پیوند کردہ ام حب گریہ پارہ را

نقص در دوستی ماست کہ او دشمنی ماست

آں محبت بچہ ارزد کہ سرایت نہ کند

ولہ

بایں بیگانہ خویاں خویشی دل

عجب دارم زدہ در اندیشی دل

ولہ

رسید و مضطربم کرد و القدر نہ نشست

کہ آشنائے دل خود کسم تسلی را

ولہ

مرا کہ محض گستاہم ز انتقام مترساں

دلیر گنہگارم ذوق انتقام تو وارد

ولہ

اے عیش خوش دسیر بہن رہ نہادو

یک لحظہ باش تا غمسم اور پھر پھر کتم

ولہ

جعفر امروز بیزیم تو بجز سزے آمد

کہ دل سنگ برآں وضع غریبانہ زخمت

ولہ

پہر کس کہ شے نشست با تو

بسیار بروزمانشیند

جعفر رہ کوئے یار دانست

مشکل کہ دگر ز پانشیند

ولہ

در باد صبا بوئے کسے ہست کہ یعقوب

چشمے کہ نزار و ز سپے قافلہ دارد

ولہ

گلتاں را گلے از تو شگفت ست

کہ اشب تا بحر بلبل خفت ست

(۹) خواجہ حسین مروی۔ یہ شخص پسندیدہ صفات کا جامع تھا اور ہمیشہ

اپنی مدح سرائی کو اعلیٰ قیمت پر فروخت کرتا تھا حضرت جنت آشیانی کا ہم نشین تھا اور قبلہ عالم کے دربار کا بھی معزز رکن رہا۔

صراف سخن صیرفی سیلک من ست

آنم کہ ممالک سخن ملک من ست

اسرار و کون بر سر کلام من ست

دیباچہ کن ز دست من ورتی ست

(۱۰) حیاتی گیلانی۔ معانی کے سمندر سے بے شمار چشمے نکل کر اس کے

مکان سے ہو کر گزرے۔ راستی و نیک کرداری کے آثار اس کی پیشانی سے ہویدائیں۔
اور نیک بختی و صداقت اس کے خمیر میں داخل ہے۔ یہ شخص شاعروں کے عیوب
سے قطعاً پاک و صاف ہے۔

ہر سخن کہ کئی خولیش را نگہیاں باش
چہ بال مرغ کہ گر شغل روزگار اینست

ز گفتنی کہ دے تشگفد پشماں باش
ز مور نیز قدم و ام کن گریزاں باش

ولہ

مریض عشق بدر چہناں گرفتارست،
کہ آرزوئے مداواش ہسم نہاں دارد

ولہ

ہر چیز کہ بینی ز رہے رہزن شخصےست
من کس نشانسم کہ گرفتار نباشد

ولہ

کوئے عشق است این سیر بازار نیست
در میان کافراں ہم بودہ ام
از ہوس اہل ہوس خصم ہمستد

لب بہ بند این جازباں در کار نیست
یک کمرش لستہ ز تار نیست
دوستی را بچاکس اغیار نیست

ولہ

ہر آن خارے کہ در راہ تو کارند
نفس در خود کش و ریش دروں را

ز آبِ روئے خندان تازہ گرداں
بزم ہوسرا لود بیکان تازہ گرداں

ولہ

دار و ہوسم باز ہر کارم و رستگے
دانی چہ کسم و ز ہنگام نام چہ دارم

در خانہ بوئے و بیازار برستگے
شوریلخ عارے و بر آشفٹہ ننگے

ولہ

از بسکہ رفوز دیم شد چاک
این سینہ ہمہ بد فتن رفت

ولہ

مچ سیرم و شکست چہ سارا
ہمارہ وصل چوں توان بست

شاید کہ بسر برم و فاسارا
در حقہ کئی مگر صبارا

ولہ

ایں سبزہ وایں صحرا پوئے ز جہنوں دارد

وله

دیوانگی وستی امر و دشگوں دارد

یا درو طلب غم فسنوں می باید
سرمایہ این کار نہ آنست و نہ این

وله

با خواہش یافت دیں و خوں می باید
یا عقل تسام یا حسوں می باید

نے سر بڑیایم وئے پاکوم

وله

نے در غم کہنہ و نہ بستہ نوم

گر بلبیل نالاں نیم اینہم ہست

وله

پروانہ ام و شعلہ در گز و نم

من در دول شبان تار خوشم
باشد کہ گئے قدم بخود باز آیم

من آفت از روزگار خوشم
دیر است کہ تادرا نظر از خوشم

(۱۱) شکیبائی اصفہانی۔ اس کا ذوق سخن نہایت عمدہ اور کلام حلاوت انگیز ہے۔

یہ فاضل علم واقعہ نگاری کا ماہر اور مروجہ علوم سے واقف ہے۔ اپنی خوبی فطرت کی وجہ سے فلسفیانہ عقائد و خیالات کا شیدائی ہے۔

مارا بسخت جاتی خود این گمساں نبود

وله

شہسائے ہجر اگر اندیم و زندہ ایم

دائم کہ توستانی و من ہم فروشم

وله

وردست متاعم نہ طرب نرخ چہ پر سی

فریب بخت بد را نام غیرت کردم و ختم

وله

ز رشک بدعی دادم قرار دوری از دوست

می فروشم دل بدیدار سے خریدار سے بد

وله

اے خدا جنس مرا از غیب بازار سے بد

نشست بر سر آتش سپند خوشتم

وله

تو گرم ہر من و من زہر دفع گزند

دل زجاں برکندم و بار دل ازجاں برنجات

سرزتن دور و دوشم ازگریبان برنجات

وله

امروز کہ جامِ عشرتم لبریزست

درکشتن من تیغِ تنافل تیزست

وله

ننشسته بدل کمرِ کیمینم بستی

دیران شواین خانه کہ دشمن خبرست

وله

ازتالہ مرغِ تافنس گلزارست

آنجا کہ تو درولی نفس گلزارست

باجلوہ حسن تو ہوں ہم عشقتست

آتشِ چو علم کشید خس گلزارست

وله

خوش آن کہ بریم رہ بسوئے تو ز تو

کو را نہ کہیم جستجوئے تو ز تو

ور جو رفسزا کہ دادِ خود بستاند

حیاں اسخنی مازما و خوئے تو ز تو

وله

زدیست جہاں کہ بردش باخترست

زاوی آن بتقشس کم ساختنست

و نیا بمشل چو کعبتین نزدست

برداشتنش برائے انداختنست

(۱۳) انیسوی شاملو۔ اس کا اصل نام بول قلی ہے۔ یہ شخص زندہ دل و

خوش کردار ہے۔ مردانگی و راستی اس کے بشرے سے عیاں ہیں۔

بجستجوئے تو شہرست ماغریباں ۱

کہ آشنا شود پائے ماہد امن ما

وله

طے می شود ایں رہ بدرخشدن برتے

باسلے بصران غفلتِ سرشمع و چراغ غم

وله

گریں از مرگ ہم آسودہ نگردم چہ عجب

مختبر روزشب خواب پریشاں آرد

وله

کے برگ از سرود عشقت کہ ہیں آن تادوست

کز قلع برین دیروں گر لشکنی پیانہ را

جہاں بگیرد از اجل گردست یا بد مرد عشق

صاحبِ خرمین زموری کے ستانہ دانا

ولہ

ندار دگلستان دہر چوں من نغمہ پروازے
چئے اصلاح طالع عسدر در کار ہنر کردم

ولہ

عشق و مقتا طیس کجمن اندک دل باکوش

ولہ

زہ حال من ہمہ کس را ہدا نگہ دارد

ولہ

مرا فردخت محبت و لے مدانستم

ولہ

انیسی را نشد از خوردن خون طرف دل خالی

ولہ

من مست محبت شمرایم بدید
اگر شکوہ کنم در عتاب آغمازم

ولہ

رفتم کہ روفتار و مگامے چمند
بے ہمتیاں بسر برم روزے چمند

ولہ

ہاں دل ہاں دل دل این چنینی می باشد
یکبار تو ہم صید مرادے بکف آرد

ولہ

دلے می باید از کنج قفس دامن نو اگر دن
باستادے تیار کستم حور را زہور یا گردن

ولہ

تا بر دل می شد محبت جذب پیکان کہ وہ بود

ولہ

کہ کھل زخمتہ و مرغ از نو آنگہ دارد

ولہ

کہ مشتری چس است و پائے من چہ دست

ولہ

مگر در نیم حسرت بادہ از پیماست بخیر و

ولہ

در آتشم آنگندہ و آیم نہ پید
با دوست حدیث من جدایم نہ پید

ولہ

برہم درم از ہستی خود دایم چمند
بے صبح رسام ببحر شام چمند

ولہ

دست طلب اندر استیں می باشد
صیاد ہمیشہ در گسین می باشد

(۱۳) نظیری میشاپوری۔ یہ شخص اصناف سخن سے بخوبی ماہر و قادر الکلام استاد ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ باغ معالی کا ایک دریچہ اس کے قلب کی جانب کھلا ہوا ہے عالم ظاہری
نیک بہنام ہونے کے علاوہ عالم حقیقت کا بھی بہترین نقاش ہے۔ہر جا خوش ناخوش است نیکو است
یا شادی دوست یا غم دوست

ولہ

تو کہ برہم ز سودائے دل مائی زیاں داری

ولہ

سگر زیر گلابینہ تقسیم را نمی نہی

ولہ

نوازشے ز کرم می کنی محبت نیست

ولہ

کمر در خدمتت عمل بیت می بندم پر شد قدم

ولہ

خون ترا چہ قدر زلف تیری غموش باش

ولہ

مانیش بہا سائے کم خسریدار

ولہ

انچہ رحم از دل بزد تاثیر فریاد نیست

ولہ

سگبہ استغاثم آما ہر شب قلاوہ خایم

ولہ

دے لے کہ کعبہ بیپائی او قسم می خورد

سہرہم بادہ مشوقی تم مستی دارد

ہمیں سفینہ عشق مست میائے آسائش

کدام صورت اثر پیش در دولت دارد

مرا سرمایہ دنیا دین نابود میگردد

جائے بند کہ نالہ بگوش چمن رسد

توان شناختن از دوستی مدارا را

برہمن می شدم اگر این قسم ز نار می بستم

ایں بس کہ دعوی از طرف قاتل تو نیست

نقصان خودیم ز سبب بازار

انچہ نسیان اور ذہانت یاد نیست

کسب پر شکار دارم نہ ہوائے پاسبانی

ز فکر بیدارم کلیدیائے فرنگ

کہ راہ رفیق خود را سبب داند لنگ

از دیرین چو نمی پائے قلم ست دہنگ

بن بگو کہ گنہگار در ہماں آہنگ

(۱۴۷) در ویش بہرام - یہ شخص قوم کا ترک اور قبیلہ سیات کا ایک رکن ہے۔

حضرت حضرت علیؑ کی زیارت سے مشرف ہوا اور حضرت مسیحؑ کے فیض قدر ہوئی۔ اس کے قلب پر روشن کر دیا۔ اس نے دنیاوی جاہ و منزلت سے

کنارہ کشی کر کے ستفانی کی خدمت اختیار کی
اساس پارسائی را کستم تا پیش آید
بگوئے ز اہداں بہودہ عمرے در بد گشتم
سجے اہل عبادت می شمارندم گہے خاسق

سیر بازار سوا کے نشستم تا پہ پیش آید
کنوں ریز و خراباتی وستم تا پہ پیش آید
بہر طور یکہ میگویند ہستم تا پہ پیش آید

(۱۵) صیر فی کشمیری۔ اس کا اصل نام شیخ یعقوب ہے۔ فن شاعری سے
آگاہ و دیگر علوم و فنون کا بھی فاضل ہے۔ حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف
و حضرت کے فلسفہ تصوف کا کامل استاد ہے۔ اس بزرگ نے جہاں نور دی کی اور
بیشمار اولیاء اللہ کی سعادت زیارت سے مشرف ہوا۔ آخر کار حضرت شیخ حسین خواجہ
رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوا اور تعلیم طریقت کی تکمیل کے بعد
مرشد سے فرقہ خلافت حاصل کیا۔ اس کے اشعار کا نمونہ حسب ذیل ہے۔
ہم ز دل وز دیدہ صیر و ہسم دل دیوانہ
دزدن باخانہ مید ز دوستی خانہ را

ولہ

ز ضعف تن عجیب حالیست بیمار عبت را
کہ نتواند کشید از ناتوانی بار صحت را

(صبحی چغتائی۔ اس شخص نے کابل میں نشوونما پائی۔ ایک مرتبہ حضرت
امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کی خواہنگاہ میں سورا تھا کیا دیکھتا ہے کہ ایک بزرگ نورانی صورت
خواب میں اُس کے پاس تشریف لائے۔ ان بزرگ کے ہاتھ میں ایک عصا تھا
سیر بزرگ نے صبحی کو شعر نظم کرنے کا حکم دیا چونکہ صبحی اس فن سے مطلق آشنا
نہ تھا اُن کے حکم کی تعمیل فی الحال نہ کر سکا اور خواب سے بیدار ہو کر اُس مقام سے
اٹھا اور دوسری جگہ لیٹ کر سورا۔ اس مرتبہ پھر وہی بزرگ تشریف لائے اور
انہوں نے بار دیگر شعر نظم کرنے کا حکم دیا۔ اب صبحی خواب سے بیدار ہوا، اور
اول شعر جو اُس نے نظم کیا مندرجہ ذیل ہے۔

یادہ کشی چشم نشین و سیر دریا کن

ولہ

سر شکم رفتہ رفتہ بے تو دریا شد تا شاکن

بار طور وار و فادید دل محسنوں را

سوختہ تاپے ہر دیکھیں آں مضمون را

ولہ

حالتِ خویش چہ حاجت کہ باد شرح ہم
ضعف غالب شد از ناله فرو ما ندلم

کہ مرا سوزِ جگر بہت اثر خواہد کرد
دگر از حالِ من اور اکہ خبر خواہد کرد

(۱۷) مشفقِ تجاری

بکوشِ رفیق و درپائے دل خارشِ شکستِ اتجا

بجہ اللہ کہ تقریبے شد از پیرِ شہتِ آسنا

عرشہ بہت شکرستانی بہت
گرازش چون سیکوان دیار

طوطیاں شکر فروش ہمہ
چیرہ بند دل کو چہ پوش ہمہ

(۱۸) صاحبی۔ اس شخص کا نام محمد میرک ہے اور اپنے کو نظام الملک لموسیٰ کی اولاد

ظاہر کرتا ہے۔

مرا گویند پیرِ دہاں بزن دستہ پاداش

مراد سے اگر بودے گریباں پارہ می کردم

ولہ

اسیابِ ہلاک ایں ہمہ و زندہ ام ہجرے

شرمندہ خود کردیدار اسے تو مارا

ولہ

دردِ دل گفتم قائل گردنوا ری را بین

گریہ کہ دم خندہ زد بے اعتباری را بین

ولہ

بہت دوست مرگم صاحبی خاطرِ شام شد

کہ شاہینِ اجل ہم مرغِ بہت آموزے بودت

(۱۹) مظہری کشمیری۔ آغازِ شباب سے فنِ شاعری کا دلدادہ ہے۔ شاعر

عراق میں قیام پذیر رہا اور اہلِ تقویٰ کے فیضِ صحبت سے خود بھی مرتبہ کمال کو پہنچا۔

کہ پیشِ دیدش فسنوں کشتِ تبارا

چہ آشنا نگوی بود چشیم لیلارا

چہ حاجت نہ دانم جمالِ سلمی را

بہت دیدہ شبوں زخوش و بیکامہ

فدائے آئینہ گردم کہ دل سستانِ مرا	وله	دردنِ خانہ گلگشتِ بوستانِ دارو
اقبالِ حسن کار ترا بیش بردہ است	وله	دردِ صلاح کارِ نداشتہ کہ چیت
دُنیائے دو خاطرِ خود رائے خودم	وله	بے زحمتِ رہ آبلہ پائے خودم
صد پرودہ درم ز خود بیایم بیرون	وله	صدِ مرحلہ پیانم و بر جاے خودم
لالہ طورم نہ بچوں غنچہ گلبنِ زادہ ام	وله	شعلہ جائے بخیہ بر چاک گریباں مینرم
ہر کس کہ بچشمِ سبک شد	وله	بر خاطرِ آسماں گرانست

(۲۰) قحوی ہمدانی۔ اس شخص کا نام محمد مغیش ہے۔ اپنی عالی ہمتی سے
وجہِ دھاک کی کو سگی ہستی بنانے کا مشتاق اور تجرد کے نشہ میں سرشار ہے۔

من گریہ آتشیں نمیدانستم	وله	من آہ دل حسنین نمیدانستم
نے نامِ بن گداشتی و نہ نشاں	وله	اے عشقِ تر چہ نہیں نمیدانستم
گفتی کہ زورِ عشقِ کارم پست است	وله	جائے جائے کہ دلِ یسے مابست است
شرمتِ باد از خویشِ شرمست بادا	وله	بلبل ز کد ام و ساغر و سست است
قحوی دستانے با آشنائی بردار	وله	ورقِ افلہ آوازِ درائی بردار
منزلِ میں دورِ شب بے نزدیکیست	وله	اے کندہ پائے خویش پائے بردار
صدِ تحسین و صدِ آزموں در کار است	وله	صدِ عقلِ برائے یک جنوں در کار است
تو طالعِ ارجہست واری بگذر	وله	کاینچہ ہمہ بخت و از گوں در کار است

محموی یہ ہوا مے دل نوائی نزنئی
بیگانگی تمام عالم دیدی
در کو چہ کس در سرائی نزنئی
زہنہا رکہ حرفہ آشتائی نزنئی

(۲۱) صغیر فی ساجی یہ شخص تہی دست اور خواہشات نفسانی کی
جکڑ بند سے آزاد ہے۔ قناعت کے ساتھ غربت کی زندگی بسر کرتا ہے۔
گل فروش یا کہ خواہد گل بساز آورد / باید اول تاب غوغائے خریدار آورد
ذراہ کعبہ بمنو عسم و گردن می فرستادم
سوائے جہاں ننگم گرفتدم زیر پا
انچہ من میخواستہم از افتادگی بالاتر است
کاش خود را ورتہ پامی توانستم گرفت

(۲۲) قرار می کیلانی۔ اس شخص کا نام نور الدین ہے۔ تین قسم
بلند فطرت ہے۔ قرار می اپنے برادر بزرگ حکیم ابوالفتح کو ہمہ تن بندہ بنایا اور
اپنے برادر خرد حکیم ہمام کو شیبہ اسے آخرت سمجھتا اور خود ہر دو برادر سے بے نیاز
ہو کر آزاد زندگی بسر کرتا تھا۔
از امتدادیجراں شادم کہ میتواں کرد
بچہ بہت بر اہل ہر دم ز چہمت خوردہ ام تیرے
نگرا از خانہ بر من بود کہ شب در کوشش
درال ساعت کہ چیب جان ز دم چاک اے محافا

مرا بد و زخنی رشک میشود سر را
کہ در میان آتش شستہ است صبور

جنون و بخودیم از مے شباد نباشد
کہ سوز عشق الہی بہیچ خسانہ نباشد

ایدل ز رشک مدعی از عشق بیزارم کن
رسوائے ایمان کہ دہ بدنام ز مارم کن

مرگست روزے در عدم تشویش مستحق دیدہ
یارب ز خواب غیبی در حشر بیدارم کن

گر عشق دل مرا خسرید اراقتد
کارے کبستم کہ پردہ از کار افتد

سجادہ پرہیز چنان افشام
کہ ہر تارکش ہزار ز تار افتد

سیر آدم از خون دل خوردن خویش
من نیز چو آن دوست شدم شمن خویش

کشم خود را و خون خود افسگندم
از غایت دوستیش بر گردن خویش

ولہ

ولہ

ولہ

ولہ

(۲۳) عثمانی مخفی - شخص معالی آفریں ضرور سے لیکر شوریدہ مزاج ہے۔
اور اسی وجہ سے پر آگندہ زندگی بسر کرتا ہے۔

بیشرب تو کہ مایہ بلان آج سنیم
کہ گل گزشتہ و تداستہ ایم باغ کجاست

شب زلف تو جمعیت لہا خوش باد
کہ ز کویت من آوارہ پریشاں فرستم

درمختار و دولت زدم و برد ریاس
تا امید از مدد کبر و مسلمان فرستم

من ز سلیم وفا آمدہ بودم چہ عجیب
اگر از خاطر فرخندہ یاراں فرستم

دو گن ہوں دل فسوزانہ سوختیم
قندیل کعبہ بر آتشانہ سوختیم

بوستے مراد از ہمیں کس نیاستیم
تا چارہ ہم گم شدہ میرانہ سوختیم

یک حرف آشنا لفظ ہم کہنے گفت
ہر چند پیش ہم و بیگانہ سوختیم

ولہ

ولہ

ولہ

دلا ازاں مئے گلگوں چہ در سہوداری
مرا محبت در لہجہ مائے خوں انداخت

کہ آہ در حبس گرہ گریہ در سگھو داری
بر و برو کہ تو بار سے کتنا رجوداری

ما رخصتہ این خون محبیل را بتو دادیم

ولہ
ولہ
گفتیم و نوشیتیم و محبیل را بتو دادیم

کہ بر سر آیم و گئے بر سر آتش

دہر سار کہ در کو چہ و در شہانہ چندار

بسم اللہ اگر زہر ہڑانے

ولہ
ولہ
کیں قسافلہ را سر چوں نمیت

در کشور سے کہ نام و فسا گریہ آورد

قاصد حب اذنا لہ حب اگر یہ آورد

قتل چو منی بخشیم و کیں می ارزد
در قعدہ دلم خیالت از پابشت

خونم لبش کستہ استیستیں می ارزد
آزردن دوستاں بایں می ارزد

(۲۴) ملا محمد صوفی مازندرانی۔ یہ شخص صاحب جاہ و منزلت ہے۔

لیکن اپنی بلند نظری کی بنا پر دنیا کے دامن سے بہت کم وابستہ ہے آرزو منش ہے اور ہمیشہ
تہا سفر کرتا ہے۔

مرا و زیریں گرو دغہ گردوں

چراغے داں نہفتہ زیر سرکوش

دلا راہ تو بے خار و خشک نے

ولہ
ولہ
گزایت بر سر چرخ فلک نے

زودقت گریہ آید پوست بر تن

بیگلن تاکہ مارت گترک نے

گفتی کہ ز عشق او مستم چونی

ولہ
ولہ
عمرت با دا ہمیشہ در افزونی

استادہ بنو یاسماں چوں نام

کاستادہ بزیردار چوں خونی

(۲۵) جدائی۔ اس شخص کا نام سید علی ہے۔ یہ میرمنصور کا فرزند ہے۔ تبریز میں پیدا ہوا اور اُسی شہر میں تعلیم حاصل کی۔ جدائی نے قبلہ عالم کے زیر سایہ فنِ تصویر کشی میں کمال حاصل کیا۔

حسنِ بتاں کعبہ الیست عشقِ بیابانِ او سرزنشِ ناکسان خسارِ عسیلانِ او

ولہ

نیمِ بیلِ صیدم و افتادہ دور از کوئے دوست میروم افساں و شیراز تا بہ بنیمِ دوست

ولہ

صبحدم خار دم از ہمدی گل می زد صبحدم خار دم از ہمدی گل می زد

(۲۶) وقوعی نیشاپوری۔ اس شخص کا نام محمد شریف ہے۔ ہمیں ذوقِ مست مقصدِ حقیقتِ عشق و عاشق نہ پنداری کہ جانے بر تو افشا ندیم زباں گردو

ولہ

من عافیت جوئے تم یارب نصیب من کن در دے کہ آں در دل مرا امید دریاں بشکند
قرباں شوم آں چشم را کو ناز سویم بنگرد تا در دلم صد آرزو پیداں پنهان بشکند

(۲۷) خسروی قافانی۔ یہ شخص میرزا قاسم کو تاجادی کا عزیز ہے۔ خطا شکست خوب لکھتا ہے اور کھانِ اندازی و بندوق اندازی میں کامل ہے۔

غبارِ جہیم من و غسیر اگر بیامیزند زہم جوئے محبتِ جداتواں کہ دن

ولہ

تا خاک از قدم تو دیدست روشنی در چشم کار ویدہ کند خورده غبار

ولہ

نیالاین شیرانِ حرمِ سرخسہ از غم سگان دیر را اسے ہمیشہ زیں طہر مہاں کا

ولہ

تا کجا عیش کجا وقت بلا خوش کہ ہنوز نامِ راحت بزباں ماندہ از کشور ما

(۲۸) شیخ ربائی۔ شخص ایسے کو زین الدین خوانی کی اولاد میں ظاہر کرتا اور ظاہر
صوفیانہ زندگی بسر کرتا ہے۔
نہیست و عشق تو چوں میں در پردہ و دیگر
ایکہ در دم را نمیدانی بود و دیگر
سفر کردم کہ شاید خاطر از غم بیا ساید
چہ دانستم کہ صد کوہ غم در راہ پیش آید
وله

(۲۹) وفائی اصفہانی۔ اس کا دل سوز شاعری سے متاثر ہے۔ شخص
عرصے تک تجرّد کی زندگی بسر کرتے کے بعد اسے دنیاوی تعلقات سے وابستہ ہوا ہے۔
خریدار یوسف خریدار نیست
خریدار آل شو کہ در کار نیست
در دل نیم شبیں کو بکہ چوں دور شود
ہمہ در آبکشائید و در دل بستند
ز حادثات بحال اینم کہ نستانند
کس از گدائے دولت بہ ہمنہ پاسے را
زال سوے جوشن ست کشادہ نگ چرخ
اے برق نیستی میں اول بن من کہ من
عیش خوش و ایام جوانی ہسہ گوئی
چوں بوسے گلے بود کہ ہمراہ صبارفت
خود را ہرزہ از چہ بچکش در آورم
تخم نیم کہ خوشہ بنسرم در آورم
وله

(۳۰) شیخ ساقی۔ عربی النسل و اہل ہمزیرہ میں داخل ہے۔ اور فی الجملہ
علوم و فنون سے واقفیت رکھتا ہے۔
ساقی سہ فتنہ را اگر یہاں گشتم
بوسے نشید از محبت ہر چہ بند
چوں کعبہ مقام کفر و ایساں گشتم
گرد دل کا سر و سلساں گشتم
دل ہماں گرم محبت تو ہماں مستغنی
ساقی این درو گوی پیش کہ اظہار کند
وله

(۳۱) در فیعی کاشی - اس کا نام حیدر ہے - سخن فہمی میں کامل اور فنِ مسمہ
 تاج گونی میں کیتائے زمانہ ہے -
 نازک دلم اے شوخ علاجم چہ توں کرد
 من عاشق معشوق مزاہم چہ توں کرد
 ز اہد تکس گنہ کہ قہساری تو
 ما غرق گنہ ہم کہ غفاری تو
 او قہسارست خواند و ما غفارت
 یارب بکدام نام بخشش داری تو

ولہ

(۳۲) غیرتی شیرازی - سخن سرائی سے واقف اور اسلاف کی
 تاج کا ماہر ہے -
 ہلاک آن مژہ قسام کہ خون مرا
 چناں برخت کیک قطرہ بر زمین نچکید
 زمانہ چوں تو بلا اخدائے علی طلبید
 کہ تلخ ترکند آیام شور بختاں را
 شدم آزاد بنوع ز عشق کہ دگر
 کہ تم تکم یہ بدیوار تو کل نکند
 ہلاک غم نہ بیابک ترسانہ اودہ کردم
 کہ در محشر باو بخشند خون صد سلمان را
 اجل از جملہ ماتم زد گانش باشد
 ہر کراچوں غم بجران تو جلا دے نیت
 خوش دیار سیت مکرے محبت کہ شود
 ہمہ باہر بدل کینہ افلاک اینجا
 ستم رسیدہ دل دیدم و ز غم مردم
 کہ تمز خوی و تنگ دریں دیار کیت

ولہ

ولہ

ولہ

ولہ

ولہ

ولہ

(۳۳) یادگار حالتی - یہ شخص قوم کا تورانی اور خود غرض و خود پس ہے -
 بد روش راجتے دارم بدر پد خود گزاریدم
 کہی میرم اگر در خاطر آید یا در مانش

ولہ

تو گریہ ہم ز سودائے دل مائی زیاں داری

ولہ

سگر ویر گلابیہ تقسیم را نمی مہی

ولہ

نہ از شے زکرم می کنی محبت نیست

ولہ

کمر و خدمتت عمر بپستی بندم پیر قدم

ولہ

خون ترا چہ قدر قطب سیری خموش باش

ولہ

دائیش بہائے کم خسریدار

ولہ

انچہ رحم از دل پر تو تاثیر فریاد نیست

ولہ

سگبہ آستانم آما ہر شب قلاوہ خایم

ولہ

دے کہ کعبہ بیپاکی او قسم می خورد

سہر و مبادہ شوق تو مستی دارد

ہمیں سفینہ عشق مست جائے آسائش

کہ نام صورت اثر پیش و رد است دارد

مرا سرمایہ دنیا و دین نابود می گردد

جائے بند کہ نالہ بگویش چمن بر سر

تو ان شناختن از دوستی مدار ارا

برہمن می شدم اگر این قدر زنا می بستم

ایں بس کہ دعویٰ از طرف قاتل تو نیست

لفضائی خودیم زیب بازار

انچہ نسیاں آؤر ذخا صیتت یاد نیست

کہ کسر شمار دارم نہ ہوائے پاسبانی

ز فکیر ہمدہ کردم کلیسیائے فرنگ

کہ راہ رفتن خود را بسامع داند لنگ

از دیروزی چو پئی پائے قلم ست و ہنگ

بین بگو کہ گسٹم نالہ در ہمال آہنگ

(۱۷۷) در پیش پیر اہم۔ یہ شخص قوم کا ترکہ اور قبیلہ بیات کا ایک کن ہے۔

حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوا اور حضرت مسدوح کے

فیض قدوسی نے اس کے قلب کو روشن کر دیا۔ اس نے دنیاوی جاہ و منزلت سے

کنارہ کشی کر کے ستغانی کی خدمت اختیار کی
اساس پارسائی را شکستہم باچہ پیش آید
بکویں ز اہداں یہودہ عمر سے در بدر شکستہم
تھے اہل عبادت میثمار عدم گہے فاسق

سیر بازار سوا سے نشہ مستم باچہ پیش آید
کنوں ز درد خراباتی و مستم باچہ پیش آید
بہر طور یکہ مسکونیدہ مستم باچہ پیش آید

(۱۵) صیغہ فی کشمیری۔ اس کا اصل نام شیخ یعقوب ہے۔ فن شاعری سے
آگاہ و دیگر علوم و فنون کا بھی فاضل ہے۔ حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف
و حضرت کے فلسفہ تصوف کا کامل استاد ہے۔ اس بزرگ نے جہاں نوری کی اور
بیشمار اولیاء اللہ کی سعادت زیارت سے مشرف ہوا۔ آخر کار حضرت شیخ حسین خوارزمی
رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوا اور تعلیم طریقت کی تکمیل کے بعد
مرشد سے فرقہ خلافت حاصل کیا۔ اس کے اشعار کا نمونہ حسب ذیل ہے۔
ہم ز دل ز دید و حیر و ہسم دل دیوانہ
وز دین باخانہ مید ز دستای خانہ را

ولہ

ز ضعف تن عجب حالیست بیمار عجب را
کہ نتواند کشید از ناتوانی یا صحبت را

(صبوحی چغتائی)۔ اس شخص نے کابل میں نشوونما پائی۔ ایک مرتبہ حضرت
امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کی خوابگاہ میں سورا تھا کیا دیکھتا ہے کہ ایک بزرگ نورانی صورت
خواب میں اُس کے پاس تشریف لائے۔ ان بزرگ کے ہاتھ میں ایک عصا تھا
پیر بزرگ نے صبوحی کو شعر نظم کرنے کا حکم دیا، چونکہ صبوحی اس فن سے مطلق آشنا
نہ تھا ان کے حکم کی تعمیل فی الحال نہ کر سکا اور خواب سے بیدار ہو کر اُس مقام سے
اُٹھا اور دوسری جگہ لیٹ کر سورا۔ اس مرتبہ پھر وہی بزرگ تشریف لائے اور
انہوں نے بار دیگر شعر نظم کرنے کا حکم دیا۔ اب صبوحی خواب سے بیدار ہوا، اور
اول شعر جو اُس نے نظم کیا مندرجہ ذیل ہے۔

یادہ کشی چشم نشین و سیر دریا کن

سر شکم رفتہ رفتہ بے تو دریا شد تا شاکن

ولہ

بارِ طور و مار و خا ویدِ دلِ محسوسوں را	سوخست تا پے نبردِ سچا کیس آنِ ضمیروں را
حالتِ خروشِ چہ حاجت کہ بادِ شرحِ ہم	کہ مرا سوزِ جگر بہت اثر خواہد کرد
ضعف غالب شد و از نالہ فرو ما مدد لم	دگر از حالِ من اور اکہ خبر خواہد کرد

ولہ

(۱۷) مشفقِ بخاری

بکوشِ رفتم و در پائے دلِ غارِ شکستِ آنجا	بجھو اللہ کہ تقریب شد از پیرِ شستِ آنجا
عرشہ بہتِ شکرستانی بہت	طوطیاں شکر فروش بہت
گراں نشِ چون سیکوانِ دیار	چیرہ بندوں کو چہ پوش بہت

(۱۸) صاحبِ اس شخص کا نام محمد میرک ہے اور اپنے کو نظام الملک طوسی کی اولاد	نظارہ کرتا ہے۔

مرا گویہ یہ برداں بزن دستے بامانش	مرا دستے اگر بودے گریباں پارہ می کرم
بسیابِ پاکباز ہیں ہم و زندہ ام ہیرے	شرمندہ خود کردد اراستے تو مارا
دردِ دلِ گھٹم قحافلِ گردِ خواری را ہیں	گریہ کرم خندہ زد بے اعتباری را ہیں
جستہ دوستِ مرگم صاحبِ خاطرِ شام شد	کہ شاہینِ اہلِ ہم مرغِ دستِ آموزے بورد

ولہ

ولہ

ولہ

(۱۹) منظرِ کشمیری۔ آغازِ شباب سے فنِ شاعری کا دلدادہ ہے۔ شخص	عراق میں قیام پذیر اور اہلِ تقویٰ کے فیضِ صحبت سے خود بھی مرتبہ کمال کو پہنچا۔
چہ حاجت کہ دانم جمالِ سلی را	کہ پیشِ دیدنشِ خسروں کشتنار را
بہت دیدہ چمنوں زخوش و بیکامہ	چہ آستنا نگہی بود چشیم لیل را

خدا سے آئینہ گردم کہ دل سستانِ مرا

ولہ

دردنِ خانہ گلگشتِ بوستانِ دارد

ولہ

اقبالِ حسن کا ترابیشِ برودہ است

ولہ

ورنہ صلاح کارِ ندامتِ کہ چیت

دُنبالِ دو خاطرِ خودِ رائے خودم

بے زحمتِ رہ آبلہ پاسے خودم

لالہ طورم نہ بچوں غنچہ گلبنِ زادہ ام

ولہ

شعلہ جائے بخیہ بر چاک گریباں میزِ غم

ولہ

ہر کس کہ بچشمِ ہاسیک شد

بر خاطرِ آسماں گرانست

(۲۰) محوی ہمدانی۔ اس شخص کا نام محمد مغیث ہے۔ اپنی عالی ہمتی سے

وجہِ دخاکی کو سنگی ہستی بنانے کا مشتاق اور تجرّد کے نشہ میں سرشار ہے۔

من آہ دل حسنوں نمیدانستم
اے عشقِ ترِ چہ نیستی نمیدانستم

من گریہ آتشیں نمیدانستم
نہ نامِ مہین گداشتی و نہ نشان

ولہ

جائے جائے کہ دل بے ماست است
بیل زکدام و ساغزو سے مست است

گفتی کہ زورِ عشقِ کارم پست است
شرمت باد از خویش شرمست بادا

ولہ

در قافلہ آوازِ درائی بردار
اے کندہ پاسے خویش پاسے بردار

محوی دسٹے یا آشنائی بردار
منزلِ میں دورِ شب بے نزدیکیست

ولہ

عقلِ برائے یک جنوں درکار است
کاینِ بیاہم بختِ وارثوں درکار است

صدِ تحسب و صدِ آزموں درکار است
تو طالعِ احمیتِ داری بگذر

ولہ

محو ہی یہ ہوا مئے دل نوائی نرنی
بیگانگی تمام عالم دید ہی
در کو چہ کس در سرائی نرنی
زہن سار کہ حریف آشنائی نرنی

(۲۱) صغیر فی سادجی یہ شخص تہی دست اور خواہشات نفسانی کی
جکڑ بند سے آزاد ہے۔ قناعت کے ساتھ غربت کی زندگی بسر کرتا ہے۔
گل فروش یا کہ خواہد گل بساز اور / باید اول تاب غوغائے خریدار اور

ذراہ کعبہ ممنوعہم و گرنہ می فرستادم
کف پائے ہمت خارِ مینا نش
وله

سوئے جہاں ننگم گرفت دم زیر پا
عاقبت اندیش را دلیل بود در قضا
وله

انچہ من میخواستیم از آفتادگی بالاتر است
کاش خود را ورتہ پامی توانستم گرفت

(۲۲) قرار می کیلانی۔ اس شخص کا نام نور الدین ہے۔ تین قسم و
بلند فطرت ہے۔ قرار می اپنے برادر بزرگ حکیم ابوالفتح کو ہمہ تن بندہ چو نیا اور
اپنے برادر خرد حکیم ہمام کو شدید آئے آخرت سمجھتا اور خود ہر دو پر اور سے بے نیاز
ہو کر آزاد زندگی بسر کرتا تھا۔

از امتداد ہجراں شادم کہ میتواں کرد
بیگانہ وار باد آغشا آشنائی۔

چہ بہت براجل تہم ز چہشت خوردہ ام تیرے
کہ انہ می کشد گر بعد سال ذکرِ سیم
وله

مگر از خانہ بر و ن بود کہ شب در کوشش
بیخ و قسم ز نگاہ در و دیوار نہ بود
وله

درال ساعت کہ شب جہاں ز دم چاک اے سافا
بدستم گر گریبان تو بودے پارہ سیکرم
وله

مرا بد و زخمی رشکب میشود فسر دا
 کہ در میانه آتش شسته است صبور
 جنون و پیجو دیم از مے شبانه نباشد
 کہ سوز عشق الهی بپسج خسانه نباشد
 ایدل ز رشکب مدعی از عشق بیزارم کن
 رسوائے ایمان کہ دہ بد تمام از مارم کن
 مرگست روزے در عدم تشویش مہتی دیدہ
 یارب ز خواب غیبتی در حشر بیدارم کن
 اگر عشق دل مرا خسرید ار افتد
 کارے کبستم کہ پردہ از کار افتد
 سجاده پیریز چنناں افشام
 کہ ہر تارکش ہزار ز تار افتد
 سیر آدم از خون دل خوردن خویش
 من بیز چو آن دوست شدم شمن خویش
 کستم خود را و خون خود افسگندم
 از غایت دوستیش بر گردن خویش

(۲۳) عتالی مخفی - شخص معالی آفرین ضرور ہے لیکن شہریدہ مزاج ہے۔
 اور اسی وجہ سے پرالگندہ زندگی بسر کرتا ہے۔
 بعشرت تو کہ مایلبسان آج سنیم
 کہ گل گوشت و نمائستہ ایم باغ کجاست
 شب زلف تو جمعیت لہا خوش باد
 کہ ز کویت من آوارہ پریشاں فرستم
 در ہفتاد و دو ملت ز دم و برد ریاس
 نا امید از مدد گبر و مسلمان فرستم
 من ز سلیم و قانادہ بودم چہ عجیب
 اگر از خاطر فرخندہ یار اں فرستم
 نہ گن ہوس دل فسر زانہ سوختیم
 بوئے مراد از چین کس نیاستیم
 بچرخ آشتا بغا طہسم کستہ نکشت
 قندیل کسبہ بود چنانہ سوختیم
 ناچار ہم گموشہ ویرانہ سوختیم
 بہر چہ پیش محسرم و بیگانہ سوختیم

دلا از ایں مئے گلگون چہ در سبوداری
مرا محبت در لہجہ ہائے خون از اخلاخت

کہ آہ در سبک و گریہ در گلو داری
بر ویر و کہ تو بار سے کنار جوداری

ولہ

گفتیم و نوشیم و سبیل را بتو دادیم

ولہ

دہسار کہ در کوچہ در رخسانہ پندار

ولہ

کیں قافلہ را سرچوں نیست

ولہ

قاصد حب از نالہ حب اگر یہ آورد

ولہ

خونم بشکستہ استیں می ارزد
آزردن دوستاں بایں می ارزد

در کشور کے کہ نام و فسا گریہ آورد

قتل چو منی بخشم و کیں می ارزد
در قعدہ و لم خیالت از پابشت

(۲۴۲) ملا محمد صوفی مازندرانی۔ یہ شخص صاحب جاہ و منزلت ہے

لیکن اپنی بلند نظری کی بنا پر دنیا کے دامن سے بہت کم وابستہ ہے آواز او نش ہے اور ہمیشہ
تنہا سفر کرتا ہے۔

چراغے والں نہفتہ زیر پرچش

ولہ

گرایت بر سر چرخ فلک نے
بیفکن تاکہ مارت گترک نے

ولہ

عمرت با دا ہمیشہ در اخرونی
کاستا وہ بزیردار چوں خونی

مرا در زیر این گر و نوح گردوں

دلاراء تو بے خار و خشک نے
ز دعت گریہ آید پوست بر تن

گفتی کہ ز عشق او مستد چونی
استا وہ بنویا سماں چوں مانم

(۲۵) جدائی۔ اس شخص کا نام سید علی ہے۔ یہ میر منصور کا فرزند ہے۔ تہریز میں پیدا ہوا اور اُسی شہر میں تعلیم حاصل کی۔ جدائی نے قبلہ عالم کے زیر سایہ فن تصویر کشی میں کمال حاصل کیا۔

حسن بیاں کعبہ الیست عشق بیابان او سرزنش تاکسان خسار غیبیان او

ولہ

نیم بیل صیدم واقفادہ دور از کوئے دوست میروم افساں و غیناں تابہ نیم روئے دوست

ولہ

صیادم خاروم از ہمدی گل می زد تاختنہ بردل صد پارہ بلبل می زد

(۲۶) وقوعی نیشاپوری۔ اس شخص کا نام محمد شریف ہے۔ ہمیں دوست مقصد حقیقت عشق و عاشق نہ پنداری کہ جانے بر تو افشا ندم زیاں گردو

ولہ

من عافیت جو ستم یارب نصیب من کن در دے کہ آں در دل مرا امید و زیاں شکند
قرباں شوم آں چشم را کوناز سویم بست گرد حاد و دم صد آرزو پیدا و پناہاں بشکند

(۲۷) خسروئی قاتانی۔ یہ شخص میرزا قاسم کو تاجادی کا عزیز ہے۔ خطا شکست خوب لکھتا ہے اور کمان اندازی و بندوق اندازی میں کامل ہے۔

غبار جیم من و غسیہ اگر بیا میزند زہم بویئے محبت جدا تو اں کردن

ولہ

تا خاک از قدم تو دیدست روشنی در چشم کار دیدہ کند خور و غبار

ولہ

نیالاین شیران حرم بخر بے از غم سکان دیر را اے ہمیشہ زیں طعم بہاں کن

ولہ

تا کجا عیش کجا وقت بلا خوش کہ ہنوز نام راحت بزباں ماندہ از کشور ما

(۲۸) شیخ زہائی۔ شیخص اپنے کوزین الدین خوانی کی اولاد میں ظاہر کرتا اور بظاہر صوفیانہ زندگی بسر کرتا ہے۔

نہیست در عشق تو چوں من در پروردگر
اینکہ در دم را تمسیدانی بود در و دگر
سفر کردم کہ شاید خاطر من از غم بر آساید
چہ دانستم کہ صد کو غم در راہ پیش آید

ولہ

(۲۹) وفائی اصفہانی۔ اس کا دل سوز شاعری سے متاثر ہے۔ شیخص عرصے تک تجرد کی زندگی بسر کرنے کے بعد ایسا دنیاوی تعلقات سے وابستہ ہوا ہے۔

خریدار یوسف خریدار نیست
در دل نیم شبان کو یہ کہ چوں دور شود
خریدار آل شو کہ در کار نیست
ہمہ در بابک شاید و در دل بت دند
کس از گدائے مہلت برہنہ پاسے را

ولہ

ولہ

ولہ

ز آل سوے جو شن ست کشادہ نگ چرخ
اسے برق نیستی بن اول بزمن کہ من
خود را ہرزہ از چہ بچکش در آورم
تخمے نیم کہ خوشہ بنسر من در آورم

ولہ

عیش خوش و ایام جوانی ہر گوی
چوں بونے گئے بود کہ ہمراہ صبارفت

(۳۰) شیخ ساقی۔ عربی النسل و اہل بصرہ میں داخل ہے۔ اور فی الجملہ علوم و فنون سے واقفیت رکھتا ہے۔

ساقی سیر فتنہ را اگر یہاں گشتم
بوسے نشید از محبت ہر چہ بند
چوں کعبہ مقام کفر و ایمان گشتم
گرد دل کا فسر و مسلمان گشتم
دل ہماں گرم محبت تو ہماں مستغنی
ساقی این در دیگو پیش کہ اظہار کن

ولہ

(۳۱) لر فنی کاشی۔ اس کا نام حیدر ہے۔ سخن فنی میں کامل اور فنِ حسمہ
تاریخ گوئی میں یکتائے زمانہ ہے۔
نازک دلم اے شوخ علاجم چہ توں کرد
من عاشق معشوق مزا جسم چہ توں کرد
زاد نکست گنتہ کہ قہتاری تو
مافسد ق گنتہ جسم کہ غفاری تو
او قہتارت خواند و اغفارت
یارب بکدام نام خوشش داری تو

ولہ

(۳۲) غیرتی شیرازی۔ سخن سدرائی سے واقف اور اسلاف کی
تاریخ کا ماہر ہے۔
ہلاک آں مژدہ قساتم کہ خون مرا
چناں برخت کی قطرہ بر زمین نچکید
زمانہ چوں تو بلا اند خدائے طلبہ
کہ تلخ ترکند آیام شور بختاں را
شدم آزاد بنوعی ز تعلق کہ دگر
کہ تلخ ترکند آیام شور بختاں را
ہمت تکم بدیوار توئل نکند
ہلاک غمزدہ بیباک ترسانہ کردم
کہ در محشر باو بختند خون صد مسلمان را
اہل از جسمہ ماتم زدگانش باشد
ہر کراچوں غم ہجران تو جلا دے نیت
خوش دیاریت سر کوئے محبت کہ شود
ہمہ باہر بدل کینہ اظلاک اینجا
ستم رسیدہ دل دیدم وز غم مردم
کہ تنذخوی و تنگ دریں دیار کیت

ولہ

ولہ

ولہ

ولہ

ولہ

ولہ

(۳۳) یادگار حالتی۔ یہ شخص قوم کا تورانی اور خود غرض و خود میں ہے۔
بد روش راستے دارم بدریہ خود گزاریدم
کہی میرم اگر در خاطر آید یا در ورمایش

ولہ

اے مرد سے لب زماکن

جان بر لب و دیدہ بر لب سارہ

ولہ

کو یا تو آں مژگہ تیسزدرد علم غناید

شب فساق گشتیم بیچ پہلوئے

(۳۴) سنجہ کاشی - یہ شخص میر حیدر مستائی کا فرزند اور مذاقی سخن سے

آشنا ہے۔ اس کی پیشانی پر اطمینان و فراغت کے آثار نمایاں ہیں۔

دنا چہیاں بر کمر ناقوس نالال در بغل

از میر گہراں مہی رسم دزدنگ ناکشنگی

ولہ

سبزہ ایم آماز اتو و خستہ خدا ہیم مرد

ماغیوراں از ہجوم بوالہوں خواہیم مرد

ولہ

افسوس کو قبیحہ محبتوں کستہ ناند

در روزگار عشق تو من ہم فنا شدم

ولہ

چکستہم تانہ مایر سرور افساد مست

غم زہر حب کہ رسد سر زدہ آید بدلم

(۳۵) جہدلی - اس شخص کا نام بادشاہ قلی ہے۔ شاہ قلی خاں تمار سنجی کا

فرزند ہے جو بغدادی ترکہستان کا باشندہ ہے۔

گر کسے آگ شود کیں میخودی از یاد کیست

خاپتہ رشکم ہیں کہ بیخودی آگم ہوش

ولہ

کیا رود و بار نہ پیا پہ شکنہ
ماچت کتم تو بہ و تا کے شکنہ

کہ تو بہ و گاہ شیشہ سے شکنہ
یارب نہد آموزی لغسم بر ماں

(۳۶) تشلیہی کاشی - آثار خباب سے مشوریدہ سر ہے۔ یہ شخص محمودی شو

کایا بند ہے۔ مولف اس کے نسب و سوجودہ حال سے واقف نہیں ہیں

ذرہ و خورشید ام ایک فتویٰ اس کی یادگار ہے۔

کیے بر خود ببال اسے خاکہ گورستان بشادابی	کہ چون من گشتہ آں دوست خنجر در لحد داری
تو ہر رنگے کہ خواہی جامہ پیش	کہ من آں طوط قدسی شمام
بیازار شہیدان برگز روز جزا بگر	کہ جرے میخزند آسنا بنرخ صد ثواب از تو
اسے برارندہ قرص خورانیں گرم تنور	چاشت نادادہ پیش پی شام از تو کہ خواست
من آں پیہیم گرم پیش بینی	سرے دارم گورستان نشینی
از انم میل گورستان نشینی است	کہ گورستان نشینی پیش بینی است
دوست اینچہاں و آنچہاں پوچ	اگرچہ پیش من ایں پوچ و آں پوچ

(۳۷) اشکی قحقی۔ شیخص طباطبائی سید اور مذاق سخن سے قدرے آشنا ہے۔

مستانہ کشنگان تو ہر سو فتادہ اند	تیغ تراگر کہ یہ سے آب دادہ اند
بسکہ من بگداخت بے اذہ آتش سودا	گرہنی زنجیر برگردن فست در پامرا
کار ماروز کے کانت بافراق یار ما	جز اجل نہند کسی پاور مسیان کار ما
اشک من اٹکی نمیدانم قیب من شدت	تا بروئے او نظر کردم بروئے من دود

(۳۸) اتیری رازی۔ امیر قاضی کے نام سے موسوم اور علوم رسمیه سے قدرے واقف و آگاہ ہے۔

قاصد قییب بودہ من غافل از قریب

وله

بیدر و نگارے خود اندر میاں ساخت

قاتل خود را بجل کروم کہ دست از تن بداشت

وله

داشتیم تا نیم جانے دست او در کار بود

جا کردہ چناں در دل تنگم بکس او

کایہ بیشام از نفس من نفس او

(۳۹) فہمی رازی

ہر کہ بے ذوق خورد و یادہ شرابش نہ بند

وله

گر شو دفاکب در سبب کدہ کیش نہ بند

قدر من در عشق از اں کم شد کہ صابر نیستم

قدر گو کم شو کہ من بر صبر قسا در نیستم

(۴۰) قیدی شیرازی۔ اس شخص نے چند سے علوم مرثویہ کی تحصیل کی

اور اس کے بعد راہ فقر اختیار کی۔

اسے قدم نہ تادہ ہرگز از دل تنگم بروں

وله

بیرتے دارم کہ چوں در ہر دل حساب کردہ

اینکہ می آیم پس از راندن دہ کار غیر تست

وله

از نیت شرم میدارم کہ بار غیر تست

رواق گریہ ام از خندہ بیدر دانست

وله

ورنہ ز خشم کہ زوی اینہمہ خوشنایہ داشت

متاع شکوہ بسیار است عاشق را ہلین بہتر

وله

کہ جز در روز بازار قیامت باز نکشایا

بہر نگاہ تو صد خون کشم اگر دعویٰ

وله

زمانہ باہر سہمہ غصہ می گواہ من گردد

من کجا عقل کجا برق جنوں می خواہم

وله

کہ بجاں افتد تار و قیامت سوزد

وے شاہر و صل قامت افسد اشته بود
خفاش نداشت طاقت دیدن ہر

ویرانہ دل جہل و انباشتہ بود
ورنہ خورشید پر دہ برداشتہ بود

(۴۱) پیروی ساؤچی۔ اس شخص کا نام امیر بیگ ہے اور فن مصوری میں

کامل ہے۔

بیدر دورا شراب محبت کجا دہند
کیفیت ست عشق بتاں تا کرا دہند

ولہ

خدا و مد از معنی تنگدستم
بخشائی کہ بس صورت پرستم

(۴۲) گامی سبزواری۔ یہ شخص فی الجملہ شوریدہ مزاج ہے۔

ہمہ تن خوں شوم ز دیدہ حکیم
گر بد انم کہ گریہ را اثر ست

ولہ

دیدن و نادیدش دل می برد
زین چہنیں زیب نگارے دیدہ

خواہم چہ یاد از سر این خاکداں گزشت
ایں کوئے دوست نیست کہ نتوان از اں گزشت

ولہ

کہ غم مزہ بر سر کارست زخم دل کاری

(۴۳) پیامی۔ عبدالسلام کے نام سے موسوم اور عزلی القبل ہے۔ اس

شخص نے علوم رسمہ کی قدرے تعلیم حاصل کی لیکن اپنے سے مطمئن نہیں ہے۔

ہر چہ باز دبا زب تانہ سپہر بقسار
با حریفے کیں بدی با کردنواں با ختن

ولہ

تا چہ سخن ترا شی و زندہ زنی
تا کہ بہد ف تیر پیا گتہ زنی

گر یک سبق از علم خوشی خوانی
بیار بریں گفت و شنو خندہ زنی

ولہ

ہزار صاعقہ پنہاں بنی لب دارم
بچار سوئے مرادے فسادہ ام کہ ہنوز

ولہ

باز صبر از پیر سکینم در مرغ تازہ لیت

ولہ

زین بوم دلم در وحیدائی زدورفت
زین ہمنفساں ندید چوں بوئے وفا

ولہ

آں روز کہ آتش محبت افروخت

بر ویر و منہ انگشت بر لبم ز نہار
بچاہ یوسف من بد کہ اندریں بازار

دفتر غرسندیم را و اثر گول شیرازہ است

دامن بھیان میوفائی زدورفت
صد خندہ بطرز آشنائی زدورفت

تا در نگر گفت شمع پروانہ لبوخت

(۴۴) سید محمد فکری - ہرات کا جامہ بانی ہے اور اکثر اوقات رباعیات نظم کرتا ہے۔

عاشق روش سوز ز معشوق آموخت
تا در نگر گفت شمع پروانہ لبوخت

ولہ

آں روز کہ آتش محبت افروخت
از جانب دوست سوز دایں سوز و گداز

ظاہر شود از بہار محشر اثرے
مانیز بجا شتی براریم سرے

فردا کہ نسا نداز جہاں جز خبرے
چوں سبزہ سر از خاک برآرد بتاں

(۴۵) قدسی کہ بلائی - اس کا نام میر حسین ہے۔
از سنگان سر کوئے تو بے منفعلم
کہ خیمہ صوفی بے سیمچو منے ساختہ اند

ولہ

کہ در خرق تو یک شب بجال من باشد

سیاہ روزم و حال مرا کسے داند

در سپتے بونہا و تالہ دن من باید بود

من کہ ہاشم کہ ترا دشمن من باید بود

(۴۶) حیدری تبریزی - یہ شخص سوداگر اور شاعر مزاج ہے۔ جفاکشی سے
سرایہ حاصل کرتا اور آزادی و دیادلی سے خرچ کرتا ہے۔
بہچ کس منہا نامہ سیاہ مرا چناں کن کہ بداند کسے گناہ مرا

ولہ

چو پا کاں حیدری تا متوانی کہ ناقص رفتن از عالم چنانست
کما لے کسب کن در عالم خاک کہ بیرون رفتن از تمام ناپاک

(۴۷) سامری - حیدر تبریزی کا فرزند او فن شاعری سے واقف و آگاہ ہے۔
مشہور قزنتنگ و معروف ترنہ عار در حیرت کہ بہر چہ مستور ماندہ ایم

ولہ

دہقان بامید مدوگریہ من بود ہر تخم ہر دشت کہ در آب و گل انداخت

(۴۸) فریبی رازی - شاہ پور کے نام سے موسوم ہے۔ شخص فطرتاً
اچھا ہے لیکن پریشاں حال و مصیبت زدہ ہے۔ اگر اس کو زمانہ مہلت دے تو
بہترین شاعر ہو سکتا ہے۔

میر دم تاکہ سہرا ز داغ کسے گرم کنم خود سرگرمی ہنگامہ ندارم شاپور
در دل شعلہ نشینم نفسے گرم کنم کارم اینست کہ بازار کسے گرم کنم

ولہ

در باد یہ آل خار بن یختہ برگم کو حادثہ مرغی بہ سپنا ہم نہ گریزد

ولہ

سینہ ز داغ وز عنن یا شکم دام و دوست تارہ وادی بے عافیتی می سپرم
گر شہید غم عشق تو مزار سے دارد نخر غم غوطہ بدریا کہ کنار سے دارد

(۴۹) فستونی شیرازی - محمود بیگ کے نام سے موسوم ہے۔ تیکچیوں میں
نام آور اور علم نجوم کا ماہر ہے۔

خواب راحت شدہ زان ویدہ کہ دیدن دانست

وله

رفت آسائش زان دل کہ طپیدن دانست

دلم از گرمی خوابان دگر میسازد

وله

غنچه را کہ بزور نفسش بکشاید

چو خواهم بوسم آن پاؤش بر چشم ترالم

وله

کہ چشم حسرت پابوس از لب بیشتر دارد

واسے ابر بزم عشق تریزیدہ خون من

وله

بخشیدن گناہ کم از انتقام نیست

انیس خلوت خاصم بزم غیرت بجز ویاں

وله

حریف بزم آنسم رشک بر نظرارگی دارم

از دست جفاے تو اگر بگیریم
بر خاک رہے کہ آفتسم از بنشینم

وله

دور از تو بکوچہ خاک بر سر ریزم
بر گردِ سرے کہ گردم از خرم ریزم

مرضیت دعائے من کہ جز شب پیرد
یاں رشته بیا ضعیف شد می ترسم

بے زمرہ نالہ کہ یا رب پیرد
کیں وحشی از آشیانہ لب پیرد

(۵۰) ناوری ترشیزی - کلام کا نمونہ حسب ذیل ہے۔

لازم حسب تنجو بود بے نصیری بگری

وله

آب بدست خود بود تشنہ این سراب را

ماناوری از کہ شکوہ داریم

خود شعلہ بخار زار داریم

(۵۱) نوعی مشہدی یہ شخص مذاق سخن سے آشنا ہے اگر اس سے

تیزی سے ساتھ گفتگو کی جائے اور زیادہ جلد لگتا ہے۔

مگر اس مرحلہ را مرگ و بقا کافی نیست

ردم آبلہ پائی طالب خشاک نشد

وله

نہیست یک دیدہ شائستہ کہ ماجلوہ شیم

ولہ

عشق منصور گرا نیست دلا رنجہ مباحش

ولہ

حسن مستور نظر است کہ جز صورت خویش

ولہ

دلے بجو صلا آسماں مہبت اکن
پیر تو سے چہ زخور شید قانعی نوعی

پردہ بر رویے بود صورت آئینہ ما

ہر تنگ حوصلہ شائستہ رسوائی نیست

ہر بے نیست ز آئینہ تم شافی را

زہر و دست دگر دروہ تمست اکن

بلند ہمتی نسیم ذرہ پید اکن

(۵۲) بابا طالب اصفہانی - قادر الکلام مخنور اور معاملہ فہم ہے۔

بجہا نے ندیم گوشہ تنہائی را

شادم ازاہل جہاں کز اثر صحبت شاں

ولہ

در دل تنگم اگر ہو تو گنج چہ عجب

ولہ

وضع غم در گریباں ماند دست و میکشم افتاں

ولہ

زہرم بفراق خود چشائی کہ چہ شد
اے غافل از آنکہ تیغ حیرت تو چہ کرد

خونریزی آستیں فشائی کہ چہ شد
خساکم افشار تباردانی کہ چہ شد

(۵۳) تہرمدی اصفہانی - اس کا نام محمد شریف ہے۔ علوم فہون سے بھی

قدرے آگاہ ہے۔ راستبان و فریضہ شناس ہے۔ اس کے اشعار دل آویز ہیں اور
یہ شخص فن حساب سے بھی واقف ہے۔

تاریخ وفاتے روزگاریم

ولہ

ایام بعبہ ما و فسا کرد

ہر تاشا بشکفد خاشاک محنت خانہ ام

می در سر و گل وز بعل آئی چو در کا شانہ ام

ولہ

ز گرم خوئی عصیاں حسیا بخود کر دیم
بگلاشے من و دل بال شوق افشا دیم
بغیر و مسل ہزار آرزو مست عاشق را

بہشت گرمی حست چہ سہر ہما داریم
کہ رشک از آمدن و رفتن صہب داریم
ہنوز مانتواے بخت کار ہا داریم

ولہ

بار سر کونین نہسا دیم قدم را

دستے نبود بر دل ماشادی غم را

ولہ

عشقے دارم قیامتش ہنگامہ
دردے آنکہ بدرو با تا ز نمر

دردے دارم حکایتش بے نامہ
نہ معرفت فسر دیدہ و نہ خامہ

(۵۴) دخلی اصفہانی۔ یہ شخص خود غسر ضعی سے کوسوں دور اور قناعت پسند ہے۔ اگرچہ کم سخن ہے لیکن اپنی مردانگی کی وجہ سے قابل قدر ہے۔
مارخت طاقت دل فسر زانہ سوختیم
از کفر و دیں برآمدہ ز تار و سببہ را
آتش ز دیم و جوت سہلہ را خانہ سوختیم
در نیمہ راہ کعبہ و بتخانہ سوختیم

ولہ

من نالہ ندیدم کہ اثر در پیہ داشت
گویند کہ رشادی تو غریم غلام است

من شام ندیدم کہ سہرہ پیہ داشت
غریم و غریم غریم و غریم داشت

(۵۵) قاسم ارسلان مشہوری۔ اس شخص میں شاعرانہ صفات موجود ہیں۔
جفاکشی کے ساتھ دوست جمے کو نا اور شوق و سیریت کے ساتھ اس کو خرچ کرتا ہے۔
خرا سب صحبت اہل باب فطرتہم کا رو
یقیناً اس کے سخن برابر شاعر ہر سہ گز رو

ولہ

لفظ و معنی بحسب حال من کا رو

یہ لہجوں روئے در کتاب کہم

ولہ

اسے تیم جاں برآمدہ برب ترا پیہ سرور

جائے کہ بیک نگاہ بعد جاں برابر است

ولہ

آب گل و رنگِ ماہِ داری سبحان اللہ چہ آب و رنگست

(۵۶) غیور کی حصار کی - مردانگی کے آثار اس کی پیشانی پر تاباں ہیں،
اور نہایت سادہ و آزاد زندگی بسر کرتا ہے۔

شوقِ چوں ہر سبواں در اندازد رسمِ باز آمدن بر اندازد

ولہ

بردِ شاہِ اکبر غسانی
ریشِ خود را اگر ترا کشیدم
کہ چو جرم از سیاہِ روئی نیست
کہ بہشتے ست پرز آسائش
نہ پے زینت ست و آرایش
ریش را در بہشت گنجائش

(۵۷) قاسمی مازندرانی - وارستہ مزاجی کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے
اور سر و پا برہنہ تمام عالم کی سیاحت میں مصروف ہے۔

در حُسنِ نسبتِ تو بویوسفِ غمی کنم یوسفِ چنین نبود تکلفِ غمی کنم

ولہ

فروشد از غمِ ہجراں ملالِ من امشب
شرابِ شوقِ زہرِ شبِ فزولِ ترا فتادست
بصدِ خرابیِ دوشِ ست حالِ من امشب
چہا کند دلِ مےِ عتدالِ من امشب

(۵۸) شیرازی - پنجاب کا شیخ زادہ ہے۔ قبلہ عالم کے زیر تربیت فنِ شاعری
سے ماہر و آگاہ ہوا۔

یار آمد و نامِ بُرد مارا وز خود بتم نامِ بُرد مارا

ولہ

ہجومِ نازِ چناں کرد و پیشِ یار گرفت کہ راہِ نیست درین تمنگنا تمنا را

ولہ

سراسر جانی اسے بادِ عبادِ درِ قالبِ شوقم سرتِ گرمِ مگر درِ کونے او بسیاں بگریں

ولہ

چند اں کہ دلم بعرض حال آلودست
انگ کارے ہسزار مثل دارد
باخشا مٹشی زبان قال آلودست
آساں غرضے بعد محال آلودست

(۵۹) رتھی نیشاپوری۔ اس کا نام خواجہ جہاں ہے اور نیک دل بخوش مخافت ہے۔
دیگر بچہ سل رہے متاب این نخ را
بگذار معساد و مسدا و برزخ را
ایں گندہ آب مردہ و دوزخ را
دستش عشق دوست تر ہر دورا

مذکورہ بالا شعرا کے علاوہ جن کے کلام کا نمونہ بھی ہدیہ ناظروں کیا گیا ہے، ایک
جماعت ایسی بھی ہے جس کو ہنوز شرف قدیم ہوسا نہیں حاصل ہوا۔ اس گروہ کا ہر فرد
اگرچہ آنکھوں سے دور لیکن دل سے قریب اور جہاں پناہ کی لوح سرائی میں دیگر مشاغل
سے بے نیاز ہے۔ ان کی تعداد کثیر ہے۔ چند کے اسماء درجہ ذیل ہیں۔
قاسم گونا بادی، ضمیر اصغہانی، وحشی باہزی، مختصر کاشی، ملک مٹشی، ظہوری شیرازی،
ولی دشت بیاضی، یثقی صبری، نگاری، حصوری، قاضی نوری احمد مہانی، صفائی بی،
طوفی تبریزی، رشکی ہمدانی۔

آئین (۳۰)

خیاگراں (اربابِ نعمہ)

مولف اس طلسم کہ وہ عرفاں یعنی نعمے کی تاثیرات اپنی بے بضاعتی و کم مانگی کی وجہ سے معرض بیان میں نہیں لاسکتا۔ اس فن کے کمال کا یہ عالم ہے کہ کبھی تو آواز کے ذریعے سے شہستانِ دل کے پری جلال باشندوں کو زبانِ تک لاکر ان کی جلوہ آرائی سے ناظرین کو محو کرتا ہے اور کبھی تقدیس کا جامہ پہن کر ماتمہ و تار کے ذریعے سے رونما ہوتا اور مجالسِ حال کو گرم کرتا ہے۔ قلب سے نکلتا ہے اور بارگردد ریچہ گوش کے ذریعے سے اپنے اصلی مرکز کو واپس جاتا اور اس مرتبہ ہزاروں نشاط انگیز تحائف اپنے ہمراہ لے جاتا ہے۔

نعمہ نوازی کے عالم میں سامعین پر ان کی حیثیت کے مطابق رنج و مسرت کے آثار طاری ہوتے ہیں اور یہ امر بخوبی ثابت ہو جاتا ہے کہ نعمہ تارکِ دنیا کی طرح دنیا کے شیدائیوں کے دل کی بھی روحانی غذا ہے۔ قبلہ عالم اس فن پر خاص توجہ فرماتے اور ہر موسیقی داں کے سرپرست و موزنی ہیں۔

بیشمار ہندی و ایرانی و تورانی و کشمیری نعمہ پرداز بارگاہِ عالی میں جمع ہیں جن میں مرد و عورت دونوں داخل ہیں۔ جہاں پناہ نے حاضرین دربار کو سات گروہ میں تقسیم فرمایا ہے۔ ہر گروہ ہفتے میں ایک روز حاضر ہو کر اپنے کمالات دکھاتا اور سامعین کے

قلوب کو کان کے ذریعے سے بادہ معرفت کا متوالا بنا کر کسی کو مست اور کسی کو ہوشیار کرتا ہے۔ اس فرقے کے تفصیلی حالات قلمبند کرنا دشوار ہے، ناچار چھپند خاص یا کمال افراد کے نام ناظرین کے سامنے پیش کرتا ہوں۔
جدول ختیاگراں (ارباب نغمہ)

نمبر شمار	نام	وطن لقب یا نسبت	کیفیت
۱	میاں تان سین۔	گوالیار	گزشتہ ہزار سال میں اس کا متعلق نہیں رہا ہوا۔
۲	بابا رام داس	"	گوتیا
۳	سبحان خاں	"	"
۴	سگیان خاں	"	"
۵	میاں چاند	"	"
۶	بجتر خاں	برادربھان خاں	"
۷	محمد خاں	ڈھکاڑی	"
۸	بیرمندل خاں	گوالیار	سرسندل بجانے والا (سندل ایک قسم کی ڈھولک ہے) ہمیشہ گوتیا میں بجانے والا
۹	بازہسار	رئیس مالوہ	بیمیشل گوتیا
۱۰	صاحب خاں	گوالیار	میں بجانے والا
۱۱	داؤد	ڈھکاڑی	گوتیا
۱۲	سرود خاں	گوالیار	"
۱۳	میاں لال	"	"
۱۴	تان ترنگ خاں	پیر تان سین	"
۱۵	ملا اسحاق	ڈھکاڑی	"
۱۶	استادہ مست	مشہور	یانسری بجانے والا
۱۷	نانک جارجو	گوالیار	گوتیا

نمبر شمار	نام	وطن، لقب یا نسبت	کیفیت
۱۸	پرین خاں	پیر نائیک جارج	بین بجائے والا۔
۱۹	سور داس	پیر رام داس	گویا
۲۰	چاند خاں	گوالیار	"
۲۱	زنگ سین	آگرہ	"
۲۲	شیخ دادن	ڈمھاڑی	کرنا پھونکنے والا (کرنا ایک قسم کی بڑی بانسری کو کہتے ہیں)
۲۳	رحمت اللہ	برادر ملا سحر	گویا
۲۴	میر سید علی	مشہد	سارنگی بجائے والا۔
۲۵	استاد یوسف	ہرات	طنبورہ بجائے والا۔
۲۶	قاسم	کوہ بر (لقب)	اس شخص نے قبر در باب کے درمیان ایک ساز ایجاد کیا۔
۲۷	ناش بیگ	قباچاق	قنیر نواز (قنیر بھی ایک قسم کا ساز ہے)
۲۸	سلطان حسین	مشہد	گاتا اور بھاؤ بتاتا ہے۔
۲۹	پیر ام قسلی	ہرات	سارنگی بجاتا ہے۔
۳۰	سلطان ہاشم	مشہد	طنبورہ بجاتا ہے۔
۳۱	استاد شاہ محمد	.	سزنا بجاتا ہے (سزنا وہ نے ہے)
۳۲	استاد محمد امین	.	جو شادی میں بجاتی جاتی ہے۔
۳۳	حافظ خواجہ علی	مشہد	طنبورہ بجاتا ہے۔
۳۴	میر عبد اللہ	برادر میر عبدالحی	بھاؤ بتاتا ہے۔
			قانون بجاتا ہے۔ (قانون ایک باجہ ہے جو تاروں کی کثرت کی وجہ سے مستطیل معلوم ہوتا ہے۔)

نمبر شمار	نام	وطن القب یا نسبت	کیفیت
۳۵	پیرزادہ	برادرزادہ	گاتا اور بجاؤ بتاتا ہے۔
۳۶	استا محمد حسین	میردادام خراسانی	طلینورہ بجاتا ہے۔

ارباب فغمہ میں پیشمار سحر پر دازر استاد و مرثیہ امارت پر فائز ہیں۔
 ایک گروہ سپاہیوں میں داخل ہے۔
 پیادوں کو ایک سو چپاس دام روزانہ سے کم نہیں دئے جاتے۔

۳۶ - ۵۴۰ - ۵۴۱ - ۵۴۲ - ۵۴۳ - ۵۴۴ - ۵۴۵ - ۵۴۶ - ۵۴۷ - ۵۴۸ - ۵۴۹ - ۵۵۰ - ۵۵۱ - ۵۵۲ - ۵۵۳ - ۵۵۴ - ۵۵۵ - ۵۵۶ - ۵۵۷ - ۵۵۸ - ۵۵۹ - ۵۶۰ - ۵۶۱ - ۵۶۲ - ۵۶۳ - ۵۶۴ - ۵۶۵ - ۵۶۶ - ۵۶۷ - ۵۶۸ - ۵۶۹ - ۵۷۰ - ۵۷۱ - ۵۷۲ - ۵۷۳ - ۵۷۴ - ۵۷۵ - ۵۷۶ - ۵۷۷ - ۵۷۸ - ۵۷۹ - ۵۸۰ - ۵۸۱ - ۵۸۲ - ۵۸۳ - ۵۸۴ - ۵۸۵ - ۵۸۶ - ۵۸۷ - ۵۸۸ - ۵۸۹ - ۵۹۰ - ۵۹۱ - ۵۹۲ - ۵۹۳ - ۵۹۴ - ۵۹۵ - ۵۹۶ - ۵۹۷ - ۵۹۸ - ۵۹۹ - ۶۰۰ - ۶۰۱ - ۶۰۲ - ۶۰۳ - ۶۰۴ - ۶۰۵ - ۶۰۶ - ۶۰۷ - ۶۰۸ - ۶۰۹ - ۶۱۰ - ۶۱۱ - ۶۱۲ - ۶۱۳ - ۶۱۴ - ۶۱۵ - ۶۱۶ - ۶۱۷ - ۶۱۸ - ۶۱۹ - ۶۲۰ - ۶۲۱ - ۶۲۲ - ۶۲۳ - ۶۲۴ - ۶۲۵ - ۶۲۶ - ۶۲۷ - ۶۲۸ - ۶۲۹ - ۶۳۰ - ۶۳۱ - ۶۳۲ - ۶۳۳ - ۶۳۴ - ۶۳۵ - ۶۳۶ - ۶۳۷ - ۶۳۸ - ۶۳۹ - ۶۴۰ - ۶۴۱ - ۶۴۲ - ۶۴۳ - ۶۴۴ - ۶۴۵ - ۶۴۶ - ۶۴۷ - ۶۴۸ - ۶۴۹ - ۶۵۰ - ۶۵۱ - ۶۵۲ - ۶۵۳ - ۶۵۴ - ۶۵۵ - ۶۵۶ - ۶۵۷ - ۶۵۸ - ۶۵۹ - ۶۶۰ - ۶۶۱ - ۶۶۲ - ۶۶۳ - ۶۶۴ - ۶۶۵ - ۶۶۶ - ۶۶۷ - ۶۶۸ - ۶۶۹ - ۶۷۰ - ۶۷۱ - ۶۷۲ - ۶۷۳ - ۶۷۴ - ۶۷۵ - ۶۷۶ - ۶۷۷ - ۶۷۸ - ۶۷۹ - ۶۸۰ - ۶۸۱ - ۶۸۲ - ۶۸۳ - ۶۸۴ - ۶۸۵ - ۶۸۶ - ۶۸۷ - ۶۸۸ - ۶۸۹ - ۶۹۰ - ۶۹۱ - ۶۹۲ - ۶۹۳ - ۶۹۴ - ۶۹۵ - ۶۹۶ - ۶۹۷ - ۶۹۸ - ۶۹۹ - ۷۰۰ - ۷۰۱ - ۷۰۲ - ۷۰۳ - ۷۰۴ - ۷۰۵ - ۷۰۶ - ۷۰۷ - ۷۰۸ - ۷۰۹ - ۷۱۰ - ۷۱۱ - ۷۱۲ - ۷۱۳ - ۷۱۴ - ۷۱۵ - ۷۱۶ - ۷۱۷ - ۷۱۸ - ۷۱۹ - ۷۲۰ - ۷۲۱ - ۷۲۲ - ۷۲۳ - ۷۲۴ - ۷۲۵ - ۷۲۶ - ۷۲۷ - ۷۲۸ - ۷۲۹ - ۷۳۰ - ۷۳۱ - ۷۳۲ - ۷۳۳ - ۷۳۴ - ۷۳۵ - ۷۳۶ - ۷۳۷ - ۷۳۸ - ۷۳۹ - ۷۴۰ - ۷۴۱ - ۷۴۲ - ۷۴۳ - ۷۴۴ - ۷۴۵ - ۷۴۶ - ۷۴۷ - ۷۴۸ - ۷۴۹ - ۷۵۰ - ۷۵۱ - ۷۵۲ - ۷۵۳ - ۷۵۴ - ۷۵۵ - ۷۵۶ - ۷۵۷ - ۷۵۸ - ۷۵۹ - ۷۶۰ - ۷۶۱ - ۷۶۲ - ۷۶۳ - ۷۶۴ - ۷۶۵ - ۷۶۶ - ۷۶۷ - ۷۶۸ - ۷۶۹ - ۷۷۰ - ۷۷۱ - ۷۷۲ - ۷۷۳ - ۷۷۴ - ۷۷۵ - ۷۷۶ - ۷۷۷ - ۷۷۸ - ۷۷۹ - ۷۸۰ - ۷۸۱ - ۷۸۲ - ۷۸۳ - ۷۸۴ - ۷۸۵ - ۷۸۶ - ۷۸۷ - ۷۸۸ - ۷۸۹ - ۷۹۰ - ۷۹۱ - ۷۹۲ - ۷۹۳ - ۷۹۴ - ۷۹۵ - ۷۹۶ - ۷۹۷ - ۷۹۸ - ۷۹۹ - ۸۰۰ - ۸۰۱ - ۸۰۲ - ۸۰۳ - ۸۰۴ - ۸۰۵ - ۸۰۶ - ۸۰۷ - ۸۰۸ - ۸۰۹ - ۸۱۰ - ۸۱۱ - ۸۱۲ - ۸۱۳ - ۸۱۴ - ۸۱۵ - ۸۱۶ - ۸۱۷ - ۸۱۸ - ۸۱۹ - ۸۲۰ - ۸۲۱ - ۸۲۲ - ۸۲۳ - ۸۲۴ - ۸۲۵ - ۸۲۶ - ۸۲۷ - ۸۲۸ - ۸۲۹ - ۸۳۰ - ۸۳۱ - ۸۳۲ - ۸۳۳ - ۸۳۴ - ۸۳۵ - ۸۳۶ - ۸۳۷ - ۸۳۸ - ۸۳۹ - ۸۴۰ - ۸۴۱ - ۸۴۲ - ۸۴۳ - ۸۴۴ - ۸۴۵ - ۸۴۶ - ۸۴۷ - ۸۴۸ - ۸۴۹ - ۸۵۰ - ۸۵۱ - ۸۵۲ - ۸۵۳ - ۸۵۴ - ۸۵۵ - ۸۵۶ - ۸۵۷ - ۸۵۸ - ۸۵۹ - ۸۶۰ - ۸۶۱ - ۸۶۲ - ۸۶۳ - ۸۶۴ - ۸۶۵ - ۸۶۶ - ۸۶۷ - ۸۶۸ - ۸۶۹ - ۸۷۰ - ۸۷۱ - ۸۷۲ - ۸۷۳ - ۸۷۴ - ۸۷۵ - ۸۷۶ - ۸۷۷ - ۸۷۸ - ۸۷۹ - ۸۸۰ - ۸۸۱ - ۸۸۲ - ۸۸۳ - ۸۸۴ - ۸۸۵ - ۸۸۶ - ۸۸۷ - ۸۸۸ - ۸۸۹ - ۸۹۰ - ۸۹۱ - ۸۹۲ - ۸۹۳ - ۸۹۴ - ۸۹۵ - ۸۹۶ - ۸۹۷ - ۸۹۸ - ۸۹۹ - ۹۰۰ - ۹۰۱ - ۹۰۲ - ۹۰۳ - ۹۰۴ - ۹۰۵ - ۹۰۶ - ۹۰۷ - ۹۰۸ - ۹۰۹ - ۹۱۰ - ۹۱۱ - ۹۱۲ - ۹۱۳ - ۹۱۴ - ۹۱۵ - ۹۱۶ - ۹۱۷ - ۹۱۸ - ۹۱۹ - ۹۲۰ - ۹۲۱ - ۹۲۲ - ۹۲۳ - ۹۲۴ - ۹۲۵ - ۹۲۶ - ۹۲۷ - ۹۲۸ - ۹۲۹ - ۹۳۰ - ۹۳۱ - ۹۳۲ - ۹۳۳ - ۹۳۴ - ۹۳۵ - ۹۳۶ - ۹۳۷ - ۹۳۸ - ۹۳۹ - ۹۴۰ - ۹۴۱ - ۹۴۲ - ۹۴۳ - ۹۴۴ - ۹۴۵ - ۹۴۶ - ۹۴۷ - ۹۴۸ - ۹۴۹ - ۹۵۰ - ۹۵۱ - ۹۵۲ - ۹۵۳ - ۹۵۴ - ۹۵۵ - ۹۵۶ - ۹۵۷ - ۹۵۸ - ۹۵۹ - ۹۶۰ - ۹۶۱ - ۹۶۲ - ۹۶۳ - ۹۶۴ - ۹۶۵ - ۹۶۶ - ۹۶۷ - ۹۶۸ - ۹۶۹ - ۹۷۰ - ۹۷۱ - ۹۷۲ - ۹۷۳ - ۹۷۴ - ۹۷۵ - ۹۷۶ - ۹۷۷ - ۹۷۸ - ۹۷۹ - ۹۸۰ - ۹۸۱ - ۹۸۲ - ۹۸۳ - ۹۸۴ - ۹۸۵ - ۹۸۶ - ۹۸۷ - ۹۸۸ - ۹۸۹ - ۹۹۰ - ۹۹۱ - ۹۹۲ - ۹۹۳ - ۹۹۴ - ۹۹۵ - ۹۹۶ - ۹۹۷ - ۹۹۸ - ۹۹۹ - ۱۰۰۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فہرست ملک آبادی

اُن جاہد قوانین کو لکھنے کے بعد جن سے فوج اور مختلف محکموں کا حسن انتظام وابستہ ہے۔ اب میں انجام انڈیش اور نکتہ رس بادشاہ کے وہ آئین لکھتا ہوں جن سے ملک کا نظام خیر و خوبی کے ساتھ چل رہا ہے۔

آئین (۱)

تناجخ الہی

اگر مہینے اور دن کا شمار نہ کیا جائے تو لین دین کا کام ہاتھ سے جاتا رہتا ہے اور بھول چک نیز بہ دیانتی سے دنیاوی کاروبار میں بڑھی پیدا ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر قوم نے اس کے لئے کوئی نہ کوئی تدبیر سوچ کر ہر کام کی ابتدا کو کسی نہ کسی خاص نشان سے معین کر دیا ہے۔

چونکہ مقصود یہ ہے کہ کام کو خیر و خوبی اور اطمینان کے ساتھ کرنے کی تعلیم دی جائے اور اسی کے ساتھ ساتھ جس قدر ممکن ہو کام کرنے والے کے لئے آسانیاں بھی پیدا کی جائیں

اس لئے ضروری سمجھا گیا کہ پرانی تاریخوں کو ترک کیا جائے اور ان کی جگہ نئے سال و ماہ مقرر کئے جائیں۔ اسی خیال کو مد نظر رکھ کر اقبالند بادشاہ نے سلسلہ الہی میں ملک و مال کو سیراب کرنے اور گلشن اقبال کو سرسبز و شاداب کرنے کی طرف توجہ کی۔

واقعات کو کسی خاص زمانے کے ساتھ مخصوص کرنے کو اہل پارس ماہ و روز اور اہل عرب مؤرخ کہتے ہیں۔ اسی لفظ مؤرخ کی مناسبت سے تاریخ کا لفظ عام طور پر زیاتوں پر جاری ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ تاریخ آراخ سے مشتق ہے۔ آراخ جنگلی سانڈ کو کہتے ہیں۔ باب تفعیل کا ایک خاصہ زودون (صاف کرنا و رنگ دور کرنا) بھی ہے۔ آراخ کو باب تفعیل میں لے جا کر تاریخ بنا لیا ہے، چونکہ واقعے کو کسی خاص زمانے کے ساتھ معین کر دینے سے اس واقعے کا زمانہ وقوع یاد اور تازہ رہتا ہے یا یہ کہ چونکہ کسی سانچے کے وقوع کے وقت جانور کا وجود ختم ہو جاتا ہے اس لئے ہر تعین کو تاریخ کے نام سے موسوم کر دیا ہے۔ بعض اشخاص کہتے ہیں کہ لفظ تاریخ تاخیر کا مقلوب ہے اور اس کا مفہوم ہر واقعے کے آخری وقت کو اس کے ابتدائی زمانے کے ساتھ منسوب کرتا ہے۔ ایک گروہ کا خیال ہے کہ تاریخ سے مراد ہر واقعے کا وہ آخری وقت ہے جس میں وہ واقعہ پورے طور پر رونما ہو۔ عرب کا دستور ہے کہ کسی شخص کی مدح میں کہتے ہیں کہ فلاں شخص اپنی قوم کی تاریخ ہے۔ اس سے مراد اس شخص کے خاندان کی وہ شرافت ہے جو اس کے عہد میں مہیا رکھال کو پہنچ کر بخوبی ظاہر ہوئی۔ صرف عام میں تاریخ سے وہ خاص دن مراد ہے جس سے کسی واقعے کی ابتدا کا شمار کیا جاتا اور جس سے کوئی خاص واقعہ آئندہ واقعات کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ اس خیال کو مد نظر رکھ کر ہر قوم کوئی خاص دن ایسا منتخب کر لیتی ہے جس میں کوئی بڑا سانحہ دنیا میں رونما ہوتا ہے۔ مثلاً کسی فرقے یا مذہب کی پیدائش، کسی بڑے حکمران کی تخت نشینی، کسی عظیم الشان سیلاب کی آمد یا کسی بڑے زلزلے کے وقوع کا دن۔

غرض کہ بے انتہا جفاکشی یا خوش نصیبی، شبانہ روز کی عبادت، زمانہ شناسی، دانشمندی کی تعلیم، حصول امن و امان، دانشمندان زمانہ کی فراہمی، مختلف مسلم خصوصیات یا ضعی کی مہارت اور خدا کی توفیق و امداد سے رصد گاہیں تیار کی گئیں اور زمین پر جو گرد و غبار سے پاک و محفوظ ہے، کئی کئی منزل کی بلند و عالی شان عمارت

تعمیر کی گئیں جن میں اوپر اور نیچے نفیس و عمدہ کمرے اور مختلف قسم کی کھڑکیاں روشن دان اور زیہ بنائے گئے۔

ان عمارات و آلات رصد یعنی ذات الخلق ذات الشہین و ذات الثقتین و ربیع مجیب و اصطرلاب و کرہ وغیرہ کے ذریعے سے فن ہیئت میں ترقی ہوئی اور افلاک کا شمارتاروں کے مقامات طول و عرض میں حرکات کا اندازہ ستاروں کی ایک دوسرے و نیز زمین سے دوری اور اجرام سماوی کا چھوٹا اور بڑا ہونا ان تمام امور کا علم حاصل ہوا۔

ظاہر ہے کہ ایسا اہم کام بغیر کسی انصاف پسند فراں روا کے روز افزوں اقبال کی برکت اور بلا اس کی بچید توجہ کے انجام نہیں پاسکتا۔
علماء و صاحبان عقل و دانش کا ایک جامع ہونا اور قدیم حکما کے فلسفیانہ نسخوں اور گزشتہ بزرگوں کے علمی و عملی کارناموں کا یکجا ہونا علاوہ زرو مال خرچ کرنے کے بادشاہ کی کوشش اور اس کی خاص توجہ کا محتاج ہے۔ ان تمام امور کے باوجود ہفت سیاروں کے ایک دورے پر آگاہی حاصل کرنے کے لئے کامل تیس سال درکار ہیں جس قدر زمانہ دراز اور کوشش زیادہ ہوگی اسی قدر کام مکمل اور اس کے نتائج عمدہ ہوں گے۔

اس کہن سال و پیر آشوب دنیا میں اکثر توفیق یافتہ حضرات نے اس اہم کام کو ایک حد تک انجام دیا ہے۔ چنانچہ ارشخندش اور ارسترخش و آبرخس نے مالک مصر میں جس کو کہ سنہ جلوس اکبری تک ایک ہزار سات سو اہتر سال گزر چکے ہیں اور تطلیموس نے اسکندریہ میں سنہ مذکور سے تقریباً تین ہزار چار سو دس برس پیشتر اس عظیم الشان کام کا سنگ بنیاد رکھا۔

بغداد میں خلیفہ مامون الرشید سے اس کتاب کی تالیف سے سات سو نوے سال پیشتر اس اہم امر پر توجہ کی۔ اسی طرح سنہ الہی سے سات سو چونسٹھ سال قبل سند بن علی و خالد بن عبد الملک مروزی نے دمشق میں اور حاکمی و ابن عالم نے سات سو بارہ سال پیشتر بغداد میں رصد گاہیں تیار کیں۔ لیکن آخر الذکر رصد گاہ تمام رہ گئی۔

چھ سو پچاس سال قبل بنگالی نے رقبہ میں اور تین سو باسٹھ سال پیشتر
خواجہ نصیر طوسی نے مراغہ تہریز میں اور ایک سو چھپتی سال قبل مرزا بالغ بیگ نے
سمرقند میں رصد گاہوں کا سنگ بنیاد رکھا۔ آخر الذکر رصد بہترین خیال کی جاتی ہے۔
عربی زبان میں رصد کے لغوی معنی انتظار اور منتظران کے ہیں۔
اور اصطلاح میں اس گروہ کو کہتے ہیں جو خاص خانوں میں ستاروں کی حرکات اور
ان کی مختلف اوضاع کا معائنہ کرتے ہیں۔

یہ گروہ اس طریقے پر جس قدر حالات اجرام فلکی کے دریافت کرتا اور جس
نتیجے پر پہنچتا ہے اس کو جدول کے طریقے پر معرض تحریر میں لاتا ہے۔
اس جدول کو زیج کہتے ہیں۔ زیج دراصل فارسی زیگ ہے۔ زیگ کے
معنی تاکہ کے ہیں جس طرح کہ تاکہ لفظی کپڑا تیار کرنے میں نقش بنانے والوں
کی سہیری کرتے ہیں اسی طرح یہ زیج وہ دستور العمل ہے جو اجرام فلکی کی شناخت
میں رہنمائی کرتے ہیں۔

خطوط اور جدول طول و عرض میں ان تاکوں سے مشابہ ہیں جن کا
ذکر اوپر کیا گیا۔

بعض اشخاص کا خیال ہے کہ زیج لفظ تہہ کا معرب ہے اور ضرورت
کے لحاظ سے اس لفظ کو اہل نجوم نے اختیار کر لیا ہے جیسا کہ ہر عاقل سمجھ سکتا ہے۔
ایک گروہ کی رائے ہے کہ یہ لفظ خانص فارسی ہے جس کے معنی اسس
ہاگے کے ہیں جس سے فن تعمیر میں عمارت کی ہمواری کا اندازہ کرتے ہیں چونکہ
منجم زیج سے ستاروں کی صحت کو معام کرتا ہے اس لئے نجومی نقشہ کو بھی زیج کے نام
سے موسوم کیا گیا ہے متعدد اشخاص نے زیج تیار کر کے اپنی یادگار چھوڑی ہے جن کے
اسلامدرجہ ذیل ہیں۔

زیج مہر ترک	زیج ابرش	زیج بطلمیوس	زیج فیثاغورس
زیج زردشت	زیج سادون اسکندرانی	زیج ساماٹ	زیج ثابت بن قرہ
زیج حسام بن سنان	زیج ثابت بن موسیٰ	زیج محمد بن جابر ثبانی	زیج احمد بن عبد اللہ حیا

نیرج حامد مردودی	نیرج بھیم بن منصور	نیرج خالد بن عبد الملک	نیرج ابوریحان
نیرج جامع کیا کوشیار	نیرج ابوالوفا ثور قانی	نیرج ششونی	نیرج معینشی
نیرج صفایح	نیرج ابو حامد انصاری	نیرج سلیمان	نیرج بالغ کیا کوشار
نیرج ابوالحسن طوسی	نیرج مختار	نیرج مجموع	نیرج ابوالفتح شیرازی
نیرج اودار قرانی	نیرج مارونی	نیرج عزاری	نیرج احمد بن اسلمی سفری
نیرج یوسفی	نیرج خوارزمی	نیرج خوارزمی	نیرج یعقوب بن طاووس
نیرج ابن سحرہ	نیرج سمعانی	نیرج جورہون	نیرج دانی
نیرج سند بن علی	نیرج کبیر ابو معشر	نیرج عاصمی	نیرج ابو الفضل ماشاد
نیرج ابن صوفی	نیرج اوکند	نیرج شہریاراں	نیرج ابن اعلم
نیرج ابوالفتح	نیرج عروسی ابی جعفر شونجی	نیرج ابو ازی	نیرج سہلان کاشی
نیرج وجیر معتبر	نیرج ستر بخری	نیرج قانون بھودی	نیرج عکد راہی
نیرج طبلسانی	نیرج عدنی	نیرج محمد حاسب طبری	نیرج احمد عبد الجلیل سجری
نیرج فاخر علی شیشی یالشی	نیرج سلطان علی خوارزمی	نیرج کرمانی	نیرج اصالیعی
نیرج منتخب یزدی	نیرج مستونی	نیرج زاہدی بازمیری	نیرج علاقے شیردانی
نیرج قاصری	نیرج اکلیلی	نیرج قیدرہ	نیرج ابورضا یزدی
نیرج مقلد	نیرج مرکب	نیرج دستور	نیرج لمخص
نیرج خطائی	نیرج حاصل	نیرج شتسا یا ششتلہ	نیرج عصا
نیرج الیمانی	نیرج کامل البرشید	نیرج مفرد محمد بن ایوب	نیرج دلیلی
	نیرج عضدی کیا کوشیار	نیرج گورکھانی	نیرج جمشیدی

اہل نجوم ہر سال سیاروں کی خاص خاص حرکات و خبری واقعات کی ایک مکمل فہرست تیار کرتے ہیں۔ اس فہرست کو تقویم (جستری) کہتے ہیں۔
تقویم دراصل ستاروں کی اس حرکت کو کہتے ہیں جو بروج محل کے شروع ہو کر
فلک البروج کے کسی خاص مقام پر درجہ بدرجہ تمام ہوتی ہے۔
تقویم کو ہندی میں پترہ کہتے ہیں۔

لکھا ہے ہندو ختر شناسی کو پاکیزگی نفس کا ایک کرشمہ خیال کرتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ انسان اپنے نفس کی صفائی، اپنے افعال کی پاکیزگی اور مراسیے و غور کی مشق اور اپنے جسم کو ان روحانی صفات سے رنگنے سے جو عالم مادیات سے بالا و برتر ہیں، ایسے مرتبہ اعلیٰ پر پہنچ جاتا ہے کہ مادی و روحانی اشکال اور واقعات خواہ چڑی ہوں یا کٹی اور خواہ عالم علوی میں ہوں یا عالم سفلی میں، خواہ ان کا تعلق گزشتہ زمانے سے ہو اور خواہ زمانہ آئندہ سے، اُس پر منکشف ہو جاتے ہیں۔

یہ روشن ضمیر افراد اپنی مہربانی سے علم و ہنر کی گرم بازاری کو مد نظر رکھتے اور ان احوال و اشکال سے سعادت مند افراد کو اطلاع دیتے ہیں اور وہ ان کی اس تعلیم کو معرض تحریر میں لاتے ہیں اور اس قسم کے نوشتے سدانت کے نام سے موسوم کئے جاتے ہیں اس زمانے میں اس طرح کے نوشتے نادر و زکار موجود ہیں۔

(۱) برہم سدانت (۲) سورج سدانت (۳) سوم سدانت (۴) برجیت سدانت ان چاروں سدانتوں کی بابت کہا جاتا ہے کہ یہ بہ ترتیب برہما، سورج، چاند و مشتری کے کشف نامے ہیں۔ ان کی ابتدا کو بجد دراز عرصہ گزرا چاروں بجد مقدس خیال کئے جاتے ہیں خصوصاً اول و دوم۔

(۵) گرگ سدانت (۶) نار و سدانت (۷) پارا سدانت (۸) پلوت سدانت (۹) بٹھ سدانت۔

یہ پانچوں سدانت انسانی حقائق نامے ہیں جو روشن ضمیر افراد نے اہل عالم کی رہنمائی کے لئے اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔ ناشناس افراد کہیں ہے کہ زبان طعن دراز کوں اور ان کی حقیقت پر اعتراض کر کے یہ تاویل کریں کہ بعض اہل نجوم نے رصد کے ذریعے سے کواکب کی اشکال اور ان کی حرکات کا علم حاصل کیا اور ان اسرار کو پوشیدہ رکھ کر بعد میں ان کو قلبی واردات و انکشافات کا جامہ پہنا کر اہل عالم پر ظاہر کیا لیکن انصاف پسند و حقیقت شناس اشخاص ان اقوال سے انکار نہیں کر سکتے اس لئے کہ ایک ایسا گروہ جو ظاہر و باطن ہر طرح کی خوبیوں سے آراستہ ہے لاکھوں برس سے ان سدانتوں کی بابت ایک ہی عقیدہ رکھتا اور ان کو آسمانی و مقدس خیال کرتا ہے۔

تمام اقوام کی رائے میں شبانہ روز جو تاریخ کے اصل اصول ہیں دو قسم پر منقسم ہیں (۱) حقیقی، یہ قسم توران و نیز ممالک مغرب کے خیال کے مطابق ہے، جہاں دوپہر سے دوپہر تک شبانہ روز کا حساب کیا جاتا ہے یا چین و چین ترکستان میں جہاں کے باشندے نصف شب سے دوسری آدھی رات تک شبانہ روز کو شمار کرتے ہیں، لیکن عام طور پر تمام اشخاص غروب آفتاب سے دوسرے غروب تک شبانہ روز خیال کرتے ہیں۔

ہندی حکما کی رائے ہے کہ کرہ زمین کے انتہائے شرق یعنی جگہسٹ میں طلوع آفتاب سے دوسرے طلوع تک اور انتہائے مغرب یعنی روک میں غروب آفتاب سے دوسرے غروب تک اور جزیرہ لنکا یعنی منتہائے جنوب میں نصف شب سے دوسری آدھی رات تک ایک شبانہ روز شمار کرتے ہیں۔

دہلی میں بھی جزیرہ لنکا کی تقلید کرتے ہیں۔

سدھ پور یعنی انتہائے شمال میں ایک دوپہر سے دوسری دوپہر تک کا وقفہ ایک شبانہ روز سمجھا جاتا ہے۔

(۲) وسطیٰ جس کو اصطلاحی بھی کہتے ہیں۔ فلک اعظم کے ایک دورے کی مقدار پر مشتمل ہے جس کا اندازہ آفتاب کی گردش سے کیا جاتا ہے جو منطقۃ البروج میں واقع ہوتی ہے۔

اس اہم کام میں آسانی پیدا کرنے کے لئے علمائے نجوم نے آفتاب کی مجموعی گردش کو آیام دورہ پر برابر تقسیم کر کے خارج قسمت کو اوسط ہر روزہ قسمدار دیا ہے لیکن چونکہ دوروں کی مدت مختلف ہوا کرتی ہے اس لئے اوساط بھی مختلف ہوتے ہیں۔ مختلف زیجات میں اوسط کی مقدار حسب ذیل ہے۔

زیج بتانی انچاس دقیقہ آٹھ ثالثہ چھیالیس رابعہ چھپین خامہ اور چودہ سادسہ۔
دایخانہ انچاس دقیقہ آٹھ ثانیہ انیس ثالثہ چوالیس رابعہ دس خامہ سینتیس سادسہ۔
جدید گورکانی انچاس دقیقہ آٹھ ثانیہ سینتیس رابعہ چھیالیس خامہ۔ بطلمیوس
محیطی میں اگرچہ دقیقہ ثانیہ میں متحد ہے لیکن ششہ ثالثہ تیرہ رابعہ بارہ خامہ۔ اکیس
سادسہ کا قلیل ہے۔

اسی طرح قدیم زیجات میں طرح طرح کے اختلافات مرقوم ہیں جو غالباً علم و آلات رصد کے اختلافات کے نتائج ہیں۔

سال و فصول کا مدار آفتاب کی گردش پر منحصر ہے۔

آفتاب کے کسی خاص مقام سے حرکت شروع کرنے اور اس کے تمام دورے کو تمام کر کے پھر اسی منطلقہ معین پر واپس آنے میں جو وقفہ ہوتا ہے اُسے سال کہتے ہیں۔

آفتاب جس زمانے تک ایک برج میں رہتا ہے وہ زمانہ شمسی ماہ کہلاتا ہے۔ ماہتاب کے ایک خاص مقام سے حرکت کرنے اور پھر اسی مقام پر واپس آنے میں جو وقفہ ہوتا ہے اس کو قمری ماہ کہتے ہیں۔ اس حرکت میں ماہتاب آفتاب کے ساتھ جمع یا اس کے مقابل یا کسی اور وضع میں ہوتا ہے۔

چونکہ ماہتاب کے بارہ دورے آفتاب کے ایک دورے کے برابر ہوتے ہیں اس لئے ماہتاب کے ان دوروں کو قمری سال کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ ہر سال دہر مہینہ شمسی بھی ہے اور قمری بھی اور ان میں سے ہر ایک حقیقی بھی ہے اور وسطی بھی۔

حقیقی اس صورت میں جبکہ سیاروں کی گردش ظاہر کی جائے نہ کہ شمار آیام۔ اور وسطی اس حالت میں جبکہ شمار آیام کا لحاظ کیا جانے نہ کہ سیاروں کی گردش کا۔ حکمائے ہند مہینے کی طرح سال کو بھی چار قسموں میں تقسیم کرتے اور ہر قسم کو خاص مقصد کے لئے مخصوص کرتے ہیں۔

غرض کہ روز و شب و سال و ماہ کا جو تاریخ کی اصل ہے، مختصر ذکر کرنے کے بعد چند قدیم تاریخوں کا حال درج کیا جاتا ہے تاکہ مضمون واضح ہو جائے۔

ہندی تاریخ

اس کی ابتدا برہما کی پیدائش سے ہے جس کا ہر روز تاریخ کا آغاز سمجھا جاتا ہے۔

ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ ستر کلپ گذرنے کے بعد ایک منو پیدا ہوتا ہے ہر کلپ میں چار جگ ہوتے ہیں جن کے تینتالیس لاکھ میں ہزار سال شمار کئے جاتے ہیں۔ منو برہما کی خواہش سے پیدا ہوتا ہے اور گویا رضا کے برہما اس کی تولید کا سبب و باعث ہے۔ برہما کے ہر روز میں چودہ منو پیدا ہوتے ہیں۔ اب برہما کی پیدائش کا کاوندوں کا سال ہے۔ چھ منو گزر چکے ہیں اور ساتویں منو کے ظہور کو ۲۷ کلپ تمام و کمال اور اور اٹھائیسویں کلپ کے تین جگ تسلیم اور چوتھے جگ کے ۴۷۰۰ برس گزرے ہیں۔ موجودہ جگ کے آغاز میں راجہ جڈیشتر نے سارے عالم کو فتح کیا۔ چونکہ یہ راجہ گزشتہ جگ کے بالکل آخری زمانے میں تھا۔ اس لئے اُس نے اپنے عہد حکمرانی سے سنہ کی ابتداء کی۔ اس سنہ کو موجودہ زمانے تک جو سنہ الہی ہے ۴۶۹۶ برس گزر چکے ہیں۔ یہ سنہ ۳۰۲۳ سال رائج رہا جس کے بعد راجہ بکراجیت نے اپنے جلوس کے لحاظ سے دوسرا سنہ مقرر کیا اور اس طرح پر اُس نے بنی نوع انسان کے لئے ایک قدرے سہولت پیدا کی۔ بکراجیت نے ۱۳۵ برس حکومت کی جس کو آج تک ۱۶۵۲ برس گزر چکے ہیں۔ ہندوؤں کا بیان ہے کہ ایک نو عمر شخص سہمی سالباہن نے باطنی اثرات سے بکراجیت پر فتح پائی اور میدان جنگ میں اُسے اسیر کر لیا۔ چونکہ بکراجیت کی شخصیت ایسی نہ تھی کہ فاتح اُس پر تلوار چلاتا لہذا سالباہن نے اُس کی عزت و توقیر کی اور اُس سے پوچھا کہ اُس کی دلی خواہش کیا ہے۔ بکراجیت نے جواب دیا کہ اب دنیا کی کوئی تنہا اُس کے دل میں باقی نہیں ہے اور گوشہ نشینی اور خدائی پرستش کرنا اُس کی بہترین آرزو ہے، لیکن تاہم وہ اتنا ضرور چاہتا ہے کہ اُس کا رائج کردہ سنہ منسوخ نہ ہو۔ کہا جاتا ہے کہ سالباہن نے یہ درخواست قبول کر لی اور اگرچہ اس نے اپنا سنہ خود جاری کیا لیکن پھر بھی سنہ بکر می کو منسوخ نہیں کیا۔ سنہ سالباہن کے ۱۵۱۷ برس گزر چکے ہیں۔ ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ سنہ سالباہن اٹھارہ ہزار سال تک جاری رہے گا۔ اس کے بعد بجیا بھندن اپنے جلوس کے زمانے سے جدید سنہ رائج کرے گا جو دس ہزار سال جاری رہے گا۔ بجیا بھندن کے بعد ناگا اور جن دنیا پر حکومت کرے گا اور اُس کے وقت میں سنہ میں پھر تبدیلی ہوگی یہ سنہ چار لاکھ برس جاری رہے گا۔ ان چھ سنوں کو یہ لوگ پاک و مقدس جانتے ہیں۔

اور انھیں ساگا کہتے ہیں۔ علاوہ انہیں بیشمار سند گزرے ہیں جو سنیست کہلاتے ہیں بالباہن کے ظہور کے بعد بکرمی ساکھا بھی سنیست ہی کے نام سے مشہور ہوا۔ ان چھ زمانوں کے ختم ہونے کے بعد کجاگ کا اختتام اور نئے جگ کے آغاز سے تاریخ اور سند میں جدید تبدیلیاں ہوں گی۔

حکمائے ہند نے سال اور مہینوں کو چار قسموں میں تقسیم کیا ہے (۱) سوراس۔ اس سے مراد آفتاب کا ایک برج میں رہنا ہے۔ اس کا ہر سال تین سو پینسٹھ دن پندرہ گھڑی تیس پل اور $\frac{1}{2}$ پل کا ہوتا ہے۔

(۲) چندراس۔ اس کی ابتدا ایدواس سے اس تک ہے۔ اس کا سال تین سو پچاس روز بائیس گھڑی ایک پل کا ہوتا ہے۔ اس سال کا آغاز آفتاب کے برج حمل میں داخل ہونے سے ہوتا ہے۔ مہینے میں تیس تہتھ ہوتے ہیں۔ تہتھ سے مراد وہ وقفہ ہے جو ماہتاب کے آفتاب کے ساتھ جمع ہونے کے بعد سے ماہ کے بارہ درجے طے کرنے میں صرف ہوتا ہے۔ ماہتاب کی چال میں تیزی اور سستی ہو جانے کی وجہ سے گھڑیوں کے اوقات میں بھی فرق ہو جاتا ہے۔ سرعت کی حالت میں زیادہ سے زیادہ ۵۴ اور سستی کی حالت میں زیادہ سے زیادہ ۲۵ گھڑیاں ہوتی ہیں۔ پہلی تہتھ کا نام برہما ہے، دوسری کو دوج، تیسری کو تیج، چوتھی کو چتھ، پانچویں کو پنجین، چھٹی کو چٹھ ساتویں کو سٹھٹی اور آٹھویں کو آٹھین، نویں کو نوین، دسویں کو دسین، گیارہویں کو ایکادسی، بارہویں کو دوا دسی، تیرہویں کو تیرودسی، چودھویں کو چودس اور پندرہویں کو پورن ماسی کہتے ہیں۔ اسی طرح سوٹھویں سے ائیس تک پھر انھی ناموں سے موسوم کرتے ہیں اور تیسویں جیسے کو آادس کہتے ہیں۔ اول برہما سے پندرہویں تک شکل سچے اور دوسرے کو کشن سچے کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ بعض اشخاص مہینے کی ابتدا اکوشن سچے کے اقل روز سے کرتے ہیں۔ جنریوں میں بیشتر سال شمسی ہوتے ہیں۔ چونکہ قمری سال شمسی برس سے دس روز ۵۳ گھڑی ۲۹ پل $\frac{1}{2}$ پل کم ہوتا ہے اس لئے اس اعتبار سے دو سال آٹھ مہینے پندرہ دن تیس گھڑی کے بعد ایک مہینہ زیادہ ہو جاتا ہے اور تقویم حرکت کے مطابق یہ فرق تین سال سے زائد اور دو سال ایک ماہ سے کم نہیں ہوتا۔ پہلے شمار کے موافق بارہ مہینوں میں سے کسی ایک میں یہ کس جمع ہو جاتی ہے چنانچہ ایسے سال میں

ہندو اس خاص مہینے کو دوبار گنتے ہیں اور دوسرے شمار کے موافق اس کو کسکو مہینے میں جبکہ قمر کا اجتماع دو مرتبہ ہوتا ہے شامل ہونا ضروری ہے۔ چیت کے مہینے سے کنوار تک کسی مہینے میں اس قسم کا اجتماع ہونا ضروری ہے۔ ان سات مہینوں کے علاوہ کسی اور مہینے میں ایسے اجتماع کا ہونا ممکن نہیں ہے۔ ہر ایسے مہینے کو آدھک ماہ کہتے ہیں اور اسی آدھک کو عوام کووند کہتے ہیں۔

(۳) ساون ماس جس دن سے چاہتے ہیں اس کو شروع کرتے ہیں۔ مہینہ تیس دن کا ہوتا ہے اور ایک سال میں تین سو ساٹھ دن ہوتے ہیں۔

(۴) چھتراس۔ اس کی ابتدا ہر ایسی منزل سے ہوتی ہے جہاں سے چاند گزر کر پھر اس منزل تک آجائے۔ اس سہ ماہی مہینہ ۲۷ دن کا اور سال تین سو چوبیس دن کا ہوتا ہے۔

ان کے نزدیک موسم کی تعداد چھ ہے جن میں سے ہر ایک کو رت کہتے ہیں۔ آفتاب جب برج حمل و حوت میں ہوتا ہے تو اس زمانے کو بہشت کہتے ہیں۔ اس موسم میں آب و ہوا معتدل ہوتی ہے جب آفتاب ثور و جوزا میں جاتا ہے تو گرمی کی رت کہلاتی ہے۔ اس فصل کو گریم کہتے ہیں۔ جب سرطان اور اسد میں ہوتا ہے تو موسم باراں خیال کیا جاتا ہے اور فصل برکھا کے نام سے موسوم ہوتی ہے۔ جب سنبلہ اور میزان میں داخل ہوتا ہے تو بارش کا اختتام اور سرمایہ کا آغاز خیال کیا جاتا ہے یہ موسم بھی سرد ہے۔ قوس و عقرب میں داخلے کے وقت جاڑا ہے۔ جدی اور دلو کے زمانے میں موسم سرما و گرما کے درمیان یعنی معتدل سمجھا جاتا ہے اور موسم کوشش کہتے ہیں۔ یہ اشخاص سال کے تین حصے کرتے ہیں، اور ہر حصے کو کال کہتے ہیں جس کا آغاز ماہ پھاگن سے ہوتا ہے۔ گرمی کے چار مہینے دھپ کال، بارش کے چار ماہ برکھا کال اور جاڑے کے چار ماہ سیت کال کہلاتے ہیں۔ ہندوستان کے حصے میں صرف تین ہی موسم ہوتے ہیں۔ جب آفتاب حوت، حمل، ثور اور جوزا میں ہوتا ہے تو زمانہ گرمی کا سمجھا جاتا ہے۔ سرطان، اسد، سنبلہ اور میزان کے زمانے میں موسم باراں ہوتا ہے اور عقرب، قوس، جدی و دلو میں موسم سرما ہوتا ہے۔ اہل ہند شمس سال کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ حصہ اول برج حمل سے اخیر سنبلہ تک۔ اس حصے کو انتر گول کہتے ہیں۔ شمالی معدل النہار اس سے منطبق ہے۔

دوسرا حصہ اول میزان سے آخر حوت تک۔ اس حصے کو دکنین گول کے نام سے یاد کرتے ہیں اور جنوبی معدل النہار کا حساب اسی سے کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اول جدی سے آخر جوزائیک کے زمانے کو اتر آئین کہتے ہیں اس وقت آفتاب اتر کی طرف ہوتا ہے اور اول سرطان سے آخر قوس تک کے موسم کو دچھنائین کہتے ہیں۔ اس زمانے میں آفتاب کا رخ دکن کی طرف ہوتا ہے بیشمار واقعات جو پہلے حصہ موسم میں رونما ہوتے ہیں مبارک خیال کئے جاتے ہیں۔

ہندوؤں نے شبانہ روز کو ساٹھ حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ہر حصے کو گھڑی کہتے ہیں۔ ہر گھڑی ساٹھ تل اور ہر تل میں ساٹھ تارے ہوتی ہیں۔ تارے کو بتل بھی کہتے ہیں۔ ہزار ہی تندرت اور صحیح المزاج انسان کے چھ نفس کے برابر ہے بشرطیکہ انسان دُر دھو سپ اور غوثہ و غضب سے محفوظ ہو۔ صحیح و تندرست انسان ایک گھڑی میں تین سو ساٹھ مرتبہ سانس لیتا ہے اور شبانہ روز میں اکیس ہزار چھ سو مرتبہ۔

ایک گروہ لکھتا ہے کہ سانس باہر کھینچنے کو سوا اس اور سانس اندر لینے کو پرسواں کہتے ہیں اور ان دونوں کے مجموعے کا نام پتان ہے۔ ایک تل میں چھ پران ہوتے ہیں اور ساٹھ تل کی ایک گھڑی ہوتی ہے۔

سجومی ساعت شبانہ روز کا چوبیسواں حصہ ہے جو ۲۰ گھڑی کے برابر ہے۔ ہر رات دن چار حصوں میں منقسم ہے۔ ہر حصے کو پھر کہتے ہیں، لیکن ہر پھر برابر نہیں ہوتا۔

تاریخ خطائی

یہ فرقہ اپنی تاریخ کو عالم کی پیدائش سے آغاز کرتا ہے۔ ان کے عقیدے میں ابتداء سے آفرینش سے اس وقت تک آٹھ ہزار آٹھ سو چار اسی دن گزرے ہیں۔ ہر دن میں دس ہزار سال ہوتے ہیں۔ اس گروہ کا عقیدہ ہے کہ عالم کی زندگی تین لاکھ دن ہے۔ یعنی ان کا خیال ہے کہ دنیا تین لاکھ ساٹھ ہزار دن قائم رہے گی۔ اس گروہ میں حقیقی شمسی سال و قمری ماہ رائج ہیں اور ہر سال کی ابتداء اُس وقت سے سمجھی جاتی ہے نصف راہ برج دلو کی طے کر لیتا ہے۔ اس عام عقیدے کے خلاف محمد الدین بن سدری

سال کی ابتدا اس وقت سے سمجھتا ہے جبکہ آفتاب برج دلو کے سولہویں حصے میں سے گزرتا ہے۔ بعضوں نے بجائے سولہویں حصے کے سترہویں اور بعضوں نے اٹھارہویں حصے کو آغاز سال کا وقت مقرر کیا ہے۔ اس آئین کے مطابق رات و دن بارہ حصوں میں منقسم کئے گئے ہیں اور ہر حصے کو چاغ کہتے ہیں۔ چاغ آٹھ گھنٹہ میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر گھنٹہ کا ایک جداگانہ نام ہے۔ اہل خطائے شبانہ روز کو دس ہزار فننگ میں تقسیم کیا ہے اور اس تقسیم کے لحاظ سے قمری سال کے تین دور ہیں جن کو شانگ دن، جونگ دن اور خا دن کہتے ہیں۔ ہر دور میں ساٹھ برس ہوتے ہیں اور ہر دور سے کے ہر سال کو ڈھیرے نشانات سے متعین کرتے ہیں۔ دورے کی گردش دس اور بارہ مختلف نشانات سے متماثل ہے۔ پہلے نبروں سے صرف سال اور دن کا شمار ہوتا ہے دوسرے نبروں سے علاوہ سال اور دن کے اجزائے یوم کو بھی شمار کرتے ہیں۔ مذکورہ بالا دونوں دور کو ترکیب دے کر سنیں بتاتے اور تفصیلی حساب تیار کرتے ہیں۔

ترکی سنہ

اس سنہ کو ایفوری بھی کہتے ہیں۔ یہ سنہ خطائی سنہ سے مشابہ ہے۔ سو اس کے ترکوں کے نزدیک ان کے سنہ کا دورہ بارہ درجوں میں ختم ہو جاتا ہے۔ سال اور دنوں کا شمار ان میں وہی ہے جو اہل خطا میں رائج ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بعض نجومی نقشے یعنی سالانہ جنتریاں دس ہی دور کی بنائی جاتی ہیں۔ ان کے سنہ کی ابتدا معلوم ہے۔ ابوریحان بیرونی کا قول ہے کہ ترکوں نے رمیوں کی ناقص تقسیم پر نو کا مزید اضافہ کر کے مجموعے کو بارہ پر تقسیم کیا ہے اور رمیوں سے ابتدا کرنے کے بعد جس جانور پر کہ خارج قسمت ختم ہوتا ہے، اس سال اسی جانور کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، لیکن یہ امر تجربے کے خلاف ہے جس کا اندازہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح ہر دور میں ایک سال کی کمی ہو جاتی ہے لیکن بلا ہر اصل مقصود یہ ہے کہ تقسیم کے بعد جو باقی رہتا ہے اس کو مختلف نشان حیوانات پر

طرح کرتے چلے جاتے ہیں اور موش سے ابتدا کر کے جس جانور پر کہ یہ یقینیہ عدہ ختم ہوتا ہے اُسی کے نام سے سال کا آغاز کرتے ہیں۔ اگرچہ سنہ کی ابتدا اکا پتا نہیں چلتا لیکن اس سے دور سے سال اور اُس کے نام کے متعلق کچھ نہ کچھ واقفیت ضرور ہو جاتی ہے۔

اگر ملکی سنہ کے غیر مکمل سال پر سات کا اضافہ کر کے مجموعے کو بار تقسیم کریں اور جو عدد باقی رہے اس کا اس طرح شمار کریں کہ موش سے ابتدا ہو تو جس جانور پر عدد کا خاتمہ ہو گا سال اُس جانور کے نام سے موسوم ہو گا۔ اس کی ترتیب حسب ذیل ہے۔

(۱) (۱) بیچقان - موش (چرا)

(۲) (۲) اود - گھاؤ (بیل)

(۳) (۳) پارس - پلنگ (چیتا)

(۴) (۴) توشقان - خرگوش

(۵) (۵) لوی - نہنگ (گھڑیاں)

(۶) (۶) بیلان - مار (سانپ)

(۷) (۷) پرنسٹ - اسپ (گھوڑا)

(۸) (۸) قو - گوسفند (بکرا)

(۹) (۹) بیج - بوزہ (بندر)

(۱۰) (۱۰) تماقو - مرغ

(۱۱) (۱۱) ایت - سگ - (کٹا)

(۱۲) (۱۲) تنگوز - خوک (سور)

ان ناموں میں ایل کے لفظ کا جو سال کے معنی میں ہے اضافہ کرتے ہیں۔

تاریخ منجم

ان کے سال کی ابتدا بھی آفریش عالم سے ہے۔ اس گروہ کا عقیدہ ہے کہ عالم کی پیدائش کے وقت تمام سیارے برج حمل میں تھے۔ ان کا سال شمسی ہے۔

اور اس حساب سے آج کی تاریخ تک ایک لاکھ چوراسی ہزار چھ سو چھیانوے برس گزرے ہیں۔

تاریخ آدم

اس سنہ کی ابتدا پیدائش آدم علیہ السلام سے ہے۔ اس گروہ کا سال شمسی اور قمری مہینے ہوتے ہیں۔ ایلخانی اور دوسرے ماہرین فن کی روایت کے موافق اس سنہ کے اس وقت تک پانچ ہزار تین سو تیرہ سال شمسی گزرے ہیں اکثر مصنفین کے نزدیک اس سنہ کے چھ ہزار تین سو چھیالیس سال شمسی اور بعض کے حساب سے چھ ہزار نو سو اڑتیس سال شمسی گزر چکے ہیں۔ ایک گروہ کا عقیدہ ہے کہ اب تک چھ ہزار نو سو بیس سال گزرے ہیں۔ عیسائی ماہرین فن کا خیال ہے کہ پیدائش آدم سے اس وقت تک چھ ہزار سات سو ترانوے سال گزرے ہیں۔

تاریخ ہود

یہودی بھی اپنے سنہ کی ابتدا پیدائش آدم علیہ السلام سمجھتے ہیں۔ ان کے سال شمسی اور مہینے قمری اصطلاحی ہوتے ہیں۔ مہینے اور دن کا شمار تازی رسم کے مطابق ہوتا ہے۔ ان کے سال دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک بسیط جس میں نو ہند نہیں ہوتا اور دوسرا مقبوض جس میں اس طرح کے اضافے کی ضرورت ہوتی ہے اور ہندیوں کی طرح اس میں ہر تیسرے سال ایک مہینے کا اضافہ ہوتا ہے

تاریخ طوفان

اس سنہ کی ابتدا حادثہ طوفان سمجھی جاتی ہے۔ ان کے سال شمسی حقیقی اور مہینے قمری حقیقی ہوتے ہیں۔ سال کی ابتدا آفتاب کا برج حمل میں داخل ہونے سے ہے۔ ابو عشریج نے

کو اکب کے وسط پر پہنچنے کو اسی تاریخ پر مبنی کیا ہے۔ اس سنہ کو آج کی تاریخ تک چار ہزار چھ سو چھیانوے سال گزرے ہیں۔

تاریخ بخت نصر

بخت نصر بادشاہ نے اپنی تخت نشینی کی تاریخ سے اس سنہ کی ابتدا کی۔ اس کے سال شمسی اور اصطلاحی ہیں۔ سال میں تین سو پینسٹھ دن ہوتے ہیں۔ اس سنہ کا ہر مہینہ تیس دن کا ہوتا ہے، لیکن سال کے آخری مہینے میں پانچ دن کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ بطلیموس نے تیاریوں کی حرکات کا اسی تاریخ پر تعین کیا ہے۔ اس سنہ کو دو ہزار تین سو اکتالیس سال گزرے ہیں۔

تاریخ پیلئس

پیلئس کو فیلئس اور فلیقس بھی کہتے ہیں اور یہ سکندر مقدونی کے نام سے وابستہ ہے۔ اس سنہ کا آغاز سکندر نے کور کی تاریخ وفات سے سمجھا جاتا ہے۔ اس کے سال اور مہینے اصطلاحی شمسی ہیں۔ شاہان اسکندر شانی نے ادسا کو اکب کے اصول کو قانون میں اور بطلیموس نے اپنے مشاہدات کو قبطی میں اسی شعبہ کے مطابق درج کیا ہے۔ اس سنہ کے آج تک ایک ہزار نو سو ستتر برس گزرے ہیں۔

تاریخ قبطی

یہ سنہ بہت پرانا ہے۔ بتانی کا قول ہے کہ اس سنہ کے مہینے اور روز اصطلاحی ہیں۔ اس سنہ کا سال بھی تین سو پینسٹھ روز کا ہوتا ہے اور اس میں کسری نہیں ہوتی۔ زیج سلطانی کی تحریر کے موافق اس گروہ کا سال اور اس کے مہینے رومیوں کے قواعد کے موافق ہوتے ہیں۔ اس سنہ میں بھی لوند ہوتا ہے۔ لیکن قبطی لوند رومی لوند سے

چند ماہ پہلے شروع ہو جاتا ہے۔

تاریخ رومی

اس سنہ کا سال اور اس کے پہینے بھی اصطلاحی ہیں۔ ہر سال $\frac{1}{5}$ ۳۶۵ دن کا ہوتا ہے۔ بعض زیجات میں کسر $\frac{1}{4}$ سے بھی کم ہے۔ کسر کے بارے میں مختلف اقوال مذکور ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔ بطلمیوس کے نزدیک یہ کسر چودہ دقیقے اڑتالیس ثانیے کی ہے۔ ایلخانی تاریخ میں کسر چودہ دقیقے پچیس ثانیہ تیس ثالثہ ستاون ثالثہ ہے۔ اہل خطا کی زیج کے حساب کے مطابق چودہ دقیقہ چھتیس ثانیہ مرقوم ہے۔ جدید رصد گورگانی میں چودہ دقیقہ تینتیس ثانیہ مرقوم ہے۔ محی الدین مغربی کی رائے میں بارہ دقیقہ صحیح ہے۔ بتانی رصد کے مطابق تیرہ دقیقہ چھتیس ثانیہ ہے۔ محی الدین مغربی کا قول ہے کہ بعض رومی نجومیوں نے کسر کو $\frac{1}{4}$ سے زائد اعتبار کیا اور بعض اہل فن نے اس کو $\frac{1}{5}$ سے کم خیال کیا۔ ابن ہروداقوال کی بنا پر امر اوسط کو صحیح ترین سمجھ کر کسر کو $\frac{1}{4}$ مقرر کرنا بہترین طریقہ خیال کیا گیا۔ ایک گروہ کا خیال ہے کہ رومیوں نے رصد کے ذریعے سے ٹھیک $\frac{1}{5}$ معین کیا ہے اس لئے ان کا سال حقیقتاً شمسی سال ہے۔ ملا علی قوشیجی حساب اول کے اعتبار سے بھی اس سال کو حقیقی شمسی خیال کرتا ہے۔ اس سنہ کی ابتدا اسکندرنانی یعنی ذوالقرنین کی وفات ہے۔ لیکن سکندر کی موت کے بارہ سال بعد سے سنہ کی ابتدا کی گئی ہے۔

ایک گروہ کا خیال ہے کہ سکندر ثانی اپنے جلوس کے ساتویں سال اپنے وطن مقدونیہ سے جہاں کشائی کے لئے روانہ ہوا اور اُس وقت اُس نے اس سنہ کو مقرر کیا۔

محی الدین مغربی کی رائے ہے کہ اس سنہ کی ابتدا سولہ قس کی تاریخ جلوس سے ہوئی، یہ وہی شخص ہے جس نے شہر انطاکیہ کو آباد کیا۔ یہودی کسریانی اقوام میں بھی یہی سنہ رائج تھا۔

بیان کرتے ہیں کہ سکندر فیلقوس فارس فتح کر کے کے لئے یونان سے روانہ ہوا اور بیت المقدس کی طرف سے گزرا۔ سکندر نے شام کے یہودی علماء کو طلب کیا اور ان کو حکم دیا کہ تاریخ موسوی کو منسوخ کر کے اپنے قبائل میں بھی رومی سنہ کو رواج دیں۔ علماء یہود نے جواب دیا کہ ہمارے اسلاف کے دستور کے مطابق کوئی تاریخ ہزار سال سے زیادہ رائج نہیں رہتی۔ اس سال ہمارے سنہ کو ایک ہزار سال گزر جائیں گے اور ہم سال آئندہ سے شاہی حکم کی تعمیل کریں گے۔ چنانچہ یہودیوں نے اپنے قول کی پابندی کی اور ان میں بھی سنہ رومی رائج ہو گیا۔

اس زمانے میں سکندر کی عمر ستائیس سال تھی۔ ایک ساگر وہ کا خیال ہے کہ رومی سنہ دراصل عبرانی ہے، چنانچہ کوشیار اپنے زیج جامع میں کہتا ہے کہ سواہرینوں کے نام کے رومی و عبرانی سنین میں اور کوئی فرق نہیں ہے۔

شامی سال تشرین الاول سے شروع ہوتا ہے۔ قدیم زمانے میں سنہ کی ابتدا اُس وقت سے ہوتی جبکہ آفتاب چارم درجہ میزان میں ہوتا تھا، لیکن اب ابتداء سال گیارہ درجہ میزان پر خیال کیا جاتا ہے۔ رومیوں کے نزدیک سال کی ابتدا کانون ثانی کی پہلی تاریخ ہے جبکہ آفتاب برج جدی کے بیسویں حصے میں ہوتا ہے۔ بتانی کے خیال میں تاریخ رومی فیلقوس پدرا سکندر یونانی کی مقرر کردہ ہے لیکن اُس نے اپنے فرزند کی شہرت و نام آوری کے لئے اس کو اسکندر کی طرف منسوب کر دیا۔

بتانی نے اپنی زیج میں سیاروں کی اوسط رفتار کو اسی تاریخ کی بنا پر مرتب کیا اس سنہ کے اس وقت تک ایک ہزار نو سو پانچ برس گزر چکے ہیں۔

تاریخ اغسطوس

اغسطوس رومیوں کا پہلا قیصر ہے۔ اس کے عہد حکومت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اس سنہ کے سال رومی اور اہل تقبی ہیں۔ اس سال کا آخری مہینہ نیٹیس روز کا ہوتا ہے جو لوہند کے سال میں چھٹیس روز کا شمار کیا جاتا ہے۔ اس سنہ کو ایک ہزار چھ سو تیس سال

اب تک گزر چکے ہیں۔

تاریخ نصاریٰ

اس سنہ کی ابتدا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تاریخ ولادت ہے۔ رومیوں کی طرح ان کا سال بھی تین سو نپیسٹھ روز پانچ ساعت کا ہوتا ہے۔ چار سال کے بعد دوسرے چھینے کے آغوش ایک روز کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

شبانہ روز کی ابتدا بارہ بجے شب سے کی جاتی ہے۔

نصاری نے بھی اہل عرب کی طرح ہفتے کے ہر روز کا ایک نام مقرر کیا ہے اور ہفتے کی ابتدا اکیشینے سے کرتے ہیں۔

اکثر افراد کے خیال میں سال کی ابتدا اس وقت ہوتی ہے جبکہ آفتاب برج جدی کے اول درجے میں ہوتا ہے۔ بعض اہل نجوم سال کا آغاز اُس وقت کرتے ہیں جبکہ آفتاب برج جدی کے آٹھویں درجے میں ہوتا ہے۔

تاریخ الطوائف رومی

یہ سنہ الطوائف کے یوم جلوس سے شروع ہوتا ہے۔ اس سنہ کے سال رومی اور قبطی ہیں۔ بطلیموس نے اپنی کتاب مجسطی میں اسی سنہ کے مطابق ستاروں کے مقامات تحریر کئے ہیں۔

سنہ مذکور کو اس وقت تک ایک ہزار چار سو ستاون برس گزرے ہیں۔

تاریخ قلیانوس رومی

یہ فرمانروا عیسوی مذہب کا پیرو تھا، تاریخ کی ابتدا اس کا یوم جلوس ہے۔ اس سنہ کے سال رومی اور قبطی ہیں۔ اس سنہ کو اس وقت تک ایک ہزار بیس سال گزرے ہیں۔

تاریخ یزدجرد

یہ تاریخ یزدجرد ابن شہریار پر وین بن ہرمز بن نوشیروان کے نام سے موسوم ہے لیکن اس کی ابتدا جمشید کے یوم جلوس سے ہوتی ہے جمشید کے بعد ہر فریا نروا اپنے وقت جلوس کے لحاظ سے تاریخ میں جدید تہذیب کرتا رہا۔

یزدجرد نے بھی اپنے اسلاف کے طریقہ عمل پر عمل کیا اور اپنی تخت نشینی پر اس تاریخ میں تہذیبی کی۔ اس سہ سال یونانی ہیں لیکن ان کا طریقہ یہ ہے کہ ہر سال کسر کو جمع کرتے جاتے ہیں اور ایک سو بیس سال کے آخر میں کسر کا مجموعہ ایک ماہ کے برابر ہوتا ہے اور یہ سال تیرہ ماہ کا سمجھا جاتا ہے۔

پہلی مرتبہ فروردین کے مہینے پر اضافہ ہوتا ہے اور بار دیگر اردی بہشت پر در ہر بار جس مہینے پر زائد ماہ کا اضافہ کرتے ہیں اس کو اسی مہینے سے موسوم کرتے ہیں (یعنی پہلی مرتبہ دو مہینے فروردین کے اور بار دیگر دو مہینے اردی بہشت کے شمار کیے جاتے ہیں۔

غرض کہ یہ سہ یزدجرد کے نام سے مشہور ہوا لیکن جب اس کا دور حکومت ختم ہوا تو مذکورہ بالا لوند کا حساب بھی متروک ہو گیا۔

اس سہ سال و ماہ بھی اصطلاحی شہسی ہیں۔

اس سہ کو اس وقت تک اسو تر شہ سال گزر چکے ہیں۔

تاریخ یزدجرد

تاریخ ملکی

اس تاریخ کو جلالی بھی کہتے ہیں۔ اس تاریخ کے تقریر سے پیشتر فارسی سہ رائج تھا چونکہ اس تاریخ میں لو ند کی وجہ سے عید چپ رگی پیدا ہو گئی تھی اور اس کی وجہ سے حساب میں خلل واقع ہوتا تھا اس لئے سلطان جلال الدین ملک شاد سلجوقی کے عہد میں عہد نامہ وغیرہ حکمائے بادشاہ کے حکم سے تاریخ جلالی کو ایجاد کیا۔

سال کی ابتدا آفتاب کے برج حمل میں داخل ہونے پر کی جاتی ہے۔
اس کے پیشتر سنہ کے سال و ماہ حقیقی تھے لیکن اب ماہ اصطلاحی ہیں۔
ہر مہینہ تیس روز کا ہوتا ہے لیکن اسفندار کے آخر میں پانچ یا چھ روز کا اضافہ
کر کے سال کے دن پورے کر لیتے ہیں۔ اس سنہ کو اب تک پانچ سو سال گزرے ہیں۔

تاریخ خانی اکبری

اس سنہ کی ابتدا غازیان خاں کا یوم جلوس ہے اور ایلخانی نیج پر مبنی ہے۔ اس
سنہ کے سال و ماہ حقیقی شمسی ہیں۔ اس تاریخ کی وضع سے پیشتر غازیان خانی ممالک
کے دفاتر میں سنہ ہجری رائج تھا اور سال بھی ہجری تھا۔
اس قاعدے کی بنا پر رہا یا پر ظلم و بیداد کے دروازے کھلے تھے اس لئے کہ
اکتیس قمری سال کے تیس شمسی سال ہوتے ہیں اور ملک کا دستور یہ تھا کہ مالگزار پر چھری
سال کے حساب سے وصول کی جاتی تھی اور منافع و آمدنی کے تمام کاروبار میں شمسی
راج تھا، غازیان خاں نے ظلم سے رعایا کو محفوظ و مامون رکھنے کے لئے اس تاریخ کو
جاری کیا۔ اس سنہ کے مہینوں کے نام ترکی ہیں۔ بولے اس کے کہ ہر ماہ پر لفظ خانی کا
اضافہ کر دیا گیا ہے۔ اس سنہ کو اب تک دو سو تیراڑے سال گزرے ہیں۔

تاریخ الہی

عرضہ دراز سے قبلہ عالم کا ارادہ تھا کہ ملک ہندوستان میں جدید سال و ماہ
جاری فرما کر وقتیں رفع کریں اور مہولتیں بہم پہنچائیں۔
جہاں پناہ سنہ ہجری کو بوجہ اس کے تقاضے کے پسند نہیں فرماتے لیکن
نا عاقبت اندیش و کم فہم افراد کی کثرت کی وجہ سے جو تاریخ و سنہ کے اجر کو بھی ایک
دینی مسئلہ سمجھتے ہیں۔ حضرت کی خاطر پرور طبیعت نے گوارا نہ کیا کہ اس گروہ کی
دل شکنی فرمائیں اور یہ وجہ تھی کہ قبلہ عالم ابتدا میں اپنے خیال کو عملی جامہ نہ پہنا سکے۔

ارباب بصیرت و انصاف پسند حضرت کو بخوبی معلوم ہے کہ اس دنیاوی کاروبار کی شمع کو دین کے گہر شب تاب سے کیا نسبت ہے اور اس مجازی و مادی سلسلہ ارتباط کا حقیقت کے پیش بہار شمع سے کیا مقابلہ۔ چونکہ دنیا نادانی کی گرد سے غبار آلودہ بھٹی اہل علم نے رو باہ و شتر کے قصبے پر ٹک کیا۔

۱۹۲۰ء بھری میں شاہنشاہی تنویر عقل و دانش نے علم و کمال کی وہ نورانی شمع جلائی جس نے اپنی بابرکت روشنی سے تمام عالم کو تاباں و درخشاں کر دیا۔ خوش نصیب و حق پسند گروہ نے پالین ناکامی سے سراٹھایا اور یہودہ گو کو سست رائے افراد نے گوشہ گستاخی میں منہ چھپایا۔ قبلہ عالم کے ینک ارادے نے علمی جامہ پہنا اور یادگار حکما میر فتح اللہ شیرازی نے اس کام کو انجام دینے پر کمر ہمت باندھی۔ علامہ شیرازی نے جدید زیج کو رنگینی کو پیش نظر رکھ کر جہاں پناہ کے سال جلوس کو سنہ الہی کی ابتدا قرار دی۔ اس بہترین کام کو انجام دینے کے لئے جہاں پناہ کی دنیاوی شان و شوکت اور حضرت کا ظاہری جاہ و جلال ہی کافی دس تھا۔ چہ جائے کہ قبلہ عالم کی ظاہری عزت و بھجائو شہ کے ساتھ ناقہ عنبرت کی روحانی پنداری کے امارہ و برکات بھی کام کر رہے ہوں۔ قبلہ عالم نے اپنے سعادتمند بندگان درگاہ کی تعلیم و واقفیت کے لئے اس سنہ کو اپنی ذات گرامی سے منسوب کر کے عقیدت مند گروہ کو اس تاریخ کے بقائے دوام کا مشرودہ سنایا۔ سنہ الہی کے سال و ماہ حقیقی شمسی ہیں۔ اس سنہ میں لوند کا حساب نہیں ہے۔ فارسی کے ماہ و روز کے نام بدستور قاعمر رکھے گئے اور اس سنہ کے مہینے انیس دن سے لے کر بیس دن تک قرار پائے اور آخر الذکر مہینے کے دو دن شب و روز کے نام سے موسوم کئے گئے۔

مرکب ناظرین کی مزید بہولت کے لئے ہر تاریخ کا ایک جدول ذیل میں درج کرتا ہے۔

تاریخ وادی	تاریخ آتش	تاریخ نصاری	تاریخ انطونیس	تاریخ قلیا ش	تاریخ هر سبوی	تاریخ زند وود	تاریخ لکی	تاریخ خسانی	تاریخ وادی
تشریق الاول	تشریق آتش	شهریاد	شهریاد	شهریاد	محرم	خوردین ماه مذکی	خوردین ماه جلالی	اسدال خانی	خوردین ماه ابلی
تشریق الآخر	تشریق آتش	خبریه			صفر	اردی بهشت	اردی بهشت	اکندری ال خانی	اردی بهشت
کانون الاول	کانون آتش	مارس			ربیع الاول	خورداد ماه مذکی	خورداد ماه جلالی	اصح ال خانی	خورداد ماه ابلی
کانون الآخر	کانون آتش	اپریل	حک	حک	ربیع الآخر	تیر ماه مذکی	تیر ماه جلالی	قوس ال خانی	تیر ماه ابلی
شعباد	شعباد	ماید	شعباد	شعباد	جادی الاول	اسرداد ماه مذکی	اسرداد ماه جلالی	شعب ال خانی	اسرداد ماه ابلی
آزار	آزار	شهریاد	آزار	آزار	جادی الآخر	شهریاد ماه مذکی	شهریاد ماه جلالی	الفتح ال خانی	شهریاد ماه ابلی
ضیائی	ضیائی	شهریاد	ضیائی	ضیائی	رجب	مهر ماه مذکی	مهر ماه جلالی	فتح ال خانی	مهر ماه ابلی
ایار	ایار	اگرست	ایار	ایار	شعبان	آبان ماه مذکی	آبان ماه جلالی	سکسج ال خانی	آبان ماه ابلی
حیران	حیران	سنتیاد	حیران	حیران	رمضان	آذر ماه مذکی	آذر ماه جلالی	طشج ال خانی	آذر ماه ابلی
شهر	شهر	اردی لهر			شوال	دس ماه مذکی	دس ماه جلالی	اوسج ال خانی	دس ماه ابلی
آسپ	آسپ	فردیاد			ذی قعد	بهمن ماه مذکی	بهمن ماه جلالی	اوسج ال خانی	بهمن ماه ابلی
ایدر	ایدر	دی زهر			ذی حبه	اسفند ماه مذکی	اسفند ماه جلالی	جسار ال خانی	اسفند ماه ابلی

فوت و تاریخ نصاری کے مہینوں کے نام پر لکھی زبان کے ہیں

واقعات عالم جو سال اور مہینوں کی پابندی کے ساتھ مسرہ فن تحریر میں لائے جاتے ہیں ان کو فن تاریخ اور اس فن کے علما کو مورخ کہتے ہیں۔

ہندوستان خطا و فرنگ و یہود وغیرہ ممالک و اقوام کے حالات میں بیشمار کتابیں اس فن کی موجود ہیں۔ اہل اسلام میں سب سے پیشتر حجاز میں جس شخص نے اس فن پر کتاب تصنیف کی وہ محمد بن اسحاق ہے۔

محمد بن اسحاق کے بعد جن مورخین نے تاریخ کی کتابیں تالیف کیں ان کے نام حسب ذیل ہیں۔

دہب بن منیدہ، اقدی، اصمعی، ابو عبد اللہ مسلم بن قتیبة، اعثم کوئی، محمد متقی، (متقی یا متقی) حکیم علی مسکویہ، فخر الدین محمد بن ابی داؤد، بینا کیتی، ابو الفرج عماد الدین ابن کثیر مقدسی، ابو حنیفہ دیلمی، محمد بن عبد اللہ مسعودی، ابن خلکان، امام یافعی، ابو نصر عینی

عجمی مورخین کے اسماء یہ ہیں۔

فردوسی طوسی، ابوالحسن ہرقی، ابوالحسن مولف تاریخ خسروی، خواجہ ابوالفضل ہرقی، عباس بن مصعب، احمد بن سیار، ابواسحق بزاز، محمد بلخی، ابوالقاسم کعبی، ابوالحسن فارسی، صدر الدین محمد صاحب تاج المآثر، عبد اللہ منہاج جرجانی (مولف طبقات ناصری)، کبیر الدین عراقی، ابوالقاسم کاشفی مولف زبدۃ خواجہ ابوالفضل مصنف کتاب مخزن البلاغت، عطاء الملوک، علاء الدین جوینی، براء خواجہ شمس الدین (صاحب دیوان مولف تاریخ جہاں کشا)، حمد اللہ مستوفی قزوینی، قاضی نظام الدین بیضاوی، خواجہ رشید طیب، حافظ آبرو وغیرہ۔

قریم زمانے سے واقعات عالم کی ابتدا یا سنہ وقوع کو محفوظ رکھنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ایک لفظ یا مصرع ایسا تلاش کرتے ہیں کہ اُس کے حرف کے اعداد کا مجموعہ اُس واقعے کا سنہ وقوع ہوتا ہے، اس صنعت کو بھی تاریخ کہتے ہیں، چنانچہ قبلہ عالم کے جلوس مبارک کی تاریخ نصرت اکبر و کام بخش ہے، پیشتر اس صنعت کا رواج بہت کم تھا، چنانچہ بوعلی پور سینا کی بابت یہ اشعار مشہور ہیں۔

در شعلہ آہم اندامم بوجہ
در تکرار دایں جہاں پرورد

حجبت الحق بوعسلی سینا
در شصا کل علم حاصل کرد

آئین (۲)

سپہ سالار

سپہ سالار یا دشاہ کا نائب ہے۔ صوبے کے سپاہی اور دہانوں کی رعیت اس کے زیر فرمان ہیں جن کی رفاہ و اطمینان سپہ سالار کے منصبانہ طرز حکومت پر منحصر ہے۔ اس افسر کو ہر امر میں رضا کے الہی کو پیش نظر رکھنا چاہئے اور خدا کی حمد اور اس کی طاعت و عبادت کرے۔ مخلوق کی خیر اندیشی سے کبھی کنارہ کشی اور اپنی جفاکشی کی عادت میں فرق نہ آنے دے۔

یہودہ گوئی اور سخت کلامی نہ کرے اور اپنے ماتحتوں کی خواہ اس سے دور ہوں یا نزدیک قدر شناسی کرے اور ان کے حالات سے آگاہی حاصل کرنا اپنا فریضہ ملازمست خیال کرے۔ جو کام کہ ماتحتوں کا فریضہ ہے اسے اپنی اولاد کے سپرد نہ کرے اور جو امر کہ فرزند سچا لا سکتے ہوں اسے خود انجام دینے کی کوشش نہ کرے۔

ہر کام میں اپنے سے زیادہ عاقل و انجام اندیش شخص سے مشورہ کرے اور اگر ایسا کوئی ایک شخص میسر نہ آئے تو چند منتخب اشخاص سے رائے طلب کرے اور ان کے غور کے عمل کرے۔

زیادہ اشخاص کو اپنا راز نہ بتائے کیونکہ عقلمند وہی خواہ ویے عرض مشیر دنیا میں کمیاپ ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ انہی میں سے کوئی فرد غتہ و فساد برپا کرے اور کام کرنے کا موقع

ہاتھ سے جاتا رہے۔

اپنی عہدہ داری کو رعیت کی پاسبانی کا واسطہ خیال کرے، دور اندیشی سے کام کرے اور مخلوق کی مزاج شناسی کو حکومت کا آئین سمجھ کر شائستہ زندگی بسر کرے۔

مہربانی و غصہ ہر دو صفت کو عقل و انجام اندیشی کا تابع بنائے اور ہر کام کی نوعیت کا اندازہ کرے اور دلپسند نصیحتوں کے ذریعے سے فتنہ پرداز گروہ کو مایع و فراموش قرار دے۔

اگر یہ جماعت اس طرح کے سلوک سے بھی اپنی حرکات سے باز نہ آئے تو سختی سے کام لے اور اگر ضرورت ہو سخت کٹاؤ اور ڈراسنے دھمکانے یا سزا دینے اور قید کرنے اور ان کے اعضائے بدن کاٹنے میں بھی تامل نہ کرے، لیکن اس کے ساتھ جان لینے کی امکان بے حد احتیاط کرے، نہ جان کو گالیوں سے آلودہ نہ کرے، اس لئے کہ یہ مذموم حرکت بازار یوں کی بدترین عادت ہے۔

گفتگو کرنے میں قسمیں نہ کھائے کیونکہ اس فعل سے خود متکلم جھوٹا معلوم ہوتا ہے اور مخاطب کو اس کی طرف سے بدگمانی ہو جاتی ہے، مقدمات کے فیصلہ کرنے میں صرف گواہوں کے بیانات اور طرفین کی قسموں کو کافی نہ سمجھے بلکہ ہر قسم کے جرحی سوالات کرے اور اہل مقدمہ نیز گواہوں کے قیام پر پوری نظر کرے کہ ان کی طبیعت کا اندازہ اور ان کی فطرت کی شناخت کرے۔ اپنے ان فرائض کو دوسروں کے سپرد کر کے خود ذمہ داری سے نہ بچے۔

انصاف طلب افراد کو انتظار کی تکلیف نہ پہنچائے۔ خطا کاری سے چشم پوشی کرے اور اہل تقصیر کے عذرات کو قبول کرے۔

اس طرح اپنی زندگی بسر کرے کہ اس کے اطوار و اعمال سے اس کی شرافت و وقار کو صدمہ نہ پہنچے۔

بنی نوع انسان کے عقاید میں دخل نہ دے۔ ظاہر ہے کہ صاحب فہم و فراست افراد دنیاوی معاملات میں جو چند روزہ فانی ہیں، دیدہ و دانستہ نقصان برداشت کرنا پسند نہیں کرتے چہ جائے کہ دینی تعلقات میں جو دنیا کے خلاف ہمیشہ رہنے والے اور باقی ہیں۔ اگر انسان اپنے دینی عقائد میں راستباز ہے تو ایسے شخص کے مذہب و ایمان میں دست اندازی کرنا گناہ ہے اور اگر باطل پرستی میں مبتلا ہے تو روحانی بیمار ہے

اور یہ مسئلہ مسئلہ ہے کہ بیمار علاج و تیمار داری کا مستحق ہے نہ کہ سختی و شدت کا۔
اپنے علاقے کا ہر حصہ ایک جفاکش و راستباز عامل کے سپرد کرے اور مختلف
راستوں پر قابل اعتماد پاسبانوں کو مقرر کرے اور خود ان عمال اور پاسبانوں کے حالات سے
ہمیشہ واقفیت حاصل کرتا رہے۔

سپہ سالار کو چاہیے کہ جاسوسی کے لئے نیک طبیعت و دراندیش سپتھے اور بے لوث
راست گفتار بے طمع اشخاص مقرر کرے۔ اگر ایسے افراد بیع نہ ہوں تو ہر کام پر چند ایسے
اشخاص کا تقرر کرے جو ایک دوسرے سے شناسا نہ ہوں اور ہر شخص کے معروفہ کو خود
بعور پڑھے اور ان کی تحریرات سے صحیح حالات معلوم کرے۔

خرچہ کو ہمیشہ آمدنی سے کم رکھے اور پس انداز رقم کا ایک حصہ الٰہی استیاج کو
عنایت کرے خاص کر ایسے مستحقوں کو جو زبان سے اپنی احتیاج بیان نہیں کرتے۔
سپاہ و فوج کے ساز و سامان کی طرف سے قطعاً غافل نہ رہے۔

سواری و تیراگنی و بندوق اندازی کے مشاغل اور ان کی مشق خود بھی جاری رکھے
اور اپنے ماتحتوں کو بھی ان ورزشوں میں مصروف رہنے کی تاکید کرے۔

لوگوں کو اپنی صحبت میں شریک کرنے اور ہم نشین اصحاب کو ہمراہ بنانے میں جید
ہوشیاری و احتیاط سے کام لے اس لئے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بد طبیعت و بد اطوار اشخاص
خلوص و محبت کا اظہار کرتے اور چرب زبانی و سخن سازی سے اپنے کو بہترین گروہ میں
داخل کر کے بجا فائدہ اٹھاتے ہیں۔

اُس پر لازم ہے کہ زراعت کو ترقی دے اور افتادہ زمین کے آباد کرنے میں پوری
کوشش کرے۔ عوام کے ساتھ اخلاص و بہردی سے پیش آئے اور کسانوں کی امداد کرنا
خدا کے برتر کی بہترین عبادت خیال کرے۔

بے غرض و بے لوث افراد کو تحصیل مالگزاری پر مقرر کرے اور ہر وقت ان کی کارگزاری
سے کامل واقفیت حاصل کرتا رہے۔

موضع باؤلیاں یاغ و سراے و دیگر مقبدر عمارتیں تعمیر کرائے۔ قدیم عمارتوں و
دیگر آثار قدیمہ کی مرمت و برائے کر تار سے اور پریشاں خاطر و خانہ نشین نہ ہو کیونکہ یہ شیوہ
تارک الدنیا اور غیر انشویوں کا ہے۔ اس کے ساتھ ہی عوام کی صحبت میں بیٹھنے اور ہر وقت اپنے گروہ

جمع رکھنے کی بھی حادث نہ ڈالے کیونکہ یہ فعل ظاہر پرست اور ناعاقبت اندیش لوگوں کا ہے۔ اُسے لازم ہے کہ خدا کے مقبول بندوں کی تعظیم و توقیر کرے اور حق طلب اور گوشہ نشین افراد سے جو خدا طلبی میں بل پریشان و برہنہ پاتک ہو چکے ہیں ہمیشہ امانت کا طلبگار رہے۔ آفتاب سے برکات حاصل کرنے اور اس معرفت الہی کے رشتہ دار بننا یاں ہر باغ ہدایت سے اکتساب نور کرنے کو آتش پرستی نہ خیال کرے۔

بیدار رہنے کی عادت ڈالے اور سونے اور کھانے کو حد اعتدال سے نہ بڑھنے دے۔

دنیاوی معاملات اور قلبی انکار سے فرصت ملے تو حکمت کی کتابوں کا مطالعہ کرے اور ان کی ہدایت پر عمل کرے۔

اگر حکمت کی کتابیں اُس کے حق طلب دل کو سیر نہ کر سکیں تو فتویٰ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو بغور پڑھے اور اس کے الفاظ و اشعار کی صنعت و خوبی کا فریفتہ نہ ہو بلکہ معانی و مطلب کو ذہن نشین کرے۔ کلیلہ و دمنہ کی تجربہ آموز حکایات کے پڑھنے اور ان پر غور کرنے کا طبیعت کو خوراک بنائے اور اس طرح دنیا کے نشیب و فراز سے قنوت حاصل کر کے گوشہ بزرگوں کے تجربات کو خود اپنے تجربے خیال کرے۔ مفید اور حقیقی علوم کی طرف توجہ کرے اور افسانوں پر وقت ضائع نہ کرے۔

اُسے چاہیے کہ نیک طینت اور واقف کا شخص کو اپنا ہم نشین بنائے اور اُسے اس امر کا اختیار دے کہ اُس کے روزمرہ کے ہر فعل و قول کو غور سے دیکھے اور جو امر اس کی فہم و عقل کے مطابق قابل اعتراض ہو اُس سے اُسے راز میں آگاہ کرے۔

اس امر کا لحاظ رکھے کہ اگر اقوال و افعال کی نیک و بد شناخت میں اس ہم نشین سے غلطی واقع ہو جائے تو اس کی سرزنش نہ کرے اس لئے کہ قدیم زمانے سے عقل ایسی راست گفتاری سے پرہیز کرتے ہیں جو مخاطب کو بُری معلوم ہو خصوصاً غیبا و غیب کی حالت میں جب کہ عقل پر غفلت کے پردے پڑ جاتے ہیں اور طبیعت غصے کے ہیجان میں بے قابو ہو جاتی ہے۔ ہم نشین زیادہ تر حیلہ ساز اور عیبوں کو بڑھانے والے ہوتے ہیں۔ اور اگر اتفاق سے ان میں کوئی ایسا ہو جو سچا و درکھتا ہو تو وہ خوف سے خاموش رہتا ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ ایسے شخص جو دوسروں کو فائدہ پہنچانے کے لئے خود نقصان برداشت کریں دنیا میں

کیا سب ہیں۔

یاد گو و بدنام کنندہ اشخاص کے بیان پر غصہ نہ کرے بلکہ دور از پیشی سے کام لے کیونکہ بدینیت لوگ جو سخن سازی میں کمال رکھتے ہیں اپنی سخت کاری کی وجہ سے جھوٹا کو بیچ بنا کر پیش کرتے اور خود کو بے غرض ظاہر کر کے دوسروں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اپنی ذات کو بھی مستقل مقیم نہ خیال کرے بلکہ ہمیشہ طلبی کے وقت حضور میں حاضر ہونے کے لئے تیار رہے۔ کہ نہ دبی و بد باطنی سے پرہیز کرے اور نرمی و لائنت کو اپنا شعار بنائے۔

قدیم خاندانوں کو نظر انداز نہ کرے اور اسلاف و بزرگوں کے کلمات کو پیش نظر رکھ کر ان کے ناقابل جانشینوں کا لحاظ کرے۔

اس امر کی کمال نگہداشت رکھے کہ جب دین الہی کے پیرو آپس میں ملاقات کریں تو جو شخص عموماً چھوٹا ہو وہ اللہ اکبر کہے اور بزرگ جو اس میں جلی جلالہ کہے اور ایک سال سے کم عمر کی بکری یا بھیڑ زنج نہ کی جائے اور شاگرد و چیلے اپنی پیدائش کے روز سے لے کر ایک ماہ تک قلعہ گوشت خواری سے پرہیز کرے

اپنے ذبح کئے ہوئے جانور کے گوشت کے گرد نہ بٹکیں۔
عورتوں سے کم صحبت کریں اور حاملہ کو دنیا ہم بہتر نہ بنائے۔

عام طور پر وفات کے بعد فاتحہ کا جو ادا نا ہوتا ہے وہ خود ہر سال اپنی پیدائش کے روز پکوا کر اہل احتیاج کو کھلائیں۔

جب آفتاب ایک برج کا دورہ کرے دوسرے برج میں قدم رکھے تو بیدار ہو کر عبادت کرے اور خواب غفلت سے لوگوں کو ہشیا کر دینے کے لئے توبہ و بندہ وق سر کرے۔

طلوع آفتاب اور نصف شب گزرنے پر جو آفتاب کے بار و گر بلند ہونے کا وقت ہے نقارہ بجا کر سب کو آگاہ کرے۔

————— پینٹ پینٹ —————

آئین (۳)

فوجدار

جس طرح کہ قبلہ عالم ممالک محروسہ کی آبادی اور اُس کی مصوری کا خیال مد نظر رکھ کر ہر صوبے میں ایک جدید سپہ سالار کا تقرر فرماتے ہیں اسی طرح اپنی بہترین سیاست و مصالحت کے لحاظ سے چند پرگنوں پر ایک خاص ملازم مقرر کرتے ہیں۔

یہ شخص جبرئ انصاف پندے غرض پائیدہ شناس اور پابند عہد و پیمان ہوتا ہے جس کو عام طور پر فوجدار کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ اطاعت و خدمت گزار ہونے کے لحاظ سے اس عہدہ دار کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ اس کا فرض ہے کہ اگر کسان یا خالصے کا تحصیلداری کوئی جاگیردار سرکشی کرے تو اُسے بیشتر ملائم و نرم الفاظ میں اطاعت قبول کرنے کی نصیحت کرے اور اگر زبانی پیغام ناکام رہے تو خاص عہدہ دار بالادست کی اجازت حاصل کر کے تنبیہ و تادیب کے لئے اپنے مقام سے حرکت کرے۔

اپنا خیمہ باغیچوں کے جوار میں نصب کرے اور کبھی کبھی اُن کی جان و مال کو نقصان پہنچاتا رہے لیکن ایک بیک کھلے میدان میں جنگ آزمائی نہ کرے۔

جس خدمت کو پیادے انجام دے سکتے ہوں اُس پر سواروں کو مقرر نہ کرے۔ کسی قلعے کو سر کرنے میں تیز دستی و جلدی نہ کرے۔ اپنے قیام کے لئے ایسی جگہ اختیار کرے جو تیر و توپ و بند و بوق کی زد سے محفوظ ہو۔ آمد و رفت کے راستے ہنکے۔

اور شیخواری سے غافل نہ رہے اور اپنے لئے ہمیشہ جائے پناہ تیار رکھے اور رسالہ مشبک گردہ
ہمیشہ مستعد و کار گزار رکھے۔

غینیم کی فرود گاہ کو تباہ و تاراج کرنے کے بعد ال غنیمت تقسیم کرنے میں مساوات
پر تے اور کل مال کا پانچواں حصہ خالصہ مبارک میں داخل کرے۔

اگر کسی موضع کی آمدنی میں بقایا واجب الادا ہو تو بیشتر اس قسم کا حساب
صاف کرے۔

فرج کے گھوڑوں اور اُن کے سادو سامان کی کامل نگہداشت کرے۔
اگر کسی سپاہی کے پاس گھوڑا نہ ہو تو اُس کے ہمراہیوں پر ہر شخص کی حیثیت کے
موافق رقم عائد کرے کہ اُس سوار کے لئے گھوڑا فراہم کریں۔
اگر جانور کسی جہم میں تلف ہو گیا ہے تو ایسی حالت میں سسرکار سے گھوڑا
عطا کرے۔

ایک دفتر سواروں اور پیادوں کی عاضری وغیرہ عاضری کا ہمیشہ تیار رکھے
اور اُس کی نقل برابر بارگاہ شاہی میں روانہ کرتا رہے۔
اس امر کا ہمیشہ لحاظ رکھے کہ احکام شاہی کی تعمیل میں کسی طرح کا فرق نہ آئے۔

آئین (۴)

میر عدل و قاضی

اگرچہ حکومت اور ملک و رعایا کی خبر گیری کرنا اور حقیقت فرمانروایان عالم کا فریضہ اور ان کا منصب عالی ہے لیکن چونکہ ایک شخص کی طاقت سے یہ امر باہر ہے کہ وہ تمام سرشتوں کی نگرانی کر سکے اس لئے فرمانروائے ملک اپنے ایک خادم خاص کو اس خدمت پر مامور فرماتے ہیں کہ وہ عدل و انصاف کے ذریعے سے رعایا کے حقوق کی حفاظت کرے۔

اس شخص کو صاحب بصیرت و دریا دل ہونا چاہئے اور اس کا اہم فریضہ یہ ہے کہ مقدمات کے فیصلے کرے، یہ صرف گواہوں کی شہادت اور حلف و قسم پر اعتبار نہ کرے بلکہ ہر قسم کی تحقیقات سے معاملے کی تہ کو پہنچنے کی کوشش کرے۔

پیشل مشہور ہے کہ مقدمات کی حقیقت و نوعیت سے قاضی جاہل اور گستاخ یعنی مدعی و مدعی علیہ واقف و آگاہ ہونے ہیں ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ جب تک قاضی کامل تحقیق و روشن دماغی سے کام نہ لے گا اس کا معاملے کی تہ کو پہنچنا بھی دشوار و مشکل ہوگا۔

انسانی طبیعت کی شرارت و طمع پرستی کی وجہ سے گواہ اور اس کی قسم پر کسی قسم کا اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ لہذا اسے چاہیے کہ ہر شخص کے افعال و اقوال کی نوعیت کا

اور شیخواری سے غافل نہ رہے اور اپنے لئے ہمیشہ جائے پناہ تیار رکھے اور رسالہ اشب گروہ ہمیشہ مستندہ کار گزار رکھے۔

غنیہم کی فرو دگاہ کو تباہ و تاراج کرنے کے بعد مال غنیمت تقسیم کرنے میں مساوات برتے اور کل مال تنہا پانچواں حصہ خالصہ مبارک میں داخل کرے۔

اگر کسی موضع کی آمدنی میں بقایا واجب الادا ہو تو بیشتر اس قسم کا حساب صاف کرے۔

فرج کے گھوڑوں اور اُن کے سادو سامان کی کال نگہداشت کرے۔
اگر کسی سپاہی کے پاس گھوڑا نہ ہو تو اُس کے ہمراہیوں پر ہر شخص کی حیثیت کے موافق رقم عائد کرے کہ اُس سوار کے لئے گھوڑا فراہم کریں۔

اگر جانور کسی جہم میں تلف ہو گیا ہے تو ایسی حالت میں سرکار سے گھوڑا عطا کرے۔

ایک دفتر سواروں اور پیادوں کی عاضری وغیرہ عاضری کا ہمیشہ تیار رکھے اور اُس کی نقل برابر بارگاہ شاہی میں روانہ کرتا رہے۔

اس امر کا ہمیشہ لحاظ رکھے کہ احکام شاہی کی تعمیل میں کسی طرح کا فرق نہ آئے۔

آئین (۴)

میر عدل و قاضی

اگرچہ حکومت اور ملک در عایا کی خبر گیری کرنا در حقیقت فرمانروایان عالم کا فریضہ اور ان کا منصب عالی ہے، لیکن چونکہ ایک شخص کی طاقت سے یہ امر باہر ہے کہ وہ تمام سرشتوں کی نگرانی کر سکے، اس لئے فرمانروائے ملک اپنے ایک خادم خاص کو اس خدمت پر مامور فرماتے ہیں کہ وہ عدل و انصاف کے ذریعے سے رعایا کے حقوق کی حفاظت کرے۔

اس شخص کو صاحب بصیرت و دریا دل ہونا چاہئے اور اس کا اہم فریضہ یہ ہے کہ مقدمات کے فیصلے کرنے میں صرف گواہوں کی شہادت اور حلف و قسم پر اعتبار نہ کرے بلکہ ہر قسم کی تحقیقات سے معاملے کی تہ کو پہنچنے کی کوشش کرے۔

پیشل مشہور ہے کہ مقدمات کی حقیقت و نوعیت سے قاضی جاہل اور غلط فیروں یعنی مدعی و مدعی علیہ واقف و آگاہ ہوتے ہیں، ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ جب تک قاضی کامل تحقیق و روشن دماغی سے کام نہ لے گا اس کا معاملے کی تہ کو پہنچنا بچہ دشاوار و مشکل ہوگا۔

انسانی طبائع کی شرارت و طمع پرستی کی وجہ سے گواہ اور اس کی قسم پر کسی قسم کا اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ لہذا اسے چاہیے کہ ہر شخص کے افعال و اقوال کی نوعیت سے

اندازہ کر کے غیر جانبدارانہ رویت اختیار کرے اور مظلوم و مظلالم میں امتیاز کرے اور معلوم کرے کہ ابور ہرأت و صداقت کے ساتھ اپنی رائے کے مطابق عمل کرے۔

مقدمات کے فیصلہ کرنے میں پیشتر ہر جزی و گئی واقعات کی بابت سوالات کرے اور واقعہ متعلقہ کے تمام اسباب و حالات سے آگاہی حاصل کرے اور ہر حسب ذیل معائنے کے مطابق دیابن کی تحقیق و تفتیش کرے اور ہر قسم کے سوالات اور گفتگو سے واقعے کی تہ کو پہنچے۔

گواہوں کے بیانات سے عرض تحریریں لائے اور جب اس کام کو ختم فرما دے اور معاملہ فہمی کے ساتھ بتدریج انجام کو پہنچائے تو مقدمہ متعلقہ کے دیگر امور کو برائے چندے ملتوی کر کے دوسرے کاموں کی طرف متوجہ ہو اور دوسروں پر اپنی رائے ظاہر نہ کرے۔
قلیل مدت کے بعد پھر اس مقدمے پر توجہ کرے اور از سر نو واقعات کی تفتیش و حالات کی پرکش کرے اور قوت امتیاز ہی سے کام لے کہ صداقت و راستہ تباری کے ساتھ معائنے کو انجام تک پہنچائے۔ جب قابلیت و استعداد نیز جرأت و ہمت ایک ہی شخص میں نہیں پائی جاتیں تو دو مختلف اشخاص کا تقرر کیا جاتا ہے۔

ایک شخص قاضی کے عہدے پر مامور ہوتا ہے جو واقعات کی تحقیق و تفتیش کرے اور دوسرا شخص میر عدل کے عہدے پر فائز ہو جو قاضی کی تحقیقات کے مطابق مقدمات کو فیصلہ کرے۔

فہرست مضامین

آئین اکبری جلد اول حصہ اول

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۳۰	عمال دارالضرب۔ آئین (۶) (ہزاری) سونے کی آزمائش۔	۱	دیباچہ
۳۲	آئین (۷) کھوٹے سونے کو کھرا کرنے کی ترکیب۔	۱۳	ہدایات مصنف
۳۴	چاندی میں سیل دریافت کرنے کا طریقہ۔	۱۵	دفتر اول
۳۶	آئین (۸) سونے کو چاندی سے علیحدہ کرنے کی ترکیب۔	۱۹	آئین (۱) منزل آبادی۔
۳۷	آئین (۹) راکھ سے چاندی نکالنے کی ترکیب۔	۲۲	آئین (۲) خزانہ داری
۳۹	آئین (۱۰) سکہ جات سلطنت: سونے کے سکے۔	۲۵	آئین (۳) خسزیدہ جواہر۔
		۲۸	آئین (۴) دارالضرب
			آئین (۵) گین (۵)

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۹۱	آئین (۲۱) قراش خانہ۔	۵۰	چاندی کے سکے روپیہ۔ تانبے کے سکے۔
۹۵	آئین (۲۲) آبدار خانہ۔	۵۵	آئین (۱۱) درم و دینار۔
۹۸	آئین (۲۳) مطبخ (بادرچی خانہ)	۵۸	آئین (۱۲) چاندی اور سونا وغیرہ بیچنے والوں کا نفع
۱۰۲	آئین (۲۴) مصالحہ۔	۶۲	آئین (۱۳) دھاتوں کی پیدائش کا بیان
۱۰۴	آئین (۲۵) نان	۶۷	آئین (۱۴) دھاتوں کی گرانی و سبکی کے بیان میں
۱۰۸	آئین (۲۶) ہونیانہ۔	۷۲	آئین (۱۵) شاہی حرم سرا کے قوانین۔
۱۱۰	آئین (۲۷) نرخ اجناس۔	۷۶	آئین (۱۶) سفر کے اسباب قیام و سترل۔
۱۱۰	جدول نرخ اجناس ملحقہ۔	۷۹	آئین (۱۷) فوج کا اجتماع۔
۱۱۱	جدول نرخ اجناس خولنی۔	۸۱	آئین (۱۸) آئین چسراغ افروزی۔
۱۱۳	جدول سبزی۔	۸۴	آئین (۱۹) شکوہ سلطنت
۱۱۴	جدول اقسام دال۔	۸۸	آئین (۲۰) جگین شہنشاہی۔
۱۱۵	جدول اقسام آٹا۔ جدول جاندار گوشت۔		
۱۱۶	جدول گھی و غیرہ۔		
۱۱۷	جدول شیرینی۔ جدول مصالحہ طعام۔		
۱۱۸	جدول ترشی۔		
	آئین (۲۸)		

صفحات	مضامین	صفحات	مضامین
۱۸۰	جدول پشمینہ۔		میوہ خانہ۔
۱۸۲	آئین (۲۴)	۱۲۲	جدول میوہ تورانی وغیرہ۔
	پیدائش رنگ۔	۱۲۳	جدول میوہ شیرین ہندی۔
۱۸۳	آئین (۲۵)	۱۲۶	جدول میوہ ہندی میخوش۔
	تصویر خانہ۔	۱۲۷	جدول میوہ ترش ہندی
۱۹۷	آئین (۲۶)	۱۲۸	جدول میوہ ترہندی۔ جدول میوہ ہندی
	قورخانہ یعنی سلاح خانہ۔		جو بعد پکانے کے کھایا جاتا ہے۔
۲۰۰	جدول آئین قورخانہ۔	۱۳۰	آئین (۲۹)
۲۰۴	آئین (۳۷)		پیدائش طعم
	توپ۔	۱۳۱	آئین (۳۰)
۲۰۶	آئین (۳۸)		خوشبو خانہ۔
	بندوق۔	۱۳۲	جدول خوشبوئیات۔
۲۱۰	آئین (۳۹)	۱۳۶	جدول نگلہائے خوشبو
	یرغوساختن۔	۱۳۷	جدول گل خوش رنگ۔
۲۱۱	مراتب بندوق۔	۱۵۰	آئین (۳۱)
۲۱۳	آئین (۴۰)		پیدائش خوشبو
	ماہوارہ بند و فچی۔	۱۶۸	آئین (۳۲)
۲۱۶	آئین (۴۱)		کرکراق خانہ و تو شک خانہ
	فیصل خانہ۔	۱۷۳	آئین (۳۳)
۲۲۸	مراتب فیصل۔		شال۔
۲۳۰	آئین (۴۲)	۱۷۵	جدول زری۔
	خوراک۔	۱۷۷	جدول ابریشمی۔
۲۳۲	آئین (۴۳)	۱۷۹	جدول پارچہ جات ریشمانی (سوتی)

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۲۶۴	آئین (۵۵)	۲۳۶	خدا متگزاران آئین (۴۴)
۲۶۵	آئین (۵۶)	۲۳۷	رخت۔
۲۶۶	آئین (۵۷)	۲۳۸	آئین (۴۵)
۲۶۷	آئین (۵۸)	۲۳۹	خاصہ فیلاں۔
۲۶۸	آئین (۵۹)	۲۴۰	آئین (۴۶)
۲۶۹	آئین (۶۰)	۲۴۱	خاصہ سواری
۲۷۰	آئین (۶۱)	۲۴۲	آئین (۴۷)
۲۷۱	آئین (۶۲)	۲۴۳	عزمست
۲۷۲	آئین (۶۳)	۲۴۴	آئین (۴۸)
۲۷۳	آئین (۶۴)	۲۴۵	اصطبل۔
۲۷۴	آئین (۶۵)	۲۴۶	آئین (۴۹)
۲۷۵	آئین (۶۶)	۲۴۷	مراتب اسب۔
۲۷۶	آئین (۶۷)	۲۴۸	آئین (۵۰)
۲۷۷	آئین (۶۸)	۲۴۹	خوراک۔
۲۷۸	آئین (۶۹)	۲۵۰	آئین (۵۱)
۲۷۹	آئین (۷۰)	۲۵۱	رخت۔
۲۸۰	آئین (۷۱)	۲۵۲	آئین (۵۲)
۲۸۱	آئین (۷۲)	۲۵۳	یارگیر۔
۲۸۲	آئین (۷۳)	۲۵۴	آئین (۵۳)
۲۸۳	آئین (۷۴)	۲۵۵	داغ۔
۲۸۴	آئین (۷۵)	۲۵۶	آئین (۵۴)
۲۸۵	آئین (۷۶)	۲۵۷	پُرکھون۔

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۳۱۷	آئین (۷۷)	۲۸۷	خدا شگاران - آئین (۶۶)
۳۱۸	دیدن شتر	۲۸۹	استرقانہ - آئین (۶۷)
۳۱۹	آئین (۷۸)	۲۹۰	خوراک - آئین (۶۸)
۳۲۰	دیدن گائے	۲۹۲	رخت - آئین (۶۹)
۳۲۱	آئین (۷۹)	۲۹۷	آئین (۷۰)
۳۲۲	دیدن استر	۲۹۹	آئین (۷۱)
۳۲۳	آئین (۸۰)	۳۰۱	آئین (۷۲)
۳۲۴	پاؤ گوشت - آئین (۸۱)	۳۰۲	آئین (۷۳)
۳۲۵	جانوروں کے کشتی لڑنے اور	۳۰۳	آئین (۷۴)
۳۲۶	اُس پر شرط لگانے کا	۳۰۴	آئین (۷۵)
۳۲۷	آئین (۸۲)	۳۰۵	آئین (۷۶)
۳۲۸	عمارت	۳۰۶	آئین (۷۷)
۳۲۹	آئین (۸۳)	۳۰۷	آئین (۷۸)
۳۳۰	نرخ - آئین (۸۴)	۳۰۸	آئین (۷۹)
۳۳۱	مزدوروں کی شرح اجرت	۳۰۹	آئین (۸۰)
۳۳۲	مکان تعمیر کرانے کی شرح اور اس کا اندازہ	۳۱۰	آئین (۸۱)
۳۳۳	مختلف قسم کی لکڑیوں کا وزن	۳۱۱	آئین (۸۲)
۳۳۴	فہرست دروہ	۳۱۲	آئین (۸۳)
۳۳۵	در سپاہ آبادی	۳۱۳	آئین (۸۴)
۳۳۶	آئین (۸۵)	۳۱۴	آئین (۸۵)
۳۳۷	شاہی فوج کے مختلف مدارج اور	۳۱۵	آئین (۸۶)

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۳۹۲	پایہ نگین (مہروں کے مراتب و مدارج) آئین (۱۳) فسرمان بیاضی۔	۳۹۷	سپاہ کی تقسیم۔ آئین (۲) لشکر کے جانور۔
۳۹۴	آئین (۱۴) برگرفتن سواجیب (طریقہ وصولیابی خواہ)	۳۵۳	آئین (۳) منصبدار۔
۳۹۶	آئین (۱۵) مساعفہ (فوجی عہدہ داروں کو مالی امداد)	۳۵۶	جدول مناصب۔
۳۹۸	آئین (۱۶) العام۔	۳۶۳	آئین (۴) احدی۔
۳۹۹	آئین (۱۷) خیرات	۳۶۶	آئین (۵) دوسری قسموں کے سوار۔
۴۰۰	آئین (۱۸) وزن مقدس۔	۳۶۸	آئین (۶) پیادہ فرج۔
۴۰۲	آئین (۱۹) سیورنٹال۔	۳۷۴	آئین (۷) جانوروں کے داغہ ہی کے قوانین۔
۴۰۴	آئین (۲۰) گردون گرداں (جہاں پناہ کے ایجاد کردہ چرخ اور گھاڑیاں)	۳۷۷	آئین (۸) داغ کر۔
۴۰۹	آئین (۲۱) دہ سیری۔	۳۷۹	آئین (۹) کشک (چکی)
۴۱۰	آئین (۲۲) جشن ملی (مختلف بہاروں کا)	۳۸۱	آئین (۱۰) واقعہ نویسی۔
	آئین	۳۸۴	آئین (۱۱) سہ انجام سند۔
		۳۹۰	آئین (۱۲)



صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۴۴۹	مرغابی	۴۱۲	آئین (۲۳)
۴۵۰	دراج - پودنہ	۴۱۳	خوش روز (سینا بازار)
۴۵۱	لگا - غوغائی - غوک (میدھک)	۴۱۴	آئین (۲۴)
۴۵۳	آئین (۲۹)		کدخدائی -
	نشاط بازی - چوگان بازی	۴۱۵	آئین (۲۵)
۴۵۶	عشق بازی (کبوتر بازی) -		آموزش قہرسلیم
۴۶۱	خاصے کے کبوتروں کا رنگ -	۴۱۹	آئین (۲۶)
۴۶۳	چوڑ بازی (چوسری بازی)		میسر بھری -
۴۶۶	چندل مندل -	۴۲۵	آئین (۲۷)
۴۶۹	گنجفہ -		شکار -
۴۷۴	بزرگان جاوید دولت (ایمان سلطنت)	۴۲۷	شیر کا شکار
۴۷۷	جدول نام منصب اراک عہد مہدلت	۴۲۹	ہاتھی کا شکار
	دانش اندوزان جاوید دولت	۴۳۱	چیتوں کا شکار
۴۸۷	دعائے مملکت -	۴۳۴	آئین (۲۸)
۴۸۸	جدول دانش اندوزان جاوید دولت اکبری		چیتوں کی خوراک اور یوزبانوں
	علمائے ظاہر و باطن -		کی تنخواہ -
۴۹۲	تانیہ سنجان (شعرا)	۴۳۶	شکاری چیتے کی چالاکی و تیز دستی
۵۳۷	آئین (۳۰)	۴۳۸	سیاہ گوش -
	خیاگراں دار باب نمبر	۴۳۹	سکتے بہرن کا شکار بہرن سے -
۵۳۸	جدول خیاگراں دار باب نمبر	۴۴۳	شکار شکار ویش وینے کا شکار
۵۴۶ تا ۵۴۱	دفتر سوم	۴۴۴	پرندوں کا شکار
	در لاکھ آباد	۴۴۶	پرندوں کی خوراک
۵۴۱	آئین (۳۱)	۴۴۷	پرندوں کی قیمت قیمتوں کا تعین

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۵۶۰	تاریخ ہجری۔	۵۴۸	تاریخ الہی۔
۵۶۲	تاریخ یزدجرد۔ تاریخ ملکی۔	۵۵۲	ہندی تاریخ۔
۵۶۳	تاریخ خانی۔ تاریخ الہی۔	۵۵۳	تاریخ خطائی۔
۵۶۸	آئین (۲)	۵۵۴	ترکی سند۔
	سپہ سالار۔	۵۵۵	تاریخ منجم۔
۵۷۳	آئین (۳)	۵۵۶	تاریخ آدم۔ تاریخ ہمد۔ تاریخ طوفان۔
	فوجدار۔	۵۵۷	تاریخ بخت نصر۔ تاریخ پلبیس۔
۵۷۵	آئین (۴)	۵۵۸	تاریخ قبلی۔
	سیر عدل و قاضی۔	۵۵۹	تاریخ رومی۔
		۵۶۰	تاریخ اغطوس۔
		۵۶۱	تاریخ نصاریٰ۔ تاریخ ازطونیس رومی۔
		۵۶۲	تاریخ قلاطانیوس رومی۔

صحت نامہ

آئین اکبری جلد اول حصہ اول

صفحہ	غلط	صحیح	صفحہ	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۱	۲	۳
۵	۹	فتنہ و فساد	۱۰۲	۴	تجربہ
۶	۲۴	کارپرداری	۱۶۴	۹	پانچ
۱۰	۱۴	وان	۱۴۰	۱۱	روئی بھی۔
۱۴	۲	۹۵	۱۴۲	۱	اس قدر مختلف
۲۲	۲۵	۳۹ سے لے کر ۹۳ (پونے دس)			اقسام کے تیار
۳۵	۱	اکھارہ			کیے جاتے ہیں کہ
۶۶	تحت جدول خانہ (۳)	طسوجات			ان کی تفصیل
۷۸	۱۲	پاسبان	۱۴۴	۱۲	تویہ
۸۵	۲۰	اوپیتل	"	"	سے ہوتی ہیں
۸۶	۸	دورنکر قطرہ	۱۴۴	۱۱	قلیفہ یورپی
۸۷	۲	ادفر (ادفر)	۲۲۳	۱	عرف
۱۰۰	۱۶	ریگ	۲۱۵	۸	ستوران حصہ
					اور یہ
					سے عمدہ ہوتی ہیں
					قلیفہ یورپی
					عرق
					ستوران چیتہ

صفحہ	غلط	صفحہ	غلط	صفحہ	غلط	صفحہ	غلط
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۲۳۷	۲۲	سات	۵	۲۳۷	۵	چرخ	چرخ
۵	۵	برصنی	۷	۲۵۱	۷	پالنگرا	پالنگرا
۳۱۲	۲۳	سرچشمہ	۱	۲۵۶	۱	خوبیاں	خوبیاں
۳۱۴	۱۲	فروگراشت	۱۵	۵۰۰	۱۵	عربہ سازی	عربہ سازی
۳۲۰	۲۵	مخفف	۲۱	۵۲۹	۲۱	باخریہ	باخریہ
۳۳۷	۱۵	یوزمانوں	۵	۵۶۹	۵	فنتہ پرواز	فنتہ پرواز